بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال رسول اللّٰہ ﷺ:

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْراً يُّفَقِّهْهُ فِيْ الدِّيْنِ.

(صحيح البخاري ١٦/١ رقم: ٧١، صحيح مسلم ٣٣٣/١ رقم: ١٠٣٧)

کتابُ النوازل

منتخب فتاویٰ: مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصورپوری
نائب مفتی واستاذ حدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

(جلدِ سادس عشر)

بقیہ کتاب الحظر والاباحۃ

ترتیب وتحقیق:

(مفتی) محمد ابراہیم قاسمی غازی آبادی

ناشر
المركز العلمي للنشر والتحقيق
لال باغ مرادآباد

○ نام کتاب : کتاب النوازل (جلدِ سادس عشر)
○ منتخب فتاویٰ : مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصور پوری
○ ترتیب و تحقیق : مفتی محمد ابراہیم قاسمی غازی آبادی
○ کمپیوٹر کتابت : محمد اسجد قاسمی مظفر نگری
○ ناشر : **المرکز العلمی للنشر والتحقیق، لال باغ مرادآباد**
09412635154 - 09058602750
○ تقسیم کار : فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمیٹڈ دریا گنج دہلی
011-23289786 - 23289159
○ اشاعتِ اول : جمادی الاول ۱۴۳۷ھ مطابق فروری ۲۰۱۶ء
○ صفحات : ۶۰۸
○ قیمت : ۴۲۰/روپئے

ملنے کے پتے:

○ مرکز نشر و تحقیق لال باغ مرادآباد **09058602750**
○ مکتبہ صدیق اینڈ کلاتھ ہاؤس لال باغ مرادآباد **09997747293**
○ کتب خانہ یحیوی محلہ مفتی سہارن پور
○ کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

* * *

مسائل کی پوچھ تاچھ

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ:

فَسْئَلُوْٓا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○

[الأنبيآء: ٧]

ترجمہ: پس پوچھ لو جانکار لوگوں سے اگر تم نہ جانتے ہو۔

* * *

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

إِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ.

(سنن أبي داؤد ٤٩/١ رقم: ٣٣٦، سنن ابن ماجة ٤٣/١ قم: ٥٧٢)

ترجمہ: عاجز (ناواقف) شخص کے لئے اطمینانِ قلب کا ذریعہ (معتبر اور جانکار لوگوں سے مسئلہ کے بارے میں) سوال کر لینا ہے۔

* * *

اِجمالی فہرست

بقیہ کتاب الحظر والاباحۃ

- ☐ کھانے کی سنتیں اور آداب -------------------- ۳۱-۶۶
- ☐ دعوتِ طعام اور اُس کے آداب -------------------- ۶۷-۹۷
- ☐ ماکولات کا بیان -------------------- ۹۸-۱۲۲
- ☐ مشروبات کا بیان -------------------- ۱۲۳-۱۳۱
- ☐ نشہ آور چیزیں -------------------- ۱۳۲-۱۵۶
- ☐ کسب اور پیشہ -------------------- ۱۵۷-۱۷۶
- ☐ طب وعلاج -------------------- ۱۷۷-۲۰۸
- ☐ اَعضاءِ انسانی کا عطیہ اور اُن کی پیوندکاری -------------------- ۲۰۹-۲۴۱
- ☐ ختنہ کے مسائل -------------------- ۲۴۲-۲۴۷
- ☐ اِسقاطِ حمل اور نس بندی -------------------- ۲۴۸-۲۸۱
- ☐ جھاڑ پھونک اور تعویذ وعملیات -------------------- ۲۸۲-۳۳۵
- ☐ کفار ومشرکین کے ساتھ میل جول کرنا -------------------- ۳۳۶-۳۷۶
- ☐ معاصی ومنکرات -------------------- ۳۷۷-۴۲۷
- ☐ ٹیلی ویژن اور تصاویر وغیرہ -------------------- ۴۲۸-۵۳۲
- ☐ لہولعب اور کھیل کود -------------------- ۵۳۳-۵۴۴
- ☐ شعروشاعری اور نعتیہ مقابلہ -------------------- ۵۴۵-۵۶۴
- ☐ رشوت کے مسائل -------------------- ۵۶۵-۵۷۹
- ☐ اَذکار اور دعائیں -------------------- ۵۸۰-۶۰۸

❖

تفصیلی فہرست

بقیہ کتاب الحظر والاباحۃ

کھانے کی سنتیں اور آداب ۳۲

○ کھانا کھانے کی اہم سنتیں ---------- ۳۲
○ کھانے سے پہلے ”بسم اللہ وعلی برکۃ اللہ“ پڑھنا؟ ---------- ۳۵
○ کیا بغیر بسم اللہ کے کھانے والے کے ساتھ شیطان کھاتا ہے؟ ---------- ۳۷
○ کھانے کے شروع میں بسم اللہ بھول جائے تو؟ ---------- ۳۷
○ کھانا کھانے کا سنت طریقہ کیا ہے؟ ---------- ۳۸
○ کھاتے وقت بیٹھنے کا سنت طریقہ ---------- ۳۹
○ بیٹھ کر کھانا کھانے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟ ---------- ۴۰
○ اُکڑوں بیٹھ کر کھانا کھانا؟ ---------- ۴۲
○ کھانے کے دوران اُکڑوں بیٹھنے کی کیا حیثیت ہے؟ ---------- ۴۴
○ کرسی پر بیٹھ کر کھانا کھانا اور کھلانا؟ ---------- ۴۵
○ کرسی میز پر کھانا کھانا؟ ---------- ۴۷
○ ٹیک لگا کر کھانا؟ ---------- ۴۸
○ کھڑے ہو کر کھانا پینا؟ ---------- ۴۹
○ تفکہات کے قبیل کی معمولی چیزیں کھڑے ہو کر کھانا، اور کھاتے وقت اُکڑوں بیٹھنے کی تحقیق -- ۴۹

○ کھانے کی ابتداء نمکین سے یا میٹھے سے؟ ---------- ۵۱

○ سخت بھوک کے وقت پہلے کھانا کھائے یا نماز پڑھے؟ ---------- ۵۳

○ چمچہ سے کھانا کھانا کیسا ہے؟ ---------- ۵۳

○ روٹی توڑ کر کھانے کا طریقہ کیا ہے؟ ---------- ۵۴

○ روٹی توڑنے کا بہتر طریقہ ---------- ۵۵

○ گوشت کھاتے وقت بائیں ہاتھ سے بوٹی توڑنا؟ ---------- ۵۵

○ کھانے کو سونگھنا؟ ---------- ۵۶

○ پلیٹ کے درمیان سے کھانا؟ ---------- ۵۶

○ دسترخوان پر گرے ہوئے لقمہ کو اُٹھا کر کھانا؟ ---------- ۵۷

○ پھونک مار کر ٹھنڈا کرنا؟ ---------- ۵۸

○ تیز گرم کھانا؟ ---------- ۵۸

○ کھانے پینے کی چیزوں میں مکھی گر جائے تو کیا کرے؟ ---------- ۵۹

○ روٹی کے کنارے چھوڑنا؟ ---------- ۶۰

○ کھانے کے بعد انگلی چاٹنے کی ترتیب ---------- ۶۰

○ کھانے کے بعد پہلے خود اُٹھے یا دسترخوان اُٹھائے؟ ---------- ۶۱

○ کھانے کے بعد خلال کرنا؟ ---------- ۶۲

○ کیا کھانے کے بعد پانی پینا سنت ہے؟ ---------- ۶۲

○ کیا کھانے کے بعد پانی پینا خلافِ سنت ہے؟ ---------- ۶۳

○ کھانے کے برتن میں ہاتھ دھو کر اُس کا پانی پینا کیسا ہے؟ ---------- ۶۵

○ فجر کی سنتوں کے بعد کچھ کھانا پینا؟ ---------- ۶۵

دعوتِ طعام اور اُس کے آداب ۶۷

○ دعوت قبول کرنے سے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ مبارکہ؟ ---------- ۶۷

○ خلافِ شرع اُمور کے مرتکب اور ریاکار کی دعوت کا حکم؟ ------------------------ ۶۸

○ حرام آمدنی والے کے یہاں دعوت کھانا؟ ------------------------ ۶۹

○ حرام پیشہ کرنے والے غیر مسلم کے یہاں دعوت کھانا؟ ------------------------ ۷۱

○ حرام اور مشتبہ کمائی والوں کے یہاں امام کی دعوت؟ ------------------------ ۷۲

○ سودی کاروباری کے یہاں دعوت کھانا؟ ------------------------ ۷۲

○ رشوت لینے والے مسلمان کے پیسہ سے کھانا؟ ------------------------ ۷۳

○ مردار کی خرید وفروخت کرنے والے کے یہاں کھانا؟ ------------------------ ۷۴

○ شرابی کے گھر کھانا؟ ------------------------ ۷۵

○ داڑھی تراشنے اور منڈوانے والے کے یہاں دعوت کھانا؟ ------------------------ ۷۵

○ داعی کے مکان پر پہنچے تو پتہ چلا کہ برسی یا چالیسواں کا کھانا ہے؟ ------------------------ ۷۶

○ فسق وفجور والی مجلس دعوت میں شرکت کرنا کیسا ہے؟ ------------------------ ۷۷

○ منکرات والی تقریبات میں دعوت کھانا؟ ------------------------ ۷۹

○ منکرات والی مجلس میں دعوت کھانے کے لئے اصرار کرنا؟ ------------------------ ۸۰

○ جس بارات میں ویڈیو بنتی ہو اُس میں شرکت کرنا؟ ------------------------ ۸۲

○ کھانے کی پارٹی میں خلافِ شرع اُمور کا ارتکاب کرنا؟ ------------------------ ۸۳

○ بڑے ہوٹلوں میں شادی کی دعوت کرنا اور ۳۰-۴۰ قسم کے کھانے تیار کرنا؟ ------------------------ ۸۴

○ ختنہ کے بعد شاندار دعوت کرنا اور شرکت کرنے والوں سے انعام قبول کرنا؟ ------------------------ ۸۴

○ حج سے واپسی پر دعوت کا التزام؟ ------------------------ ۸۶

○ جلسہ دستار بندی پر دعوت وشیرینی وغیرہ کا انتظام کرنا؟ ------------------------ ۸۶

○ دسترخوان پر اجتماعی طور پر کھانا؟ ------------------------ ۸۷

○ اِجتماعی دسترخوان سے لوگوں کو کھاتے ہوئے چھوڑ کر اُٹھنا؟ ------------------------ ۸۸

○ مہمان کا اکرام کیسے کرنا چاہئے؟ ---------- ۸۹
○ دسترخوان پر معزز مہمان کے ساتھ خصوصی اِکرام کا برتاؤ کرنا؟ ---------- ۹۱
○ میزبان کی اِجازت کے بغیر کسی کو کھلانا؟ ---------- ۹۲
○ بن بلائے دعوت میں جانا؟ ---------- ۹۳
○ بغیر دعوت کے کسی کو اپنے ساتھ لے جانا؟ ---------- ۹۴
○ بغیر بلائے دعوت میں آنے والے کو جوتا مارنا؟ ---------- ۹۵
○ دعوت کھانے کے بعد کی دعا؟ ---------- ۹۶

ماکولات کا بیان ۹۸

○ آپ ﷺ کا پسندیدہ گوشت؟ ---------- ۹۸
○ پیٹھ اور شانے کا گوشت؟ ---------- ۹۹
○ شوربہ زیادہ کرنے کی حکمت؟ ---------- ۱۰۰
○ گوشت میں کدو ڈال کر پکانا؟ ---------- ۱۰۱
○ سرکہ کی فضیلت؟ ---------- ۱۰۲
○ پنیر کھانا؟ ---------- ۱۰۲
○ دودھ کی تعریف؟ ---------- ۱۰۳
○ آپ ﷺ اکثر کس چیز کی روٹی استعمال فرماتے تھے؟ ---------- ۱۰۴
○ روٹی کے ٹکڑے کوڑے دان میں ڈالنا؟ ---------- ۱۰۵
○ نان گوشت کھانا؟ ---------- ۱۰۶
○ گھی لگی روٹی کھانا؟ ---------- ۱۰۷
○ چقندر کھانا؟ ---------- ۱۰۷
○ پیاز کھانا؟ ---------- ۱۰۸

○ عجوہ کھجور؟ ---------- ۱۰۹
○ کچا انڈا پینا؟ ---------- ۱۱۰
○ کچا گوشت کھانا؟ ---------- ۱۱۰
○ بھینس کا بٹ کھانا؟ ---------- ۱۱۱
○ حلال جانور کا گوشت طبعاً ناپسند کرنا ---------- ۱۱۱
○ چائینیز کھانوں کا حکم؟ ---------- ۱۱۲
○ ایمول سفر یا مخصوص ای کوڈ والی خوردنی اشیاء کا حکم؟ ---------- ۱۱۳
○ اجنیو موٹو اور میا گی کا حکم؟ ---------- ۱۱۴
○ ماکولات وغیر ماکولات مصنوعی چیزوں کے بارے میں حلت وحرمت کا فتویٰ ---------- ۱۱۵
○ محض اَخبار کی خبر کو مخلوط چیزوں کی حرمت کے لئے بنیاد نہیں بنایا جا سکتا؟ ---------- ۱۱۸
○ اَمریکی اور برطانوی مصنوعات کا حکم؟ ---------- ۱۲۰

مشروبات کا بیان ۱۲۳

○ پانی پینے کے آداب ---------- ۱۲۳
○ ٹھنڈا اور میٹھا پانی؟ ---------- ۱۲۵
○ باسی پانی پینا؟ ---------- ۱۲۵
○ سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا؟ ---------- ۱۲۶
○ بڑے برتن میں منہ لگا کر پینا؟ ---------- ۱۲۷
○ کنارا ٹوٹے ہوئے برتن سے پینا؟ ---------- ۱۲۸
○ گرم مشروب کو پھونک مار کر ٹھنڈا کرنا؟ ---------- ۱۲۹
○ چھ ماہ کی بکری کا دودھ؟ ---------- ۱۳۰
○ دودھ سے بنی اَشیاء کے کھانے کے بعد دعا پڑھنا؟ ---------- ۱۳۱

نشہ آور چیزیں ۱۳۲

○ نشہ آور سیال مشروب اور جامد چیزوں کا حکم؟ ------------------ ۱۳۲

○ نشہ اور انجکشن؟ ------------------ ۱۳۵

○ بھنگ اور اَفیم وغیرہ کی کاشت اور خرید وفروخت؟ ------------------ ۱۳۶

○ ہیروئن وغیرہ مسکرات؟ ------------------ ۱۳۷

○ نشہ کے کام میں ملوث لوگوں کو کیا موت کی سزا دی جاسکتی ہے؟ ------------------ ۱۳۷

○ نشہ کے عادی مریضوں کا علاج؟ ------------------ ۱۳۸

○ نشہ کے مریضوں کے علاج کیلئے نشہ آور اشیاء کا استعمال؟ ------------------ ۱۳۹

○ وائن وینگر اور شراب کے سرکہ کا حکم؟ ------------------ ۱۴۰

○ انجکشن کے ذریعہ نشہ آور اشیاء کا اندر داخل کرنا؟ ------------------ ۱۴۱

○ نشہ کرنے والے کو نشہ آور انجکشن فروخت کرنا؟ ------------------ ۱۴۲

○ بیئر پینا؟ ------------------ ۱۴۳

○ شراب اور تاڑی کا استعمال کرنا؟ ------------------ ۱۴۴

○ خمر اور غیر خمر میں فرق، اور تاڑی، تمباکو، سگریٹ کا حکم؟ ------------------ ۱۴۴

○ بیڑی سگریٹ تمباکو وغیرہ کھانا؟ ------------------ ۱۴۶

○ تمباکو سے بنی ہوئی چیزوں کا استعمال کرنا؟ ------------------ ۱۴۸

○ پان میں زردہ کھانا؟ ------------------ ۱۴۹

○ تمباکو والا پان کھاتے ہوئے تلاوت وتقریر کرنا؟ ------------------ ۱۴۹

○ الکحل کی آمیزش والے ”لوشن/مرہم“ کا حکم؟ ------------------ ۱۵۰

○ اِسپرٹ اور الکحل سے آمیز کی ہوئی دواؤں کا استعمال؟ ------------------ ۱۵۲

○ کھانسی کی دوائی جس میں ۲۰/فیصد الکحل ملی ہو کیا حکم ہے؟ ------------------ ۱۵۳

○ الکحل کی ملاوٹ والے پرفیوم کا حکم؟ ---------- ۱۵۴
○ جائفل کا کھانا کیسا ہے؟ ---------- ۱۵۴

کسب اور پیشہ ۱۵۷

○ اِسمگلنگ کا پیشہ؟ ---------- ۱۵۷
○ آرٹی فیشل جیولری کا کام کرنا؟ ---------- ۱۵۷
○ مورتیوں والا زیور بنانا؟ ---------- ۱۵۸
○ مورتیوں والے کیلنڈر پر کام کرنا؟ ---------- ۱۶۰
○ مسلمان کا مندر تعمیر کرنا اور لکڑی کا مندر بنا کر فروخت کرنا؟ ---------- ۱۶۱
○ ہندو دیوی دیوتاؤں کی تصویر بنے کپڑوں کی تجارت کرنا؟ ---------- ۱۶۲
○ راکھی اور بندیا وغیرہ فروخت کرنا؟ ---------- ۱۶۲
○ شمشان گھاٹ پر مسلمان کا ملازمت کرنا؟ ---------- ۱۶۳
○ شراب کی خالی بوتلوں کا کاروبار؟ ---------- ۱۶۴
○ کباڑی کا شراب کی خالی بوتلیں شراب فیکٹری کو بیچنا؟ ---------- ۱۶۴
○ جعلی مارک شیٹ بنانے کا کاروبار کرنا؟ ---------- ۱۶۶
○ فوٹو گرافی کا پیشہ؟ ---------- ۱۶۷
○ وکالت کا پیشہ کرنا کیسا ہے؟ ---------- ۱۶۸
○ داڑھی مونڈنے اور غیر شرعی بال کاٹنے کا پیشہ؟ ---------- ۱۶۹
○ پینٹ سینے والے کی کمائی؟ ---------- ۱۷۰
○ منیہار کا اپنے ہاتھ سے نامحرم عورتوں کو چوڑیاں پہنانا؟ ---------- ۱۷۱
○ گھر کی عورتوں سے تجارت یا نوکری کرانا؟ ---------- ۱۷۲
○ بیوی کا اپنی کمائی پر ناز کرکے شوہر کو طعنہ دینا؟ ---------- ۱۷۳

○ نرس کی نوکری؟ -------------------- ۱۷۳

○ جنات کی کمائی اور اُن کے پیسوں کا حکم؟ -------------------- ۱۷۵

طب وعلاج ۱۷۷

○ ڈاکٹری کا فن پڑھے بغیر علاج ومعالجہ کرنا؟ -------------------- ۱۷۷

○ قانونی سرٹیفکٹ کے بغیر انگریزی دواؤں سے علاج کرنا؟ -------------------- ۱۷۸

○ ڈاکٹر کا بغیر تحقیق کے بے ہوشی کا اِنجکشن لگانا؟ -------------------- ۱۷۹

○ کمپاؤنڈری کرنا کیسا ہے؟ -------------------- ۱۸۰

○ کمپاؤنڈر کا علاج کرنا؟ -------------------- ۱۸۱

○ ”حجامہ“ کا علاج کیا کسی علاقہ کے ساتھ خاص ہے؟ -------------------- ۱۸۲

○ اُم الصبیان کسے کہتے ہیں؟ -------------------- ۱۸۳

○ علاج کے لئے چمگادڑ کھانا؟ -------------------- ۱۸۴

○ کندھے کے درد میں خنزیر کی چربی ملی ہوئی دوائی کی مالش کرنا؟ -------------------- ۱۸۵

○ کیا واقعہ عرنیین سے پیشاب پینے کا جواز نکلتا ہے؟ -------------------- ۱۸۶

○ ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب دوا میں ڈالنا؟ -------------------- ۱۸۸

○ گائے کا پیشاب ملی دواؤں کا استعمال کرنا؟ -------------------- ۱۸۹

○ حشرات الارض کی آمیزش سے بنی دواؤں کا حکم؟ -------------------- ۱۹۰

○ مجبوری میں بیرونِ ممالک رہنے والی عورتوں کا مرد ڈاکٹروں سے ولادت کا آپریشن کرانا؟ --- ۱۹۱

○ دانتوں کو سیدھا کرنے کے لئے تار لگانا؟ -------------------- ۱۹۲

○ علاج کے لئے جلی ہوی بیڑی بچہ کی پیشانی پر لگانا؟ -------------------- ۱۹۳

○ D.N.A ٹیسٹ کی رپورٹ کا حکم؟ -------------------- ۱۹۴

○ ”ون ٹولین“ گیس کا بھپارا لینا؟ -------------------- ۱۹۴

○ بسم اللہ پڑھ کر دواء کا کھانا؟ ---------- ۱۹۵
○ یونانی وآیورویدک دواؤں کا حکم؟ ---------- ۱۹۶
○ وزن بڑھانے والی دواؤں کا استعمال؟ ---------- ۱۹۷
○ ہیومیوپیتھی کی دوائی استعمال کرنا؟ ---------- ۱۹۸
○ کتے کاٹے کا علاج کیلئے مریض کو پیروں کے نیچے سے نکالنا؟ ---------- ۱۹۹
○ ناجائز شہوت پوری کرنے والے کو قوتِ باہ کی دوائی دینا؟ ---------- ۲۰۰
○ مصنوعی آلۂ تنفس کا استعمال کیسا ہے؟ ---------- ۲۰۰
○ کیا مریض سے مصنوعی آلاتِ تنفس کا ہٹانا قتلِ نفس ہے؟ ---------- ۲۰۱
○ جس مریض کی زندگی کا انحصار مشینی آلات پر ہو اس سے آلات ہٹانا؟ ---------- ۲۰۲
○ اِسلام میں یوتھینیز یا کا کیا حکم ہے؟ ---------- ۲۰۳
○ غیر عورت کے رحم میں بچے کی افزائش؟ ---------- ۲۰۶
○ منکوحہ کے رحم میں افزائش؟ ---------- ۲۰۷

اَعضاءِ انسانی کا عطیہ اور اُن کی پیوند کاری ۲۰۹

○ جنین کے نامکمل اعضاء دوسرے کو دینے کی اجازت دینا؟ ---------- ۲۰۹
○ اَعضاء بدن میں سے کسی عضو کا عطیہ دینا؟ ---------- ۲۱۰
○ خون کا عطیہ؟ ---------- ۲۱۱
○ مسلمان غیر مسلم کو خون دے سکتا ہے؟ ---------- ۲۱۲
○ خون عطیہ کا کیمپ لگانا؟ ---------- ۲۱۳
○ بلڈ بنک میں رضا کارانہ طور پر خون عطیہ کرنے کے متعلق اِسلامک فقہ اکیڈمی کی تجویز -- ۲۱۵
○ طبیب حاذق کے حکم سے کسی انسان کو اپنا خون دینا؟ ---------- ۲۱۵
○ ڈاکٹروں کے مشورہ سے ایک اِنسان کا خون دوسرے میں داخل کرنا؟ ---------- ۲۱۷

○ لاعلاج مریض کیلئے مردار اِنسان کی کھوپڑی کا استعمال کرنا؟ ---------------------- ۲۱۸
○ ایک شخص کا گردہ دوسرے میں لگانا؟ -- ۲۱۹
○ سخت مجبوری میں کسی زندہ یا مردہ اِنسان کے اَعضاء دوسرے میں استعمال کرنا؟ ------ ۲۲۰
○ مریض کی جان بچانے کے لئے اپنا گردہ دینا؟ ---------------------------------- ۲۲۱
○ مرنے کے بعد اپنی آنکھوں کی کسی شخص یا اِدارہ کیلئے وصیت کرنا؟ ------------------ ۲۲۲
○ مرنے کے بعد اپنے بدن کا حصہ دوسرے کو دینے کی وصیت کرنا؟ ------------------ ۲۲۴
○ پیر صاحب کے مُحِبّین کا پیر کی آنکھیں لینا؟ -- ۲۲۴
○ اِنسانی اَعضاء کی پیوند کاری سے متعلق مفتیانِ شاہی کی آراء؟ ------------------------ ۲۲۵
○ زیبائش اور حسن کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا؟ ------------------------------ ۲۲۶
○ پلاسٹک سرجری سے ناک یا ہونٹ کو پتلا کرنا؟ --------------------------------- ۲۲۷
○ سرجری کے ذریعہ سر پر بالوں کو جمانا؟ --- ۲۲۹
○ سر کے پچھلے حصے کے بال اُکھاڑ کر بطور علاج درمیانی حصہ میں لگانا؟ ------------------ ۲۳۱
○ عورت کا بذریعہ آپریشن پستان چھانٹنا؟ -- ۲۳۲
○ مرد یا عورت کے لئے جنس تبدیل کرانا جائز ہے یا نہیں؟ --------------------------- ۲۳۳
○ آپریشن کے ذریعہ تبدیلی جنس کے بعد کیا اَحکام جاری ہوں گے؟ ------------------ ۲۳۴
○ تبدیلی جنس کر کے ہیجڑا بننا اور اِغلام بازی کرنا؟ ------------------------------- ۲۳۹
○ اِنسان کے فضلات اور اَعضاء کو بطور علاج استعمال کرنا؟ ------------------------ ۲۴۰

ختنہ کے مسائل ۲۴۲

○ اِسلام میں ختنہ کی ابتداء کب سے ہوئی اور اُس کا کیا حکم ہے؟ ---------------------- ۲۴۲
○ ختنہ کرنے کے لئے شرم گاہ پر پان یا کاغذ رکھ کر کاٹنا؟ ------------------------------ ۲۴۳
○ ختنہ کتنی عمر میں کرائیں؟ -- ۲۴۴
○ بالغ نومسلم کا ختنہ کرانا؟ -- ۲۴۶

اِسقاطِ حمل اور نس بندی ۲۴۸

○ ضبطِ تولید کے متعلق اِسلامی حکم؟ ---------- ۲۴۸

○ مجبوری میں ضبطِ تولید کی کون سی شکل جائز ہے؟ ---------- ۲۴۸

○ بچہ کی تربیت اور نشو ونما کی غرض سے مانع حمل کا استعمال؟ ---------- ۲۴۹

○ شوہر اور بیوی دونوں کا حمل نہ ٹھہرانے کا انتظام کرنا؟ ---------- ۲۵۱

○ حمل کو روکنے والی چیزوں کا حکم؟ ---------- ۲۵۱

○ مانع حمل اَدویہ استعمال کرنے کیا حکم ہے؟ ---------- ۲۵۲

○ مانع حمل گولی کھانا؟ ---------- ۲۵۲

○ بیوی کی اِجازت سے عزل کرنا یا مانع حمل دوا کا استعمال کرنا؟ ---------- ۲۵۳

○ بیماری اور مجبوری کی حالت میں اسقاطِ حمل یا مانع حمل دوا کا استعمال کرنا؟ ---------- ۲۵۴

○ کیا شوہر نرودھ کا استعمال کرسکتا ہے؟ ---------- ۲۵۵

○ بیوی کی کمزوری کی وجہ سے نرودھ کا اِستعمال کرنا؟ ---------- ۲۵۶

○ منع حمل کے لئے ’’کاپرٹی‘‘ کا استعمال کرنا؟ ---------- ۲۵۸

○ آپریشن سے بچے بند کرانا؟ ---------- ۲۵۸

○ بچے زیادہ ہونے کے خوف سے نس بندی کرانا؟ ---------- ۲۵۹

○ بیوی کے مرنے کے خوف سے نس بندی کرانا؟ ---------- ۲۶۰

○ سرکاری محکمہ کا نوکری کی بحالی کے لئے نس بندی کی شرط لگانا؟ ---------- ۲۶۱

○ اگر استقرارِ حمل سے جان کا خطرہ ہو تو بچہ دانی نکلوانا کیسا ہے؟ ---------- ۲۶۲

○ بیوی کی موت کے خطرے سے ڈاکٹروں کا بچہ دانی نکلوانے کا مشورہ دینا؟ ---------- ۲۶۳

○ بچہ دانی کا آپریشن کرانے والی کی عبادت؟ ---------- ۲۶۴

○ نس بندی کرانے والی عورت کا پکا ہوا کھانا؟ ---------- ۲۶۵

○ اِسقاطِ حمل کی اِجازت کب تک ہے؟ ---- ۲۶۵

○ رزق کی تنگی کی وجہ سے حمل ساقط کرانا؟ ---- ۲۶۶

○ کیا مذکورہ صورتوں میں اِسقاطِ حمل جائز ہے؟ ---- ۲۶۷

○ پیٹ کی تکلیف کی وجہ سے حمل ساقط کرانا؟ ---- ۲۶۸

○ بچہ دانی میں گانٹھ ہونے کی وجہ سے حمل ساقط کرانا؟ ---- ۲۶۹

○ حمل کے باقی رکھنے میں کینسر کے خوف سے اِسقاط کرانا؟ ---- ۲۷۰

○ بچہ کو خطرہ لاحق ہونے کی وجہ سے اِسقاطِ حمل کرنا؟ ---- ۲۷۱

○ پہلی بچی کے آٹھ ماہ کا ہونے کی وجہ سے حمل ساقط کرانا؟ ---- ۲۷۲

○ بچوں کی پرورش کے بوجھ سے حمل ساقط کرانا؟ ---- ۲۷۳

○ سات مہینہ کا حمل ساقط کرانا؟ ---- ۲۷۵

○ چار مہینہ کا حمل دوا کھا کر ضائع کرنا؟ ---- ۲۷۶

○ حاملہ بالزنا کا ڈاکٹر سے حمل ساقط کرانے پر اصرار کرنا؟ ---- ۲۷۶

○ نکاح حلالہ میں اگر حمل رک جائے تو اُسے ساقط کرانا کیسا ہے؟ ---- ۲۷۷

○ غیر ثابت النسب حمل ساقط کرنے والے کو مسقط دوائیں دینا؟ ---- ۲۷۸

○ مختلف اغراض سے اِسقاط کرانے والوں کو مسقط دوائیں لکھ کر دینا؟ ---- ۲۷۹

○ عضوِ تناسل اور خصیتین نکلوانے والے شخص کی نماز اور حج کا حکم؟ ---- ۲۸۰

جھاڑ پھونک اور تعویذ و عملیات ۲۸۲

○ کیا سحر ”جادو“ کی حقیقت ہے؟ ---- ۲۸۲

○ جادو کی حقیقت کیا ہے؟ ---- ۲۸۴

○ جنات اور جادو کی حقیقت ---- ۲۸۵

○ سحر جادو ٹونا کرنا؟ ---- ۲۸۹

○ موہم شرک الفاظ سے منتر پڑھنا؟ ---------- ۲۹۰

○ غیر مسلموں سے جھاڑ پھونک کرانا؟ ---------- ۲۹۱

○ غیر مسلم کا مذہبی منتروں وغیرہ سے علاج کرنا؟ ---------- ۲۹۲

○ سفلی عمل کرنا اور ایسے لوگوں کے یہاں کھانا؟ ---------- ۲۹۴

○ جادو کے توڑ کے لئے سفلی علاج ---------- ۲۹۴

○ کلماتِ مسمریزم سیکھنا؟ ---------- ۲۹۵

○ منتر پڑھ کر سادھو کا کھانے کی چیزیں طلب کرنا؟ ---------- ۲۹۶

○ اقتدار پر قابض رہنے کیلئے جادو، ٹونہ، تعویذ وغیرہ کروانا؟ ---------- ۲۹۷

○ عملیات کے ذریعہ جن بھوت پریت اور جادو اُتارنا؟ ---------- ۲۹۸

○ کتے کے کاٹنے پر جھاڑ پھونک کا عمل کرنا؟ ---------- ۳۰۲

○ کیا پیغمبر علیہ السلام اور صحابہؓ سے تعویذ لکھنا ثابت ہے؟ ---------- ۳۰۲

○ تعویذ گنڈے سے متعلق شرعی اَحکام ---------- ۳۰۴

○ تعویذ کا شرعی حکم ---------- ۳۰۷

○ تعویذات کو مطلقاً شرکیہ عمل قرار دینا اَحادیثِ صحیحہ کے خلاف ہے ---------- ۳۰۹

○ عملیات سیکھنا کیسا ہے؟ ---------- ۳۱۱

○ غیر مسلم کو آیتِ قرآنی تعویذ میں لکھ کر دینا؟ ---------- ۳۱۲

○ مسجد میں تعویذ گنڈے کا کام کرنا؟ ---------- ۳۱۳

○ عالم دین کا حاضرات کا عمل کرنا اور اُجرت لینا؟ ---------- ۳۱۳

○ کیا دم کرنے سے شفا مل سکتی ہے؟ ---------- ۳۱۴

○ نامحرم سحر زدہ عورتوں کو بغرضِ علاج دیکھنا؟ ---------- ۳۱۵

○ نامحرم لڑکی کے ذریعہ جنات کا علاج کرانا؟ ---------- ۳۱۶

○ عالم دین کا نامحرم سے براہِ راست بیان لے کر تعویذ دینا؟ ---------- ۳۱۹

❍ تعویذ حاصل کرنے کیلئے اَجنبی عورتوں کا بے پردہ بھیڑ لگانا؟ ---------------- ۳۲۰
❍ نظر اور جادو برحق ہیں ---------------- ۳۲۲
❍ نظر اُتارنے کے طریقے ---------------- ۳۲۳
❍ مرچوں کے ذریعہ نظر اُتارنا؟ ---------------- ۳۲۵
❍ نظر بد سے بچانے کیلئے بچوں کے گلے میں تعویذ پہنانا؟ ---------------- ۳۲۶
❍ مرغ کو ذبح کرکے اُس کے خون سے تعویذ لکھنا؟ ---------------- ۳۲۶
❍ سونا چاندی کی ڈبیہ میں تعویذ رکھ کر گلے میں ڈالنا؟ ---------------- ۳۲۷
❍ عمل کرکے غائب کی خبر دینا؟ ---------------- ۳۲۸
❍ بغرضِ علاج آیت قرآنی بسکٹ وغیرہ پر لکھوا کر کھانا؟ ---------------- ۳۲۸
❍ فون پر دم کرنا؟ ---------------- ۳۲۹
❍ مکان اور دوکان میں اَثرات اور جنات کی حقیقت ---------------- ۳۳۰
❍ مخصوص نقشہ کے مطابق تعمیر مکان کو مفلسی سے بچنے کا ذریعہ سمجھنا؟ ---------------- ۳۳۲
❍ پڑھے ہوئے پانی سے بال دھونا؟ ---------------- ۳۳۳
❍ پنڈت کی نشان دہی پر چور سے چوری کی رقم لینا؟ ---------------- ۳۳۴

کفار و مشرکین کے ساتھ میل جول کرنا ۳۳۶

❍ ہندوؤں کے تیوہار کنہیا جنم اِشٹمی میں مسلمانوں کا شرکت کرنا؟ ---------------- ۳۳۶
❍ کنہیا جنم اِشٹمی کفریہ مجلس میں باعثِ ثواب سمجھ کر شرکت کرنا؟ ---------------- ۳۳۸
❍ جو شخص کنہیا جنم اِشٹمی میں شرکت کو مستحب اور کارِ ثواب سمجھ کر شریک ہو اس کا کیا حکم ہے؟ -- ۳۳۹
❍ اہلِ ہنود کی شادیوں میں شرکت کرنا کیسا ہے؟ ---------------- ۳۴۰
❍ ہندوؤں کی شادی کا کھانا کھانا؟ ---------------- ۳۴۱
❍ ہندوؤں کی رام لیلا برات میں شرکت کرنا؟ ---------------- ۳۴۲

○ غیر مسلم رشتہ داروں کی تقریبات میں شرکت؟ -------------------------------- ۳۴۳
○ غیر مسلموں کو اپنی تقریبات اور جنازہ میں شرکت کی دعوت دینا؟ ------------------ ۳۴۵
○ مسلمان کا ہولی کھیلنا کیسا ہے؟ -- ۳۴۶
○ دیوالی کے موقع پر مسلمانوں کو مٹھائی کا تحفہ دینا؟ ---------------------------- ۳۴۷
○ ہولی دیوالی کی مٹھائی؟ -- ۳۴۸
○ دیوالی کے موقع پر غیر مسلم کا مٹھائی ہدیہ کرنا؟ ----------------------------- ۳۴۹
○ غیر مسلم کے تیوہار پر مبارک باد دینے کیلئے اپنی تصویر بنوانا؟ --------------------- ۳۵۰
○ غیر مسلم تیوہاروں کے موقع پر خرید وفروخت کرنا؟ ---------------------------- ۳۵۰
○ غیر مسلموں کی اَرتھی میں شرکت کرنا؟ ------------------------------------ ۳۵۱
○ مسلمانوں کا تعاون کرنے والے غیر مسلم کی میت کے ساتھ مرگھٹ جانا؟ ---------- ۳۵۲
○ کافر دوست کی عیادت وتعزیت کرنا اور مذہبی رسومات میں شریک ہونا؟ ---------- ۳۵۳
○ غیر مسلم کی عیادت، تعزیت اور تجہیز وتکفین میں حصہ لینا؟ ---------------------- ۳۵۴
○ کافروں کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھنا اور اُن کے یہاں کھانا؟ ------------------ ۳۵۶
○ غیر مسلم کے ہاتھ کی پکی چیز کھانا؟ -- ۳۵۷
○ غیر مسلم باورچی کا پکایا ہوا گوشت کھانا؟ ---------------------------------- ۳۵۸
○ غیر مسلموں کے ہوٹل میں گوشت کھانا؟ ------------------------------------ ۳۵۹
○ غیر مسلم کے گھر کھانا؟ -- ۳۶۰
○ شیعہ اور اہل ہنود کے ساتھ کھانا پینا؟ -------------------------------------- ۳۶۱
○ غیر مسلم کی دوکان کی چائے اور مٹھائی وغیرہ کھانا؟ ---------------------------- ۳۶۲
○ اہلِ ہنود کے پیسہ سے کھانا پینا؟ -- ۳۶۳
○ مندروں پر چڑھایا جانے والا پرشاد کھانا؟ ---------------------------------- ۳۶۴
○ مندر کے پاس پوجا پاٹ کا سامان یا مٹھائی فروخت کرنا؟ ------------------------ ۳۶۵

○ مسلمان شخص کا مندر میں بیٹھنا اور پوجا پاٹ کرنا؟ ---------- ۳۶۶
○ مندر کی تعمیر میں مسلمانوں کا مدد کرنا؟ ---------- ۳۶۷
○ مسلمان کا مندر کے لئے روپیہ دینا؟ ---------- ۳۶۸
○ روافض کے مذہبی کاموں میں شرکت کرنا؟ ---------- ۳۶۹
○ شیعوں کی تقریب میں شرکت کرنا اور اُن کے مقتداء کا اکرام کرنا؟ ---------- ۳۷۱
○ شیعوں کے یہاں کھانا پینا؟ ---------- ۳۷۳
○ شیعہ اور فاسق سے دوستی رکھنا؟ ---------- ۳۷۴
○ اَمریکی مسلمانوں کا ذریعہ معاش اور اُن کے ساتھ برتاؤ؟ ---------- ۳۷۵

معاصی ومنکرات ۳۷۷

○ بڑے گناہوں میں سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ ---------- ۳۷۷
○ مکروہِ تحریمی کے بار بار ارتکاب سے کونسا گناہ ہوتا ہے؟ ---------- ۳۷۸
○ اسلام میں دھوکہ، جھوٹ اور خیانت کرنے والے کا حکم ---------- ۳۷۸
○ فرقہ پرستی پھیلانا، دھوکہ دینا، جھوٹ بولنا؟ ---------- ۳۷۹
○ آرڈر والوں اور کاریگروں سے مالک کا جھوٹ بولنا؟ ---------- ۳۸۰
○ اپنا جرم چھپانے کے لئے توریہ استعمال کرنا اور جھوٹی قسم کھانا؟ ---------- ۳۸۲
○ اپنے یا رشتہ داروں کے مفاد کے لئے جھوٹی گواہی دینا؟ ---------- ۳۸۳
○ مدرسہ کا متولی بننے کے لئے جھوٹ بولنا؟ ---------- ۳۸۴
○ فرضی کاغذات پیش کر کے سرکاری مدرسہ میں صدر مدرس بننا؟ ---------- ۳۸۴
○ دسویں بارہویں کا جعلی سرٹیفکیٹ بنوا کر سرکاری نوکری کرنا؟ ---------- ۳۸۶
○ نام بدل کر پاسپورٹ بنوانا اور جھوٹی دستاویز دکھا کر ویزا لگوانا؟ ---------- ۳۸۷
○ سرکار سے جھوٹ بول کر شرائط کے خلاف راشن کارڈ لینا؟ ---------- ۳۸۸

○ ایڈمیشن کی رشوت سے بچنے کیلئے بڑی برادری والوں کا اپنے کو چھوٹی برادریوں کی طرف منسوب کرنا ؟ --۳۸۹
○ اپنے مفاد کیلئے عدالت میں مردہ باپ کو زندہ لکھانا ؟---------------------------۳۹۰
○ نامعلوم بچے کے اندراج میں والدین کا نام فرضی لکھنا ؟---------------------------۳۹۱
○ کسی پر الزام اور بہتان لگانا ؟ ---۳۹۱
○ ایک دوسرے پر بہتان تراشنا اور جھوٹے مقدمات لگانا ؟-------------------------۳۹۲
○ غلط الزام اور بہتان لگانے والے کا شریعت میں کیا حکم ہے؟ -------------------- ۳۹۴
○ کسی پر ناحق تہمت لگانا ؟ ---۳۹۵
○ تہمت لگنے پر دوٹوک اَنداز میں صفائی پیش کرنی چاہئے ----------------------۳۹۶
○ کیا برسرعام تہمت لگانے والے کا برسرعام معافی مانگنا ضروری ہے؟ ---------------۳۹۸
○ نکاح سے قبل کنوارے پن میں زنا کرنا ؟ -----------------------------------۳۹۹
○ دوسرے کی بیوی سے ناجائز تعلقات--۳۹۹
○ کھلم کھلا غیر منکوحہ عورت کے ساتھ رہنے والے کے ساتھ معاملات کرنا ؟ ---------- ۴۰۱
○ ثبوتِ زنا کے شرائط اور قطع تعلقی کا حکم------------------------------------۴۰۳
○ زنا کاری کرنے والے کو کنڈوم فروخت کرنا------------------------------------ ۴۰۵
○ ناجائز کاموں سے روکنے کیلئے میڈیکل والے کا کنڈوم اور مسقط دواؤں کو نہ بیچنا؟ ---- ۴۰۶
○ کیا شراب اور زنا سے توبہ کرنے والے کا اِیمان باقی رہتا ہے؟ -------------------۴۰۷
○ اپنے نفس کو خوش رکھنے کے لئے ہاتھ سے منی نکالنا؟--------------------------۴۰۸
○ قتلِ ناحق پر وعیدیں --۴۰۹
○ کفار کے قتل کے بارے میں قرآن کا کیا حکم ہے؟ ---------------------------- ۴۱۰
○ خودکشی کرنا؟-- ۴۱۱
○ کیا زنا بالجبر سے بچنے کیلئے عورت خودکشی کرسکتی ہے؟ ---------------------- ۴۱۱
○ گالی دینا اور لعن طعن کرنا؟ --- ۴۱۲

○ کسی کو گالی دینا کیسا ہے؟ ---------- ۴۱۳

○ میت کی غیبت کی تلافی کیسے ہوگی؟ ---------- ۴۱۳

○ غیبت کا کفارہ؟ ---------- ۴۱۴

○ بول چال بند کرنا کیسا ہے؟ ---------- ۴۱۵

○ تین دن سے زیادہ قطع تعلق جائز نہیں ---------- ۴۱۶

○ بلا کسی عذرِ شرعی کے دل میں کینہ رکھنا اور مقاطعہ کرنا درست نہیں ---------- ۴۱۷

○ کاروباری نقصان کی وجہ سے سسر کا داماد اور بیٹی سے رشتہ توڑنا؟ ---------- ۴۱۸

○ معاہدہ توڑنے والے سے قطع تعلق کرنا؟ ---------- ۴۱۹

○ مؤمن کا دوسرے مؤمن سے کہنا کہ میرے جنازہ میں ہاتھ نہ لگانا؟ ---------- ۴۲۰

○ باہمی معاملات کو صاف کرنے کیلئے مقابل ومخاصم کے بااَثر لوگوں کو بیچ میں ڈالنا؟ ---- ۴۲۱

○ مسجد میں بیٹھ کر مکان خالی کرنے کا وعدہ کیا، پھر نہیں کیا؟ ---------- ۴۲۲

○ قرعہ اندازی کے بعد اُس سے اِنحراف کرنا؟ ---------- ۴۲۳

○ بیٹا پیدا ہونے پر حافظِ قرآن بنانے کا عہد کر کے اُس کے خلاف کرنا؟ ---------- ۴۲۴

○ مقتدیٰ شخص کی توبہ ---------- ۴۲۵

○ توبہ کے بعد گناہ پر عار دلانا جائز نہیں ---------- ۴۲۶

ٹیلی ویژن اور تصاویر وغیرہ ۴۲۸

○ اِسلام میں موسیقی اور ناجائز تفریحات کا حکم ---------- ۴۲۸

○ T.V اور V.C.D پر فلم وناچ گانا وغیرہ دیکھنا؟ ---------- ۴۳۱

○ T.V دیکھنا کیوں منع ہے؟ ---------- ۴۳۲

○ ٹیلی ویژن دیکھنے پر کون سا گناہ ہوتا ہے؟ ---------- ۴۳۳

○ ٹیلی ویژن گھر میں رکھنا؟ ---------- ۴۳۴

○ ہوٹلوں میں ٹی وی وغیرہ لگانا؟ ---------- ۴۳۴
○ شوہر کا بیوی کو T.V دیکھنے اور شراب نکال کر دینے پر مجبور کرنا؟ ---------- ۴۳۶
○ ٹیلی ویژن پر کھیل دیکھنا؟ ---------- ۴۳۷
○ ٹی وی پر کرکٹ میچ دیکھنا؟ ---------- ۴۳۹
○ ٹیلی ویژن پر خبریں سننا؟ ---------- ۴۴۰
○ ریڈیو میں خبریں سننا؟ ---------- ۴۴۰
○ ٹیلی ویژن کا دینی مقاصد کے لئے استعمال؟ ---------- ۴۴۱
○ ٹی وی پر علماء کرام کے بیانات؟ ---------- ۴۴۲
○ TV پر اِسلامی پروگرام دیکھنا اور سننا؟ ---------- ۴۴۳
○ T.V پر حرم شریف کی تراویح، مناظرہ یا دینی پروگرام سننا؟ ---------- ۴۴۴
○ خود تلاوت کرنے میں زیادہ ثواب ہے یا ٹیلی ویژن پر سننے میں؟ ---------- ۴۴۶
○ سحری کے وقت دینی مضامین TV پر بیان کرنا؟ ---------- ۴۴۶
○ اِسلام اور مسلمانوں کے متعلق اعتراض کے جوابات TV پر نشر کرنا؟ ---------- ۴۴۷
○ صحابۂ کرام کی ہجرت اور غزوات کی فلم بنا کر TV پر دِکھانا؟ ---------- ۴۴۹
○ ’’سیریل ٹیپو سلطان‘‘ نامی پروگرام کی حقیقت ---------- ۴۵۱
○ ریڈیو اور ٹیلی ویژن وغیرہ کی بیع وشراء کا حکم ---------- ۴۵۳
○ TV کی مرمت سازی اور خرید وفروخت کرنا؟ ---------- ۴۵۴
○ کمپیوٹر پر قاری اور سامعین کے فوٹو والی سی ڈی یا کیسٹ دیکھنا؟ ---------- ۴۵۵
○ لیپ ٹاپ پر مقرر کی تصویر دیکھ کر مردوں یا عورتوں کا بیان سننا؟ ---------- ۴۵۶
○ ویڈیو فلم بنانا جائز ہے یا نہیں؟ ---------- ۴۵۸
○ دینی پروگرام کی ویڈیو کیسٹ بنوانا؟ ---------- ۴۶۰

○ مدارس کے پروگرام کو ویڈیو کی شکل دینا؟ ---------- ۴۶۱

○ علماءِ کرام کا مہمانوں کے ساتھ ویڈیو بنوانا اور گلے میں پھول ڈالنا؟ ---------- ۴۶۲

○ نکاح کی ویڈیو بنانا؟ ---------- ۴۶۴

○ دینی مکالمات کو ڈرامے کی شکل میں پیش کرنا؟ ---------- ۴۶۶

○ یومِ آزادی کے جلسہ میں مکالمہ اَسلاف کی قربانیاں کی شکل میں پیش کرنا؟ ---------- ۶۸۷

○ قاری رقیہ اور اُم حبیبہ کی کیسٹیں سننا؟ ---------- ۴۶۸

○ کیسٹ میں قرآنِ کریم ٹیپ کر کے سننا؟ ---------- ۴۶۹

○ واک مین لگا کر تقریریں اور دینی باتیں سننا؟ ---------- ۴۷۰

○ کیمرے کی اِسکرین سے ملازمین کی نگرانی کرنا؟ ---------- ۴۷۰

○ کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے ذریعہ اپنے پیغامات بھیجنا؟ ---------- ۴۷۱

○ جاندار کی تصویر بنانا اور تصویر سازی کی اُجرت؟ ---------- ۴۷۳

○ پیتل کے جانور بنانا؟ ---------- ۴۷۴

○ چاندی کے زیور میں تصویر بنانا؟ ---------- ۴۷۴

○ مورتیوں کا صیقل و صفائی کرنا کیسا ہے؟ ---------- ۴۷۶

○ سامانِ تجارت میں حیوانات کی تصویر بنانا اور ایسے کارخانوں کی ملازمت کا حکم ---------- ۴۷۶

○ آرٹ سبجیکٹ میں جاندار کی تصویر بنانا؟ ---------- ۴۷۷

○ اِشتہاری کیلنڈروں میں مورتیاں وغیرہ چھپوانا؟ ---------- ۴۷۹

○ اِشتہار اور ڈبوں کی تصویر کا کیا حکم ہے؟ ---------- ۴۸۰

○ تصویر کشی کس صورت میں جائز ہے؟ ---------- ۴۸۲

○ اَعزہ کی جدائیگی کے وقت اُن کا فوٹو کھینچنا؟ ---------- ۴۸۳

○ یادِ رفتگاں کے لئے تصویر کشی کرنا؟ ---------- ۴۸۴

○ بیوی کو دکھانے کے لئے فوٹو کھنچوانا؟ ---------- ۴۸۵

○ بیوہ کا شوہر کی تصویر دیکھنا؟ ---------- ۴۸۶

○ موبائل سم لینے کے لئے تصویر کھینچوانا؟ ---------- ۴۸۷

○ راشن کارڈ بنوانے کے لئے فوٹو کھنچوانا؟ ---------- ۴۸۸

○ فوٹو کھنچوا کر محفوظ رکھنا؟ ---------- ۴۸۹

○ موبائل میں عورتوں یا چھوٹی بچیوں کا فوٹو رکھنا؟ ---------- ۴۹۰

○ ایسی تصویریں لگانا جن میں شکل وصورت نظر نہ آئے؟ ---------- ۴۹۰

○ سایہ کے مانند تصویر کے ڈھانچہ کا حکم؟ ---------- ۴۹۲

○ مقدس اَشیاء اور مقامات کی تصاویر گھروں میں لگانا؟ ---------- ۴۹۲

○ بزرگ کی تصویر مکان میں لگانا؟ ---------- ۴۹۳

○ عید کی مبارک باد دینے کے لئے بورڈ پر تصویر لگانا؟ ---------- ۴۹۳

○ اخبار کی رپورٹنگ کرنا اور تصویر کشی کر کے اخبار میں نشر کرانا؟ ---------- ۴۹۴

○ اِمتحان میں کامیابی کے لئے ڈرائنگ کا مضمون لینا؟ ---------- ۴۹۶

○ جلسہ میں چندہ کے لئے تصویر کھینچنا؟ ---------- ۴۹۸

○ اَخباری نمائندوں کا عید کی نماز پڑھتے لوگوں کا فوٹو کھینچنا؟ ---------- ۴۹۸

○ دینی تقریبات اور جلسوں میں تصویر کشی کا حکم؟ ---------- ۴۹۹

○ دینی پروگراموں میں عورتوں کے مجمع میں اِسکرین لگانا؟ ---------- ۵۰۱

○ مسجد میں دینی پروگرام کے دوران تصویر کشی کرنا؟ ---------- ۵۰۲

○ مسجد میں درسِ تفسیر کی ویڈیو ریکارڈنگ کرنا؟ ---------- ۵۰۳

○ انٹرنیٹ پر تصویر بھیجنا؟ ---------- ۵۰۵

○ حجاج کو عملی مشق کرانے کیلئے بیت اللہ کی تصویر بنانا؟ ---------- ۵۰۶

○ طواف وسعی کے دوران مووی بنانا؟ ---------- ۵۰۷
○ ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ وغیرہ میں تصویر کشی اور تصویر نمائی کے موضوع پر ایک تحقیقی مضمون --- ۵۰۸
○ تصویر کسے کہتے ہیں؟ ---------- ۵۰۸
○ تصویر اور عکس میں فرق ---------- ۵۰۹
○ تصویر کی ممانعت کیوں؟ ---------- ۵۱۰
○ تصویر کی حرمت کس حد تک قطعی ہے اور کس حد تک ظنی؟ ---------- ۵۱۵
○ تصاویر کی اَقسام کا تجزیہ ---------- ۵۱۶
○ ٹیلی ویژن پر تصویریں کیسے بنتی ہیں؟ ---------- ۵۱۷
○ کیا ہاتھ کی بنائی ہوئی اور کیمرے کی تصویر میں واقعی فرق ہے؟ ---------- ۵۱۸
○ دوبارہ غور کی ضرورت ---------- ۵۱۹
○ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی کا موقف ---------- ۵۱۹
○ یہ موقف بھی اشکال سے خالی نہیں ---------- ۵۲۰
○ چھوٹی تصاویر کے استعمال کی اِجازت ---------- ۵۲۱
○ تصویر سازی کے بارے میں علماء کی آراء کا خلاصہ ---------- ۵۲۲
○ بحث کا تجزیہ ---------- ۵۲۳
○ تصویر بنانا اور کھینچنا ---------- ۵۲۳
○ تصویر کھنچوانا ---------- ۵۲۶
○ تصویر دیکھنے کا شرعی حکم ---------- ۵۲۷
○ تصویر والی اَشیاء کا استعمال ---------- ۵۲۸
○ سوال نامہ کے اِجمالی جوابات ---------- ۵۲۹
○ ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کے بارے میں ایک متفقہ فیصلہ ---------- ۵۳۱

لہولعب اور کھیل کود ۵۳۳

○ کیرم بورڈ کو کرایہ پر دینا؟ ---------- ۵۳۳
○ شطرنج کھیلنا؟ ---------- ۵۳۳
○ تعلیمی تاش کھیلنا کیسا ہے؟ ---------- ۵۳۴
○ بغیر شرط لگائے تاش کھیلنا؟ ---------- ۵۳۵
○ تاش یا لوڈو کھیلنا؟ ---------- ۵۳۶
○ فٹ بال اور کرکٹ کھیلنا اور دیکھنا؟ ---------- ۵۳۷
○ کرکٹ اور چڑیا بلا کھیلنا؟ ---------- ۵۳۹
○ ورزش کرنا؟ ---------- ۵۴۰
○ کسرت خانوں میں جاکر ورزش کرنا؟ ---------- ۵۴۱
○ ویڈیو گیم کی کمائی؟ ---------- ۵۴۲
○ لوڈو کھیلنا جائز ہے یا نہیں؟ ---------- ۵۴۳
○ ہوزری اور تمبولہ کھیل کا حکم؟ ---------- ۵۴۴

شعر وشاعری اور نعتیہ مقابلہ ۵۴۵

○ مجلس کے آغاز میں کلام پاک کی تلاوت اور نعت شریف پڑھنا؟ ---------- ۵۴۵
○ محفلِ قرأت اور مظاہرۂ قرأت کی مجلسوں کا شرعی حکم ---------- ۵۴۶
○ جلسۂ قرأت میں قرأت سننے کی نیت سے جانا؟ ---------- ۵۴۷
○ نعت شریف پڑھنا کیسا ہے؟ ---------- ۵۴۸
○ نعت گوئی اور ترنم کا شرعی حکم اور مدارس میں مشاعرہ کی مجلس قائم کرنا؟ ---------- ۵۴۹
○ مشاعرہ کی مجلس میں شرکت کرنا؟ ---------- ۵۵۲

○ ترقی اُردو کے لئے مشاعروں کا انعقاد؟ ---------- ۵۵۴

○ طرحی مشاعروں میں شرکت کرنا؟ ---------- ۵۵۴

○ جس مشاعرہ میں شاعرہ بے پردہ ہوکر گاتی ہو اس میں شرکت؟ ---------- ۵۵۵

○ کیا شاعروں کی بخشش نہیں ہوگی؟ ---------- ۵۵۷

○ سیرت پر انعامی مقابلہ؟ ---------- ۵۵۸

○ ''تنظیم پیام حق'' کے انعامی مقابلہ میں حصہ لینا؟ ---------- ۵۵۹

○ فرضی قصہ خوانی کرنا؟ ---------- ۵۶۱

○ قوالی کے لئے دائمی فرش وچبوترہ بنانا گناہِ جاریہ ہے؟ ---------- ۵۶۲

○ بینڈ باجے کے ساتھ قاضی کو عیدگاہ میں لے جانا؟ ---------- ۵۶۲

رشوت کے مسائل ۵۶۵

○ رشوت کی تعریف ---------- ۵۶۵

○ ملازمت کے لئے رشوت دینے کا حکم ---------- ۵۶۵

○ جس محکمہ میں رشوت لینے پر مجبور کیا جائے وہاں ملازمت کرنا؟ ---------- ۵۶۶

○ ڈونیشن لے کر اُستاذ کا تقرر کرنا اور جائز کاموں پر رشوت لینا؟ ---------- ۵۶۷

○ سرکاری نوکری حاصل کرنے کے لئے ملازمین کو رشوت دینا؟ ---------- ۵۶۹

○ رشوت دے کر سرکاری نوکری کے لئے اسکول میں پڑھانا؟ ---------- ۵۷۰

○ عدالت میں جلد کام کرانے کیلئے وکیل اور پیش کار کو پیسہ دینا؟ ---------- ۵۷۰

○ عدالت میں چپراسی کو بغیر مانگے پیسہ دینا؟ ---------- ۵۷۱

○ دفتر کے کام کے بدلہ لوگوں سے روپئے لے کر ملازمین کا آپس میں تقسیم کرنا؟ ---------- ۵۷۲

○ دفتر کے لئے خریداری پر دوکاندار کا کمیشن دینا؟ ---------- ۵۷۲

○ دفتر سے کام کروانے پر اہل دفتر کو پیسہ دینا؟ ---------- ۵۷۳

○ اپنے پیسے وصول کرنے کیلئے چیئرمین کو دستخط کرنے کیلئے رشوت دینا؟ ---------- ۵۷۳
○ رشوت خور محکمہ کے مسلم ملازم کا رشوت لینا؟ ---------- ۵۷۴
○ رشوت دے کر مدرسہ کو ملحق کرانا گناہ ہے ---------- ۵۷۵
○ اِدارہ کو گورنمنٹ سے ملحق کر کے اِمداد لینے کیلئے رشوت لینا؟ ---------- ۵۷۵
○ وقف بورڈ سے ملحق مدارس میں تقرر کے لئے روپیہ لینا؟ ---------- ۵۷۶
○ غلط کام کرنے پر ملازمین کا پیسہ دینا؟ ---------- ۵۷۷
○ سود کی رقم رشوت میں دینا؟ ---------- ۵۷۷
○ سود کی رقم رشوت میں دینا جائز نہیں ---------- ۵۷۸
○ رشوت کی رقم ظلمی ٹیکس میں دینا؟ ---------- ۵۷۹

اذکار اور دعائیں ۵۸۰

○ نماز کے بعد بلند آواز سے درود شریف پڑھنا؟ ---------- ۵۸۰
○ زوال کے وقت درود شریف وغیرہ پڑھنا؟ ---------- ۵۸۰
○ ”اللّٰھم اکفني شره بما شئت“ کیا یہ دعا ثابت ہے؟ ---------- ۵۸۱
○ چند مسنون دعائیں اور اُن کے مآخذ ---------- ۵۸۱
○ درج ذیل دعا کے صحیح الفاظ کیا ہیں؟ ---------- ۵۸۳
○ اپنی زندگی اپنے شیخ کو ہبہ کرنے کی دعا ---------- ۵۸۴
○ حصولِ معاش کے لئے وظیفہ ---------- ۵۸۶
○ عشاء کے بعد تیرہ ہزار والی تسبیح زور زور سے ذکر کرنا؟ ---------- ۵۸۶
○ بعد نماز ظہر ختم یٰسین کا اہتمام کرنا؟ ---------- ۵۸۷
○ روزانہ ۴۱ مرتبہ یٰسین شریف کا ختم کرنا؟ ---------- ۵۸۷
○ فجر بعد اجتماعی طور پر سورۂ یٰسین اور بعد عشاء سورۂ واقعہ پڑھنا؟ ---------- ۵۸۸
○ حق لا الٰہ الا اللہ پڑھنا کیسا ہے؟ ---------- ۵۸۹

○ نافرمان اَولاد کوفرماں بردار بنانے کا وظیفہ ---------- ۵۸۹
○ عمل کے دوران اللہ کا ذکر کرنا؟ ---------- ۵۹۰
○ بند کمرے میں غسل کے دوران ذکر کرنا؟ ---------- ۵۹۰
○ جماع کے وقت کی دعا میں اضافہ کرنا؟ ---------- ۵۹۱
○ سوتے وقت کے عملیات ---------- ۵۹۲
○ سونے کے وقت کے معمولات ---------- ۵۹۳
○ سوتے سوتے ڈر جائے تو کیا دعا پڑھے؟ ---------- ۵۹۵
○ اگر نیند نہ آئے تو کیا دعا پڑھے؟ ---------- ۵۹۶
○ اگر رات میں نیند ٹوٹ جائے تو کیا پڑھے؟ ---------- ۵۹۷
○ کروٹ لیتے وقت کیا پڑھے؟ ---------- ۵۹۸
○ سوکر اُٹھنے کی دعائیں؟ ---------- ۵۹۸
○ بیت الخلاء میں داخل ہونے کی دعا ---------- ۶۰۰
○ بیت الخلاء سے نکلنے کی دعا ---------- ۶۰۱
○ سفر کے لئے گھر سے نکلنے کی دعا ---------- ۶۰۲
○ منزل مقصود نظر آتے وقت کی دعا ---------- ۶۰۳
○ سفر سے واپسی پر گھر میں داخل ہونے کی دعا ---------- ۶۰۳
○ آئینہ دیکھنے کی دعا ---------- ۶۰۴
○ نیا کپڑا پہننے کی دعا؟ ---------- ۶۰۵
○ کھانے کے بعد کی دعائیں ---------- ۶۰۵
○ پانی پینے کی دعا ---------- ۶۰۶
○ دودھ پینے کی دعا؟ ---------- ۶۰۷
○ رنج وغم اور قرض سے نجات دلانے والی دعا؟ ---------- ۶۰۷

❖

بقیہ کتاب الحظر والاباحۃ

کھانے کی سنتیں اور آداب

کھانا کھانے کی اَہم سنتیں

سوال (۵۳۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کھانے کی اہم سنتیں اور آداب کیا ہیں؟ حدیث کے حوالوں کے ساتھ تحریر فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: کھانا کھانے کے چند اہم آداب وسنن درج ذیل ہیں:

(۱) کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا۔

عن سلمان رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: بركة الطعام الوضوء قبله والوضوء بعده. (شمائل ترمذي ١٢، سنن وآداب ٧٥)

(۲) اجتماعی طور پر کھانا۔

عن حرب عن أبيه عن جده أن أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم قالوا: يا رسول الله! إنا نأكل ولا نشبع، قال: فلعلكم تفترقون؟ قالوا: نعم! قال: فاجتمعوا على طعامكم واذكروا اسم الله عليه يُبارك لكم فيه. (سنن أبي داؤد، كتاب الأطعمة / باب في الاجتماع على الطعام ٥٢٨/٢ رقم: ٣٧٦٤ دار الفكر بيروت)

(۳) دسترخوان بچھانا۔

عن أنس رضي الله عنه قال: ما علمت النبي صلى الله عليه وسلم أكل على سُكُرُّجةٍ قطُّ، ولا خُبزَ له مُرققٌ قطُّ، ولا أكل على خِوانٍ قطُّ، فقيل لقتادة:

فعلى ما كانوا يأكلون؟ قال: على السفر. (صحيح البخاري، كتاب الأطعمة / باب الخبز المرقق والأكل على الخوان والسفرة ٨١١/٢ رقم: ٥٣٨٦ دار الفكر بيروت)

(۴) جوتے چپل اُتار کر کھانا۔

عن أنس رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: إذا أكلتم الطعام فاخلعوا نعالكم؛ فإنه أروح لأقدامكم. (مجمع الزوائد، كتاب الأطعمة / باب خلع النعال عند الأكل ٢٣/٥ رقم: ٧٩١٢ دار الفكر بيروت)

(۵) بسم اللہ پڑھ کر کھانا۔

(٦) دائیں ہاتھ سے کھانا۔

عن أبي سلمة رضي الله عنه يقول: كنت غلامًا في حجر رسول الله صلى الله عليه وسلم، وكانت يدي تطيشُ في الصحفة، فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا غلامُ! سم الله، وكل بيمينك، وكل مما يليك، فما زالت تلك طعمتي بعدُ. (صحيح البخاري، كتاب الأطعمة / باب التسمية على الطعام والأكل باليمين ٨٠٩/٢ رقم: ٥٣٧٦ دار الفكر بيروت)

(۷) کھانے میں عیب نہ نکالنا۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: ما عاب النبي صلى الله عليه وسلم طعامًا قطُّ، إنِ اشتهاه أكله وإن كرهه تركه. (صحيح البخاري، كتاب الأطعمة / باب ما عاب النبي صلى الله عليه وسلم طعامًا قط ٨١٤/٢ رقم: ٥٣٧٦ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم ١٨٧/٢ رقم: ٢٠٦٤ بيت الأفكار الدولية)

(٨) تین انگلیوں سے کھانا۔

إن عبد الرحمن بن كعب بن مالك أو عبد الله بن كعب عن أبيه رضي الله عنه أنه حدثهم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يأكل بثلاث أصابع، فإذا فرغ

لعقها. (صحيح مسلم، كتاب الأشربة / باب استحباب لعق الأصابع واقصعة وأكل اللقمة لساقطة الخ ١٧٥/٢ رقم: ٢٠٣٢ بيت الأفكار الدولية، شمائل ترمذي ص: ٦١ رقم: ١٤١ المكتبة الإسلامية داكا بنغلاديش)

(۹) اپنے سامنے سے کھانا۔

عن أبي سلمة رضي اللّٰه عنه يقول: كنت غلامًا في حجر رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، وكانت يدي تطيشُ في الصحفة، فقال لي رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: يا غلامُ! سم اللّٰه، وكل بيمينك، وكل مما يليك، فما زالت تلك طعمتي بعدُ. (صحيح البخاري، كتاب الأطعمة / باب التسمية على الطعام والأكل باليمين ٨٠٩/٢ رقم: ٥٣٧٦ دار الفكر بيروت)

(۱۰) برتن صاف کرنا۔

عن أنس رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كان إذا أكل طعامًا لعِقَ أصابعه الثلاث، قال وقال: إذا سقطت لُقمةُ أحدكم فليُمِطْ عنها الأذىٰ وليأكلها ولا يدعها للشيطان. وأمرنا أن نسلُتَ القصعة، قال: فإنكم لا تدرون في أي طعامكم البركةُ. (صحيح مسلم، كتاب الأشربة / باب استحباب لعق الأصابع والقصعة وأكل اللقمة الساقطة الخ ١٧٦/٢ رقم: ٢٠٣٤ بيت الأفكار الدولية)

(۱۱) انگلیاں چاٹنا۔

عن أنس رضي اللّٰه قال: كان النبي صلى اللّٰه عليه وسلم إذا أكل طعامًا لعق أصابعه الثلاث.

عن كعب بن مالك رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كان يلعق أصابعه ثلاثًا. (شمائل ترمذي / باب ما جاء في صفة أكل رسول اللّٰه ٩/ المكتبة البدر ديوبند، ص: ٦٠ رقم: ١٣٧-١٣٨ المكتبة الإسلامية داكا، بغلاديش، صحيح مسلم، كتاب الأشربة / باب استحباب لعق الأصابع ١٧٥/٢ رقم: ٢٠٣٢)

(۱۲) کھانے کے بعد کلی کرنا۔

عن سويد بن النعمان رضي اللّٰه عنه قال: خرجنا مع رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إلى خَيبرَ، فلما كنا بالصهباء دعا بطعام فما أُتِيَ إلا بسويقٍ فأكلنا، فقام إلى الصلاة فتمضمض ومضمضنا. (صحيح البخاري، كتاب الأطعمة / باب المضمضة بعد الطعام ۸۲۰/۲ رقم: ٥٤٥٤ دار الفكر بيروت)

(۱۳) کھانے کے بعد ہاتھ دھونا۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من نام وفي يده غَمَرٌ ولم يغسله، فأصابه شيءٌ فلا يلومنَّ إلا نفسه. (سنن أبي داؤد، كتاب الأطعمة / باب في غسل اليد من الطعام ۵۳۸/۲ رقم: ۳۸۵۲ دار الفكر بيروت)

(۱۴) کھانے کے دوران کوئی ایسی حرکت نہ کرنا جس سے حاضرین کو اذیت پہنچے۔

عن عبد اللّٰه بن عمرو رضي اللّٰه عنهما عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده. (صحيح البخاري، كتاب الإيمان / باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده ٦/١ رقم: ١٠ دار الفكر بيروت) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۱۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کھانے سے پہلے ’’بسم اللہ وعلیٰ برکۃ اللہ‘‘ پڑھنا؟

سوال (۵۳۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کھانا شروع کرتے وقت کی دعا ’’بسم اللہ وعلیٰ برکۃ اللہ‘‘ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثبوت ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو کھانے کے شروع میں ’’بسم اللہ الرحمٰن الرحیم‘‘ کیوں نہیں پڑھتے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: کھانا شروع کرتے وقت ’’بسم اللّٰه وعلیٰ بركة اللّٰه‘‘ پڑھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ (ظفر جلیل شرح حصن حصین ۱۸۰)

اور ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' پڑھنے کی بھی اِجازت ہے؛ بلکہ احیاء العلوم میں اِسے اَفضل لکھا ہے۔ (احیاء العلوم ۲/۴)

عن وهب بن كيسان أنه سمع عمر بن أبي سلمة يقول: كنت غُلامًا في حَجر رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، وكانت يدي تطيشُ في الصَّحفةِ، فقال لي رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: يا غلام سم اللّٰه، وكل بيمينك، وكل مما يليك، فما زالت تلك طعمتي بعد. (صحيح البخاري، كتاب الأطعمة / باب التسمية على الطعام والأكلِ باليمين ٢/ ٨٠٩ رقم: ٥٣٧٦ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب الأشربة / باب آداب الطعام والشراب وأحكامها رقم: ٢٠٢٢ بيت الأفكار الدولية)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم وأبا بكر وعمر رضي اللّٰه عنهما أتوا بيت أبي أيوب، فلما أكلوا وشبعوا، قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: خبز ولحم وتمر وبسر ورطب، إذا أصبتم مثل هٰذا فضربتم بأيديكم، فكلوا بسم اللّٰه وبركة اللّٰه. هٰذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه. (المستدرك على الصحيحين للحاكم، كتاب الأطعمة / باب إذا أكل أحدكم طعامًا فليقل: بسم اللّٰه ٤/ ١٢٠ دار الكتب العلمية بيروت)

وقيل: عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم في لفظها: ''بسم اللّٰه العظيم والحمد للّٰه على دين الإسلام''. وقيل: الأفضل ''بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم''. في البناية عن المجتبى: لو قال: بسم اللّٰه الرحمن الرحيم، بسم اللّٰه العظيم والحمد للّٰه على دين الإسلام، فحسن لوُرود الآثار. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الطهارة / فصل في سنن الوضوء ٦٧ المكتبة الأشرفية ديوبند، وكذا في الحلبي الكبير، كتاب الطهارة / سنن الوضوء ٢١ سهيل اكيڈمی لاهور) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۳۰/۳/۱۴۱۹ھ

کیا بغیر بسم اللہ کے کھانے والے کے ساتھ شیطان کھاتا ہے؟

سوال (۵۳۶): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کوئی شخص کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا بھول جائے، تو کیا اُس کے ساتھ شیطان کھاتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حدیث میں ہے کہ جب انسان کھانے پر بسم اللہ پڑھ لیتا ہے تو شیطان اُس کے ساتھ شریک نہیں ہوتا، اور بغیر بسم اللہ کے کھانے والے کے ساتھ شیطان شریک ہوجاتا ہے، جس کی وجہ سے بے برکتی ہوتی ہے، اس لئے کھانے سے پہلے بسم اللہ کا اہتمام کرنا چاہئے۔ مناسب ہے کہ اگر چند لوگ ایک ساتھ کھا رہے ہوں، تو ایک آدمی زور سے بسم اللہ کہہ لے؛ تاکہ سب کو یاد آجائے۔

عن أمية بن مخشي وكان من أصحاب رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم جالسًا ورجل يأكل فلم يسمّ حتى لم يبق من طعامه إلا لقمةٌ فلما رفعها إلى فيه، قال: "بسم اللّٰه أوله وآخره"، فضحك النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، ثم قال: ما زال الشيطان يأكل معه، فلما ذكر اسم اللّٰه استقاء ما في بطنه. (سنن أبي داؤد، كتاب الأطعمة / باب التسمية على الطعام ٥٢٩/٢، مشكاة المصابيح، كتاب الأطعمة / الفصل الثاني ٣٦٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کھانے کے شروع میں بسم اللہ بھول جائے تو؟

سوال (۵۳۷): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کھانے کے شروع میں کوئی شخص بسم اللہ پڑھنا بھول جائے، تو کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے، تو جب یاد آجائے تو یہ دعا پڑھے: ’’بسم اللّٰہ أولہ و آخرہ‘‘. (سنن أبي داؤد ٢/٥٢٩ رقم: ٣٧٦٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۵/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کھانا کھانے کا سنت طریقہ کیا ہے؟

سوال (۵۳۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بیاہ شادی میں جو کھانے کا طریقہ تھا وہ فرش پر بیٹھ کر تھا، اَب مال دار لوگوں اور چند پڑھے لکھے مولویوں نے کھڑے ہوکر کرسیوں اور میز پر کھانے کا رواج نکالا ہے، آپ سے گذارش ہے کہ حدیث کی روشنی میں بتائیے کہ کھڑے ہوکر یا کرسیوں پر بیٹھ کر کھانا کیسا ہے؟ فرش پر بیٹھ کر کھانا کیسا ہے؟ جو لوگ کرسیوں پر بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں اُن کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کھانا کھانے میں اصل سنت یہ ہے کہ دسترخوان بچھا کر بیٹھ کر باَدب اور تواضع کے ساتھ کھانا نوش کیا جائے، اور کرسی پر بیٹھ کر مجبوراً کھانے کی اِجازت ہے، مگر یہ طریقہ سنت کے خلاف ہے، اور کھڑے ہوکر چلتے پھرتے کھانا سخت ناپسندیدہ اور مکروہ ہے، ہر مسلمان کو اِس سے احتراز لازم ہے۔ (بحوالہ فتاویٰ محمودیہ ۱۸/۷۹ ڈابھیل)

عن أنس رضي اللّٰہ عنہ قال: ما أکل النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی خِوان ولا سُکُرُّجَۃَ ولا خبز لہ مُرقق، فقلت لقتادۃ: فعلی ما کانوا یأکلون؟ قال: ھٰذہ السُفر. (سنن الترمذي، أبواب الأطعمۃ / باب ما جاء علی ما کان یأکل النبي ﷺ ٢/١)

عن أنس رضي اللّٰہ عنہ عن النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم أنہ نھی أن یشرب

الرجل قائمًا، قال قتادة: فقلنا: فالأكل؟ فقال: ذاك أشرُّ وأخبثُ. (صحيح مسلم، كتاب الأشربة / باب كراهية الشرب قائمًا ۲/۱۷۳ بيت الأفكار الدولية)

وعلى كل حالٍ فالرواية دالة على أن الأكل قائمًا أشفع من الشرب. (تكملة فتح الملهم ۱۲/٤ المكتبة الأشرفية)

قال المناويؒ: يعتاد المتكبرون من العجم الأكل عليه. (الخوان) لئلا تنخفض رؤوسهم، فالأكل عليه بدعة؛ لكنه جائز إن خلا من قصد التكبر. (كوكب الدري مع الحاشية / كتاب الأطعمة ۱/۲ مكتبة يحيوي سهارن فور)

كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إذا أُتِيَ بطعام وضعه على الأرض فهو أقرب إلى التواضع. (حاشية: الترغيب والترهيب ۱۵۲/۳)

فأما إذا لم تيسّر أو كان في الجلوس تكلف شديد فلا كراهة أيضًا. (تكملة فتح الملهم ۱۲/٤ المكتبة الأشرفية)

واعلم أنه يطلق الخوان في المتعارف على ما له أرجل ويكون مرتفعًا عن الأرض، واستعماله لم يزل من دأب المترفين وصنيع الجبارين؛ لئلا يفتقروا إلى خفض الرأس عند الأكل، فالأكل عليه بدعة؛ لكنها جائزة. (جمع الوسائل في شرح الشمائل للملا علي القاري / باب ما جاء في صفة خبز رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ۲٤۱/۱ إدارة تاليفاتِ أشرفية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۷/۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کھاتے وقت بیٹھنے کا سنت طریقہ

سوال (۵۳۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کھانا کھانے کے لئے بیٹھنے کا سنت طریقہ کیا ہے؟ بعض حضرات اکڑوں بیٹھ کر کھانے کو ہی

سنت کہتے ہیں، کیا اُن کا یہ کہنا صحیح ہے؟ اور جو شخص عذر کی وجہ سے اُکڑوں نہ بیٹھ سکے وہ کیا کرے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: احادیثِ شریفہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کھانا کھاتے وقت عبدیت اور تواضع کا اظہار ہونا چاہئے، اِسی لئے فقہاء نے دوزانو بیٹھ کر یا دایاں پاؤں کھڑا کرکے اور بایاں پاؤں بچھا کر بیٹھ کر کھانے کو مستحب لکھا ہے؛ کیوں کہ اِس طرح بیٹھنے سے عبدیت کا اظہار ہوتا ہے۔ اور بعض روایتوں سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُکڑوں بیٹھ کر کھجوریں نوش فرمائیں۔ اِس تفصیل سے معلوم ہوا کہ بقیہ طریقوں کو چھوڑ کر صرف اُکڑوں بیٹھ کر کھانے کو سنت سمجھنا صحیح نہیں ہے، اور جو شخص معذور ہو وہ حسبِ سہولت جس طرح چاہے بیٹھ کر کھائے، اِس کے لئے کوئی پابندی نہیں ہے۔

عن عائشة رضي اللّٰه تعالىٰ عنها قالت: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: آكل كما يأكل العبد، وأجلس كما يجلس العبد. (المسند لأبي يعلىٰ للموصلي ٣١٨/٨ رقم: ٣٩٢٠ بيروت)

عن أنس رضي اللّٰه عنه قال: رأيت النبي صلى اللّٰه عليه وسلم مُقعِيًا يأكل تمرًا. (صحيح مسلم، كتاب الأشربة / باب استحباب تواضع الآكل وصفة قعوده ١٨٠/٢ رقم: ٢٠٤٤)

فالمستحب في صفة الجلوس للآكل أن يكون جاثيًا على ركبتيه وظهور قدميه، أو ينصب الرجل، يجلس على اليسرىٰ. (فتح الباري، كتاب الأطعمة / باب الأكل متكأً، الجزء التاسع ٦٧٦/١٢ تحت رقم: ٥٣٩٩ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیٹھ کر کھانا کھانے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

سوال (۵۴۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کھانا کھانے کے مسنون طریقے کیا کیا ہیں؟ کیا اُکڑوں بیٹھ کر بھی کھانا مسنون ہے؟ بعض حضرات نے اِس طریقہ کو اَفضل بتایا ہے، آیا اگر کوئی ایک ہیئت مسنون ہے یا ایک سے زائد مسنون ہے؟ تو قرآن واَحادیث کی روشنی میں کہاں تک درست ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَحادیثِ شریفہ سے کھانا کھاتے وقت متواضع ہیئت اختیار کرنا ثابت ہے، اِس طرح کی ہیئت میں دوزانو بیٹھنا یا ایک پیر کھڑا کرکے اور ایک پیر بچھا کر بیٹھنا اور اُکڑوں بیٹھنا سب شامل ہیں، اور اُکڑوں بیٹھنے کی تخصیص کسی حدیث میں نظر سے نہیں گذری، اور بہت سے علماء نے دوزانو یا ایک پیر کھڑا کرکے بیٹھنے کو ترجیح دی ہے؛ تاہم اگر اِس طرح بیٹھنے میں کوئی دشواری یا عذر ہو تو بسہولت کسی بھی ہیئت پر بیٹھ کر کھانے میں کوئی حرج نہیں؛ لیکن اِس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ وہ متکبرانہ ہیئت نہ ہو اور نہ ٹیک لگا کر ہو۔

قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: آكل كما يأكل العبد، وأجلس كما يجلس العبد؛ فإنما أنا عبد. (شعب الإيمان للبيهقي ٥/١٠٧ رقم: ٥٩٧٥)

عن أنس رضي اللّٰه عنه قال: رأيت النبي صلى اللّٰه عليه وسلم مُقعِيًا يأكل تمرًا. (صحيح مسلم، كتاب الأشربة / باب استحباب تواضع الآكل وصفة قعوده ٢/١٨٠ رقم: ٢٠٤٤)

عن عبد اللّٰه بن بسر رضي اللّٰه عنه قال: أهديت للنبي شاة فجثىٰ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم على ركبتيه يأكل، فقال أعرابي: ما هٰذه الجلسة، فقال: إن اللّٰه جعلني عبدًا كريمًا ولم يجعلني جبارًا عنيدًا. (سنن ابن ماجة / باب الأكل متكئًا ٢٣٥)

دلّ الحديث على أن المرأ ينبغي له أن يجلس على الطعام جلوسًا متواضعًا ويجتنب هيئة المتكبرين. (تكملة فتح الملهم ٤/٤٧ المكتبة الأشرفية)

ذكر العلماء أن أدب الطعام أن يجلس الرجل جاثيًا على ركبتيه وظهور قدميه أو ينصب الرجل اليمنىٰ ويجلس على اليسرىٰ. (تكملة فتح الملهم ٤/٤٨ المكتبة الأشرفية)

فالمستحب في صفة الجلوس للأكل أن يكون جاثيًا على ركبتيه وظهور قدميه أو ينصب الرجل اليمنىٰ ويجلس على اليسرىٰ. (فتح الباري ٥٤٢/٩ بيروت)

قال ابن القيم: ويذكر عنه صلى اللّٰه عليه وسلم أنه كان يجلس للأكل متوكأً على ركبتيه ويضع بطن قدمه اليسرىٰ تواضعًا للّٰه عزوجل وأدبًا بين يديه، قال: وهٰذه الهيئة أنفع هيئات الأكل وأفضلها؛ لأن الأعضاء كلها تكون على وضعها الطبيعي الذي خلقها اللّٰه عليه. (مرقاة المفاتيح ١٦٤/٨ المكتبة الأشرفية ديوبند)

عن أبي جحيفة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: أما أنا فلا آكل متكئًا. (سنن الترمذي، أبواب الأطعمة / باب ما جاء في كراهية الأكل متكئًا ٥/٢ مكتبة البدر ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۳/۵/۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اُکڑوں بیٹھ کر کھانا کھانا؟

سوال (۵۴۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: **الف**: - کیا اُکڑوں بیٹھ کر کھانا کھانا مسنون ہے؟

ب: - اگر مسنون ہے تو کیا داہنے پیر کا انگوٹھا بائیں پیر کے اَنگوٹھے پر رکھنا بھی ثابت ہے؟

ج: - کیا اِقعاء میں اُکڑوں بیٹھنا آسکتا ہے؟ عوام میں مشہور ہے کہ اُکڑوں بیٹھ کر کھانا مسنون ہے۔ بعض علماء کرام بھی اِس کے قائل ہیں؛ لیکن حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب فرماتے ہیں کہ اُکڑوں بیٹھ کر کھانا کھانا مسنون نہیں ہے، مجھے اِس طرح کی کوئی حدیث نہیں ملی، اور عوام میں جو مشہور ہے درست نہیں۔ (اصلاحی خطبات ۱۸۵/۵) میں کشمکش میں مبتلا ہوں؛ لہٰذا تسلی بخش جواب دیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُکڑوں بیٹھ کر کھانا نوش

فرمانا کسی روایت سے ثابت نہیں ہے؛ البتہ اُکڑوں بیٹھ کر کھجور نوش فرمانا صحیح روایات سے ثابت ہے، اِسی پر قیاس کرتے ہوئے کھانے میں بھی اُکڑوں بیٹھنے کی ہیئت کا مسنون ہونا بعض علماء سے منقول ہے، جو عوام وخواص میں مشہور ہوگیا ہے۔

قال أنس بن مالک رضي اللّٰہ تعالیٰ عنه رأیت النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم مقعیًا یأکل تمرًا أي جالسًا علی إلیتیه ناصبًا ساقیه. (شرح النووي علی صحیح مسلم ۲/۱۸۰ مکتبه سعد دیو بند)

وفي حدیث أنس رضي اللّٰہ عنه أنه أکل تمرًا وهو مقع، وفي روایة: وهو محتفز والمراد الجلوس للأکل غیر متمکن. (فتح الباري ۹/۵٤۱ دار الفکر بیروت)

وهو جالس علی إلیتیه ناصبًا ساقیه. (أشرف الوسائل أي فهم الشمائل ۲۰۸)

ب:- اُکڑوں بیٹھ کر کھانے کے دوران دائیں پیر کا انگوٹھا بائیں پیر کے انگوٹھے پر رکھنے کا التزام بے اصل ہے۔

ج:- اِقعاء کے متعدد معنی ہیں: (۱) سرین زمین پر ٹیک کر اور رانیں کھڑی کر کے کتے کی طرح بیٹھنا۔

الإقعاء عند العرب: إلصاق الإلیتین بالأرض ونصب الساقین. (الموسوعة الفقهیة ٦/۸۷ إدارة الشئون الإسلامیة الکویت)

(۲) سجدے سے اُٹھ کر اپنی سرین پیر کی ایڑیوں پر ٹیکنا اور گھٹنوں کو زمین پر ٹیکے رہنا۔

أن یضع إلیتیه علی عقبیه ورکبتیه علی الأرض. (فتح القدیر ۱/٤۱۰)

(۳) ران کھڑی کر کے سرین ایڑیوں پر ٹیکنا اِسی کو عرف میں اُکڑوں بیٹھنا کہتے ہیں۔

الجلوس علی ورکیه غیر متمکن. (فتح الباري ۱۲/٦۷٦)

(۴) سرین زمین پر ٹیک کر رانوں کو کھڑا کرلینا اور پیٹھ کو دیوار وغیرہ سے سہارا دے کر رکھنا۔

الإقعاء عند أهل اللغة: أن یلصق الرجل إلیتیه بالأرض وینصب ساقیه

ويتساند ظهره. (جمع الوسائل ١٩٢)

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ کی بات اِس حدتک درست ہے کہ طعام نوش فرماتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُکڑوں بیٹھنا ثابت نہیں ہے، اور کھجور نوش فرماتے وقت اُکڑوں تشریف فرما ہونے کی بات ہم اوپر لکھ چکے ہیں، اور کھانے کے دوران سب سے اَفضل ہیئت دوزانوں یا ایک زانو ہوکر بیٹھنا ہے۔

فالمستحب في صفة الجلوس للأكل أن يكون جاثيًا على ركبتيه وظُهورُ قدميه أو ينصب الرجل اليمنىٰ ويجلس على اليسرىٰ. (فتح الباري ٥٤٢/٩ دار الكتب العلمية بيروت، فيض القدير للمناوي ٢٣/٧، نيل الأوطار للشوكاني ١٨٥/٨، عون المعبود شرح سنن أبي داؤد ١٧٥/١٠ بيروت)

قال الخطابي: إن الإتكاء هو الجلوس مطمئنًا، أقول: إن المستحسن عند الأكل الجلوس جاثيًا على ركبتيه أو مقعيًا، وأما التربيع فجلوس قبيح. (العرف الشذي ٢٨٤/٣ تحت رقم: ١٨٢٠، تحفة الأحوذي للمباركفوري ٤٥٤/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۸/۶/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کھانے کے دوران اُکڑوں بیٹھنے کی کیا حیثیت ہے؟

سوال (۵۴۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بعض کتب میں کھاتے وقت بیٹھنے کے تین مسنون طریقے لکھے ہیں: جس میں اُکڑوں بیٹھنا بھی ہے؛ لیکن مفتی تقی صاحب مدظلہ نے اصلاحی خطبات ۵/۱۷۷، میں تحریر فرمایا کہ اُکڑوں بیٹھنا مسنون نہیں، وضاحت فرمائیں کہ اُکڑوں بیٹھنا کیسا ہے، اور بہترین نشست دورانِ طعام کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حدیث شریف میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اُکڑوں

بیٹھ کر کھجوریں نوش فرمانا ثابت ہے؛ لیکن بعض روایات میں اِس اُکڑوں بیٹھنے کی علت ''من الجوع'' کے لفظ سے بیان کی گئی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کا اُکڑوں بیٹھنا یہ پسندیدہ ہیئت کی بنا پر نہیں تھا؛ بلکہ بھوک کی وجہ سے کمزوری کی بنا پر تھا، غالباً اِسی وجہ سے حضرت مفتی محمد تقی صاحب عثمانی نے اُکڑوں بیٹھنے کے مسنون ہونے سے اتفاق نہیں کیا ہے، اور کھانے کی سب سے بہترین ہیئت دوزانوں بیٹھنا ہے، یا ایک ران کھڑی کر کے بیٹھنا ہے۔

فمعنى مقع من الجوع محتبيًا مستندًا لما وراء ه من الضعف الحاصل له بسبب الجوع، وبما تقرر تحرر أن الاستناد ليس من مندوبات الأكل؛ بل هو من ضروراته؛ لأنه صلى الله عليه وسلم لم يفعله إلا لذلك الضعف الحاصل له عليه. (جمع الوسائل ۱/۱۹۲، ۱/۳۳۶ المكتبة الأشرفية ديوبند)

فالسنة أن يقعد جاثيًا على ركبتيه وظهور قدميه، أو ينصب رجله اليمنىٰ ويجلس على اليسرىٰ، قال ابن القيم: و يذكر عنه صلى الله عليه وسلم أنه كان يعقد للأكل متوركًا على ركبتيه يضع بطن قدمه اليسرىٰ على ظهر اليمنىٰ تواضعًا لله، وأدمل منه، وهٰذه الهيئة أنفع الهيئات للأكل. (جمع الوسائل ۱/۱۹۱، ۱/۲۳۵ المكتبة الأشرفية ديوبند)

فالمستحب في صفة الجلوس للآكل أن يكون جاثيًا على ركبتيه وظهور قدميه، أو ينصب الرجل، يجلس على اليسرىٰ. (فتح الباري، كتاب الأطعمة / باب الأكل متكأً، الجزء التاسع ۱۲/۶۷۶ تحت رقم: ۵۳۹۹ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۴/۷/۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کرسی پر بیٹھ کر کھانا کھانا اور کھلانا؟

سوال (۵۴۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کرسی پر بیٹھ کر کھانا کھانا کیسا ہے؟ جب کہ کھانے والا ایک بہت بڑا مذہبی مقتداء ہو اور خاص کر یہ کھانا لوگوں کے سامنے ہو؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کرسی پر بیٹھ کر کھانا حرام نہیں ہے؛ البتہ کھانے کے اَدب کے خلاف ہے؛ لہٰذا بلا عذر کرسی پر بیٹھ کر نہ کھانا چاہئے، ہاں اگر کوئی عذر ہو مثلاً بدن بھاری ہونے کی وجہ سے زمین پر نہ بیٹھ سکے یا کسی ایسی جگہ دعوت ہو، جہاں کرسی پر بیٹھنے کے علاوہ انتظام نہ ہو تو ایسے موقع پر کرسی پر بیٹھ کر کھانے کی گنجائش ہے۔

عن أنس رضي اللّٰه عنه قال: ما أكل النبي صلى اللّٰه عليه وسلم على خِوان ولا سُكُرُّجةَ ولا خبز له مُرقق، فقلت لقتادة: فعلى ما كانوا يأكلون؟ قال: هٰذه السُفر. (سنن الترمذي، أبواب الأطعمة / باب ما جاء على ما كان يأكل النبي صلى اللّٰه عليه وسلم ١/٢ مكتبة البدر ديوبند)

وفي الحاشية قوله على خوان: أي الذي يؤكل عليه، والآكل عليه لم يزل من دأب المترفين وصنيع الجبارين؛ لئلا يفتقروا إلى التطاطؤ والإنحناء عند الأكل. (سنن الترمذي / أبواب الطهارة ١/٢)

والحاصل أن الأكل عليه (أي الخوان) بحسب نفس ذاته لا يربو على ترك الأولوية، فأما إذا لزم فيه التشبه باليهود أو النصارىٰ – كما هو في ديارنا – كان مكروهًا تحريميًا، وأما إذا لم يكن على دأبهم، فلا يخلو أيضًا عن تفويت منافع ...... الخ. قال المحشي: قال المناويؒ: يعتاد المتكبرون من العجم الأكل عليه، لئلا تنخفض رؤوسهم، فالأكل عليه بدعة، لكنه جائز إن خلا عن قصد التكبر الخ. (الكوكب الدري مع الحاشية / كتاب الأطعمة ١/٢ المكتبة اليحيوية هند)

واعلم أنه يطلق الخوان في المتعارف على ما له أرجل ويكون مرتفعًا عن

الأرض، واستعماله لم يزل من دأب المترفين وصنيع الجبارين؛ لئلا يفتقروا إلىٰ خفض الرأس عند الأكل، فالأكل عليه بدعة، لكنها جائزة. (جمع الوسائل في شرح الشمائل للملا علي القاري / باب ما جاء في صفة خبز رسول الله صلى الله عليه وسلم ٢٤١/١ إدارة تاليفات أشرفية ملتان) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۵/۳/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کرسی میز پر کھانا کھانا؟

سوال (۵۴۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی شادی یا شیرنی وغیرہ میں اگر چیئر ٹیبل میں کھانے کا نظم ہو اور کسی عالم دین کو پہلے سے اِس بات کی خبر ہو تو وہاں اُس کے لئے جانا روا ہے یا نہیں؟ اور اگر پہلے سے اطلاع نہ ہو تو کیا کرنا چاہئے؟ وہاں سے واپس ہوجانا چاہئے یا وہاں کھانا چاہئے؟ اگر کھانا چاہئے تو کرسی پر بیٹھ کر کھانا چاہئے یا سنت طریقے سے کھانا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تقریبات میں کرسی میز پر کھانا کھانا غیر معذورین کے لئے خلافِ اَولیٰ اور مکروہِ تنزیہی ہے، اور جو لوگ معذور ہوں اُن کے لئے کوئی کراہت نہیں۔ بریں بنا مسئولہ صورت میں علماء کو چاہئے کہ وہ اس بات کی ترغیب دیں کہ کرسی میز کے بجائے نیچے فرش یا تخت پر بیٹھ کر کھلانے کا انتظام کیا جائے؛ لیکن اگر کسی جگہ یہ انتظام نہ ہو تو کرسی پر بھی بیٹھ کر کھانے کی گنجائش ہے۔ (دینی مسائل اور اُن کا حل ۲۹۲)

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أتي بطعام وضعه على الأرض فهو أقرب إلى التواضع. (حاشية: الترغيب والترهيب ١٥٢/٣)

والحاصل أن الأكل عليه (الخوان) بحسب نفس ذاته لا يربو على ترك

الأولوية، فأما إذا لزم فيه التشبه باليهود والنصارى كان مكروها تحريما، قال المحشي: قال المناوي: يعتاد المتكبرون من العجم الأكل عليه؛ لئلا تنخفض رؤوسهم، فالأكل عليه بدعة لكنه جائز إن خلا عن قصد التكبر. (الكوكب الدري مع الحاشية ۱/۲، بحواله: دینی مسائل اور ان کا حل ص: ۲۹۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری ۱۵/۷/۱۴۳۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ٹیک لگا کر کھانا؟

سوال (۵۴۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ٹیک لگا کر کھانا کیسا ہے؟ اور ٹیک لگانے کا مصداق کیا ہے؟ تکیہ سے ٹیک لگانا یا دیوار سے پیٹھ لگا کر کھانا؟ اسی طرح کرسی پر بھی پیچھے ٹیک ہوتی ہے، اس کا کیا حکم ہے؟ نیز کھانا کھاتے ہوئے ایک ہاتھ سے ٹیک لگانا زمین پر اور ایک ہاتھ سے کھانا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ”میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا“۔ اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ باقاعدہ ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھانا چاہئے، خواہ وہ ٹیک کرسی پر ہو یا کسی اور چیز پر؛ البتہ کوئی عذر ہو تو کوئی حرج نہیں ہے

عن أبي جحيفة رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: أما أنا فلا آكل متكأً. (سنن الترمذي، أبواب الأطعمة / باب ما جاء في كراهية الأكل متكئًا ۵/۲ مكتبة البدر ديوبند، شمائل ترمذي / باب ما جاء في صفة رسول الله ﷺ ۶۱ رقم: ۱۳۹ المكتبة الإسلامية داكا، صحيح البخاري، كتاب الأطعمة / باب الأكل متكئًا ۲/۲ ۸۱ رقم: ۵۳۹۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۵/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کھڑے ہوکر کھانا پینا؟

سوال (۵۴۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک روایت ہے، صحابی فرماتے ہیں کہ ہم عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کھڑے ہوکر اور بیٹھ کر کھالیا کرتے تھے اور پی لیا کرتے تھے، تو کیا اَب بھی یہ اِجازت ہے کہ کھڑے ہوکر کھا پی سکتے ہیں؟ عندالاحناف جواب تحریر فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کھڑے ہوکر کھانا پینا مکروہِ تنزیہی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے بعض روایتوں میں جو کھڑے ہوکر کھانا پینا منقول ہے، وہ بیانِ جواز یعنی عدمِ حرمت پر محمول ہے۔

كما قال الملا علي القاريؒ: والصواب فيها أن النهي محمول على كراهة التنزيهية، وأما شربه قائمًا فبيان للجواز. (مرقاة المفاتيح ۸/۲۱۷ المكتبة الأشرفية ديوبند)

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي اللّٰه عنه قال: رأيت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أي أبصرته حال كونه (يشرب قائمًا) أي مرةً أو مرتين لبيان الجواز أو لمكان الضرورة (وقاعدًا) أي في سائر أوقاته وأحسن عاداته.

(مرقاة المفاتيح على مشكاة المصابيح ۸/۲۲۳ المكتبة الأشرفية ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۳۰/۵/۱۴۱۱ھ

تفکہات کے قبیل کی معمولی چیزیں کھڑے ہوکر کھانا، اور کھاتے وقت اُکڑوں بیٹھنے کی تحقیق

سوال (۵۴۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کیا چھوٹی موٹی چیزیں پھل بسکٹ، چنے وغیرہ کھڑے ہوکر کھا سکتے ہیں؟ بیٹھ کر کھانا سنت ہے تو بیٹھنے کے کتنے طریقے ہیں؟ اور کس طرح ہیں؟ کیا اکثر دونوں پیر کھڑے کرکے بیٹھنا اور انگوٹھے پر اَنگوٹھا رکھنا بھی سنت میں داخل ہے، یا صرف اکڑ و بیٹھنا سنت ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تفکہات کے قبیل کی معمولی چیزیں جیسے بسکٹ، چنے، پان وغیرہ چلتے ہوئے کھانے کی بھی گنجائش ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ پیغمبر علیہ السلام کے زمانہ میں چلتے ہوئے کھاتے پیتے تھے، تو اس کھانے پینے سے مراد ایسی معمولی چیزوں کا کھانا پینا ہے جن کیلئے دسترخوان بچھانے کا اہتمام نہیں کیا جاتا؛ لیکن باقاعدہ کھانا جس کیلئے اہتمام کی ضرورت ہوتی ہے وہ کھڑے ہوکر یا چلتے ہوئے کھانا مزید برا ہے، اِس سے بہرحال احتراز کرنا چاہئے۔ کھانے کے آداب میں سے یہ ہے کہ برابر کی سطح پر بیٹھ کر کھانا نوش کیا جائے۔

اور بیٹھنے کی ہیئت کیا ہو؟ تو اِس میں سب سے اُفضل صورت یہ ہے کہ دوزانو یا دایاں پیر کھڑا کر کے عاجزانہ انداز میں بیٹھے، اور بعض روایات سے کبھی کبھار پیغمبر علیہ السلام کا اکڑوں بیٹھ کر کھجوریں نوش فرمانا بھی ثابت ہے؛ لیکن اِس کے متعلق شارحین کی تحقیق یہ ہے کہ اِس موقع پر آپ کا اُکڑوں بیٹھنا بھوک کی کمزوری کی وجہ سے تھا، گویا کہ اِس ہیئت کا اختیار کرنا پسندیدگی کی وجہ سے نہیں؛ بلکہ عذر کی وجہ سے تھا، اور اُکڑوں بیٹھ کر اَنگوٹھے پر اَنگوٹھا رکھنے کی بات ہمیں کسی روایت یا جزئیہ سے معلوم نہ ہوسکی۔

عن ابن عمر رضي اللّٰہ عنهما قال: كنا نأكل على عهد رسول اللّٰہ صلى اللّٰہ عليه وسلم ونحن نمشي ونشرب ونحن قيام. (سنن الترمذي، أبواب الأشربة / باب ما جاء في الرخصة في الشرب قائمًا ۲/ ۱۰ المكتبة الأشرفية ديوبند)

وما أن يقال: إن حديث ابن عمر محمول على أكله لقمة أو لقمتين، وأكل أشياء لا يهتم لها، وحديث أنس محمول على الطعام الذي يؤكل على المائدة، وهذا عندي أوجه. (تكملة فتح الملهم ۴/ ۱۲، صحيح ابن حبان ۷/ ۳۳۲)

وقد صح عنه عليه السلام الشرب قائمًا في غير ما تقدم أيضًا، وكذا الأكل. (كبيري ص: ٩٣٦)

فالسنة أن يقعد جاثيًا على ركبتيه وظهور قدميه، أو ينصب رجله اليمنى ويجلس على اليسرىٰ. قال ابن القيم: إنه كان يقعد للأكل متوركًا على ركبتيه يضع بطن قدميه اليسرىٰ على ظهر اليمنىٰ تواضعًا للّٰه وأدبًا منه، وهٰذه الهيئة أنفع الهيئات للأكل. (جمع الوسائل ١٩١/١)

فالمستحب في صفة الجلوس للأكل أن يكون جاثيًا على ركبتيه، وظهور قديمه، أو ينصب الرجل اليمنىٰ ويجلس على اليسرىٰ. (فتح الباري ٥٤٢/٩ بيروت)

فمعنىٰ مقع من الجوع محتبيًا مستندًا لما ورائه من الضعف الحاصل بسبب الجوع الخ. (جمع الوسائل ١٩٢/١، تكملة فتح الملهم ٤٨/٤)

ويذكر عنه أنه صلى اللّٰه عليه وسلم كان يجلس للأكل متوركًا على ركبتيه الخ. (زاد المعاد ٢٢١/٤ بيروت)

قال ابن القيم: ويذكر عنه صلى اللّٰه عليه وسلم أنه كان يجلس للأكل متوركًا على ركبتيه الخ. (مرقاة المفاتيح ١٦٤/٨)

عن أنس رضي اللّٰه عنه قال: رأيت النبي صلى اللّٰه عليه وسلم مُقعِيًا يأكل تمرًا. (صحيح مسلم، كتاب الأشربة / باب استحباب تواضع الآكل وصفة قعوده ١٨٠/٢ رقم: ٢٠٤٤ بيت الأفكار الدولية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۴/۷/۱۴۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کھانے کی ابتداء نمکین سے یا میٹھے سے؟

سوال (۵۴۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کھانے کے شروع اور آخر میں نمکین یا میٹھا کھانے سے متعلق صحیح بات کیا ہے؟ لوگ اس میں

بہت اختلاف کرتے ہیں، اس لئے گذارش ہے کہ جو بات حدیث سے ثابت ہو، وہ تحریر فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگرچہ فقہی کتابوں میں نمکین چیز کے ذریعہ کھانے کی ابتداء اور اختتام کو سنت کہا گیا ہے؛ لیکن تحقیق سے معلوم ہوا کہ نمکین سے کھانا شروع کرنے کے بارے میں سبھی روایتیں سند کے اعتبار سے ساقط الاعتبار ہیں۔ اور خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانے سے قبل کھجور نوش فرمانا ثابت ہے، اِس لئے اِس بارے میں کسی ایک پہلو کو سنت اور دوسرے کو خلافِ سنت کہنا مشکل ہے، اور جب جیسا موقع ہو، نمکین یا میٹھے سے کھانا شروع کرسکتے ہیں، اِس بارے میں شرعاً کوئی پابندی نہیں ہے۔

عن علي رضي اللّٰه عنه قال: من ابتدأ غداءه بالملح أذهب عنه سبعين نوعًا من البلاء. (شعب الإيمان للبيهقي ١٠٣/٥ رقم: ٥٩٥٢ دار الكتب بيروت)

عن علقمة بن سعد بن معاذ حدثني أبي عن أبيه عن جده مرفوعًا استعينوا طعامكم بالملح فوالذي نفسي بيده أنه ليرد ثلاثًا وسبعين نوعًا من البلاء.

وفي رواية: عن علي بن أبي طالب مرفوعًا يا علي! عليك بالملح، فإنه شفاء من سبعين داء، الجذام والبرص والجنون.

قال السيوطي بعد نقل هٰذه الآثار: لا يصح والمتهم به أحمد بن عبد اللّٰه بن عامر و أبوه، فإنهما يرويان نسخةً عن أهل البت، كلها باطلة. (اللآلي المصنوعة في الأحاديث الموضوعة للسيوطي / كتاب الأطعمة ١٧٩/٢)

من السنة أن يبدأ بالملح، ويختم بالملح. (الفتاویٰ الهندية / الباب الحادي عشر في الكراهة في الأكل ٣٣٧/٥، الرد المحتار / كتاب الكراهية ٣٤٠/٦ دار الفكر بيروت، شامي / كتاب الحظر والإباحة ٤٩١/٩ زكريا، خلاصة الفتاویٰ، كتاب الكراهية / الفصل الخامس في الأكل ٣٦٠/٤ المكتبة الأشرفية ديوبند، الفتاویٰ التاتارخانية ١٣٨/١٨ رقم: ٢٨٢٨٧ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سخت بھوک کے وقت پہلے کھانا کھائے یا نماز پڑھے؟

سوال (۵۴۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر سخت بھوک لگی ہو اور نماز کا بھی وقت ہوگیا ہو، اور دوسری طرف کھانا بھی حاضر ہو، تو ایسی صورت میں پہلے کھانا کھائے یا نماز پڑھے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر نماز کے وقت سخت بھوک لگی ہو اور کھانا بھی تیار ہو، تو بہتر ہے کہ پہلے کھانے سے فارغ ہو جائے؛ تاکہ بعد میں اطمینان سے نماز ادا کرسکے۔

عن أنس بن مالک رضي اللّٰه عنه عن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم قال: إذا وُضع العشاء وأقیمت الصلاۃ فابدؤوا بالعشاء.

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنه أنه تعشی مرۃً وهو یسمع قراءۃ الإمام.

عن عائشة رضي اللّٰه عنه عن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم قال: إذا أقیمت الصلاۃ وحضر العشاء فابدؤوا بالعشاء. (صحیح البخاري، کتاب الأطعمة / باب إذا حضر العشاء فلا یعجل عن عشائه ۲/۱ ۸۲ رقم: ۵۴۶۳-۵۴۶۴-۵۴۶۵ دار الفکر بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۵/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

چمچہ سے کھانا کھانا کیسا ہے؟

سوال (۵۵۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: صحیح سالم ہاتھ والے آدمی کے لئے چمچہ سے کھانا کھانا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چمچہ سے کھانا جائز ہے؛ البتہ ایسی چیزیں جو عموماً چمچہ سے نہیں کھائی جاتیں اُنہیں چمچہ سے کھانا خلافِ اولیٰ ہے۔

كذا تستفاد بهٰذه العبارة من الشامية: بأنه يقتضي أن لا يكره إذا أخذ الطعام من اٰنية الذهب والفضة بمعلقهٖ ثم أكله منها. (شامي / كتاب الحظر والإباحة ٤٩٣/٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۷/۳/۱۴۲۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

روٹی توڑ کر کھانے کا طریقہ کیا ہے؟

سوال (۵۵۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا دسترخوان پر روٹی کھانے کا کیا طریقہ تھا؟ یعنی آپ اپنے ہاتھ میں لے کر توڑ کر کھایا کرتے تھے یا روٹی کے چار ٹکڑے کرکے دسترخوان پر رکھتے تھے، یا آدھی توڑ کر دسترخوان پر رکھتے تھے، آدھی ہاتھ میں لے کر استعمال کرتے تھے، آپ کا صحیح طریقہ کیا تھا؟ اگر کوئی شخص اِس طرح روٹی کھائے کہ ایک ہاتھ روٹی پر رکھے اور ایک ہاتھ سے توڑ کر کھائے تو درست ہے یا سنت کے خلاف کہیں گے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: روٹی توڑنے کے بارے میں تلاش بسیار کے باوجود کوئی صحیح حدیث نہیں ملی؛ البتہ مطلق آداب میں یہ ہے کہ داہنا ہاتھ کھانے میں استعمال کرے اور روٹی کے درمیان سے شروع نہ کرے؛ بلکہ کنارے کو توڑ کر کھائے۔

قال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم: سم الله وكل بيمينك وكل مما يليك (رياض الصالحين ٢١٥، عمدة القاري ٢٩/٢١ بيروت)

باقی توڑنے کا کوئی مخصوص طریقہ نہیں ہے، کسی طریقہ کو خلافِ سنت نہیں کہہ سکتے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۷/۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

روٹی توڑنے کا بہتر طریقہ

سوال (۵۵۲): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کھانا کھاتے وقت دو شکلیں ہوتی ہیں، ایک یہ ہے کہ روٹی دسترخوان پر رکھی ہے اور دسترخوان سے ایک ایک لقمہ کرکے کھاتے رہنا۔ دوسری شکل ہے روٹی کا ٹکڑا ہاتھ میں لے کر پھر اُس میں سے تھوڑا توڑ کر کھانا، اِن دونوں صورتوں میں سے کون سی صورت مستحسن اور مسنون ہے، یا کوئی بھی نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بہتر یہ ہے کہ کھانے میں بائیں ہاتھ کا استعمال بالکل نہ ہو، اِس لئے روٹی توڑنے کی وہ صورت زیادہ مستحسن معلوم ہوتی ہے جس میں دسترخوان پر رکھ کر صرف دائیں ہاتھ سے لقمہ توڑا جاتا ہے۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ليأكل أحدكم بيمينه، ويشرب بيمينه، وليأخذ بيمينه، وليعط بيمينه، فإن الشيطان يأكل بشماله، ويشرب بشماله، ويعطي بشماله. (الترغيب والترهيب، كتاب الطعام وغيره / الترهيب من الأل والشرب بالشمال الخ رقم: ٣٢٤٧ بيت الأفكار الدولية) **فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۱۹/۲/۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

گوشت کھاتے وقت بائیں ہاتھ سے بوٹی توڑنا؟

سوال (۵۵۳): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا گوشت وغیرہ کھاتے وقت بائیں ہاتھ سے بوٹی توڑنے کے لئے بائیں ہاتھ سے سہارا مدد لے سکتے ہیں؟ کتب فقہ سے کوئی صریح جزئیہ نقل فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ضرورت کی بنا پر بوٹی وغیرہ توڑنے کے لئے بائیں

ہاتھ سے سہارا لینا درست ہے۔

قال في عمدة القاري: وفي حديث أبي داؤد يجعل يمينه لطعامه وشرابه وشماله سوىٰ ذٰلک، فإن احتيج إلى الاستعانة بالشمال فبحكم التبعية (عمدة القاري ٢٩/٢١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۱۴/۶/۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کھانے کو سونگھنا؟

سوال (۵۵۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کھانے کو سونگھنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کھانے کو سونگھ کر کھانا منع ہے؛ کیوں کہ یہ جانوروں کا طریقہ ہے۔

قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: لا تشموا الطعام كما تشمه السباع.

(المعجم الكبير للطبراني ٢٨٥/٢٣ رقم: ٦٢٥، كنز العمال / باب المدخل ٢٦١/١٥ رقم: ٤٠٨٧٣)

ولا يؤكل طعام حار، به ورد الأثر ولا يشم الطعام؛ فإن ذٰلک عمل البهائم.

(الفتاوىٰ التاتارخانية ١٣٧/١٨ رقم: ٢٨٢٨٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پلیٹ کے درمیان سے کھانا؟

سوال (۵۵۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہم نے سنا ہے کہ درمیان پلیٹ یا روٹی کے بیچ سے کھانا نہیں چاہیئے؛ اس لئے کہ کھانے کے

درمیان برکت اُترتی ہے، اس کی کیا حقیقت ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حدیث شریف میں مروی ہے کہ: ’’کھانے کے درمیان برکت اُترتی ہے؛ لہٰذا برتن کے کناروں سے کھایا کرو، درمیان برتن سے نہ کھایا کرو‘‘، اِس لئے کھاتے وقت مذکورہ ہدایت نبوی کا خیال رکھنا چاہئے۔

عن ابن عباس رضي اللّٰہ عنهما عن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: إن البركة تنزل وسط الطعام، فكلوا من حافتيه، ولا تأكلوا من وسطه. (سنن الترمذي، أبواب الأطعمة / باب ما جاء في كراهية الأكل من وسط الطعام ۲/۳ رقم: ۱۸۰۵)

يسن أن يأكل الإنسان مما يليه في الطعام مباشرة، ولا تمتد يده إلى ما يلي الآخرين، ولا إلى وسط الطعام؛ لأن أكل المرء من موضع صاحبه سوء عشرة وترك مروءة، …… وذٰلک لما روى ابن عباس رضي اللّٰہ عنهما أن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: إن البركة تنزل وسط الطعام، فكلوا من حافتيه ولا تأكلوا من وسطه. (الموسوعة الفقهية ۶/۱۱۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دسترخوان پر گرے ہوئے لقمہ کو اُٹھا کر کھانا؟

سوال (۵۵۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کھانا کھاتے وقت دسترخوان پر کوئی لقمہ گر جائے، تو اُس کو اُٹھا کر کھانا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دسترخوان پر اگر کوئی لقمہ گر جائے تو اُس کو اُٹھا کر نا گوار چیز نکال کر کھانا سنت ہے۔

عن أنس رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كان إذا أكل طعامًا لعق أصابعه الثلاث قال، وقال: إذا سقطت لقمة أحدكم فليمط عنها الأذى وليأكلها، ولا يدعها للشيطان. (صحيح مسلم، كتاب الأشربة / باب استحباب لعق الأصابع ۱۷۶/۲ رقم: ۲۰۳٤ بيت الأفكار الدولية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پھونک مار کر ٹھنڈا کرنا؟

سوال (۵۵۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کھانے کی چیز کو پھونک مار کر ٹھنڈا کرنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: کھانے پینے کی چیز میں پھونک مارنا منع ہے؛ اِس لئے کہ اُس میں تھوک شامل ہوکر ناگوار صورت پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ (مستفاد: رحمۃ اللہ الواسعہ ۴۹۸/۵)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: نهى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن النفخ في الطعام والشراب. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ۳۰۹/۱ رقم: ۲۸۱۸، هامش: الفتاویٰ التاتارخانية ۱۳۷/۱۸ زكريا، كنز العمال / السجود وما يتعلق به ٦۲/۸ رقم: ۲۲۲۲۲)

ولا ينفخ في الطعام والشراب. (الفتاویٰ التاتارخانية ۱۳۷/۱۸ رقم: ۲۸۲۸۳ زكريا)

أقول: ذٰلک لئلا يقع في الماء من فمه أو أنفهٖ ما يكرهه، فيحدث هيئة منكرة. (حجة اللّٰه البالغة ٤۷۷/۲ مكتبة حجاز ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۱۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تیز گرم کھانا؟

سوال (۵۵۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ تیز گرم کھانا منع ہے، اس میں برکت نہیں ہوتی، اس کی کیا حقیقت ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تیز گرم کھانا مناسب نہیں ہے۔ حدیث میں ہے کہ جس کھانے کی گرمی نکال دی جائے، اس میں زیادہ برکت ہوتی ہے۔ نیز طبی اعتبار سے بھی تیز گرم کھانا معدے کے لئے نقصان دہ ہے۔

عن أسماء بنت أبي بكر رضي اللّٰه عنها كانت إذا ثردتِ غطته شيئًا حتى يذهب فوره ثم تقول: إني سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: إنه أعظم للبركة. (المسند للإمام أحمد بن حنبل / حديث أسماء بنت أبي بكر ٦/٣٥٠ رقم: ٢٦٨٣٧ دار الحديث القاهرة)

لا يأكل الطعام حارًا ولا يشمه. (شامي / كتاب الحظر والإباحة ٩/٤٩١ زكريا) **فقط** واللّٰہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

کھانے پینے کی چیزوں میں مکھی گر جائے تو کیا کرے؟

سوال (۵۵۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر سالن یا دودھ وغیرہ کسی مشروب میں مکھی گر جائے، تو کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حدیث میں ہے کہ مکھی کے ایک بازو میں بیماری ہے اور دوسرے بازو میں شفاء ہے، اور مکھی عموماً بیماری والا بازو پہلے برتن میں ڈالتی ہے، اس لئے اگر کسی کھانے یا پینے کی چیز میں مکھی گر جائے تو اس کے دونوں بازوؤں کو اُس میں ڈبو کر پھینک دینا چاہئے؛ تاکہ بیماری والے بازو کا نقصان دفع ہو جائے۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه يقول: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا

وقع الذباب في شراب أحدكم فليغمسه ثم لينزعه، فإن في إحدىٰ جناحيه داءً والأخرىٰ شفاءً. (صحيح البخاري، كتاب بدء الخلق / باب إذا وقع الذباب في شراب أحدكم الخ رقم: ٣٣٢٠ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

روٹی کے کنارے چھوڑنا؟

سوال (۵۶۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: روٹی کے کنارے چھوڑنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: روٹی کو بیچ سے کھا کر کنارے چھوڑ دینا مکروہ ہے، یہ فضول خرچی اور اسراف میں داخل ہے۔ (نصاب الاحتساب ۱۴۸، بحوالہ: سنن وآداب ۹۴ مؤلفہ: ابوبکر بن مصطفیٰ پٹنی)

ومن الإسراف أن يأكل وسط الخبز ويدع حواشيه، ويأكل ما انتفخ من الخبز كما يفعله بعض الجهال ويزعمون أن ذٰلك ألذ، ولكن هٰذا إذا كان لا يأكل غيرهما ترك من حواشيه، فأما إذا كان غيره يتناول ذٰلك فلا بأس بذٰلك، كما لا بأس أن يختار لتناوله رغيف دون رغيف. (الفتاوىٰ التاتارخانية ۱۸ / ١٣٤ رقم: ٢٨٢٧٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۱۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کھانے کے بعد انگلی چاٹنے کی ترتیب

سوال (۵۶۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کھانے کے بعد انگلی چاٹنے کا کیا طریقہ ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: داہنے ہاتھ کی تین انگلیوں (درمیانی، شہادت والی اور اَنگوٹھے) سے کھانا مستحب ہے، اور کھانے سے فراغت پر اولاً درمیانی اُنگلی چاٹیں، پھر شہادت کی انگلی صاف کریں، اُس کے بعد انگوٹھے کو چاٹیں۔

عن کعب بن عجرة رضي اللّٰه عنه قال: رأیت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یأکل بأصابعه الثلاث: بالإبهام والتي تلیها والوسطیٰ، ثم رأیته یلعق أصابعه الثلاث قبل أن یمسحها، ویلعق الوسطیٰ ثم التي تلیها، ثم الإبهام. (المعجم الأوسط للطبراني ٤٤٨/١ رقم: ١٦٤٩) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

کھانے کے بعد پہلے خود اُٹھے یا دسترخوان اُٹھائے؟

سوال (٥٦٢): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کھانے سے فارغ ہونے کے بعد پہلے خود اُٹھنا چاہئے یا دسترخوان اٹھانا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مناسب یہ ہے کہ کھانے سے فراغت کے بعد پہلے دسترخوان اٹھالیا جائے، اس کے بعد خود اُٹھیں، اس میں کھانے کا اَدب زیادہ ہے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال النبي صلی اللّٰه علیه وسلم: إذا وضعت المائدة، فلا یقوم رجل، حتی ترفع المائدة. (سنن ابن ماجة، کتاب الأطعمة / باب النهي أن یقام عن الطعام حتی یرفع ٢٣٧ رقم: ٣٢٩٥ دار الفکر بیروت) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

کھانے کے بعد خلال کرنا؟

سوال (۵۶۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کھانا کھانے کے بعد خلال کرنے کا کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کھانا کھانے کے بعد خلال کرنا اور کلی کر کے منہ صاف کرنا سنت ہے۔

عن عمران بن حصين الخزاعي رضي الله قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: تخللوا على أثر الطعام وتمضمضوا؛ فإن فيه مصحة للناب والناجذ. (كنز العمال / الفصل الأول في آداب الأكل ١١٢/١٥ رقم: ٤٠٢٩ دار الكتب العلمية بيروت) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا کھانے کے بعد پانی پینا سنت ہے؟

سوال (۵۶۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا کھانا تناول فرمانے کے بعد حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم پانی نہیں پیا کرتے تھے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: روایات سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا تناول فرمانے کے بعد پانی بھی نوش جان فرمایا ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم أو ليلة – إلىٰ قوله – فأكلوا من الشاة، ومن ذٰلك العذق وشربوا الخ.

(صحيح مسلم، كتاب الأشربة / باب جواز استتباعه غيره إلىٰ دار الخ ١٧٦/٢ - ١٧٧ رقم: ٢٠٣٨ بيت الأفكار الدولية، سنن أبي داؤد ٢٩٢/٢) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۶/۱۱/۲۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا کھانے کے بعد پانی پینا خلافِ سنت ہے؟

سوال (۵۶۵): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے یہاں دین دار متبع سنت طبقہ میں یہ مسئلہ نہیں سلجھ رہا ہے، دارالافتاء سے مع حوالہ دریافت کرر ہے ہیں، کیا کھانا کھاتے وقت کھانے سے پہلے پانی پینا سنت ہے؟ نبی سے ثابت ہے؟ کیا کھانے کے درمیان میں پانی پینا سنت ہے، نبی سے ثابت ہے؟ یا کھانے کے درمیان میں پانی نہیں پینا چاہئے؟ ایسا سنت سے ثابت ہے؟ کھانا کھانے کے بعد کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پانی پینا ثابت ہے؟ یہ سنت ہے یا کھانے کے بعد پانی نہ پینا سنت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کھانے کے بعد پانی نہ پینا ثابت ہے؟ تینوں موقعوں پر قول فیصل شریعت وسنت سے کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: امام ابن القیم جوزیؒ نے زاد المعاد میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کھانے کے فوراً بعد پانی نوش نہیں فرماتے تھے، اور اُس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ کھانے سے پہلے یا کھانے کے بعد پانی پینے سے ہضم میں دشواری ہوتی ہے، تقریباً یہی بات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے مدارج النبوۃ ۱/۵۱۵ میں بھی تحریر فرمائی ہے؛ لیکن دوسری طرف بعض صحیح احادیث میں نبی اکرم علیہ الصلاۃ والسلام کا کھانے کے بعد پانی اور مشروب نوش فرمانا ثابت ہے اور خود علامہ ابن القیمؒ نے اپنی دوسری کتاب ’’طبِ نبوی‘‘ میں تحریر فرمایا ہے کہ اگر پیاس محسوس ہو تو کھانے کے بعد پانی پینے میں کوئی حرج نہیں ہے؛ البتہ ایک دم سے بہت زیادہ نہ پیا جائے؛ بلکہ تھوڑا تھوڑا گھونٹ لے کر پیا جائے، اس طرح پینے سے معدہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا؛ بلکہ فائدہ پہنچے گا۔ ان تفصیلات سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہمیشہ یہ معمول نہیں تھا کہ کھانے کے بعد پانی نہ پیتے ہوں؛ بلکہ جب جیسی ضرورت اور تقاضا ہوتا تھا پانی نوش فرماتے تھے، اس لئے کسی ایک پہلو کو خلاف سنت کہنا مشکل ہے، اور کھانے سے پہلے یا درمیان میں یا بعد میں پانی پینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آب بر طعام نمی خورد کہ مفسد است وتا طعام بانہضام نیارد آب نباید خورد“۔ (مدارج النبوۃ ۵۱۵/۱)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: خرج رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ذات يوم وليلة، فإذا هو بأبي بكر وعمر فقال: ما أخرجكما من بيوتكما هذه الساعة؟ قالا: الجوع، قال: وأنا والذي نفسي بيده لأخرجني الذي أخرجكما، فقوموا فقاموا معه، فأتى رجلا من الأنصار، فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إياك والحلوب، فذبح لهم، فأكلوا من الشاة ومن ذلك العذق، وشربوا، فلما أن شبعوا ورووا، قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لأبي بكر وعمر: والذي نفسي بيده لتسئلن عن هذا النعيم يوم القيامة أخرجكم من بيوتكم الجوع، ثم لم تجرعوا حتى أصابكم هذا النعيم. (صحيح مسلم / كتاب الأشربة ١٧٦/٢، مشكاة المصابيح ٣٦٨)

عن عبد اللّٰه بن بسر عن أبيه رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أتاهم وهو راكبٌ على بغلة …… فدخل عليهم رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، وأصحابه …… فصنعت لهم جشيشا …… فلما فرغت أمي من الجيشيش جئت أحمله حتى وضعته بين أيديهم فأكلوا ثم سقاهم فضيحا، فشرب رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وسمى الذي عن يمينه، ثم أخذت القدح حين نفذ ما فيه فملأت، ثم جئت إلى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فقال: اعطه الذي انتهى القدح إليه، فلما فرغ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم من الطعام دعا لنا فقال: اللّٰهم اغفر لهم وارحمهم وبارك لهم في رزقهم، فما زلنا نتعرف من اللّٰه السعة في الرزق. (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد / باب بمن يبدأ إذا نزغ الشراب ثم جيء بشراب غيره ٨٢/٥)

قوله جشيشًا: هي أن تطحن الحنطة طعنا جليلا، ثم تجعل في القدور ويلقى عليها لحم أو تمر وتطبخ قد يقال لها شيشة بالدال. (هامش مجمع الزوائد ٨٢/٥)

ولم يكن من هديه أن يشرب على طعامه فيفسده ولا سيما إن كان الماء

حارا أو باردًا؛ فإنه ردي جدا، قال الشاعر:

لا تكن عند سخن وبرد ❖ ودخول الحمام تشرب ماء
فإذا ما اجتنبت ذلک حقًا ❖ لم تخف ما حيث في الجوف داء

ويكره شرب الماء عقيب الرياضة والتعب، وعقيب الجماع، وعقيب الطعام وقبله. (زاد المعاد مكمل ٩٣٥ دار المعرفة)

وأما على الطعام فلا بأس به إذا اضطر إليه؛ بل يتعين ولا يكثر منه بل يتمضضه مصًا؛ فإنه لا يضره البتة؛ بل يقوي المعدة وتنهض الشهوة، ويزيل العطش. (الطب النبوي لابن الجوزية ٣٠٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/۱۱/۱۴۳۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کھانے کے برتن میں ہاتھ دھوکر اُس کا پانی پینا کیسا ہے؟

سوال (۵٦٦): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کھانا کھا کر جس کٹوری میں سبزی کھاتے ہیں، چاٹ کر کھانے کے بعد اُس کٹوری میں اپنے ہاتھ کو دھوکر اُس کٹوری کے پانی کو پینا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ طریقہ شرعاً ممنوع نہیں؛ لیکن اَحادیثِ طیبہ سے خاص اِس طرح برتن دھوکر پینے کا مضمون نظر سے نہیں گذرا کہ اُسے پسندیدہ قرار دیا جائے۔ حدیث میں مطلقاً برتن صاف کرنے کی ترغیب وارد ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۸/۷۳ ڈابھیل) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۷/۶/۱۴۱۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

فجر کی سنتوں کے بعد کچھ کھانا پینا؟

سوال (۵٦۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: زید فجر کی اَذان کے بعد اپنے گھر پر سنت پڑھتا ہے، سنت پڑھ کر مسجد جانے سے پہلے کبھی چائے پیتا ہے، اور کبھی اگر دوائی کھانی ہوتی ہے تو دودھ سے دوائی کھاتا ہے، پھر فرض نماز جماعت سے مسجد میں جاکر پڑھتا ہے۔ معلوم یہ کرنا ہے کیا زید کے اِس عمل سے سنت اور فرض میں فصل کھانے پینے کا ہوجانے کی وجہ سے سنت ختم یا سنت کا ثواب تو کم نہیں ہوگا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَحادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح صادق کے بعد فجر کی سنت ادا فرماتے تھے، اور بعد اَذان کچھ دیر استراحت فرماکر نماز فجر کے لئے مسجد میں تشریف لے جاتے تھے۔ اِس سے یہ معلوم ہوا کہ فجر کی سنت اور فرض کے درمیان فصل کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، اور اِس سے ثواب میں کوئی کمی نہیں آتی؛ لہٰذا مسئولہ صورت میں سنتِ فجر اور فرض کے مابین چائے پینے یا دوا کھانے میں شرعاً کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

عن عائشة رضي الله عنها زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي فيما بين أن يفرغَ من صلاة العشاء (وهي التي يدعو الناس العتمة) إلى الفجر، إحدىٰ عشرة ركعة، يسلم بين كل ركعتين، ويوتر بواحدة، فإذا سكت المؤذن من صلاة الفجر وتبين له الفجر، وجاءه المؤذن، قام فركع ركعتين خفيفتين، ثم اضطجع على شقه الأيمن حتى يأتيه المؤذن للإقامة. (صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين وقصرها / باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي صلى الله عليه وسلم في الليل ١/٢٥٤ رقم: ٧٣٦ بيت الأفكار الدولية، صحيح البخاري رقم: ٩٩٤)

وحاصله أن اضطجاعه عليه الصلاة والسلام إنما كان في بيته للاستراحة لا للتشريع الخ. (شامي ٢/٤٦٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۶/۱/۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

◆

دعوتِ طعام اور اُس کے آداب

عوت قبول کرنے سے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ مبارکہ؟

سوال (٥٦٨): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: دعوت قبول کرنے سے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ مبارکہ کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دعوت قبول کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مبارکہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کی دعوت قبول کرنے کا حکم فرمایا ہے، اور اُسے مسلمان کا حق بتایا ہے۔ حدیث شریف میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ: ''جس نے دعوت (جو سنت کے مطابق ہو) منظور نہ کی تو اُس نے خدا اور اُس کے رسول کی نافرمانی کی''۔ تاہم اگر کوئی عذر ہو یا دعوت میں کوئی منکر پایا جائے وغیرہ، تو دعوت میں حاضر نہ ہونے میں حرج نہیں ہے۔

عن عبد اللّٰہ بن عمر رضي اللّٰہ عنهما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: ائتوا الدعوة إذا دُعیتم.

عن عبد اللّٰہ بن عمر رضي اللّٰہ عنهما یقول: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: أجیبُوا هٰذه الدعوة إذا دُعیتم لها. قال: وکان عبد اللّٰہ بن عمر یأتي الدعوةَ في العُرس وغیرِ العُرس، ویأتیها وهو صائم.

عن أبي هریرة رضي اللّٰہ عنه أنه کان یقول بئس الطعام طعام الولیمة یُدعی إلیه الأغنیاءُ ویُترکُ المساکین، فمن لم یأت الدعوةَ فقد عصی اللّٰہ ورسوله. (صحیح مسلم، کتاب النکاح / باب الأمر بإجابة الداعي إلی دعوةٍ ٤٦٢/١ رقم:

١٠٣-١٤٢٩-١٤٣٢ بيت الأفكار الدولية، صحيح البخاري، كتاب النكاح / باب إجابة الداعي في العرس وغيرها رقم: ٥١٧٧-٥١٧٩ دار الفكر بيروت)

وأما الأعذار التي يسقط بها وجوب إجابة الدعوة أو ندبها، فمنها أن يكون في الطعام شبهة أو يخص بها الأغنياء أو يكون هناك من يتأذى بحضوره معه أو لا تليق به مجالسته أو يدعوه لخوف شره أو لطمع في جاهه أو ليعاونه على باطل، وأن لا يكون هناك منكر من خمرٍ أو لهوٍ أو فرش حريرٍ أو صور حيوانٍ غير مفروشة أو آنية ذهبٍ أو فضةٍ فكل هٰذه الأعذار في ترك الإجابة.

(نووي على مسلم ٤٦٢/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خلافِ شرع اُمور کے مرتکب اور ریا کار کی دعوت کا حکم؟

سوال (۵۶۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کوئی شخص خلافِ شرع اُمور کا ارتکاب کرتا ہو، اور وہ کسی اپنے مسلمان بھائی کی دعوت کرے، تو اُس کی دعوت قبول کرنی چاہئے یا نہیں؟ اسی طرح جو دعوت اپنی بڑائی یا شہرت چاہتی ہو، اُس کی دعوت قبول کرنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فاسق اور فاجر کی دعوت قبول کرنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے؛ اس لئے کہ فسق وفجور اور ارتکابِ کبائر کی وجہ سے اُس کی دعوت میں بھی شبہ رہے گا، اور ایک طرح سے اُس کا احسان مند بھی ہونا پڑے گا، جو صالحین کی شان کے مناسب نہیں۔

عن عكرمة رضي الله عنه قال: كان ابن عباس رضي الله عنهما يقول: إن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن طعامِ المتباريين أن يؤكل. (سنن أبي داؤد رقم:

٣٧٥٤، الترغيب والترهيب مكمل، كتاب الطعام وغيره / الترهيب من أن يدعى الإنسان إلى الطعام الخ رقم: ٣٣٠٥ بيت الأفكار الدولية، مجمع الزوائد ٥٤/٤)

إذا دعيتَ إلى وليمة، فإن لم يكن ماله حرامًا ولم يكن فيها فسق، فلا بأس بالإجابة. وإن كان ماله حرامًا فلا تجبه. وكذٰلک إن كان فسقه معلنًا فلا تُجبه يعلم أنک غير راض بفسقه. (بستان الفقيه أبي الليث السمرقندي / باب إجاة الدعوة ١٣٣ فاروقي هندي، بحواله: فتاوىٰ محمودية ٦٠/١٨ ڈابھیل)

ولو دعي إلى وليمة فيها فسق، يمتنع من الإجابة إن كان زجرًا لهم. (الملتقط في الفتاوىٰ الحنفية، كتاب الآداب ٢٥٧ المكتبة الحقانية پشاور، وكذا في الرد المحتار / كتاب الحظر والإباحة ٣٤٧/٦ كراچی)

لا يجيب دعوة الفاسق المعلن، ليعلم أنه غير راضٍ بفسقه. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات ٣٤٣/٥ زكريا، وكذا في مجموعة الفتاوىٰ على هامش خلاصة الفتاوىٰ / كتاب الكراهية ٣٣٩/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حرام آمدنی والے کے یہاں دعوت کھانا؟

سوال (۵۷۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید عمر کے گھر مہمان ہوا، جب کہ عمر کی ساری کمائی حرام ہے، اَب زید اُس کے یہاں کھانے پینے سے انکار کرتا ہے، مگر عمر کہتا ہے کہ آپ میری دعوت قبول کر لیجئے، آج سے میں سچی توبہ کرتا ہوں کہ حرام کمائی نہیں کماؤں گا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس صورت میں سابقہ جمع کردہ مال حرام سے تیار کردہ کھانا تناول فرمانا کیسا ہے؟ کیا اِس شرط کے ساتھ (کہ آج سے حرام کمائی نہیں کماؤں گا) اِس سابقہ حرام مال سے کھانا تیار کرکے عمر زید کی دعوت کرسکتا ہے اور زید دعوت قبول کرسکتا ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب عمر کی ساری کمائی حرام ہے تو زید کے لئے اُس کا کھانا کھانا جائز نہیں، توبہ کرنے سے مالِ حرام حلال نہیں ہوجاتا؛ بلکہ ایسے مال کو بغیر نیت ثواب فقراء ومساکین پر صدقہ کردینا واجب ہے۔ (امداد الفتاویٰ ۱۴۲/۴)

اكل الربا وكاسب الحرام أهدى إليه أو أضافه وغالب ماله حرام لا يقبل ولا يأكل. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثاني عشر ٣٤٣/٥)

لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء، فصل في البيع ٣٦٥/٦ دار الفكر بيروت، ٥٥٣/٩ زكريا، وكذا في البحر الرائق / كتاب الكراهية ٣٥٩/٨ رشيدية)

ولا يجوز قبول هدية أمراء الجور؛ لأن الغالب في مالهم الحرمة، إلا إذا علم أن أكثر ماله من حل بأن كان صاحب تجارة أو زرع، فلا بأس به. وفي البزازية: غالب مال المُهدي إن حلالاً لا بأس بقبول هديته وأكل ماله ما لم يتبين أنه من حرام؛ لأن أموال الناس لا يخلو عن حرام، فيعتبر الغالب. وإن غالب ماله الحرام، لا يقبلها ولا يأكل، إلا إذا قال: إنه حلال ورثته أو استقرضته؛ ولهٰذا قال أصحابنا: لو أخذ مورثه رشوةً أو ظلمًا إن علم وارثه ذٰلك بعينه، لا يحل له أخذه. وإن لم يعلمه بعينه له أخذه حكمًا لا ديانةً، فيتصدق به بنية الخصماء. (مجمع الأنهر، كتاب الكراهية / فصل في الكسب ١٨٦/٤ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، وكذا في الفتاوىٰ البزازية على هامش الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الرابع في الهدية والميراث ٣٦٠/٦ زكريا، وكذا في فتاوىٰ قاضي خان، كتاب الحظر والإباحة / باب ما يتعلق بالضيافة ٤٠٠/٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۶/۶/۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حرام پیشہ کرنے والے غیر مسلم کے یہاں دعوت کھانا ؟

ســـوال (۵۷۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حرام پیشہ کرنے والے غیر مسلم کے یہاں دعوت کھانا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجـواب وبـاللّٰـه التوفيق: حرام پیشہ کرنے والے غیر مسلم کے یہاں دعوت کھانے کی اُصولاً گنجائش ہے؛ کیوں کہ غیر مسلم مالی معاملات میں شریعت کا پابند نہیں ہے؛ لیکن بہتر یہ ہے کہ مسلمان بالخصوص علماء ومقتدیٰ حضرات ایسے شخص کی دعوت قبول کرنے سے احتراز کریں۔

قـال الـلّٰـه تـعـالىٰ: ﴿لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكَافِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَـنْ يَـفْـعَـلْ ذٰلِکَ فَـلَـيْـسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقَاةً وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ﴾ [آل عمران: ۲۸]

لإنـا أمـرنا بتركهم وما يدينون، قال الشامي: فلا نمنعهم عن شرب الخمر وأكل الخنزير وبيعهما. (الدر المختار مع الشامي ٣١٢/٤ زكريا)

روى مـحمد رحمه اللّٰه تعالىٰ في السير الكبير أخبارًا متعارضةً، في بعضها: أن رسـول الـلّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قبل هدايا المشرک. وفي بعضها: أنه صلى اللّٰه عليه وسـلـم لـم يـقبـل. فلا بد من التوفيق. واختلفت عبارة المشايخ رحمهم اللّٰه تعالىٰ في وجه التوفيق ...... ومن المشايخ من وفق من وجهٍ آخر، فقال: لم يقبل من شخص علم أنـه لـو قبـل مـنـه يـقـلّ صـلابته وعزته في حقه ويلين له بسبب قبول الهدية، وقبل من شـخـص عـلم أنه لا يقلّ صلابته وعزته في حقه ولا يلين بسبب قبول الهدية، كذا في المحيط. (الـفتـاوىٰ الهـنـدية / الـبـاب الـرابـع عشر في أهل الذمة ٣٤٨-٣٤٧/٥ زكريا، وكذا في المحيط البرهاني / الفصل السادس عشر في معاملة أهل الذمة ١٠٤/٦ المكتبة الغفارية كوئٹه) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۶/۴/۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

حرام اور مشتبہ کمائی والوں کے یہاں امام کی دعوت؟

سوال (۵۷۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید اِمامت کرتا ہے، جس کا کھانا مسجد والوں کے ذمہ ہے، کھانا دینے والوں میں بعض کی کمائی حرام اور مشتبہ ہوتی ہے، اُن کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ نیز اُن سے تنخواہ لینا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جن لوگوں کی آمدنی پوری طرح حرام ہو، اور اس کا یقینی علم ہو، اُن کے یہاں کا کھانا کھانا جائز نہیں، اور اگر آمدنی حلال حرام مخلوط ہو تو کھانے کی گنجائش ہے، اور مسئولہ صورت میں اِمامت کی تنخواہ چوں کہ مسجد والوں کے ذمہ ہے؛ اِس لئے وہ جو بھی رقم دیں اُس کو لینے کی اجازت ہے، تحقیق لازم نہیں۔

أهدى إلىٰ رجلٍ شيئًا أو أضافه إن كان غالب ماله من الحلال، فلا بأس إلا أن يعلم بأنه حرام، فإن كان الغالب هو الحرام ينبغي أن لا يقبل الهدية، ولا يأكل بالطعام إلا أن يخبره بأنه حلال ورثته أو استقرضته من رجل. (الفتاویٰ الهندية ٣٤٢/٥)

آكل الربا و كاسب الحرام أهدىٰ إليه، أو أضافه و غالب ماله حرام، لايقبل ولا يأكل ما لم يخبره أن ذلک المال أصله حلال ورثه أو استقرضه، وإن كان غالب ماله حلالاً لا بأس بقبول هديته والأكل منها. (الفتاویٰ الهندية ٣٤٣/٥)

وإن كان الرجل يأخذ المال من حيث وجده ولا يتأمل في الحلال والحرام، فالسؤال عنه حسن. (الأشباه والنظائر ١٥٨، كفايت المفتى ٤٧/٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۴/۷/۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سودی کاروباری کے یہاں دعوت کھانا؟

سوال (۵۷۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: سودی لین دین کرنے والے کے یہاں دعوت وغیرہ میں جانا درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر اُس شخص کی غالب آمدنی حرام ہے تو اُس کے یہاں دعوت کھانے سے احتراز کرنا چاہئے۔

لا يجيب دعوة الفاسق المعلن ليعلم أنه غير راضٍ بفسقه، وكذا دعوة من كان غالب ماله من حرام ما لم يخبر أنه حلال، وبالعكس يجيب ما لم يتبين عنده أنه حرام، كذا في التمرتاشي، أكل الربا وكاسب الحرام أهدىٰ إليه أو أضافه وغالب ماله حرام لايقبل ولا يأكل ما لم يخبره أن ذٰلک المال أصله حلال ورثه أو استقراضه. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثاني عشر ۳۴۳/۵) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۲/۹/۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

رشوت لینے والے مسلمان کے پیسہ سے کھانا؟

سوال (۵۷۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسلم ساتھی کے پیسہ سے کھانا پینا جب کہ وہ رشوت بھی لیتے ہوں جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو ساتھی رشوت لیتے ہوں اور اُن کی غالب آمدنی رشوت پر مشتمل ہو، تو اُن کی دعوت قبول کرنی درست نہیں ہے۔ اور اگر غالب آمدنی رشوت سے نہ ہو؛ بلکہ دوسرے حلال کاروبار سے ہو، تو دعوت قبول کرسکتے ہیں۔ (کفایت المفتی ۱۰۵/۵)

آكل الربا وكاسب الحرام أهدىٰ إليه أو أضافه وغالب ماله حرام لايقبل ولا يأكل ما لم يخبره أن ذٰلک المال أصله حلال، وإن كان غالب ماله حلالاً لا بأس بقبول هديته والأكل منها. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثاني عشر ۳۴۳/۵)

غالب مال المهدي إن حلالاً لا بأس بقبول هديته وأكل ماله ما لم يتبين أنه حرام. (مجمع الأنهر، كتاب الكراهية / فصل في الأكل ٢/١٨٦ مكتبة فقيه الأمة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۲۹؍۳؍۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مردار کی خرید وفروخت کرنے والے کے یہاں کھانا؟

سوال (۵۷۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کئی قسم کے کاروبار کرتا ہے، مثلاً: مرداری ٹھیکہ، تجارت وغیرہ پرانے لوہے کی خرید وفروخت۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ مذکورہ شخص کی کمائی بروئے شریعت حلال ہے یا نہیں؟ اور اِمام کا اُن کے یہاں دعوت میں شرکت کرنا درست ہے یا نہیں؟ جب کہ مذکورہ شخص اور اُس کے بچے مسجد کی صفائی اور اَذان وغیرہ کا بھی بہت خیال کرتے ہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زید کے لئے مردار کی خرید وفروخت سے حاصل ہونے والی کمائی حلال نہیں ہے؛ اِس لئے کہ مردار کی خرید وفروخت تجارت وغیرہ باطل ہے، اور اگر شخص مذکور کے پاس ایسے اَموال ہیں جن کے اکثر حصے جائز طریقہ سے حاصل ہوئے ہیں تو اُس کی دعوت قبول کرنا اور اُس میں شریک ہونا جائز ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَةُ﴾ [المائدة، جزء آیت: ۳]

بطل بيع ما ليس بمال كالدم والميتة. (الدر المختار مع الشامي ٥/٥١ كراچی، ٧/٢٣٥ زكريا)

وإن كان غالب ماله حلالاً لا بأس بقبول هديته والأكل منها. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثاني عشر ٥/٣٤٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۵؍۱۱؍۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شرابی کے گھر کھانا؟

سوال (۵۷۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک پڑوسی مسلمان شراب پیتا ہے، اُس کے گھر کھانا پینا درست ہے یا نہیں؟ مسلم کلال قوم جس کا دھندہ شراب پینا ہے اور ساتھ میں دوسری تجارت بھی کرتا ہے، مثلاً کھیتی باڑی اور کپڑے کی دوکان، تو ایسے مسلم کلال کے گھر دعوت کھانا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بہتر ہے کہ شرابی شخص کی دعوت قبول نہ کی جائے؛ تاکہ اُس کی بدعملی پر ناگواری ظاہر ہو؛ تاہم اگر شرابی اپنی حلال آمدنی سے کھلائے پلائے تو اُس کا کھانا فی نفسہٖ درست ہے، اِسی طرح اگر حلال وحرام دونوں ہیں؛ لیکن حلال غالب ہے تو بھی درست ہے اور اگر حرام غالب ہے تو پھر ایسے شخص کے یہاں کھانا پینا جائز ہی نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۷/ ۶۳۵ ڈابھیل)

لا يجيب دعوة الفاسق المعلن ليعلم أنه غير راضٍ بفسقه، وكذا دعوة من كان غالب ماله من حرام ما لم يخبر أنه حلال، وبالعكس يجيب ما لم يتبين عنده أنه حرام، كذا في التمرتاشي، أكل الربا وكاسب الحرام أهدىٰ إليه أو أضافه وغالب ماله حرام لايقبل ولا يأكل ما لم يخبره أن ذٰلک المال أصله حلال ورثه أو استقراضه. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثاني عشر ٥/ ٣٤٣) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۷/ ۴/ ۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

داڑھی تراشنے اور منڈوانے والے کے یہاں دعوت کھانا؟

سوال (۵۷۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے ایک بھائی ہیں جو غیر مقلد بنے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ حدیث شریف میں ہے کہ داڑھی تراشنے والے اور منڈوانے والے کے یہاں دعوتِ ولیمہ یا عقیقہ کسی قسم کی دعوت نہیں کھانی چاہئے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حدیث میں آیا ہے کہ فاسق لوگوں کی دعوت قبول نہ کی جائے اور داڑھی منڈوانے اور ترشوانے والے لوگ بھی چوں کہ فاسق ہیں، اِس لئے اگر مصلحت کے خلاف نہ ہو تو اُن لوگوں کی دعوت رَد کی جاسکتی ہے، خاص کر جب کہ مجلس دعوت میں منکرات ہوں، تو ممانعت کا حکم اور تاکیدی ہوجاتا ہے۔

عن عمران بن حصین رضي اللّٰہ عنه قال: نهی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم عن إجابة طعام الفاسقین. (مشکاة المصابیح ٢٧٩/٢، شعب الإیمان للبیهقي ٦٨/٥ رقم: ٥٨٠٣ دار الکتب العلمیة بیروت)

ولو دعی إلی دعوةٍ، فالواجب أن یجیبه إلیٰ ذٰلک، وإنما یجب علیه أن یجیبه إذا لم یکن هناک معصیة ولا بدعة. (الفتاویٰ الهندیة ٣٤٣/٥)

لا یجیب دعوة الفاسق المعلن لیعلم أنه غیر راضٍ بفسقه. (الفتاویٰ الهندیة ٣٤٣/٥) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۷/۶/۱۴۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

داعی کے مکان پر پہنچے تو پتہ چلا کہ برسی یا چالیسواں کا کھانا ہے؟

سوال (۵۷۸): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مدرسین پوری تحقیق کے بعد دعوت قبول کرتے ہیں، مگر بعض مرتبہ جب اہلِ خانہ کے یہاں حاضری ہوتی ہے تو معلوم ہوتا ہے، یہ تو دھوکہ ہوا، یہاں تو مرنے والے کی برسی تھی یا چالیسواں تھا اور اِس وقت بعض مرتبہ قرآن خوانی پر بھی مجبور کیا جاتا ہے، بچے اور دھوکہ سے لے جائے گئے مدرسین مجبورِ محض ہیں کیا کریں؟ ایسی حالت میں تیار دعوت چھوڑ آئیں یا بالجبر کھالیں، صاحبِ خانہ کا یہ فعل کس طرح کا جرم ہے؟ اُس کی سزا کیا ہوگی اور یہ گناہ کس کی گردن پر ہوگا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مدرسین مجبور محض ہرگز نہیں ہیں، وہ مقتدیٰ کی حیثیت رکھتے ہیں، اُن کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ ایسی جگہوں سے تیار دعوت چھوڑ کر واپس چلے آئیں؛ تاکہ غلط کار لوگوں کو عبرت ہو۔ (مستفاد: رشیدیہ ۱۵۴، امداد الفتاویٰ ۱۱۹/۴، کفایت المفتی ۲۱۷/۱، فتاویٰ محمودیہ ۲۵۴/۸)

عن أبي سعيد الخدري رضي اللّٰه عنه قال: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: من رأى منكم منكرًا فليغيره بيده، فإن لم يستطع فبلسانه، فإن لم يستطع فبقلبه، وذٰلک أضعف الإيمان. (صحيح مسلم، كتاب الإيمان / باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان، وأن الإيمان يزيد وينقص الخ ۱/۵۰ رقم: ۴۹ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح / باب الأمر بالمعروف، الفصل الأول ۴۳۶/۲)

وأما إذا علم قبل الحضور فلا يحضر؛ لأنه لا يلزمه حق الدعوة. (الفتاویٰ الهندية ۳۴۳/۵ دار إحياء التراث العربي بيروت)

ولو دعي إلى دعوة، فالواجب أن يجيبه إلى ذلک، وإنما يجب عليه أن يجيبه إذا لم يكن هناک معصية و لا بدعة. (الفتاویٰ الهندية ۳۴۳/۵)

ولو كان ذٰلک على المائدة لا ينبغي أن يقعد، وإن لم يكن مقتدى به. (الفتاوى الهندية ۳۴۳/۵) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۱۶/۵/۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

فسق وفجور والی مجلس دعوت میں شرکت کرنا کیسا ہے؟

سوال (۵۷۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید عالم ہے اور بکر بھی عالم ہے، عوام کی مجلس میں دونوں عالم موجود ہیں، زید نے بکر سے عوام کے سامنے کہا کہ جس تقریب میں چاہے وہ عقد نکاح کی مجلس ہی ہو، اگر اس میں باجا گانا،

بھانگڑا، ویڈیو، شراب نوشی اور فوٹو گرافی ہوگی، تو میں ایسی مجلس میں ہرگز شرکت نہیں کروں گا اور نہ ہی اُس میں نکاح پڑھانے کے لئے حاضر ہوں گا، اِس کے جواب میں بکر نے کہا میں ایسی بارات میں شرکت کروں گا اور اُس میں نکاح بھی پڑھاؤں گا۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ زید بکر میں کس کی بات صحیح ہے؟ اور بکر کے اس عمل سے غیر مشروع اُمور کو فروغ ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ہوتا ہے تو اس کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ سوال کا جواب تفصیل سے تحریر فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: گانے بجانے کی مجالس میں جانا اور اُن پر نکیر نہ کرنا؛ بلکہ گانوں وغیرہ سے لطف اندوز ہونا شرعاً فسق اور سخت گناہ ہے، صورتِ مسئولہ میں زید کا اِس طرح کی مجالس میں شرکت نہ کرنے کا عزم مصمم کرنا نہایت کارِ ثواب ہے، اور بکر کا اِس کے برخلاف شرکت ونکاح پر اِصرار کرنا مستوجبِ عذاب ہے، اس طرح کے لغو کاموں سے خود بچنا اور دوسروں کو بچانا اُس پر لازم ہے۔

استماع صوت الملاهي كضرب قصب ونحوه صرام، لقوله عليه السلام استماع الملاهي معصية، والجلوس عليها فسق، والتلذذ بها كفر أي بالنعمة.

(الدر المختار ٦/٣٤٩ کراچی، ٩/٥٠٤ زکریا)

فالواجب كل الوجب أن يجتنب كي لا يستمع لما روي أنه عليه السلام أدخل إصبعه في أذنه عند سماعه وأشعار العرب لو فيها ذكر الفسق يكره.

(الفتاویٰ البزازية على هامش الفتاویٰ الهندية ٦/٣٥٩)

قال رحمه الله: السماع والقول والرقص الذييفعله المتصوفه في زماننا حرام لا يجوز القصد إليه والجلوس عليه وهو الغناء والمزامير سواء. (الفتاویٰ الهندية ٥/٣٥٢ دار إحياء التراث العربي بيروت)

الملاهي كلها حرام حتى التغنى بضرب القضيب. (الهداية ٤/٤٥٥، شامي

٩/٥٠٢-٥٠٤ زکریا، البحر الرائق ٨/٢٠٧ کوئٹہ، ٨/٣٨٠ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۵/۱۱/۱۴۱۰ھ

منکرات والی تقریبات میں دعوت کھانا؟

سوال (۵۸۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شادی بیاہ میں شرکت مشکل اور دشوار ہوتی جارہی ہے، اور ویڈیو کیسٹ کا چلن اتنا عام ہوگیا ہے کہ کوئی محفل اِس سے خالی اور محفوظ نہیں۔ جمعیۃ علماء ہند جیسی جماعت بھی ایسے منکرات سے محفوظ نہ رہ سکی، وہاں بھی اِجلاس میں ویڈیو کیمرے نصب ہونے لگے، جس سے عوام کے سامنے منکرات سے انکار کا جواز باقی نہیں رہا، خیر جہاں شادی بیاہ میں محفل نکاح وطعام میں ویڈیو فلم بنائی جارہی ہو، وہاں نکاح پڑھانا اور کھانا پینا کیسا ہے؟ ”**ذٰلک أضعف الإیمان**“ کا مقتضی کیا ہے؟ اگر یہ سوچ کر شرکت نہ کی جائے کہ منکرات کی محفل میں شرکت ممنوع ہے، تو شادی بیاہ سے متعلق دیگر اُمور ہیں، مثلاً: نکاح، طلاق، مہر، جو موجودہ دور میں اِزدواجی زندگی کے بگڑتے ہوئے پہلو ہیں، تو اِن پر روشنی ڈالنے کا موقع نہیں ملتا، مثلاً موجودہ دور میں مہر کے بارے میں ۹۵ ر فیصد خیال یہ ہے کہ مہر کا اقرار صرف رسمی اقرار ہے، کون دیتا ہے؟ کون لیتا ہے؟ باندھ دو جتنے چاہو، ہزار روپئے کی حیثیت نہ رکھنے والا پچاس ہزار پچیس ہزار کے مہر بندھوا لیتا ہے، چوں کہ وہ اُس کو دین اور قرض نہیں سمجھتا، اَب اُس کو یہ کون بتائے کہ ایسی صورت میں یہ محض حرام کاری ہے، ایسی مجالس میں اِصلاحِ معاشرہ کے لئے کیا صورت اختیار کی جائے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو کام شرعاً ناجائز ہیں، وہ کسی شخص یا جماعت کے اختیار کرنے سے جائز نہیں ہوسکتے، منکرات پر نکیر کرنا علماء کی شرعی ذمہ داری ہے، اور اِن برائیوں پر مداہنت اور مصلحت کوشی کا رویہ قطعاً روا نہیں ہے، اِس لئے ایسی مجالس اور تقریبات میں جہاں

منکرات (ویڈیو وغیرہ) پائی وغیرہ، ان میں ہرگز شرکت نہ کی جائے، اور اِس معاملہ میں کسی دنیوی نقصان کی پرواہ نہ کی جائے، نہی عن المنکر کے ادنیٰ درجہ یعنی قلبی کراہت کا تقاضہ بھی یہی ہے۔

اور نکاح کی دیگر رسموں کی اِصلاح کے لئے ایسی منکرات والی مجلسوں میں جانا ہی ضروری نہیں؛ بلکہ انفرادی طور پر ملاقاتوں اور اِصلاحی بیانات کے ذریعہ اِصلاح کی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔

عن أبي سعيد الخدري رضي اللّٰه عنه قال: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: من رأى منكم منكرًا فليغيره بيده، فإن لم يستطع فبلسانه، فإن لم يستطع فبقلبه، وذلك أضعف الإيمان. (صحيح مسلم، كتاب الإيمان / باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان، وأن الإيمان يزيد وينقص الخ ٥٠/١ رقم: ٤٩ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح / باب الأمر بالمعروف، الفصل الأول ٤٣٦/٢)

وعن سفينة أن رجلاً ضاف علي بن أبي طالب رضي اللّٰه عنه فصنع له طعامًا، فقالت فاطمة رضي اللّٰه عنها: لو دعونا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فأكل معنا، فدعوه فجاء فوضع يديه على عضادتي الباب، فرأى القرام قد ضرب في ناحية البيت فرجع، قالت فاطمة: فتبعته، فقلت: يا رسول اللّٰه! ما ردّك؟ قال: إنه ليس لي – أو – لنبي أن يدخل بيتًا مزوقًا. (مشكاة المصابيح / كتاب النكاح ٢٧٨/٢)

وإن علم أولاً باللعب لا يحضر أصلاً. (الدر المختار ٣٤٨/٦ كراچی، ٥٠٢/٩ زكريا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۶/۹/ ۱۴۱۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

منکرات والی مجلس میں دعوت کھانے کے لئے اصرار کرنا؟

سوال (۵۸۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بہت سی جگہوں پر دعوتوں میں خلافِ شرع اُمور اور صریح منکرات: تصویر کشی، کھڑے ہوکر

کھانا، مرد و عورتوں کا اختلاط، بے پردگی وغیرہ بہت سے ناجائز لوازمات ہوتے ہیں، اور وہ لوگ زبردستی دعوت کرتے ہیں، اور بسا اوقات تو اصرار تک کرتے ہیں کہ آپ کو ضرور آنا ہے، بلانے کے لئے گاؤں تک بھیج دیتے ہیں، تو ایسے وقت کیا کرنا چاہئے، دعوت قبول کریں، تو منکرات کی تائید لازم آتی ہے، اور رد کرنے پر بظاہر اُن کی دل شکنی کا اندیشہ رہتا ہے؟ شریعت کا اس میں کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خلافِ شرع اور ناجائز اُمور میں مخلوق کی اِطاعت جائز نہیں، حتیٰ کہ اگر ماں باپ بھی خلافِ شرع امر کا حکم دیں، تو اُن کی بھی اِطاعت جائز نہیں۔ بریں بنا منکرات والی تقریبات میں شرکت کرنے سے اگر اِن منکرات اور محرمات کی تائید ہوتی ہو، اور دوسرے لوگ آپ کی شرکت کو دلیل اور حجت بناتے ہوں، تو آپ کے لئے شرکت کرنا جائز نہیں، اور اُمورِ شرعیہ کی خلاف ورزی میں کسی دل شکنی کا کوئی اعتبار نہیں کیا جاتا؛ لہٰذا ایسی دعوت میں جانے سے آپ صاف انکار کردیں؛ البتہ اگر آپ کے اندر اتنی ہمت ہے کہ وہاں جاکر آپ برملا ان برائیوں پر نکیر کریں، جس کا مثبت اثر ماحول اور معاشرہ پر پڑے، اور لوگ آپ کی بات قبول کرکے آئندہ اِن منکرات سے باز آجائیں، تو اس نیت سے آپ وہاں جاسکتے ہیں۔

رأى ابن مسعود صورة في البيت فرجع. ودعا ابن عمر أبا أيوب فرأى في البيت سِترًا على الجدار، فقال ابن عمر: غلبنا عليه النساءُ، فقال: من كنتُ أخشى عليه لم أكن أخشى عليک، واللّٰه لا أطعمُ لكم طعامًا، فرجع.

عن عائشة رضي اللّٰه عنها زوج النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أنها أخبرته: أنها اشترت نُمرقةً فيها تصاوير، فلما رآها رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قام على الباب أَذنبتُ؟ فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ما بالُ هٰذه النمرُقة؟ قالت: فقلت: اشتريتها لک لتقعدُ عليها وتوسَّدها، فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إن أصحاب هٰذه الصور يُعذبون يوم القيامة، ويقال لهم: أحيوا ما

خلقتم، وقال: إن البيت الذي فيه الصورُ لا تدخله الملائكة. (صحيح البخاري، كتاب النكاح / باب هل يرجع إذا رأى منكرًا في الدعوة؟ ۷۸۸۱/۲ رقم: ۵۱۸۱ دار الفكر بيروت)

عن علي رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا طاعة في معصية الله إنما الطاعة في المعروف. (صحيح مسلم، كتاب الأمارة / باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية ۱۲۵/۲ رقم: ۱۸۴۰ بيت الأفكار الدولية، صحيح البخاري رقم: ۴۳۴۰-۷۱۴۵-۷۲۵۷ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جس بارات میں ویڈیو بنتی ہو اُس میں شرکت کرنا؟

سوال (۵۸۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل بیاہ شادیوں میں یہ بات کثرت سے پائی جانے لگی ہے کہ یا تو کیمرہ کے ذریعہ فوٹو لیتے ہیں، یا ویڈیو کیسٹ تیار ہوتی ہے، خصوصاً نکاح وغیرہ کا پروگرام اہمیت سے فلمایا جاتا ہے، اِس بارے میں فرمائیں کہ اُس بارات میں شرکت کرنا اور فوٹو کھنچوانا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسی بارات میں شرکت نہ کرنی چاہئے اور فوٹو کھنچوانا اور ویڈیو فلمانا تو اِس موقع پر نہایت سخت گناہ ہے کہ ایک سنت نبوی ﷺ کی ادائیگی کے وقت سرعام ارشاداتِ نبویہ ﷺ کا مذاق اُڑایا جاتا ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا ہے: **أشد الناس عذابًا عند الله المصورون.** (مشكاة المصابيح ۳۸۵/۲) (تصویر بنانے والوں کو آخرت میں سب سے سخت عذاب ہوگا)

لہٰذا اِس بری حرکت سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچانے کی ہر تدبیر کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۳/۹/۱ھ

کھانے کی پارٹی میں خلافِ شرع اُمور کا ارتکاب کرنا؟

سوال (۵۸۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایسا کھانا جس میں خلافِ شرع اُمور شامل ہوں جب کہ اہل معاملہ اُن اُمور میں ملوث نہ ہوں؛ لیکن اہلِ معاملہ کے حواریین ومتعلقین اہلِ معاملہ کی جانب سے خلافِ شرع پروگرام کرائیں، ایسے کھانے کے متعلق قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل جواب سے نوازیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اہلِ معاملہ اگر اِن خرافات پر خاموش تماشائی بنا رہے تو وہ شرعاً اپنی ذمہ داری سے بچ نہیں سکتا، اُسے چاہئے کہ ہر ممکن طریقہ پر خلافِ شرع اُمور روکنے کی کوشش کرے ورنہ صاف اعلان کردے کہ میرا برے کام کرنے والوں سے کوئی واسطہ نہیں؛ تاکہ اُس کی طرف غلط باتوں کی نسبت نہ ہوسکے۔ حدیث میں ارشادِ نبوی ہے:

عن أبي سعید الخدري رضي اللّٰہ عنه قال: سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول: من رأی منکم منکرًا فلیغیرہ بیدہ، فإن لم یستطع فبلسانه، فإن لم یستطع فبقلبه، وذٰلک أضعف الإیمان. (صحیح مسلم، کتاب الإیمان / باب بیان کون النهي عن المنکر من الإیمان، وأن الإیمان یزید وینقص الخ ۵۱/۱ رقم: ۴۹ بیت الأفکار الدولیة، مشکاة المصابیح / باب الأمر بالمعروف، الفصل الأول ۴۳۶/۲)

یعنی جو آدمی برا کام ہوتا دیکھے وہ اپنے ہاتھ سے اسے روک دے اگر اس پر قادر نہ ہوتو زبان سے روک دے اور اگر اتنی بھی ہمت نہ ہوتو دل سے برا سمجھے یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۱۳/۱۱/۲۹ھ

بڑے ہوٹلوں میں شادی کی دعوت کرنا اور ۳۰-۴۰/ قسم کے کھانے تیار کرنا؟

سوال (۵۸۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل خصوصاً بڑے شہروں میں شادی بیاہ کے موقع پر باراتی اور دیگر مہمانوں کے لئے بڑے بڑے ہوٹلوں میں کھانے پینے کا نظم کیا جاتا ہے، جس میں اَشیاء خورد ونوش کی ۳۵-۴۰/ اَقسام تک تیار کی جاتی ہیں، ظاہر ہے کہ قلت کے خوف سے ہر اشیاء مدعوئین کے حساب سے ہی تیار کی جاتی ہیں، اور ہر شخص اپنی پسندیدہ اور مرغوب چیزیں کھا کر چلتا بنتا ہے، اور اس طرح بہت سا کھانا کوڑادان کی نذر ہوجاتا ہے، کیا یہ اقدام صحیح ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال میں جس طرح کی دعوت کا ذکر ہے، وہ بلاشبہ اسراف وتبذیر میں داخل ہے، اِس سے احتراز لازم ہے، بہترین تقریب وہی ہے جس میں سادگی ہو اور رزق اور پیسہ کا ضیاع نہ ہو۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلاَ تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا، اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ، وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا﴾ [بني إسرائيل: ۲۷]

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: إن أعظم النكاح بركة أيسره مؤونة. (مشكاة المصابيح / الفصل الثالث ۲٦۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۱/۱/۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ختنہ کے بعد شاندار دعوت کرنا اور شرکت کرنے والوں سے انعام قبول کرنا؟

سوال (۵۸۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ختنہ کے بعد شاندار ضیافت کرنا اور ضیافت میں شرکت کرنے والے لوگوں کا جہیز (انعام) لے کر آنا اور اِس جہیز (انعام) کا قبول کرنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ختنہ کے موقع پر اِس طرح کی شاندار دعوت کرنے کا اہتمام نامناسب ہے، اور اِس وقت انعام کا التزام بھی محض ایک رسم ہے، جس کا ایک بڑا مفسدہ یہ ہے کہ آنے والے رشتہ داروں کو چار ونا چار رسوائی کے خوف سے کچھ رقم دینی مجبوراً لازم ہوتی ہے، یہ بھی ایک قسم کا دباؤ ہے، اِس طرح کے دباؤ کے تحت کسی سے رقم لینے کی شرعاً اِجازت نہیں ہے۔ (مستفاد: بہشتی زیور ۴/ ۲۱۷)

عن الحسن قال دعیٰ عثمان بن أبي العاص رضي اللّٰہ عنہ إلی ختان فأبی أن یجیب، فقیل لہ: فقال إنا کنا لا نأتي الختان علی عہد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ولا ندعی لہ. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ۴/ ۲۱۷)

عن أبي حرۃ الرقاشي عن عمہ رضي اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ألا لا تظلموا! ألا لا یحل مال امرء إلا بطیب نفس منہ. (مشکاۃ المصابیح / باب الغصب والعاریۃ، الفصل الثاني ۲۵۵، مرقاۃ المفاتیح / باب الغصب والعاریۃ، الفصل الثاني ۶/ ۱۱۸ المکتبۃ الأشرفیۃ دیوبند، المسند للإمام أحمد بن حنبل ۵/ ۷۲، شعب الإیمان للبیہقي ۴/ ۳۸۷ رقم: ۵۴۹۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

قال المحدث السہارن فوري في حاشیۃ صحیح البخاري: قال الکرماني: قالوا: والضیافۃ ثمانیۃ أنواع: الولیمۃ للعرس. والخُرس بضم المعجمۃ وسکون الراء، وبالمہملۃ للولادۃ. والإعذار بکسر الہمزۃ وبالمہملۃ، ثم المعجمۃ للختان، والوکیرۃ بفتح الواو لبناء. والنقیعۃ لقدوم المسافر، من النقع وہو الغبار. والوضیمۃ بکسر المعجمۃ المصیبۃ. والعقیقۃ تسمیۃ الولد یوم السابع من ولادتہ،

والمأدبة بضم الدال وفتحها، الطعامُ المتخذ للضيافة بلا سبب. وكلها مستحبة إلا الوليمة؛ فإنها تجب عند قوم، كذا في المجمع. (حاشية صحيح البخاري، كتاب النكاح / باب الوليمة ٧٧٦/٢ رقم الحاشية: ٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۹/۴/۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حج سے واپسی پر دعوت کا التزام؟

سوال (۵۸۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حج بیت اللہ کی واپسی پر حاجی اپنے گھر پر سیکڑوں لوگوں کو بلاکر طعام کا اہتمام کرتا ہے، اُس میں شریک لوگ اُس حاجی کو مبارک باد کے طور پر مٹھائی، پھل، نقدی کپڑے، ٹوپی، تولیہ دیتے ہیں اور وہ اُسے بخوشی قبول کرتا ہے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حج سے واپسی پر اِس طرح کی دعوت کا التزام بے اصل ہے اور محض نام ونمود اور نمائش کا ذریعہ ہے، اِس سے احتراز لازم ہے، ایسی دعوتوں میں شرکت نہیں کرنی چاہئے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۸۵/۱۷ ڈابھیل)

عن العرباض بن سارية رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ذات يوم في خطبته ……: إياكم ومحدثات الأمور، فإن كل محدثة بدعة، وكل بدعة ضلالة. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ١٢٦/٦، سنن أبي داؤد ٦٣٥/٢، سنن الترمذي ٩٦/٢، سنن ابن ماجة ٦/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۷/۱/۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جلسہ دستار بندی پر دعوت وشیرینی وغیرہ کا انتظام کرنا؟

سوال (۵۸۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کچھ طلبہ جلسہ دستار بندی کے موقع پر شیرینی وغیرہ کا انتظام کرتے ہیں اور کمروں کو روشنی وغیرہ سے مزین کرتے ہیں، کیا اُن فارغ شدہ طلبہ کے لئے ایسا کرنا شرعاً درست ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خوشی کے موقع پر دعوت وشیرینی وغیرہ فی الجملہ اَکابر سے ثابت ہے، بشرطیکہ ریا، اسراف اور غیر ضروری تزیین وغیرہ اُمورِ منہیہ سے خالی ہو۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۵/۲۹۰، فتاویٰ محمودیہ ۱۸/۱۴۹ ڈابھیل)

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْا اِخْوَانَ الشَّیَاطِیْنِ﴾ [الإسراء، جزء آیت: ۲۷]

قال المحدث السهارنفوري في حاشية البخاري: قال الكرماني: قالوا: الضيافة ثمانية أنواع: الوليمة للعرس، والخُرسُ للولادة، والإعذار للختان، والوكيرة لبناء، والنقيعة لقدوم المسافر من النقع وهو الغبار، والوضيمة المصيبة، والعقيقة تسمية الولد يوم السابع من ولادته، والمأدُبة الطعام المتخذ للضيافة بلا سبب، وكلها مستحبة إلا الوليمة؛ فإنها تجب عند قوم، كذا في المجمع.

(حاشية البخاري، كتاب النكاح / باب الوليمة ۲/۷۷۲ رقم الحاشية: ۵)

كل مباح يؤدي إلى زعم الجهال سنية أمر أو وجوبه فهو مكروهٌ. (تنقيح الفتاوىٰ الحامدية / مطلب كل مباح الخ ۲/۳٦۷ المكتبة الميمنية مصر)

عن محمود بن لبيد رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إن أخوف ما أخاف عليكم الشرک الأصغر، قالوا: يا رسول اللّٰه! وما الشرک الأصغر؟ قال: الريا. (مشكاة المصابيح، كتاب الرقاق / الرياء والمسمعة ٤٥٦) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۲/۱/۲ھ

دسترخوان پر اجتماعی طور پر کھانا؟

سوال (۵۸۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کھانا کھانے کا اسلامی طریقہ کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کھانا کھانے کا اسلامی طریقہ یہ ہے کہ گھر کے سب لوگ ایک دسترخوان پر بیٹھ کر اجتماعی طور پر کھانا کھائیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ اکیلے اکیلے کھانے سے بے برکتی ہوتی ہے، اور اجتماعی طور پر بسم اللہ پڑھ کر کھانے میں ایک کا کھانا دو کے لئے اور دو کا کھانا تین کے لئے کافی ہوجاتا ہے۔

عن وحشي بن حربٍ عن أبيه عن جده رضي اللّٰه عنهما أن أصحاب النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قالوا: يا رسول اللّٰه! إنا نأكل ولا نشبع، قال: فلعلكم تفترقون؟ قالوا: نعم، قال: فاجتمعوا على طعامكم واذكروا اسم اللّٰه عليه، يبارك لكم فيه. (سنن أبي داؤد، كتاب الأطعمة / باب في الاجتماع على الطعام ۵۲۸/۲ رقم: ۳۷٦٤ دار الفكر بيروت، سنن ابن ماجة ۲۳٦ رقم: ۳۲۸٦)

عن عمر بن الخطاب رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: كلوا جميعًا ولا تفرقوا؛ فإن البركة مع الجماعة. (سنن ابن ماجة ۲۳٦ المكتبة الأشرفية ديوبند)

والاجتماع على الطعام أفضل من فرادىٰ. (الفتاوىٰ التاتارخانية ۱۸۰/۱۸ رقم: ۲۸٤۳٤ زكريا)

ومن آدابه كذٰلك الأكل مع الجماعة (الموسوعة الفقهية ۱۲۲/٦ كويت وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية الكويت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اِجتماعی دسترخوان سے لوگوں کو کھاتے ہوئے چھوڑ کر اُٹھنا؟

سوال (۵۸۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اگر چند لوگ ایک ساتھ کھانا کھارہے ہیں، اور اُن میں سے کوئی شخص سیراب ہوجائے، تو کیا اس کو دسترخوان سے ہاتھ کھینچنا اور باقی لوگوں کو کھاتا ہوا چھوڑ کر بیٹھنا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر چند لوگ ایک ساتھ کھانا کھارہے ہوں، تو ادب کا تقاضا یہ ہے کہ اپنے ساتھی کے فارغ ہونے سے پہلے کھانے سے ہاتھ نہ کھینچے، ممکن ہے کہ آپ کے فارغ ہوجانے کی وجہ سے وہ بھی کھانے سے ہاتھ کھینچ لے، جب کہ اس کو ابھی کھانے کی ضرورت ہو، باقی اگر کوئی تقاضا ہو تو پہلے بھی اُٹھ سکتا ہے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا وضعت المائدة، فلا يقوم رجل، حتى ترفع المائدة. ولا يرفع يده وإن شبع حتى يفرغ القوم، وليُعذِر؛ فإن الرجل يُخجلُ جليسه فيقبض يده. وعسىٰ أن يكون له في الطعام حاجة. (سنن ابن ماجة، كتاب الأطعمة / باب النهي أن يقام عن الطعام حتى يرفع رقم: ٣٢٩٥ دار الفكر بيروت، ص: ٢٣٧ المكتبة الأشرفية ديوبند) **فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم**

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴؍۳؍۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مہمان کا اکرام کیسے کرنا چاہئے؟

سوال (۵۹۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مہمان کے اکرام میں کیا کیا چیزیں شامل ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مہمان کا حق یہ ہے کہ مہمان جس وقت بھی آئے، میزبان اُس کا اکرام واعزاز کرے، اُسے عزت دے، تکیہ پیش کرے، اُس کے قیام وطعام کا بہتر سے بہتر نظم کرے، اس کے لئے قدرے تکلف کے ساتھ کھانا بنوائے، مہمان کی خدمت خود کرے، اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائے، مہمان سے کوئی خدمت نہ لے، اور جب مہمان جانے لگے تو

اُسے گھر کے دروازہ تک رخصت کرے وغیرہ، یہ سب چیزیں مہمان کے اکرام واعزاز میں داخل ہیں۔ اسی طرح مہمان کے لئے بھی ضروری ہے کہ پہلے سے اپنی آمد کی اطلاع کردے، اور کسی بھی طرح سے میزبان پر بوجھ نہ بنے، جس سے اُسے ناگواری ہو، میزبان اپنی وسعت کے مطابق جو کچھ بھی پیش کرے، اُسے قبول کرے، اس کی حقارت نہ کرے۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من كان يؤمن باللّٰه واليوم الآخر فليكرم ضيفه، ومن كان يؤمن باللّٰه واليوم الآخر فليصل رحمه، ومن كان يؤمن باللّٰه واليوم الآخر فليقل خيرًا أو ليصمت. (صحيح البخاري، كتاب الأدب / باب إكرام الضيف وخدمته إياه بنفسه وقوله رقم: ٦١٣٦-٦١٣٨ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب الإيمان / باب الحثّ على إكرام الجار والضيف الخ رقم: ٤٨ بيت الأفكار الدولية)

عن شهاب بن عبَّادٍ أنه سمع بعض وفد عبد القيس وهم يقولون: قدمنا على رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: …… قال: فلما أصبحوا، قال: كيف رأيتم كرامةَ إخوانكم لكم، وضيافتكم إياكم، قالوا: خيرُ إخوانٍ ألانُوا فُرُشَنَا، وأطابوا مطعمنا، وباتوا وأصبحوا يُعلمُونا كتاب ربِّنا تبارك وتعالىٰ، وسنةَ نبيِّنا صلى اللّٰه عليه وسلم، فأُعجِب النبيُّ صلى اللّٰه عليه وسلم وفرحَ بها. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ٣/٤٣٢)

عن عبد اللّٰه بن عَميرةَ قال: دخل على جابرٍ رضي اللّٰه عنه نفرٌ من أصحاب النبي صلى اللّٰه عليه وسلم فقدَّم إليهم خُبزًا وخلا، فقال: كلوا فإني سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: نعم الإدام الخلُّ. إنه هلاكٌ بالرجل أن يدخُل إليه النفرُ من إخوانه، فيحتقرَ ما في بيته أن يُقدمه إليهم، وهلاكٌ بالقوم أن يحتقروا ما قدِّم إليهم. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ٣/٣٧١، الترغيب والترهيب مكمل / كتاب البر والصلة وغيرهما رقم: ٣٩٤١-٣٩٤٤ بيت الأفكار الدولية) **فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۷/۱۴۳۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دسترخوان پر معزز مہمان کے ساتھ خصوصی اِکرام کا برتاؤ کرنا؟

سوال (۵۹۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: دسترخوان پر چند مہمانوں کے ساتھ کھاتے ہوئے کیا کسی مقرب مہمان کے ساتھ فرق برتا جاسکتا ہے کہ کوئی چیز تھوڑی ہو عمدہ ہو، تو اپنے مقرب مہمان کو وہ چیز دے دی جائے؟ اِس بارے میں حضرت مدنیؒ اور حضرت شیخ الحدیث کے بارے میں سنا ہے کہ حضرت مدنیؒ ایسا نہیں کرتے تھے؛ بلکہ اپنے مقرب مہمان کو اگر کوئی اچھی چیز دیتے تو الگ لے جا کر دیتے، دسترخوان پر سب کے سامنے نہیں، مگر حضرت شیخ دسترخوان پر بھی فرق فرماتے تھے، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ایک عمل سے استدلال فرماتے ہیں کہ آپ کے پاس ایک مرتبہ ایک سائل آیا، تو ایسے ہی کچھ دے کر رخصت کر دیا، اُس کے بعد کوئی معزز مہمان آئے، تو اُن کو الگ گھر میں دسترخوان پر بٹھا کر کھلایا، مگر اِس سے استدلال کیسے ہوسکتا ہے، اِس کی وضاحت نیز حدیث کی تحقیق اور اِس کی تحقیق کہ فرقِ مراتب ہوسکتا ہے یا نہیں؟ ممکن ہے اس سے دوسروں کی دل شکنی ہو، جب کہ بیان کیا جاتا ہے تم اگر کھاؤ تو پڑوسی کے یہاں بھی بھیجو، اگر نہ بھیج سکو تو گٹھلیاں اور چھلکے اتنی دور ڈالے جائیں کہ پڑوسی کی نظر نہ پڑے، اِس کو محقق فرمادیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر دوسروں کی دل شکنی نہ ہو تو مقرب مہمان کے ساتھ زیادہ اعزاز کرنا فی نفسہٖ جائز ہے۔

أکرموا کل شخص علی حسب فضلہٖ وشرفہ، ولا تسووا بین الشریف والخادم والمخدوم من غیر تحقیر للفقراء بما یؤذیھم. (حاشیۃ مشکاۃ المصابیح ۲/ ٤٣٤)

اگر ایک دسترخوان پر فرق کرنے میں کسی کی دل شکنی ودل آزاری کا اندیشہ ہو، تو معزز آدمی کے لئے الگ انتظام کرنا زیادہ اَنسب ہے، حضرت مدنیؒ کا معمول تفریق نہ کرنے کا رہا۔ حضرت شیخ الحدیثؒ کے یہاں بھی عام کھانا سب مہمانوں کے لئے یکساں پکتا تھا، مگر کھانے کے وقت متعلقین

اپنے یہاں سے پکوا کر لے آتے تھے، تو آپ قریبی حضرات کو اُس میں شریک فرمالیتے تھے، ظاہر ہے کہ حضرت کے اِس عمل سے کسی کی دل آزاری نہ ہوتی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث نظر سے نہیں گذری، مگر اُس کے مضمون میں کوئی اشکال نہیں؛ اِس لئے کہ آپ کے عمل سے دوسرے کی دل آزاری نہیں ہوئی؛ کیوں کہ دونوں سائلوں سے الگ الگ معاملہ کیا گیا ہے۔ الغرض اِس معاملہ میں دوسروں کی دل داری کا خیال رکھنا چاہئے، اِس کو پیش نظر رکھ کر اَحکام متعین کئے جائیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲/۳/۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

میزبان کی اِجازت کے بغیر کسی کو کھلانا؟

سوال (۵۹۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: دعوتِ طعام میں کوئی صاحب میزبان کی مرضی کے بغیر بن بلائے کھانے میں شریک ہوجائے اور کھانا کھالے تو اُس شخص کے ساتھ میزبان شرعاً کیا سلوک کرے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بغیر میزبان کی اِجازت کے کھانے میں شریک ہونے کی شرعاً اِجازت نہیں ہے، میزبان اُسے کھانے سے روک سکتا ہے۔

عن ابن مسعود الأنصاري رضي اللّٰه عنه قال: كان رجل من الأنصار يكنى أبا شعيب، كان له غلام لحّام، فقال: اصنع لي طعامًا يكفي خمسةً لعلي ادعو النبي صلى اللّٰه عليه وسلم خامس خمسة، فصنع له طعيمًا، ثم أتاه فدعاه، فتبعهم رجل، فقال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: يا أبا شعيب! إن رجلاً تبعنا، فإن شئت أذنت له، وإن شئت تركته. قال: لا، بل أذنتُ له. (مشكلة المصابيح، كتاب النكاح / باب الوليمة، الفصل الأول ٢/٢٧٨)

قال القاري رحمه الله تحت قوله: بل أذنت له: فيه أنه لا يجوز لأحد أن يدخل في ضيافة قوم بغير إذن أهلها، ولا يجوز للضيف أن يأذن لأحد في الإتيان معه إلا بأمر صريح أو إذن عام أو علم برضاه. في شرح السنة: فيه دليل على أنه لا يحل طعام الضيافة لمن لم يُدع إليها. (مرقاة المفاتيح، باب الوليمة / الفصل الأول ٣٧٢/٦ -٣٧٣ رشيدية، ٢٥٤/٦ المكتبة الأشرفية ديوبند)

ولو دخل عليه إنسان، لا يجوز له أن يعطيه شيئًا ورفع الذلة حرام بكل حال إلا بإذن. (الفتاویٰ البزازية على هامش الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الخامس في الأكل ٣٦٥/٦ زكريا، وكذا في خلاصة الفتاویٰ، كتاب الكراهية / الفصل الخامس في الأكل ٣٥٩/٤ زكريا)

ولا يجوز لمن كان على المائدة أن يعطى إنسانًا دخل هناك لطلب إنسان أو لحاجة أخرىٰ. (الفتاویٰ الهندية ٣٤٤/٥)

دعا قومًا إلى طعام وفرّقهم على إخونةٍ، ليس لأهل خوان تناول أهل خوان آخر، لا إعطاء سائل وخادم وهرة بغير إذن رب المال، ولا لكلب رب المنزل، إلا أن يناول الخبز المحترق، للإذن عادةً، وتمامه في الجواهر. (الدر المختار على هامش رد المحتار، كتاب الهبة / فصل فى مسائل متفرقة ٧١٠/٥ كراچى، وكذا في الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثاني في الهدايا والضيافات ٣٤٤/٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۱۱/۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بن بلائے دعوت میں جانا؟

سوال (۵۹۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کسی کے یہاں بغیر بلائے دعوت کا کھانا کھالیا تو کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جس کے یہاں دعوت کا نظم ہے، اگر وہ آپ کا بے

تکلف جگری دوست ہے، جس کے یہاں آنے جانے کی آپ کو ہر وقت اِجازت ہو اور بغیر بلائے جانے سے بھی اُس کو فرحت ومسرت اور دلی خوشی ہو، تو اُس کے یہاں آپ بغیر بلائے بھی جاسکتے ہیں، اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر بغیر بلائے کسی کی دعوت میں شریک ہونا جائز نہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ بغیر بلائے دعوت میں شریک ہونے والا چور بن کر داخل ہوتا ہے اور لُٹیرا بن کر نکلتا ہے۔

عن عبد اللّٰه بن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من دُعِي فلم يُجب، فقد عصى اللّٰه ورسوله، ومن دخل على غير دعوةٍ دخل سارقًا، وخرج مُغِيرًا. (سنن أبي داؤد / أول كتاب الأطعمة ٢/٥٢٥ رقم: ٣٧٤١ دار الفكر بيروت، الترغيب والترهيب مكمل، كتاب الطعام وغيره / الترهيب من أن يدعى الإنسان إلى الطعام الخ رقم: ٣٢٩٩ بيت الأفكار الدولية)

عن سهل بن سعد رضي اللّٰه عنه قال: إن كُنّا لنفرحُ بيوم الجمعة، كانت لنا عجوزٌ تأخذُ أصول السلقِ فتجعلهُ في قدرٍ لها، فتجعلُ فيه حبّاتٍ من شعير، إذا صلينا زُرناها فقرَّبَته إليها، وكنا نفرحُ بيوم الجمعة من أجل ذٰلک، وما كنا نتغدّٰى ولا نقيلُ إلا بعد الجمعة، واللّٰه ما فيه شحمٌ ولا وَدَكٌ (صحيح البخاري، كتاب الأطعمة / باب السلق والشعير ٢/٨١٣ رقم: ٥٤٠٣ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵؍۳؍۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بغیر دعوت کے کسی کو اپنے ساتھ لے جانا؟

سوال (۵۹۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم دو دوست ہیں، اور ہم میں سے ایک کی کسی نے دعوت کی، تو کیا اُس کی اجازت کے بغیر ہم اپنے دوست کو دعوت میں لے جاسکتے ہیں، اور اگر دعوت کرتے وقت ہی شرط لگادیں کہ ہم دو آدمی ہیں، تو کیسا ہے؟ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہمارے ساتھ خادم یا ڈرائیور ہوتا

ہے، تو کیا اُسے ہم اپنے ساتھ کھانے میں بٹھا سکتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بہتر یہ ہے کہ جو شخص آپ کی دعوت کر کے اُس سے پہلے ہی شرط لگالیں کہ بھائی ہم دو آدمی ہیں، اگر آپ کر سکتے ہوں تو دونوں کی دعوت کریں، بغیر اُس کی اجازت کے دوسرے ساتھی کو دعوت میں ساتھ لے جانا جائز نہیں ہے، اور اگر اُس کی طرف سے صراحۃً یا دلالۃً کسی اور کو ساتھ لانے کی اجازت ہو تو پھر پیشگی شرط لگائے بغیر بھی اپنے ساتھی کو ساتھ لے جاسکتے ہیں، یہی حکم خادم اور ڈرائیور کا بھی ہے۔

عن أنس رضي اللّٰہ عنه أن جارًا لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فارسیًا کان طَیبَ المرقِ فصنع لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم، ثم جاء یدعوہ، فقال: وھٰذہ؟ لعائشة، فقال: لا، فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: لا. فعاد یدعوہ، فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم وھٰذہ. قال: لا، قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: لا. ثم عاد یدعوہ، فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: وھٰذہ؟ قال: نعم في الثالثة، فقاما یتدافعان حتی أتیا منزله. (صحیح مسلم، کتاب الأشربة / باب ما یفعل الضیفُ إذا تبعه غیر من دعاہ صاحب الطعام واستحباب إذنِ صاحب الطعام للتابع ۱۷۶/۲ رقم: ۱۳۹–۲۰۳۷ بیت الأفکار الدولیة، صحیح ابن حبان ۳۵۲/۷) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بغیر بلائے دعوت میں آنے والے کو جوتا مارنا؟

سوال (۵۹۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک صاحب کا کہنا ہے کہ دعوتِ طعام میں بن بلائے شرکت کرنے والے شخص کو ذلیل کر کے جوتے مار کر نکال دینا چاہئے، یہ عمل شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسے شخص کو ذلیل نہ کیا جائے؛ اِس لئے کہ مسلمان کی عزت پامال نہ کرنی چاہئے؛ بلکہ اگر چاہے تو نرمی سے منع کردے اور اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرے۔

عن عائشة رضي الله عنها زوج النبي صلى الله عليه وسلم أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: يا عائشة! إن اللّٰه تعالىٰ رفيق يحب الرفق، ويعطي على الرفق ما لا يعطي على العنف وما لا يعطي على ما سواه. (صحيح مسلم ٣٢٢/٢ رقم: ٢٥٩٣، الأدب المفرد للإمام البخاري ١٦٦/١ رقم: ٤٧٢، المسند للإمام أحمد بن حنبل ١١٠/٤٠ رقم: ٢٤٠٩١ ط: الرسالة، مشكاة المصابيح ٤٣١/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۵/۱۱/۱۴۱۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دعوت کھانے کے بعد کی دعا؟

سوال (۵۹۶): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کسی کے یہاں دعوت ہو تو اس کے یہاں کھانے سے فارغ ہونے کے بعد کیا دعا پڑھنی چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: میزبان کے دسترخوان پر کھانا کھانے کے بعد اس کے لئے دعائے خیر کرنی چاہئے، دعا کے الفاظ کچھ بھی ہوسکتے ہیں؛ تاہم اِس موقع پر اَحادیثِ شریفہ کی بعض دعائیں ذیل میں درج ہے:

أكل طعامكم الأبرار وصلت عليكم الملائكة وأفطر عندكم الصائمون.

(سنن أبي داؤد، كتاب الأطعمة / باب في الدعاء لرب الطعام ٥٣٨/٢ رقم: ٣٨٥٤)

اللّٰهم بارک لهم فيما رزقتهم فاغفر لهم فارحمهم (صحيح مسلم، كتاب الأشربة / باب أكل القثاء والرطب ١٨٠/٢ رقم: ٥٣٢٨)

عن جابر بن عبد اللّٰه رضي اللّٰه عنه قال: صنع أبو الهيثم بن التيهان للنبي صلى اللّٰه عليه وسلم طعامًا، فدعا النبي صلى اللّٰه عليه وسلم وأصحابه، فلما فرغوا، قال: أثيبوا أخاكم، قالوا: يا رسول اللّٰه! وما إثابته؟ قال: إن الرجل إذا دخل بيته فأكل طعامه، وشرب شرابه، فدعوا له فذٰلک إثابته (سنن أبي داؤد، كتاب الأطعمة / باب في الدعاء لرب الطعام ۵۳۸/۲ رقم: ۳۸۵۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

◆

ماکولات کا بیان

آپ ﷺ کا پسندیدہ گوشت؟

سوال (٥٩٧): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کونسا گوشت سب سے زیادہ پسند تھا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو "دست" (بکری کے اگلے دونوں پیر) کا گوشت سب سے زیادہ پسند تھا، اُسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت شوق سے نوش فرماتے تھے۔

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: تعرّق رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كتفًا، ثم قام فصلّٰى ولم يتوضأ. (صحيح البخاري، كتاب الأطعمة / باب النهس وانتشال اللحم ٢/٨١٣-٨١٤ رقم: ٥٤٠٤ دار الفكر بيروت)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: أتيَ النبي صلى اللّٰه عليه وسلم بلحم، فرُفعَ إليه الذراع، وكان تعجبه فنهس منها.

عن ابن مسعود رضي اللّٰه عنه قال: كان النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يعجبه الذراع، قال: وسُمَّ في الذراع، وكان يرٰى أن اليهود سمُّوه.

عن أبي عبيد رضي اللّٰه عنه قال: طبخت للنبي صلى اللّٰه عليه وسلم قدرًا، وكان يُعجبُه الذراعُ، فناولته الذراع. ثم قال: ناولني الذراع، فناولته. ثم قال: ناولني الذراع، فقلت: يا رسول اللّٰه! وكم للشاة من ذراعٍ؟ قال: والذي نفسي

بيده لو سكتَّ، لناولتني الذراعَ ما دعوتُ. (الشمائل المحمدية / باب ما جاء في صفة إدام رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ص: ۷۰- ۷۱ رقم: ۱٦۷-۱٦۸-۱٦۹ المكتبة الإسلامية داكا بنغلاديش، شمائل ترمذي / باب ما جاء في صفة إدام رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ص: ۱۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پیٹھ اور شانے کا گوشت؟

سوال (۵۹۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: پیٹھ اور شانے کا گوشت کھانا کیسا ہے؟ اور جانور میں اچھا گوشت کس جگہ کا ہوتا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جانور میں پیٹھ کا گوشت بھی بہترین گوشت ہوتا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹھ کے گوشت کی تعریف فرمائی ہے، اور اُسے عمدہ گوشت قرار دیا ہے، اور شانہ کا گوشت بھی آپ کو پسند تھا۔ عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے شانہ کا گوشت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں دیکھا ہے، جیسے آپ چھری سے کاٹ کر نوش فرما رہے تھے۔

عن عبد اللّٰه بن جعفر رضي اللّٰه عنه يقول: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: إن أطيب اللحم لحم الظهر. (الشمائل المحمدية / باب ما جاء في صفة إدام رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ص: ۷۲ رقم: ۱۷۱ المكتبة الإسلامية داكا بنغلاديش، شمائل ترمذي ۱۱)

عن عبد اللّٰه بن جعفر رضي اللّٰه عنه قال: وأُهديَ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم شاةٌ وأرغفةٌ فجعل يأكل ويأكلون، وسمعه يقول: عليكم بلحم الظهر فإنه من أطيبه. (مجمع الزوائد / باب ما جاء في اللحم ٣٦/٥ دار الفكر بيروت)

عن جعفر بن عمرو بن أمية أن أباه عمرو بن أمية أخبره، أنه رأى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يحتز من كتف شاة في يده، فدُعيَ إلى الصلاة، فألقاها

والسكين التي يحتز بها، ثم قام فصلى ولم يتوضأ. (صحيح البخاري، كتاب الأطعمة / باب قطع اللحم بالسكين ٨١٤/٢ رقم: ٥٤٠٨ دار الفكر بيروت، السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب الطهارة / باب ترك الوضوء مما مست النار ٣٢٥/١ رقم: ٧١٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاء: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شوربہ زیادہ کرنے کی حکمت؟

سوال (۵۹۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بعض روایات میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت میں شوربہ زیادہ رکھنے کی تاکید فرمائی ہے، اس کی کیا حکمت ومصلحت ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: جب گوشت کا شوربہ بنایا جائے تو گوشت کے اثرات وخاصیات شوربے میں منتقل ہوجاتی ہیں۔ بریں بنا جسے گوشت کی بوٹی دستیاب نہ ہو، تو اُسے شوربے کے استعمال سے گوشت جیسے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ اِسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شوربا زیادہ کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ علاوہ ازیں جب شوربا زیادہ ہوگا تو وہ کھانا زیادہ لوگوں کے لئے کافی ہوجائے گا، اور پاس پڑوس میں بھی بھیجنا آسان ہوگا۔

عن عبد اللّٰه بن عمرو رضى اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ائتدموا ولو بالماء. (مجمع الزوائد، كتاب الأطعمة / باب في الإدام ٣٥/٥ دار الفكر بيروت)

عن علقمة بن عبد اللّٰه المزني عن أبيه رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا اشترىٰ أحدكم لحمًا فليكثر مرقته، فإن لم يجد لحمًا أصاب مرقه وهو أحد اللحمين.

عن أبي ذر رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: لا يحقرن أحدكم شيئًا من المعروف، وإن لم يجد فليلق أخاه بوجهٍ طليق، وإذا

اشتريت أو طبخت قدرًا فأكثر مرقته وأغرف لجارك منه (سنن الترمذي، كتاب الأطعمة / باب ما جاء في إكثار المرقة ٥/٢) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

گوشت میں کدو ڈال کر پکانا؟

سوال (٦٠٠): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت کے ساتھ کونسی چیز زیادہ پسند تھی؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شوربہ میں ''کدو'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند تھا۔ اگر سالن میں ''کدو'' پڑا ہوتا تو آپ اُس کے ٹکڑے تلاش کرکے رغبت سے نوش فرماتے تھے۔

عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنه يقول: إن خيَّاطًا دعا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لطعام صنعه. فقال أنس: فذهبتُ مع رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إلى ذٰلك الطعام، فقرَّب إلى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم خُبزًا من شعيرٍ، ومرقًا فيه دُبَّاءٌ وقديدٌ. قال أنس: فرأيت النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يتتبَّعُ الدُّبَّاءَ حوالي الصحفة، فلم أزل أحب الدباء من يومئذٍ. (الشمائل المحمدية / باب ما جاء في صفة إدام رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ص: ٦٧ رقم: ١٦٢ المكتبة الإسلامية داكا بنغلاديش، شمائل ترمذي ص: ١٠)

عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنه قال: كان النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يُعجبه الدُّبَّاءُ، فأُتِيَ بطعام، أو دُعي له، فجعلتُ أتتبَّعُهُ، فأضعه بين يديه، لما أعلم أنه يُحبُّه. (الشمائل المحمدية / باب ما جاء في صفة إدام رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ص: ٦٨ رقم: ١٦٠ المكتبة الإسلامية داكا بنغلاديش، شمائل ترمذي ص: ١٠) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

سرکہ کی فضیلت؟

سوال (۶۰۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اَحادیث میں سرکہ کی کیا فضیلت آئی ہے، اور سرکہ کھانے کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''سرکہ'' حلال ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پسند فرمایا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ ''سرکہ بہترین سالن ہے''۔ نیز فرمایا کہ: ''اس گھر میں کوئی فقر وفاقہ نہیں، جس گھر میں سرکہ موجود ہو''۔

عن عائشة رضي اللّٰه عنها أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: نعم الإدامُ الخلُّ. (شمائل ترمذي/ باب ما جاء في صفة إدام رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ١٠)

عن أم هانئ رضي اللّٰه عنها قالت: دخل علي النبي صلى اللّٰه عليه وسلم فقال: أعندك شيءٌ، فقلت: لا، إلا خبز يابسٌ وخلٌّ. فقال: هاتي ما أقفر بيتٌ من أدمٍ فيه خلٌّ. (شمائل ترمذي / باب ما جاء في صفة إدام رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ١١، الشمائل المحمدية / باب ما جاء في صفة إدام رسول اللّٰه ﷺ ٧٢ رقم: ١٧٢-١٧٣ المكتبة الإسلامية داكا بنغلاديش) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲؍۳؍۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پنیر کھانا؟

سوال (۶۰۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: پنیر کھانا کیسا ہے؟ کیا حضور علیہ السلام سے پنیر کھانا ثابت ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پنیر کھانا جائز ہے، ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی

اللہ علیہ وسلم کو دودھ اور پنیر کا ہدیہ بھیجا گیا، آپ نے دودھ نوش فرمایا اور پنیر کو تناول فرمایا۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پنیر کا ٹکڑا تناول فرمایا۔ (طحاوی شریف ۱/۳۷۰)

اور ایک روایت میں ہے کہ تبوک میں عیسائیوں کا بنا ہوا پنیر آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا، آپ نے بسم اللہ پڑھ کر اُسے تناول فرمایا۔ (شمائل کبریٰ ۱/۱۰۴)

عن ابن عباس رضي اللّٰہ عنهما أن أم حفيدٍ بنت الحارث بن حزنٍ خالة ابن عباسٍ أهدت إلى النبي صلى اللّٰہ عليه وسلم سمنًا وأقطًا وأضُبًّا، فدعا بهن فأكِلن على مائدته، وتركهُنَّ النبي صلى اللّٰہ عليه وسلم كالمقتذرِ لهن، ولو كنَّ حرامًا ما أُكلنَ على مائدة النبي صلى اللّٰہ عليه وسلم ولا أمَرَ بأكلهن. (صحيح البخاري، كتاب الأطعمة / باب الخبز المرقَّق والأكل على الخوان والسُّفرة رقم: ٥٣٨٩ دار الفكر بيروت)

عن ابن عباس رضي اللّٰہ عنهما قال: أهدت خالتي إلى النبي صلى اللّٰہ عليه وسلم ضِبابًا وأقِطًا ولبنًا، فوضع الضبُّ على مائدته، فلو كان حرامًا لم يُوضع، وشرب اللبن وأكل الأقِطَ. (صحيح البخاري، كتاب الأطعمة / باب الأقط رقم: ٥٤٠٢ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۷/۱۴۳۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دودھ کی تعریف؟

سوال (۶۰۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آپ کس کس جانور کا دودھ سب سے زیادہ مرغوب تھا، اور دودھ کے متعلق احادیثِ شریفہ میں کیا مضمون ذکر کیا گیا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفيق: اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی

ہیں کہ جب آپ کی خدمت میں دودھ پیش کیا جاتا تو آپ برکت برکت فرماتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کا دودھ سب سے زیادہ پسند تھا، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں بکری کے ہونے کو برکت کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی مشروب ایسا نہیں جس میں غذائیت بھی ہو، سوائے دودھ کے۔

عن عائشة رضي الله عنها تقول: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أُتِيَ بلبن قال: بركةٌ أو بركتان.

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أطعمه الله طعامًا، فليقل: اللّٰهم بارک لنا فيه، وارزقنا خيرًا منه. ومن سقاه الله لبنًا فليقل: اللّٰهم بارک لنا فيه وزدنا منه. فإني لا أعلم ما يُجزئ من الطعام والشراب إلا اللبن. (سنن ابن ماجة، كتاب الأطعمة / باب اللبن رقم: ٣٣٢١-٣٣٢٢ دار الفكر بيروت)

عن أنس بن مالك رضي الله عنه أنها حُلبت لرسول الله صلى الله عليه وسلم شاةٌ داجنٌ، وهو في دار أنس بن مالكٍ، وشيبَ لبنُها بماءٍ من البئر التي في دار أنسٍ، فأُعطِيَ رسول الله صلى الله عليه وسلم القدح فشرب منه الخ. (صحيح البخاري، كتاب المساقاة / باب في الشرب رقم: ٢٣٥٢ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۷/۱۴۳۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

آپ ﷺ اکثر کس چیز کی روٹی استعمال فرماتے تھے؟

سوال (۶۰۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس چیز کی روٹی سب سے زیادہ پسند تھی؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے

کہ آپ کی اکثر غذا جو کی روٹی ہوتی تھی (کیوں کہ مدینہ منورہ میں گیہوں کا آٹا کم یاب اور مہنگا ہوتا تھا)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يبيتُ الليالي المتتابعة طاويًا، وأهله لا يجدون عشاء. وكان أكثر خُبزهم خبز الشعير. (سنن الترمذي، كتاب الزهد / باب ما جاء في معيشة النبي صلى اللّٰه عليه وسلم وأهله ٢/ ٦١ رقم: ٢٣٦٧، سنن ابن ماجة، كتاب الأطعمة / باب خبز الشعير رقم: ٣٣٤٧ دار الفكر بيروت) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

روٹی کے ٹکڑے کوڑے دان میں ڈالنا؟

سوال (۶۰۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مدارس میں اکثر جگہ جگہ بڑے بڑے ڈرم رکھے ہوتے ہیں، جن میں طلبہ بچا ہوا سالن روٹی کے ٹکڑے ہڈی وغیرہ اور دیگر کوڑا کرکٹ سب پھینکتے ہیں، شرعاً روٹی کے ٹکڑے کو کوڑے دان میں ڈالنے کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: روٹی کے ٹکڑوں کو کوڑے دان میں پھینکنا رزق کی بے حرمتی اور نعمت کی ناقدری ہے۔ اور بعض ضعیف روایات میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روٹی کا اِکرام کرنے کا حکم دیا ہے۔ بریں بنا اُنہیں کوڑے دان وغیرہ میں نہ ڈالیں؛ بلکہ اگر استعمال کے قابل ہوں تو خود استعمال کریں، ورنہ ایک جگہ جمع کر کے کسی جانور کو کھلا دیں۔

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: دخل النبي صلى اللّٰه عليه وسلم البيت، فرأىٰ كسرةً مُلقاةً. فأخذها فمسحها ثم أكلها، وقال: يا عائشة! أكرمي كريمًا؛ فإنها ما نفرتْ عن قومٍ قطُّ، فعادت إليهم. (سنن ابن ماجة/ كتاب الأطعمة رقم: ٣٣٥٣ بيروت)

عن عبد اللّٰه بن زيد عن أبيه رضي اللّٰه عنه مرفوعًا: أكرموا الخبز؛ فإن اللّٰه أنزل معه بركات السماء. وزاد في رواية عن عبد اللّٰه بن أم حرام قال: ......

مـن أكـل ما سقطَ من السفرةِ غُفر له. (طبـراني ٣٣٥/٢٢ رقـم: ٨٤٠ القاهرة، كنز العمال / كتاب المعيشة والعادات رقم: ٤٠٧٧٠ دار الكتب العلمية بيروت)

قال العلامة العجلوني بعد نقل هٰذا الحديث بعدة طرقٍ: وكل هٰذه الطرق ضعيفةٌ مضطربةٌ، وبعضها أشد ضعفًا من بعضٍ. وفي الجملة: أحسن طرقه الإسناد الأول علىٰ ضعفه، ولا يتهيأ الحكم عليه بالوضع مع وجوده لا سيما وفي المستدرک للحاكم عن عائشة أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: أكرموا الخبز. قال شيخنا: فهٰذا شاهدٌ صالح انتهى. (كشف الخفاء ١٥٤/١ بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۵/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نان گوشت کھانا؟

سوال (٦٠٦): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں گوشت روٹی کھائی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: گوشت روٹی کھانا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ گوشت روٹی آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا، جسے آپ نے شوق سے تناول فرمایا۔

عن جابر بن عبد اللّٰه رضي اللّٰه عنه يقول: قرَّبتُ للنبي صلى اللّٰه عليه وسلم خُبزًا ولحمًا فأكل ثم دعا بوضوءٍ فتوضأ به، ثم صلى الظهر، ثم دعا بفضل طعامه فأكل ثم قام إلى الصلاة ولم يتوضأ. (سنن أبي داؤد، كتاب الطهارة / باب في ترك الوضوء مما مست النار ٢٥/١ رقم: ١٩١ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي رقم: ٨٠) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۷/۱۴۳۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

گھی لگی روٹی کھانا؟

سوال (۶۰۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: روٹی پر گھی یا تیل لگاکر پراٹھے بنا کر کھانا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جائز ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میری والدہ ام سلیم نے روٹی پکائی، اور اُس میں کچھ گھی وغیرہ لگایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلانے بھیجا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ آکر اُسے تناول فرمایا۔

عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنه قال: صنعت أم سليم للنبي صلى اللّٰه عليه وسلم خُبزةً، وضعت فيها شيئًا من سمنٍ. ثم قالت: اذهب إلى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم فأدعُه. قال: فأتيته، فقلت: أُمِّي تدعوك. قال: فقال، وقال: لمن كان عنده من الناس: قوموا قال: فسبقتهم إليها فأخبرتُها. فجاء النبي صلى اللّٰه عليه وسلم فقال: هاتي ما صنعتِ، فقالت: إنما صنعته لك وحدك. فقال: هاتيه، فقال: يا أنس! أَدخل عليَّ عشرةً عشرةً، قال: فما زلتُ أُدخل عليه عشرة عشرة. فأكلوا حتى شبِعوا. وكانوا ثمانين. (صحيح البخاري رقم: ۳۵۷۸، صحيح مسلم رقم: ۲۰۳۰، سنن الترمذي رقم: ۳۶۵۰، سنن ابن ماجة، كتاب الأطعمة / باب الخبز الملبَّق بالسمن ۲۳۹/۲ رقم: ۳۳۴۲ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۷/۱۴۳۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

چقندر کھانا؟

سوال (۶۰۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: چقندر کا کیا حکم ہے؟ کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے چقندر کھانا ثابت ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چقندر کھانا جائز ہے، بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک ضعیفہ عورت کے یہاں جمعہ کے دن چقندر کی دعوت کے منتظر رہتے تھے، اور اُسے شوق سے کھاتے تھے۔

عن سهل بن سعد رضي الله عنه قال: إن كُنَّا لنفرحُ بيوم الجمعة، كانت لنا عجوزٌ تأخذُ أصول السلقِ فتجعلهُ في قدرٍ لها، فتجعلُ فيه حبَّاتٍ من شعير، إذا صلينا زُرناها فقرَّبَته إليها، وكنا نفرحُ بيوم الجمعة من أجل ذٰلک، وما كنا نتغدّٰى ولا نقيلُ إلا بعد الجمعة، والله ما فيه شحمٌ ولا وَدَكٌ (صحيح البخاري، كتاب الأطعمة / باب السلق والشعير ٢/٨١٤ رقم: ٥٤٠٣ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۷/۱۴۳۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پیاز کھانا؟

سوال (٦٠٩): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: پیاز کھانا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کچی پیاز کھانے سے منہ میں ایک طرح کی بدبو محسوس ہونے لگتی ہے، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچی پیاز کھا کر مسجد میں آنے کو منع فرمایا ہے، اگر کوئی شخص کچی پیاز کھائے تو مسواک وغیرہ کے ذریعہ منہ کو اچھی طرح صاف کر کے مسجد میں آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچی پیاز کبھی نہیں کھائی؛ البتہ پکی ہوئی پیاز کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نوش فرمانا ثابت ہے۔ ام المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری کھانا وہ تھا جس میں پکی ہوئی پیاز تھی۔

عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال: إن رسول الله صلى الله عليه

وسلم قال: من أكل ثومًا أو بصلاً فليعتزلنا أو ليعتزل مسجدنا وليقعد في بيته، وإنه أتِي ببدر فيه خضراتٌ من البقول، فوجد لها ريحًا، فسأل، فأُخبِرَ بما فيها من البُقول، فقال: قرِّقوها – إلى بعض أصحابه كان معه – فلما رآه كره أكلَها. قال: كُل فإني أُناجي من لا تُناجي. (صحيح البخاري رقم: ٨٥٥، سنن الترمذي رقم: ١٨٠٦)

عن معاوية بن قرة عن أبيه رضي الّٰله عنه أن رسول الّٰله صلى الّٰله عليه وسلم نهى عن هاتين الشجرتين، وقال: ’’من أكلهما فلا يقربنَّ مسجدنا‘‘، وقال: ’’إن كنتم لا بدَّ آكليهما فأمِيتُوهما طبخًا‘‘، وقال: يعني البصل والثُّوم.

عن علي رضي الّٰله عنه قال: نُهي عن أكل الثوم إلا مطبوخًا. (سنن الترمذي، أبواب الأطعمة / باب ما جاء في الرخصة في أكل الثوم مطبوخًا ٣/٢ رقم: ١٨٠٨–١٨٠٩)

عن أبي زياد خيار بن سلمة أنه سأل عائشة رضي الّٰله عنها عن البصل، فقالت: إن آخرَ طعامٍ أكله رسول الّٰله صلى الّٰله عليه وسلم طعامٌ فيه بصلٌ. (سنن أبي داؤد، كتاب الأطعمة / باب في أكل الثوم ٥٣٦/٢ رقم: ٣٨٢٢–٣٨٢٧–٢٨٢٨–٣٨٢٩ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۵/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عجوہ کھجور؟

سوال (۶۱۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کونسی کھجور سب سے زیادہ پسند تھی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ کی ’’عجوہ کھجور‘‘ سب سے زیادہ پسند تھی۔ حدیث شریف میں صحیح سند سے مروی ہے کہ جس نے صبح سویرے عجوہ کے سات

دانے کھالئے، اس دن اُسے کوئی جادو یا زہر کا اثر نہ ہوگا۔

عن عامر بن سعد عن أبيه رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تصبَّح كل يومٍ سبع تمراتٍ عجوةٍ لم يضرُّه في ذٰلك اليوم سُمٌّ ولا سِحرٌ. (صحيح البخاري، كتاب الأطعمة / باب العجوة ٢/٨١٩ رقم: ٥٤٤٥ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب الأشربة / باب فضل تمر المدينة ٢/١٨١، السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب الضحايا / باب أدوية النبي صلى الله عليه وسلم سوى ما مضى في الباب قبله ٩/٦٤٠ رقم: ١٩٥٦٩) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۰/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کچا انڈا پینا؟

سوال (۶۱۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے یہاں ایک مولانا صاحب نے تقریر کے دوران فرمایا کہ کچا انڈا پینا حرام ہے، کیا اُن کا کہنا شرعاً درست ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: انڈے کا حکم گوشت کے مانند ہے اور اُسے کچا کھانا بھی مباح ہے، ناجائز نہیں ہے۔ (مستفاد: بہشتی زیور اختری ۹/۱۰۵) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۰/۱۱/۱۴۱۳ھ

کچا گوشت کھانا؟

سوال (۶۱۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کچے گوشت کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آیا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کچا گوشت کھانا جائز ہے؛ اِس لئے کہ حلت کے لئے

پکانا مشروط نہیں ہے۔ (مستفاد: کفایت المفتی ۸/ ۲۸۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۴/۴/۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بھینس کا بٹ کھانا؟

سوال (۶۱۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بھینس کا بٹ کھانا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بٹ کھانا درست ہے، وہ جانور کے حرام اَعضاء میں شامل نہیں ہے۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۴/ ۱۰۴، فتاویٰ رحیمیہ ۱۰/ ۲۹۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۹/۱۰/۱۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حلال جانور کا گوشت طبعًا ناپسند کرنا

سوال (۶۱۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کوئی شخص کسی حلال جانور کا گوشت نہ کھائے اور طبعًا ناپسند کرے، تو ایسے شخص پر کوئی گناہ ہوگا؟ صراحت کے ساتھ جواب دیجئے، عین کرم وعنایت ہوگی۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر کوئی شخص حلال جانور کا گوشت عقیدۃً حرام نہ سمجھتا ہو؛ بلکہ اُسے حلال سمجھتے ہوئے کسی وجہ سے اُس کا استعمال اُسے پسند نہ ہو، جیسے بہت سے لوگوں کو بعض پھل یا سبزیاں پسند نہیں ہوتیں، تو شرعاً ایسے لوگوں سے کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا۔ (معارف القرآن جلد ۸/ ۴۹۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۶/۱۱/۲۳ھ

چائنیز کھانوں کا حکم؟

سوال (۶۱۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل بازاروں اور ہوٹلوں میں چائنیز کھانوں کا بہت زیادہ رواج ہوگیا ہے، بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ چائنیز کھانوں میں چائنا کے لوگ سانپ بچھوؤں اور اِسی طرح مختلف قسم کے کیڑوں مکوڑوں کے سفوف بنا کر کھانوں میں ڈالتے ہیں، جس سے کھانے کی لذت بہت بڑھ جاتی ہے، جو سفوف کھانوں میں ڈالا جاتا ہے اس کو ’’اجی نوموٹو‘‘ کہا جاتا ہے، بازار کی دوکانوں پر یہ سفوف ملتا ہے، دوکان دار یہ کہہ کر فروخت کرتے ہیں کہ: (۱) یہ ’’اجی نوموٹو‘‘ حرام ہے۔ (۲) اور دوسرا ’’اجی نوموٹو‘‘ حلال ہے، آپ کو ’’اجی نوموٹو‘‘ حلال چاہئے یا حرام والا چاہئے؟ اِس صورت میں یہ ’’اجی نوموٹو‘‘ ڈالا ہوا کھانا حلال ہے یا حرام؟ مدلل جواب تحریر فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سانپ بچھو کے سفوف والے کھانوں کا استعمال قطعاً جائز نہیں ہے؛ لہٰذا جن چائنیز کھانوں میں اِس طرح کے سفوف ڈالے جانے کا یقین یا گمان غالب ہو تو اُسے ہرگز نہ کھایا جائے، اور جہاں شبہ ہو اُس سے بھی بچنا چاہئے۔

فكل ما كان من حشراتها فهو محرم …… ودل على أن ما كان من حشرات الأرض، فهو محرم كالعقرب والحية. (إعلاء السنن ١٦٧/١٧ كراچی)

قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْمَا اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا﴾ ومن علماء أهل المدينة جماعة لا يجيزون أكل كل شيء من خشاش الأرض وهوامها، مثل الحيات والأوزاغ والفار وما أشبه، وكل ما يجوز قتله فلا يجوز عند هٰؤلاء أكله، ولا تعمل الزكاة عندهم فيه، وهو قول شهاب وعروة والشافعي وأبي حنيفة وأصحابه وغيرهم. (الجامع لأحكام القرآن الكريم للقرطبي ١٢١/٧)

عن أبي الحوار السعدي قال: قلت لحسن بن علي رضي الله عنه ما

حفظت من رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قال: حفظت من رسول الله صلى الله عليه وسلم دع ما يريبك إلى ما لا يريبك. (سنن الترمذي ۷۸/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۶/۳/۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ایمول سفر یا مخصوص ای کوڈ والی خوردنی اشیاء کا حکم؟

سوال (۶۱۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مغربی بنگال کے مفتیانِ کرام کے درمیان اختلاف رائے رونما ہونے کی وجہ سے عوام کے اندر انتشار محسوس ہورہا ہے، محکمہ شرعیہ مغربی بنگال سے بھی کچھ احباب نے رجوع کیا، بنابریں محکمہ شرعیہ کوئی بھی فتویٰ صادر کرنے سے پہلے اس سلسلے میں آپ حضرات کی رائے گرامی اور تحقیق و تفتیش سے مطلع ہونا ضروری سمجھتا ہے، جن بسکٹ، چاکلیٹ، چیونگ گم، مٹھائیاں اور نمکین وغیرہ کے پیکٹ پر ایمول سفر یا مخصوص ای کوڈ لکھا ہو، اُس کے بنانے میں حرام یا غیر مذبوحہ جانور کی چربی ملاتے ہیں، جس بنا پر جن حضرات نے اِس کی تحقیق وتفتیش کی اُنہوں نے اِس کے عدمِ جواز کا فتویٰ صادر فرمایا اور اس کو طبع کر کے شائع کردیا، اُن کا کہنا ہے کہ ہم عرب ممالک کے بہت سے آدمیوں کو پہلے ہی سے اِس سے احتراز کرتے دیکھا، پھر ”اسلام فور لائف“ نامی کوئی تنظیم نے اِس کے حلال، حرام کوڈوں کو انٹرنیٹ پر دے دیا، اِس کے علاوہ مینکا گاندھی کی ویب سائٹ سے بھی اِس کی تائید ہوئی کہ مینکا گاندھی (وزیر حیوانات) نے اِن کمپنیوں کے نام کیس کیا، جو چربی وصول کرنے کے لئے جانوروں کو مارتے ہیں، نیز مرکز المعارف سے اُن کے میگزین میں ایک مضمون اِس سلسلہ میں شائع ہوا تھا جس کی بنیاد پر دار العلوم سے استفتاء کیا گیا، اور مفتی زین الاسلام صاحب نے اِس پر فتویٰ صادر فرمایا تھا، جس میں اُنہوں نے تحقیق کے بغیر حرمت کا حکم لگانے سے منع لکھا تھا؛ تاہم اِس کے علاوہ بعض دوسرے ممالک کے اِسلامک ریسرچ سینٹر کے کچھ پتے دیئے گئے ہیں جنھوں نے اُن مخصوص کوڈوں کے اَشیاء کے حرام ہونے کے بارے میں انٹرنیٹ پر پروف چھوڑے ہیں۔

اَب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اُن مخصوص کوڈوں والی اَشیاء کا استعمال ہمارے لئے حرام ہوگا یا جائز؟ انٹرنیٹ کی خبروں کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ عوام کے لئے ہمیں اس سلسلہ میں کیا موقف اختیار کرنا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی چیز کی حلت وحرمت کے بارے میں محض اخباری بیانات اور مضامین کی بنیاد پر کوئی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا؛ لہٰذا مخصوص بسکٹ یا چاکلیٹ وغیرہ کے بارے میں حرام اشیاء کی آمیزش سے متعلق جو مضامین اخبارات میں شائع ہوئے ہیں، اُن کی وجہ سے اُن اشیاء کو حرام نہیں کہا جائے گا، بلکہ معتبر علماء اور ماہرین کے ذریعہ اِس بات کی تحقیق ضروری ہے کہ آیا مذکورہ اَشیاء میں واقعۃً حرام اَجزاء شامل ہیں یا نہیں؟ اور اگر بالفرض شامل ہیں تو اُن میں ماہیئت تبدیل ہوتی ہے یا نہیں؟ جب تک اِن باتوں کی تحقیق نہ ہو اُن کی حرمت کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا، باقی اگر کوئی شخص خود احتیاط کرنا چاہئے تو اسے اختیار ہے۔

اِس بارے میں ہم رشتہ دار العلوم دیوبند کا فتویٰ درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۸۹/۲۷ میرٹھ)

الأصل في الأشياء الإباحة. (قواعد الفقه ٥٩)

اليقين لا يزول بالشک (الأشباه والنظائر / الفن الأول ١٨٣ دار الكتاب ديوبند)

من شک في إنائه أو ثوبه أو بدنه أصابته نجاسة أو لا فهو طاهر ما لم يستيقن أنه نجاسة. (شامي ٢٨٣/١ زكريا)

وكذا ما يتخذه أهل الشرک أو الجهلة من المسلمين كالسمن والخبز والأطعمة والثياب. (شامي ٢٨٤/١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۸/۷/۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اجینوموٹو اور میاگی کا حکم؟

سوال (۶۱۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: آج کل جو ہوٹلوں میں چائنیز چیزیں بنتی ہیں، اُس میں ذائقہ اور ٹسٹ کے لئے ایک چیز ڈالی جاتی ہے جس کو اجینوموٹو کہا جاتا ہے، جو دیکھنے میں مثل شکر ہوتی ہے اُس کا استعمال اور کھانا کیا حکم رکھتا ہے؟

اِسی طرح دوکانوں میں جو ’’میاگی‘‘ ملتا ہے، اُس کو بھی بعض لوگ منع کرتے ہیں، نیز ڈوبینس کا پزا یا اس کمپنی کی کوئی چیز ’’برگر‘‘ وغیرہ کھا سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں تو پھر انڈین کمپنی کا پزا کھانے میں کوئی حرج ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: سوال میں جن ’’اَجینوموٹو‘‘ کے نام سے جس چیز کے متعلق پوچھا گیا ہے، جب تک اُس کے بارے میں یہ تحقیق نہ ہو کہ اُس میں کوئی ناجائز چیز ڈالی گئی ہے، اور وہ اپنی حالت پر برقرار ہے، اُس کی ماہیت تبدیل نہیں ہوئی ہے، اُس وقت تک ایسی کسی بھی چیز کو شرعاً حرام نہیں کہا جا سکتا؛ البتہ اگر کوئی شخص دل مطمئن نہ ہونے کی وجہ سے اسے نہ کھائے تو اسے اختیار ہے اور یہ اُس کا ذاتی فعل ہوگا۔

إن النجاسة لما استحالت وتبدلت أوصافها ومعانيها خرجت عن كونه نجاسة؛ لأنها اسم لذات موصوفة فتنعدم بانعدام الوصف وصارت كالخمر إذا تخللت. (بدائع الصنائع ٢٤٣/١، الفقه الإسلامي وأدلته ١٠٠/١) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۵/۱۱/۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ماکولات وغیر ماکولات مصنوعی چیزوں کے بارے میں حلت وحرمت کا فتویٰ

سوال (۶۱۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بعض اَشیاء ماکولات (مثلاً بسکٹ، چاکلیٹ) وغیرہ اور بعض غیر ماکولات (مثلاً: صابون،

پیٹ وغیرہ) میں خنزیر اور دوسرے جانوروں کی چربی وغیرہ ملی ہوئی ہے، ماضی میں بھی اِس طرح کی باتیں سننے میں آتی تھیں؛ لیکن اَب پوری تحقیق کے ساتھ ڈاکٹر ایم امجد خان بنگلور نے اِس مسئلہ کو منظرِ عام پر لایا ہے اور جن چیزوں میں ملائی گئی ہیں، بطورِ نشان دہی اُن کے نمبرات بھی دیئے ہیں اِن اشیاء کو تیار کرنے والی کمپنیوں کی تحقیقات و نمبرات بھی اِس استفتاء کے ساتھ منسلک ہیں، اَب سوال یہ ہے کہ:

(۱) اگر یہ تحقیق صحیح ہو تو اُن اَشیاء کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

(۲) ماکولات وغیر ماکولات میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

(۳) اگر تبدیلی ماہیت کی بنا پر جواز کی شکل نکلتی ہو تو احتیاطاً عدمِ جواز کا کیا حکم ہے؟

(۴) خنزیر کے علاوہ دوسرے حرام جانوروں کی چربی میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

(۵) مقدارِ قلیل ومقدارِ کثیر میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

(۶) بعض چیزوں میں لکھا رہتا ہے کہ جانور کی چربی اَب مطلق اِس طرح سے لکھنے سے کئی باتیں سامنے آتی ہیں:

(۱) حرام جانور کی چربی (۲) حلال شرعی ذبیحہ کی چربی (۳) حلال غیر شرعی ذبیحہ کی چربی (۴) حلال مردہ جانور کی چربی جب سے یہ تحقیقات سامنے آئی ہیں، عوام وخواص میں بڑی بے چینی اور اضطرابی کیفیت ہے، شخصی طور پر لوگوں کی طرف سے حرمت کا فیصلہ عام کیا جارہا ہے، مزید برآں اُن نمبرات کی تفصیلات پر حلت وحرمت کے تعین کے بعد بازار میں موجود اَشیاءِ تغذیہ میں سے حرام اَشیاء کی فہرست تیار کرکے عام کیا جاسکتا ہے، براہ کرم تشفی بخش مفصل ومدلل جوابات پہلی فرصت میں عنایت فرماکر ممنون فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال میں جن اَشیاء میں ناپاک اَجزاء کی ملاوٹ کا ذکر ہے، وہ چیزیں آج کل کثرت سے لوگوں کے استعمال میں ہیں، اور بلاشبہ کروڑوں مسلمان بھی روز

مرہ کی زندگی میں اُن اَشیاء کے عادی ہو چکے ہیں، اِس لئے اُن چیزوں کی حرمت کے بارے میں فتویٰ دیتے وقت نہایت احتیاط کی ضرورت ہے، اولاً کسی ڈاکٹر کے تحقیقی مضمون یا اخبارات میں چھپنے والے مضامین سے حتمی طور پر یہ بات معلوم نہیں ہوسکتی کہ جو تحقیق ان مضامین میں پیش کی گئی ہے وہ واقعہ کے عین مطابق ہے؛ بلکہ ایسے مضامین بجائے خود قابل تحقیق ہیں۔ دوسرے یہ کہ اگر بالفرض اِس طرح کے مضامین کو درست بھی مان لیا جائے تو یہ امر قابلِ تحقیق رہ جاتا ہے کہ آیا وہ ناپاک اَجزاء ان اشیاء میں مل کر اپنی اصلی شکل میں موجود ہیں یا کیمیکل وغیرہ کے ذریعہ ان کی ماہیت تبدیل کردی گئی ہے، اگر یہ ثابت ہوجائے کہ اُن کی ماہیت بدل چکی ہے تو ایسی اشیاء کے استعمال میں شرعاً کوئی حرج نہ ہوگا، جیسے کہ شراب کا شیرہ، اگر سرکہ میں تبدیل ہوجائے تو سرکہ کا استعمال درست ہوتا ہے۔ اِسی طرح فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر ناپاک تیل سے صابون بنالیا جائے تو اِس صابون کا استعمال درست ہے؛ کیوں کہ ماہیت بدل جاتی ہے، اِس لئے جب تک سوال میں مذکور اَشیاء میں ماہیت کی تبدیلی یا عدم تبدیلی کے سلسلہ میں مکمل تحقیق سامنے نہ آئے اُس وقت تک مذکورہ اشیاء کو حرام قرار دینے کا فتویٰ ہرگز نہیں دیا جائے گا، اور علماء ومفتیان پر لازم ہے کہ وہ ابتلاء عام کو دیکھتے ہوئے اُن اَشیاء کی حرمت کے بارے میں واقعی تحقیق کے بغیر کوئی جملہ زبان سے نہ نکالیں اور نہ تحریر میں لائیں، اور جو لوگ شخصی طور پر اُن اشیاء کی حرمت کی بات کریں اُن کی تردید کریں؛ تاکہ عوام انتشار سے محفوظ رہیں۔

إن النجاسة لما استحالت وتبدلت أوصافها ومعانيها خرجت عن كونها نجاسة؛ لأنها اسم لذات موصوفة، فتنعدم بانعدام الوصف، وصارت كالخمر إذا تخللت. (بدائع الصنائع ٢٤٣/١ زكريا)

ويطهر زيت تنجس بجعله صابونًا به، يفتى للبلوىٰ (الدر المختار) وقال في الشامي: ثم اعلم أن العلة عند محمد هي التغير وانقلاب الحقيقة، وأنه يفتى به للبلوىٰ، كما علم مما مر، ومقتضاه عدم اختصاص ذٰلك الحكم بالصابون،

فیدخل فیه کل ما کان فیه تغیر و انقلاب حقیقة، و کان فیه بلوی عامة الخ. (شامي ۱/۳۱۶ کراچی، ایضاح المسائل ۱٤٦ وغیره) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۹/ ۴/ ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

محض اَخبار کی خبر کو مخلوط چیزوں کی حرمت کے لئے بنیاد نہیں بنایا جاسکتا؟

سوال (۶۱۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اس خط کے ساتھ جوزیراکس اردو ٹائمس مورخہ ۱۶/ اکتوبر کالم نقطہ نظر، صحافی عالم نقوی کا مضمون ’’خنزیر ہی نہیں ہمیں مردار بھی کھلایا جارہا ہے‘‘ اور دوسرا تجزیہ خبر عالم نقوی کا مضمون خنزیر اور گائے کی چربی اور جلائن کے استعمال کی تصدیق سے ملنے والی معلومات کی بنیاد پر کیا تصدیق کے بعد بھی اِن چیزوں کا استعمال جائز ہوگا؟ چوں کہ آج ہر چیز میں کیا ڈالا گیا ہے اُن کا پورا فارمولا کمپنی یا تو اِس پروڈکٹ پر تحریر کرتی ہے کو حکومت کی طرف سے مجبوری ہے کہ وہ قانوناً صارفین سے کچھ نہ چھپائے، اِس لئے اَب شک وشبہ والی بات نہیں رہی، ایسی صورت میں درج ذیل چیزوں کا استعمال جائز ہوگا یا نہیں؟

(۱) وہ بسکٹ جن پر ’’E Code‘‘ ڈالا گیا ہے، یا اور بسکٹ؟

(۲) ٹافی یا چاکلیٹ جن پر ’’E Code‘‘ موجود ہے؟

(۳) فیکٹری میں بننے والے سبھی آئٹم جن میں اسپرٹ استعمال ہوتا ہے، جب کہ یہ تحقیق ہوچکی ہے کہ اسپرٹ میں بھی خنزیر کے اجزاء استعمال ہوتے ہیں؟

(۴) ٹھنڈے مشروبات۔

(۵) ایس بھینس، گائے کا دودھ جن کو انجکشن کے ذریعہ اضافی دودھ حاصل کیا جاتا ہو؟

جہاں تک لپ اِسٹک اور صابون کا معاملہ ہے وہ چوں کہ کھانے میں نہیں آتے؛ لیکن اُن کھانے والی اشیاء میں ڈائرکٹ چربی (خنزیر یا مردار کی استعمال کے امکانات زیادہ ہیں، اور چوں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا مفہوم ہے کہ ''حرام کے ایک لقمہ کی وجہ سے چالیس روز کی نمازیں مقبول نہیں ہوتیں''۔ اور دوسری حدیث کا مفہوم ہے کہ ''جو بدن حرام مال سے پرورش پائے اُس کے لئے دوزخ کی آگ بہتر ہے''۔ ایسی صورت میں کیا تصدیق شدہ چیزوں کا چھوڑنا یا مشتبہ چیز کی تصدیق اور تحقیق کر کے چھوڑنا ہر مسلمان پر فرض ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال میں جن اَشیاء کے اندر ناپاک اَجزاء کی ملاوٹ کا ذکر ہے اُس میں یہ امر قابلِ تحقیق ہے کہ آیا وہ ناپاک اَجزاء اُن اشیاء میں مل کر بھی اپنی اصل شکل میں موجود ہیں یا کیمیکل وغیرہ کے ذریعہ اُن کی ماہیت تبدیل کر دی گئی ہے، اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اُن کی ماہیت بدل چکی ہے، تو ایسی اَشیاء کے استعمال میں شرعاً کوئی حرج نہ ہوگا، جیسا کہ شراب کا شیرہ اگر سرکہ میں تبدیل ہو جائے تو سرکہ کا استعمال درست ہوتا ہے، اور جب تک اِس بارے میں مکمل تحقیق سامنے نہ آئے اُس وقت تک مذکورہ اَشیاء کو حرام قرار دینے کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا، اور ان اشیاء سے تیار شدہ انجکشن سے حاصل کردہ دودھ کو بھی مشتبہ نہیں کہا جائے گا؛ کیوں کہ اِن کی حرمت میں شک ہے اور ان میں ابتلاء عام ہے، اور کسی بھی تحقیق کے لئے اخباری مضمون کافی نہیں ہے؛ اِس لئے اخبار کے کسی مضمون کو فتویٰ کو بنیاد نہیں بنایا جا سکتا۔

إن النجاسة لما استحالت وتبدلت أوصافها ومعانيها خرجت عن كونها نجاسة؛ لأنها اسم لذات موصوفة، فتنعدم بانعدام الوصف وصارت الخمر إذا تخللت. (بدائع الصنائع ٢٤٣/١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۲۳/۱۱/۱۴۲۶ھ

اَمریکی اور برطانوی مصنوعات کا حکم؟

سوال (۶۲۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: (۱) اَمریکی مصنوعات میں کیا چیزیں داخل ہیں، اور کیا نہیں ہیں؟ آج کل جو صورتِ حال ہے اُس میں عام استعمال میں آنے والی تقریباً پچاس فیصد چیزیں غیر ملکی ہوتی ہیں، اور اُن میں بیشتر امریکی وبرطانوی بھی ہوتی ہیں، مثلاً کھانے پینے کی چیزیں، دوائیاں، کپڑے، جوتے، الیکٹرانک چیزیں، گھروں کی تعمیر میں لگنے والی چیزیں سیمینٹ، چونا، پینٹ، وغیرہ۔ بڑے کارخانوں میں کام آنے والی بڑی بڑی مشینیں، اِسی طرح چھوٹی بڑی گاڑیاں، اور اُن میں بہت ساری چیزیں ایسی بھی ہیں جو خالص دیسی نہ سہی، مگر شراکت میں بنتی ہیں، کیا اِن ساری چیزوں کا استعمال شرعاً ناجائز ہوگا؟ اگر یہ حکم علی الاطلاق ہے تو پھر جو چیزیں خریدی جاچکی ہیں، اُن کے استعمال کا کیا حکم ہے؟ کیا اُن کا استعمال بھی بالکلیہ ترک کردیا جائے؟ تو پھر اِن اشیاء کا مصرف کیا ہے؟

(۲) گھروں میں بجلی کے بلب، پنکھے اور دیگر برقی اشیاء میں بھی کثرت سے باہر کی خصوصاً اتحادی ملکوں کی چیزیں عموماً زیر استعمال ہیں، اُن کا کیا حکم ہے؟ اُن کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

(۳) سواری کے لئے استعمال میں آنے والی گاڑیاں ٹو وہیلر ہو یا فور وہیلر، اتحادی ملکوں کے کمپنیوں کی یا اُن کی شراکت میں چلنے والی کمپنیوں کی گاڑیاں کثرت سے استعمال ہورہی ہیں، اُن کا کیا حکم ہے؟ اُن کا استعمال شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟

(۴) ہوائی جہاز ۹۹ ر فیصد اتحادی ممالک کی کمپنیاں ہی تیار کرتی ہیں، ہمارے علم میں کوئی دیسی کمپنی نہیں جو ہوائی جہاز تیار کرتی ہو، تو پھر ہوائی جہاز کے ذریعہ سفر جائز ہوگا یا نہیں؟ کیوں کہ ہوائی سفر کرنے میں بھی کسی نہ کسی طرح اِن ممالک کا تعاون ہوگا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال کی الگ الگ شقوں کے جواب سے پہلے بنیادی طور پر یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ شریعت میں ممانعت اور حرمت دو طرح کی ہوتی ہیں:

(۱) **حرمت لعینہ**:- جیسے خنزیر، خون، مردار وغیرہ کی حرمت، کہ یہ چیزیں خود اپنی ذات سے حرام ہیں، اِن کا استعمال اور خرید وفروخت سب حرام ہے، اور اِن کے ذریعہ سے حاصل شدہ آمدنی کسی بھی طرح اپنے مصرف میں لانی جائز نہیں ہے۔

(۲) **حرمت لغیرہ**:- یعنی کسی خارجی سبب کی وجہ سے کوئی معاملہ ممنوع قرار دیا جائے، مثلاً جمعہ کی اذان کے بعد بیع وشراء، یا خانہ جنگی کے حالات میں ہتھیار فروخت کرنا، یا شراب بنانے والے کے ہاتھ شیرا فروخت کرنا، اِس طرح کے معاملات کا حکم یہ ہے کہ اُن پر عمل تو موجبِ گناہ ہے، مگر معاملہ اگر کرلیا جائے تو اس سے آمدنی حرام نہیں ہوتی، اور نہ خرید کردہ چیز کا استعمال شرعاً حرام ہوتا ہے؛ بلکہ حرمت صرف معاملہ کرنے والے کی حد تک محدود رہتی ہے، گویا کہ معاملہ کرنے والے کے گنہگار ہونے کے باوجود اِس معاملہ پر ملکیت وغیرہ کے شرعی احکامات مرتب ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ موجودہ حالات میں حضراتِ مفتیانِ کرام نے امریکی وبرطانوی مصنوعات کے بائیکاٹ کا جو فتویٰ جاری کیا ہے، اس کا تعلق ”حرمت لعینہ“ سے نہیں؛ بلکہ ”حرمت لغیرہ“ سے ہے، یعنی اس فتویٰ سے امریکی مصنوعات مردار کی طرح حرام نہیں ہوئیں؛ بلکہ ایک خارجی علت ”ظلم پر تعاون“ کی بنیاد پر امریکی مصنوعات کی خریداری سے منع کیا گیا ہے؛ لہٰذا اگر کوئی اِن مصنوعات کو خریدے گا تو وہ ظلم پر مددگار بننے کی وجہ سے گنہگار ہوگا، مگر اُس کا یہ معاملہ بیع فاسد نہ کہلائے گا۔ اِسی طرح اگر کسی نے پہلے سے کوئی امریکی سامان خرید رکھا ہے، یا اُس کے استعمال میں ہے، تو اُس کا ضائع کرنا یا استعمال سے رک جانا اُس پر لازم نہیں ہے۔

قال في الهداية: كل ذٰلک يكره و لا يفسد به البيع؛ لأن الفساد في معنى خارج زائد لا في صلب العقد ولا في شرائط الصحة. (الهداية / كتاب البيوع ٦٧/٣)

اِس اِجمالی تمہید کے بعد نمبروار سوالوں کا جواب پیش ہے:

(۱) اَمریکی مصنوعات میں وہ تمام چیزیں شامل ہیں جو امریکہ میں بنی ہوں یا اَمریکہ کے اشتراک سے کسی دوسرے ملک میں بنی ہوں، اَب اُن کو خرید کر ظالموں کا تعاون کرنا جائز نہیں ہے،

ہاں جو چیزیں پہلے سے خریدی جاچکی ہیں اُن کا استعمال بدستور درست ہے، اُن کو ضائع کرنے کا حکم نہیں ہے، یہ حکم صرف آئندہ خریدنے کے متعلق ہے۔

(۲) مذکورہ اشیاء کا استعمال جائز ہے، آئندہ خریداری سے اجتناب لازم ہے۔

(۳) جو گاڑیاں پہلے سے اپنی ملکیت میں ہیں، اُن کا استعمال منع نہیں ہے، آئندہ خریداری میں غیر امریکی گاڑیاں ہی استعمال کے لئے لی جائیں۔

(۴) ہوائی جہاز چلانے والی کمپنی اگر ملکی ہے مثلاً ایئر انڈیا، تو اس میں سفر کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں، اگرچہ جہاز امریکہ کے بنے ہوئے ہوں؛ اِس لئے کہ ہوائی سفر کا نفع غیر امریکی ہونے کی صورت میں امریکہ کو نہیں پہنچتا، اور یہ تعاون علی الظلم نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۸/۸/۲۲ ۱۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

◆

مشروبات کا بیان

پانی پینے کے آداب

سوال (٦٢١):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: پانی پینے کا سنت طریقہ کیا ہے؟ کتنے سانس میں پانی پینا چاہئے؟ کیا ہر سانس پر الحمد للہ کہنا ضروری ہے؟ اگر ایک سے زائد لوگ ہوں تو کس جانب سے پانی پلانا چاہئے؟ کھڑے ہوکر پانی پینا کیسا ہے؟ ہم نے سنا ہے کہ زمزم اور وضو کا باقی ماندہ پانی کھڑے ہوکر پینا چاہئے، اس کی حقیقت کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پانی پیتے وقت درج ذیل آداب کا لحاظ رکھنا چاہئے:

(۱) پانی پینے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ تین سانس میں چوس چوس کر پانی پیا جائے؛ کیوں کہ اِس طرح پانی پینا زیادہ سیر حاصل ہے، اور خوش گوار رہوتا ہے۔

عن عبد اللّٰه بن أبي قتادة عن أبيه رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا شرب أحدكم فلا يتنفس في الإناء الخ.

عن ثمامة بن عبد اللّٰه قال: كان أنس رضي اللّٰه عنه يتنفس في الإناء مرتين أو ثلاثًا، وزعم أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كان يتنفس ثلاثًا. (صحيح البخاري، كتاب الأشربة / باب لنهي عن التنفس في الإناء ٨٤١/٢ رقم: ٥٦٣٠-٥٦٣١ دار الفكر بيروت، مجمع الزوائد ٨٠/٥-٨١، جمع لوسائل ٢٥٣، سنن الترمذي ١٠/٢-١١)

(۲) پانی پیتے وقت برتن میں سانس لینا منع ہے۔

عن عبد اللّٰه بن أبي قتادة عن أبيه رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم نهى أن يُتنفس في الإناء. (صحيح مسلم، كتاب الأشربة / باب كراهة التنفس في نفس الإناء واستحباب التنفس ثلاثًا خارج الإناء ۱۷٤/۲ رقم: ۱۲۱-۲۰۲۷ بيت الأفكار الدولية)

(۳) ہر سانس میں پانی پیتے وقت بسم اللہ اور برتن منہ سے ہٹاتے وقت الحمد للہ کہنا بھی مسنون ہے، اور شروع میں بسم اللہ پڑھ کر آخر میں الحمد للہ کہنا بھی سنت سے ثابت ہے۔ (جمع الوسائل ۲/۳۲۵، مجمع الزوائد ۸۱/۵)

(۴) اگر مجلس میں بہت سے لوگ بیٹھے ہوں، تو پانی پلانے کی ابتداء مجلس کے بڑے آدمی سے کرنی چاہئے، پھر سب سے پہلے پینے والا اپنے سے دائیں جانب والے کو پانی پیش کرے، پھر وہ اپنے دائیں جانب والے کو، اِسی طرح دور ختم کرنا سنت ہے۔

عن أنس بن مالک رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أُتِيَ بلبنٍ قد شيب بماء، وعن يمينه أعرابي وعن شماله أبوبكر، فشرب ثم أعطى الأعرابي، وقال: الأيمن فالأيمن. (صحيح البخاري، كتاب الأشربة / باب الأيمن فالأيمن في الشرب رقم: ۵٦۱۹ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح ۳۷۱، سنن الترمذي ۱۱/۲، مجمع الزوائد ۸٤/۵-۸۵)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: البركة مع أكابركم. (رواه الحاكم ٦۲/۱، الأحاديث المنتخبة / اكرام مسلم ٤۸۵)

(۵) عام حالات میں بیٹھ کر ہی پانی پینا چاہئے؛ اِس لئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا ہے؛ البتہ زمزم اور وضو کے بچے ہوئے پانی کو کھڑے ہو کر پینے میں بھی حرج نہیں ہے۔

عن أنس رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم زجر عن الشرب قائمًا. (صحيح مسلم، كتاب الأشربة / باب كراهية الشرب قائمًا ۱۷۳/۲ رقم: ۱۱۲-۲۰۲٤ بيت الأفكار الدولية، سنن الترمذي ۱۰/۲، شمائل ترمذى ۱٤)

وأن يشرب بعده من فضل وضوئه كماء زمزم مستقبل القبلة قائمًا أو قاعده، وفيما عداهما يكره قائمًا تنزيهًا (الدر المختار) وقال الشامي بحثًا: والحاصل انتقار الكراهة في الشرب قائمًا في هٰذين الموضعين محل كلام فضلاً عن استحباب القيام فيهما، ولعل الأوجه عدم الكراهة إن لم نقل بالاستحباب؛ لأن ماء زمزم شفاء، وكذا فضل الوضوء. (شامي ۲٥٤/۱-۲٥٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ٹھنڈا اور میٹھا پانی؟

سوال (٦٢٢): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کونسا مشروب سب سے زیادہ پسند تھا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پینے کی چیزوں میں ٹھنڈی اور میٹھی چیز زیادہ پسند تھی۔

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: كان أحب الشراب إلىٰ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم الحلو البارد. (سنن الترمذي، كتاب الأشربة / باب ما جاء أي الشراب كان أحب إلىٰ رسول الله صلى الله عليه وسلم ۱۱/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

باسی پانی پینا؟

سوال (٦٢٣): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: رات کا باسی پانی جو کسی مشکیزہ یا برتن میں بھر کر رکھ دیا جاتا ہے، اُس کا پینا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: رات کا باسی پانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند تھا۔ صحیح روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک باغ والے سے رات کا باسی پانی مانگ کر نوش فرمایا۔

عن جابر بن عبد اللّٰہ رضي اللّٰہ عنهما أن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم دخل علی رجُلٍ من الأنصار ومعه صاحبٌ له، فسلَّم النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم وصاحبُه، فرد الرجلُ، فقال: یا رسول اللّٰہ! بأبي أنت وأمي، وهي ساعةٌ حارةٌ، وهو یُحوِّلُ في حائطٍ له، یعني: الماءَ، فقال النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم: إن کان عندک ماءٌ بات في شنَّةٍ. وإلا کرعنا، والرجل یُحولُ الماء في حائط. فقال الرجل: یا رسول اللّٰہ! عندي ماءٌ بات في شنةٍ، فانطلق إلی العریش فسکب في قدَحٍ ماءً ثم حلب علیه من داجِنٍ له، فشرب النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم، ثم أعادَ فشرب الرجلُ الذي جاء معه. (صحیح البخاري، کتاب الأشربة / باب الکرع في الحوض ۸۴۱/۲ رقم: ۵۶۲۱ دار الفکر بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۲/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا؟

سوال (۶۲۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا کیسا ہے؟ بعض مال دار گھرانے کے لوگ بیاہ شادیوں میں لڑکیوں کو سونے چاندی کے برتن بنواتے ہیں، ان برتنوں کے استعمال کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا مردوں اور

عورتوں سب کے لئے ناجائز اور حرام ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس نے چاندی کے برتن میں پانی پیا تو اُس کے پیٹ میں جہنم کی آگ گڑگڑائے گی۔

عن ابن أبي ليلىٰ قال: خرجنا مع حذيفة، وذكر النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا تشربوا في آنية الذهب والفضة، ولا تلبسوا الحرير والديباج، فإنها لهم في الدنيا ولكم في الآخرة.

عن أم سلمة رضي الله عنها زوج النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: الذي يشربُ في إناء الفضة إنما يُجرجِرُ في بطنه نار جهنم. (صحيح البخاري، كتاب الأشربة / باب آية الفضة ٨٤٢/٢ رقم: ٥٦٣٣-٥٦٣٤ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم رقم: ٢٠٦٥ بيت الأفكار الدولية) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بڑے برتن میں منہ لگا کر پینا؟

سوال (۶۲۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بڑے برتن جیسے جگ، لوٹا، یا اُس سے بڑا برتن منہ سے لگا کر پینا کیسا ہے؟ بہت سے لوگ بوتل منہ سے لگا کر یونہی پی جاتے ہیں، اِس کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بڑے برتن جیسے مشکیزہ، بڑا جگ، بڑا لگ، بالٹی وغیرہ کو منہ سے لگا کر پانی وغیرہ پینا تو منع ہے؛ البتہ جو چھوٹے برتن ہیں، جیسے گلاس، پیالہ، کٹورا وغیرہ سے پانی پینے میں کوئی حرج نہیں، اسی طرح کول ڈرنک وغیرہ کی چھوٹی بوتلوں کا حکم چھوٹے برتن کی طرح ہے، اُن کو منہ سے لگا کر اگر کوئی پانی وغیرہ پینا چاہے تو پی سکتا ہے۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: نهى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم

عـن الشـرب مـن فم القِربة، أو السقاء وأن يمنع جاره أن يغرزَ خشبه في جداره.

(صحيح البخاري، كتاب الأشربة / باب الشرب من فم السقاء ٨٤١/٢ رقم: ٥٦٢٧ دار الفكر بيروت)

عـن أبـي سـعيد الخدري رضي اللّٰه عنه أنه قال: نهى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن اختناثِ الأسقية: أن يُشربَ من أفواهها. (صحيح مسلم، كتاب الأشربة / باب آداب الطعام والشراب وأحكامها ١٧٣/٢ رقم: ٢٠٢٣-١١١ بيت الأفكار الدولية) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کنارا ٹوٹے ہوئے برتن سے پینا؟

سوال (٦٢٦): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کنارہ ٹوٹے ہوئے برتن سے پینا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنارہ ٹوٹے ہوئے برتن سے پانی وغیرہ پینے سے منع فرمایا ہے۔ اور اس کی ممانعت کی کئی وجوہات ہیں، مثلاً:

(۱) کنارا ٹوٹنے کی وجہ سے بسا اَوقات مشروب سنبھل نہیں پاتا، اور کپڑوں اور بدن پر گرجاتا ہے۔

(۲) کنارے پر گندگی جم جاتی ہے، اور مشروب کے ساتھ منہ میں چلی جاتی ہے۔

(۳) کنارا اگر دھاردار ہو تو منہ زخمی بھی ہوسکتا ہے، وغیرہ۔ اِس لئے کنارا ٹوٹے ہوئے برتن سے پانی نہیں پینا چاہئے۔

عـن أبـي سـعيد الخدري رضي اللّٰه عنه أنه قال: نهى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن الشرب من ثلمة القدح وأن ينفخ في الشراب. (سنن أبي داؤد، كتاب الأشربة / باب في الشرب من ثلمة القدح ٥٢٣/٢ رقم: ٣٧٢٢ دار الفكر بيروت)

قال في البذل: لأنه لا يتمسک عليها فم الشارب، وربما انصب الماء على ثوبه و بدنه، وقيل: لا يناله التنظيف التام إذا غسل الإناء. (بذل المجهود ٤٥٣/٢٠)

وقال ابن القيم: الخامس: أنه ربما كان في الثُّلمة شقٌّ أو تحديد يجرح فم الشارب. (زاد المعاد مكمل / فصل في هديه ﷺ في حفظ الصحة ٩٤٠ مؤسسة المختار للنشر والتوزيع القاهرة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ١٤/٣/١٤٣٧ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

گرم مشروب کو پھونک مار کر ٹھنڈا کرنا؟

سوال (٦٢٧): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر مشروب گرم ہو، مثلاً دودھ یا چائے وغیرہ گرم ہو، جو شرب کے قابل نہ ہو، تو پھونک مار کر اُسے ٹھنڈا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شریعت میں گرم کھانا پینا پسندیدہ نہیں ہے، اور یہ طبی اعتبار سے بھی سخت نقصان دہ ہے، اِس لئے گرم چیز کو تھوڑا ٹھنڈا ہونے کے بعد ہی استعمال کرنا چاہئے۔ اور اگر اُسے ٹھنڈا کرنے کے لئے منہ سے پھونکیں گے تو تھوک وغیرہ شامل ہوکر ایک ناگوار صورت بن جائے گی، اِس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے پینے کی چیزوں کو پھونک مار کر ٹھنڈا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

ولا يؤكل طعامٌ حارٌ به ورد الأثر. (الفتاویٰ التاتارخانية ١٣٧/١٨ زكريا)

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن النفخ في الطعام والشراب. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ٣٠٩/١ رقم: ٢٨١٨، كنز العمال / السجود وما يتعلق به ٦٢/٨ رقم: ٢٢٢٢٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ٥/٣/١٤٣٧ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

چھ ماہ کی بکری کا دودھ؟

سوال (٦٢٨): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے گھر ایک بکری کی بچی ہے، جس کی عمر تقریباً چھ ماہ ہے، بغیر بچہ دئے اِس مذکورہ بکری کی بچی کے تھن سے بچہ دی ہوئی بکری کی طرح قدرتی طور پر دودھ آرہا ہے، کیا اِس چھ ماہ کی بکری کی بچی کا دودھ استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حلال جانوروں کا دودھ شریعت میں مطلقاً حلال ہے، خواہ وہ کسی وقت آئے، اِس کی تحقیق ضروری ہے کہ وہ دودھ ہی ہو؛ لہٰذا مسئولہ صورت میں جس چھ ماہ کی بکری کا دودھ آرہا ہے اُس کی جانچ کرالی جائے، اگر وہ واقعۃً دودھ ہی ہے، تو اُس کے استعمال کرنے میں کوئی وجہ ممانعت نہیں ہے؛ البتہ جانچ سے دودھ کے علاوہ اگر کوئی اور مادہ ہونا معلوم ہو تو حکم دوسرا ہوگا۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاِنَّ لَكُمۡ فِى الۡاَنۡعَامِ لَعِبۡرَةً نُسۡقِيۡكُمۡ مِّمَّا فِىۡ بُطُوۡنِهٖ مِنۡۢ بَيۡنِ فَرۡثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيۡنَ﴾ [النحل: ٦٦]

قال ابن نجيم: اللبن إنما يتصور ممن يتصور منه الولادة. (البحر الرائق / كتاب الرضاع ٣/٣٩٩ زكريا، الرد المحتار / باب الرضاع ٣/٣١٨ دار الفكر بيروت، ٤/٤١١ زكريا، النهر الفائق / كتاب الرضاع ٢/٣٠٥، مجمع الأنهر / كتاب الرضاع ١/٣٧٨ دار إحياء التراث العربي بيروت، ١/٥٥٥ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

واعلم أن الأصل في الأشياء كلها سوى افروج الإباحةُ، قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿هُوَ الَّذِىۡ خَلَقَ لَكُمۡ مَّا فِى الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا﴾ وقال: ﴿كُلُوۡا مِمَّا فِى الۡاَرۡضِ حَلٰلًا طَيِّبًا﴾ وإنما تثبت الحرمة بعارض نصٍ مطلقٍ أو خبرٍ مرويٍّ، فما لم يوجد شيء من الدلائل المحرمة فهي على الإباحة. (مجمع الأنهر / كتاب الأشربة ٢/٥٦٨ دار إحياء التراث العربي بيروت، ٤/٢٤٤ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

لبن المأكول حلال. (رد المحتار / كتاب الأشربة ٦/٤٥٦ كراچی) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۱/۶/۱۴۲۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دودھ سے بنی اَشیاء کے کھانے کے بعد دعا پڑھنا؟

سوال (٦٢٩): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ''**اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ**'' دودھ پینے کے بعد یہ پڑھتے ہیں، کما فی الحدیث۔ کیا چائے وغیرہ یا ہر اُس چیز کے بعد پڑھ سکتے ہیں جس کی اَصلیت میں دودھ وہ دودھ سے تیار کی گئی ہو جیسے مٹھائیاں وغیرہ؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''**اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ**'' الفاظ خاص طور پر دودھ پینے کے بعد پڑھنے کے لئے وارد ہوئے ہیں؛ لیکن اگر یہ دعا کسی دوسری کھانے پینے کی چیز کے استعمال کے بعد پڑھی جائے تو اِس میں بظاہر کوئی ممانعت نہیں ہے؛ لیکن دیگر چیزوں پر اِس دعا کے پڑھنے کو مسنون نہ کہا جائے؛ کیوں کہ دیگر مطعومات کے لئے دوسری دعائیں حدیث میں ثابت ہیں۔

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من أطعمه اللّٰه طعامًا فليقل: اللّٰهم بارک لنا فيه وأطعمنا خيرًا منه، ومن سقاه اللّٰه لبنًا فليقل: "اللّٰهم بارک لنا فيه وزدنا منه" فإنه ليس يجزئ من الطعام والشراب غير اللبن. (سنن الترمذي ٢/١٨٣-١٨٤ رقم: ٣٤٥٥، عمل اليوم والليلة ٥٨٥) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵/۱/۱۴۳۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

◆

نشہ آور چیزیں

نشہ آور سیال مشروب اور جامد چیزوں کا حکم؟

نــــــوٹ: سوال نمبر ٦٣٠ -تا- ٦٣٦ ر کے جوابات حضرت الاستاذ نے ''اسلامک فقہ اکیڈمی'' کے اکیسویں فقہی سیمینار (منعقدہ ''جامعہ اسلامیہ بنجاری اندور مدھیہ پردیش'' ٣ رمارچ ٢٠١٢ء) کے لئے تحریر کئے تھے، جو قارئین کے اِفادہ کے لئے ذیل میں پیش ہیں۔ (از: مرتب)

ســــوال (٦٣٠): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شریعت نے نشہ کی بنیاد پر حرمت کا حکم صرف سیال چیزوں اور اُن مادوں کے لئے رکھا ہے، جو شراب وخمر کے عنوان سے معروف ومتعارف رہی ہیں اور ہیں، یا نشہ پائے جانے کی بنیاد پر ہر اُس شے کو حرام قرار دیا ہے جس کے استعمال سے نشہ وسکر پیدا ہو، خواہ وہ سیال مشروب ہو جس کو پانی کی طرح پیا جائے یا کسی چیز میں لگا کر اور مل کر اُس کو استعمال کریں، یا کھانے کی صورت میں استعمال ہو کہ جامد ہو، نباتات وغیرہ کی شکل میں یا کسی دوسری شکل میں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حنفیہ کے مفتی بہ قول کے مطابق نشہ آور سیال مشروب پینا مطلقاً حرام ہے، خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ؛ البتہ جو نشہ آور چیزیں جامد ہیں، مثلاً اَفیم یا ہیروئن وغیرہ، اُن کا بقدرِ مسکر استعمال یقیناً حرام ہے، اور اگر بقدرِ مسکر نہ ہو تو صرف ضرورۃً اُس کی گنجائش ہوتی ہے، عام حالات میں اِس کی اجازت نہیں ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ، فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ [المائدۃ: ٩٠]

قال الطيبي: وفيهما دلائل سبعة على تحريم الخمر، أحدها قوله تعالىٰ: ﴿رِجْسٌ﴾ والرجس هو النجس، وكل نجس حرام. والثاني: قوله تعالىٰ: ﴿مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ﴾ وما هو من عمله فهو حرام. والثالث: قوله تعالىٰ: ﴿فَاجْتَنِبُوْهُ﴾ ومما أمره اللّٰه تعالىٰ باجتنابه فهو حرام. والرابع: قوله عزوجل: ﴿لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ وما علّق رجاء الفلاح باجتنابه فالإتيان به حرام الخ. (شرح المشكاة للطيبي ٢٥٥٣/٨ رقم: ٣٦٤٧، كذا في بذل المجهود ٤٠٤/١١ دار الشائر الإسلامية)

عن جابر بن عبد اللّٰه رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ما أسكر كثيره فقليله حرام. (سنن أبي داؤد، كتاب الأشربة / باب النهي عن المسكر ٥١٨/٢ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي رقم: ١٨٦٥)

عن أم سلمة رضي اللّٰه عنها قالت: نهى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن كل مسكر ومفتّر. (المصنف لابن أبي شيبة ١٦٧/١٢ رقم: ٢٤٢١٥)

احتجّ الجمهور بالقرآن والسنة، أما القرآن فهو أن اللّٰه تعالىٰ نبّه علىٰ أن علة تحريم الخمر كونها تصدّ عن ذكر اللّٰه وعن الصلاة، وهٰذه العلة موجودة في جميع المسكرات فوجب طرد الحكم في الجميع. (شرح النووي على صحيح مسلم ١٦٢/٢)

السكر من البنج ولبن الرمكة حرام بالإجماع. (الفتاوىٰ الهندية ٤١٥/٥)

ونقل في الأشربة عن الجوهرة حرمة أكل بنج وحشيشة وأفيون ……، وفي الشامية: قال البزدوي: أنه يحد بالسكر من البنج في زماننا على المفتى به. (شامي / كتاب الحدود / باب حد الشرب المحرم، مطلب في البنج والأفيون والحشيشة ٧٥/٦ زكريا)

ويحرم أكل البنج والحشيشة والأفيون الخ. (مجمع الأنهر ٢٥١/٤ بيروت)

ويحرم أكل البنج وهو أحد نوعي شجر العنب حرام؛ لأنه يزيل العقل وعليه الفتوىٰ، ومثل الحشيشة في الحرمة جوزة الطيب، فقد أفتىٰ كثير من

علماء الشافعية بحرمتها ......، اختار أئمة ما وراء النهر بأسرهم حرمته، وأفتوا بما أفتى به المزني. (طحطاوي على الدر المختار ٤/٢٢٦ كوئٹه)

السكر من البنج حرام ...... أكل البنج حرام وإن لم يسكر، لما روي أنه عليه السلام نهى عن الميسر والخمر والكوية والعنبر الخ. (بناية شرح الهداية ١٢/٣٧٠ المكتبة النعيمية ديوبند)

ويحرم أكل البنج والحشيشة والأفيون لكن دون حرمة الخمر، وفي القهستاني: نصه: أن البنج أحد نوعي القتِّ حرام؛ لأنه يزيل العقل وعليه الفتوىٰ. (منحة الخالق على البحر الرائق ٥/٢٨ كوئٹه)

يحرم تناول البنج والحشيشة والأفيون ...... ويحد بالسكر من البنج في زماننا على المفتى به. (الموسوعة الفقهية ٢٥/٩٤ كويت)

ويحرم أيضًا المرقد وهو ما غيّب العقل والحواس معًا كالأفيون والسيكران. (الموسوعة الفقهية ٥/١٢٦ كويت)

وأن البنج ونحوه من الجامدات إنما يحرم إذا أراد به السكر، وهو الكثير دون القليل، المراد به التداوى ونحوه كالتطيب بالعنبر وجوزة الطيب. (شامي / كتاب الحدود / باب حد الشرب المحرم، مطلب في البنج والأفيون والحشيشة ٦/٧٨ زكريا)

وأما الأفيون فهو حرام؛ لأنه مضر بالبدن، وكل شيءٍ يضر به فأكله حرام. (تقريرات الرافعي ٦/٤١ زكريا)

وأمّا آراء الفقهاء في حكم تعاطي هٰذه المخدرات من الحشيشة والأفيونة والمورفين والكوكايين والهيروين وجوزة الطيب والبنج والعنبر والزعفران، فإن فقهاء المذاهب الأربعة متفقون على تحريم القدر المغيب للعقل من هٰذه المواد وما أشبهها من كل ما يغطي العقل ويضر البدن ...... وهٰذه المواد

وغيرها من كل مادة تغطي العقل وتفتك بالبدن يحرم قليلها وكثيرها. ...... والحكماء على أنها خبيئة ضارة بالجسم والفعل صادة عن ذكر اللّٰه وعن الصلاة، وما كان هٰذا فعله كان محرمًا بالإجماع؛ لأن ما يودّي إلى الحرام حرام، وهي من المخدرات المسكرات كجوزة الطيب والزعفران والبنج ونحو ذٰلك مما يتلف العقل والفكر. (حاشية شامي ٦/٧٦-٧٧ زكريا)

نشہ اور انجکشن؟

سوال (٦٣١): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل نشہ آور اشیاء کے استعمال اور اس سے استفادہ کی ایک شکل انجکشن وغیرہ کی بھی ہے، اس طرح کی شکلوں کے ذریعہ نشہ آور اشیاء کا جسم کے اندر پہنچانا کیا حکم رکھتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نشہ کی حرمت کی علت عقل کا ماؤف ہو جانا ہے، اور یہ علت نشہ آور انجکشن میں بھی پائی جاتی ہے، بریں بنا نشہ آور انجکشن کا لگانا بھی حرام ہوگا۔

نهى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن أشربة، قال: فقيل له: إنه لا بد منها أو نحو هٰذا، قال: فاشربوا ما لم يسفه أحلامكم ولا يذهب أموالكم.

(المصنف لعبد الرزاق ٩/٢٢٣ رقم: ١٧٠١٢)

وقال تحت الآية الكريمة: ﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ﴾ الخ، إن السكر حرام في كل شريعة؛ لأن الشرائع مصالح العباد لا مفاسدهم، وأصل المصالح العقل كما أن أصل المفاسد ذهابه، فيجب المنع من كل ما يذهبه أو يشوشه. (تفسير القرطبي ٦/١٨٦ بيروت)

ويحرم أيضًا المرقد وهو ما غيّب العقل والحواس معًا كالأفيون والسيكران. (الموسوعة الفقهية ٥/١٢٦ كويت)

بھنگ اور اَفیم وغیرہ کی کاشت اور خرید وفروخت؟

سوال (۶۳۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ شراب اُن چیزوں سے بنتی ہے جو عموماً پھل یا غلہ ودانے کے قبیل کی چیزیں ہیں، اُن کی کاشت، خرید وفروخت میں کوئی قباحت نہیں، جیسا کہ کسی بھی پھل کا جوس وشراب تیار کرنا اُس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، سوال اُن اَشیاء کا ہے جو براہِ راست کسی نہ کسی شکل وصورت میں نشہ وسکر کے لئے استعمال ہوتی ہیں، جیسے بھانگ واَفیم اور اُن جیسی اَشیاء اُن کی کاشت اور خرید وفروخت کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو چیز خاص طور پر نشہ کی نیت سے ہی کاشت کی جائے، اور اُس کا کوئی اور استعمال نہ ہو، تو اُس کی کاشت اور بیع وشراء سب مکروہ ہوگی، اور اگر اس سے نشہ مقصود نہ ہو اور وہ شئ نشہ کے علاوہ بھی استعمال ہوسکتی ہو، جیسے اَفیم کہ اُس کا پودا اور پھل دیگر مقاصد میں بھی استعمال ہوتا ہے، تو اُس کی کاشت اور بیع وشراء مکروہ نہ ہوگی، اور اُس کی آمدنی حلال سمجھی جائے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۶/۱۲۴ ڈابھیل)

وصح بيع غير الخمر أي عنده خلافًا لهما في البيع والضمان لكن الفتوىٰ على قوله في البيع، ثم إن البيع وإن صح لكنه يكره كما في الغاية. (شامي ۶/۴۵۴ کراچی، ۱۰/۳۵ زکریا)

جاز بيع العصير من خمار؛ لأن المعصية لا تقوم بعينه؛ بل بعد تغيره ولأن العصير يصلح للأشياء كلها جائزةٌ شرعًا فيكون الفساد على اختياره. (البحر الرائق ۸/۳۷۱ دار الكتاب ديوبند)

ويجوز بيع العصير ممن يتخذ خمرًا؛ لأن المعصية لا تقوم بنفس العصير؛ بل بعد تغيره فصار عند العقد كسائر الأشربة من عسل ونحوه. (مجمع الأنهر ۴/۲۱۴)

ہیروئن وغیرہ مسکرات؟

سوال (۶۳۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اِسی طرح بھانگ واَفیم جیسی اَشیاء سے جو منشیات ومسکرات تیار کی جارہی ہیں، جن کا رواج اِس وقت بڑھتا جارہا ہے، جیسے ہیروئن وغیرہ ان کو تیار کرنے اور ان کی خرید وفروخت کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہیروئن وغیرہ نشہ آور اشیاء بنانا، تیار کرنا اور خرید وفروخت سب حرام ہے، اور اُس کی آمدنی ہرگز حلال نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲۴/ ۸۷-۸۸ میرٹھ، احسن الفتاویٰ ۶/ ۴۹۴)

ونقل في الأشربة عن الجوهرة حرمة أكل بنج وحشيشة وأفيون……، وفي الشامية: قال البزودي: إنه يحد بالسكر من البنج في زماننا على المفتى به. (شامي ۷۷/۶ زكريا، مجمع الأنهر ۲۵۱/٤ بيروت، ۲۵۰/٤ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

يحرم تناول البنج والأفيون والحشيشة…… ويحد بالسكر من البنج في زماننا على المفتى به. (الموسوعة الفقهية ۹٤/۲۵، ومثله في منحة الخالق على البحر الرائق ۲۸/۵ كوئٹه)

الشراب ما يسكر والمحرم منها أربعة: …… وحرم الانتفاع بها ولا يجوز بيعها. (الدر المختار مع الشامي ۱۰/ ۲۸-۲۹ زكريا)

السابع لا يجوز بيعها لقوله عليه السلام: إن الذي حرّم شربها حرم بيعها.

(البحر الرائق ۲۱۷/۸ كوئٹه)

نشہ کے کام میں ملوث لوگوں کو کیا موت کی سزا دی جاسکتی ہے؟

سوال (۶۳۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: (۱) اِس قسم کی تیز نشہ آور اَشیاء کی تیاری وکاروبار وغیرہ پر حکومتیں سخت موقف اختیار کرتے

ہوئے موت کی سزا دے دیتی ہیں، شریعتِ اسلامیہ اِس بابت کیا موقف رکھتی ہے؟

(۲) شراب ونشہ آور اشیاء کے استعمال یا کاروبار پر جب کہ کوئی آدمی اُس کے فروغ کا ذریعہ بن رہا، کیا موت کی سزا دی جاسکتی ہے؟ اَحادیث کی روشنی میں کیا رہنمائی ملتی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱-۲) اِسلامی حکومت میں نشہ آور اشیاء کے استعمال پر اسی کوڑے مارنے کی سزا جاری کی جاتی ہے؛ لیکن اگر حکومت یہ محسوس کرے کہ یہ سزا نشہ خوری کے انسداد میں ناکافی ثابت ہورہی ہے، اور نشہ خور زیادہ ہی جری ہوتے جارہے ہیں، تو حاکم وقت خصوصی حالت میں تعزیری طور پر موت کی سزا جاری کرسکتا ہے؛ لیکن اس جرم پر علی الاطلاق حد کے طور پر سزائے موت کا ضابطہ نہیں بنایا جائے گا، اور آج کل جو حکومتیں اس طرح کا ضابطہ بنائے ہوئے ہیں، اس کی تائید نصوصِ شرعیہ سے نہیں ہوتی۔

سمعت علي بن أبي طالب رضي اللّٰه عنه قال: ما كنت لأقيم حدًا على أحد فيموت فأجد في نفسي إلا صاحب الخمر؛ فإنه لو مات وديتُه، وذٰلک أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لم يسنه. (صحيح البخاري ١٠٠٢/٢ رقم: ٦٥٢٠)

فيجوز للحاكم بعد النظر في أحوال القضية المعروضة لديه أن يترك الجاني بعد نظرة شزرة أو تهديد وتبكيت، ويجوز له أن يحكم عليه بما ناسبه من عقوبة أخرىٰ تصلح لزجره وردعه عن ارتكاب الجريمة مرةً اخرىٰ حتى لو بدا للحاكم أن الجاني ممن لا يرجىٰ صلاحه ويخشىٰ منه أن يسري فساده إلى أعضاء المجتمع الاٰخرين جاز أن يحكم عليه بالموت والإعدام. (تكملة فتح الملهم ٢٥٩/٢ المكتبة الأشرفية ديوبند)

نشہ کے عادی مریضوں کا علاج؟

سوال (۶۳۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: جو لوگ مروج اِس قسم کے نشہ کے عادی و مریض ہوتے ہیں، اُن کے لئے ایسی تدبیریں کہ جن کے ذریعہ اُن کی اِس عادت کو چھڑایا جائے اور اِس مرض و ہلاکت سے بچایا جائے، اُس کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: نشہ کے عادی مریضوں کو اِس خبیث عادت سے بچانا بہت اچھی بات ہے، اور اسلام ایسی کوششوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوىٰ وَلاَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة، جزء آیت: ۲]

فطوبیٰ لمن جعل اللّٰہ تعالیٰ مفاتیح الخیر علی یدیه. (تنبيه الغافلين ٦٥)

نشہ کے مریضوں کے علاج کیلئے نشہ آور اشیاء کا استعمال؟

سوال (٦٣٦): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اور اُن کے علاج کے لئے اگر نشہ آور اَشیاء کا بھی استعمال کرنا پڑے، اِس طور پر کہ بتدریج اُن کی عادت کو کم کر کے نفی و مکمل احتراز تک لایا جائے، اُس کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: علاج میں نشہ آور اَشیاء کا استعمال تب ہی جائز ہوتا ہے، جب اِس کے علاوہ تدبیر نہ رہی ہو؛ لہٰذا اگر طبیب حاذق نشہ کے عادی مریض کو دیکھ کر یہ فیصلہ کردے کہ اس کا علاج سوائے نشہ آور دواء کے اور کچھ نہیں ہے، تو اس کی گنجائش ہوسکتی ہے، ورنہ نہیں، اور تجربہ یہ بتاتا ہے کہ اگر ہمت ہو تو اس طرح کے مریضوں کی بری عادت کو منٹوں میں چھڑایا جاسکتا ہے، اور اگر ہمت ہی نہ ہو تو کوئی علاج ہی کارگر نہ ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۸/۳۵۳ ڈابھیل)

أكثر مشائخ الحنفية أفتوا بجواز التداوي بالحرام إذا أخبره طبيب حاذق بأن المريض ليس له دواء آخر ......، الاستشفاء بالحرام يجوز إذا علم أن فيه شفاء ولم يعلم دواء آخر ......، قوله عليه السلام: "إن الله لم يجعل شفاء كم فيما

حرّم علیکم‘‘. إنما قال ذٰلک فی الاشیاء التي لا یکون فیه شفاء، فأما إذا کان فیه شفاء فلا بأس به. (تکملة فتح الملهم ٢/٢ ٣٠-٣٠٣ المکتبة الأشرفیة دیو بند)

یجوز للعلیل شرب الدم والبول وأکل المیتة للتداوي إذا أخبره طبیب مسلم إن شفاءه فیه، ولم یجد من المباح ما یقوم مقامه. (الفتاویٰ الهندیة ٣٥٥/٥)

التداوی بالمحرم: ظاهر المذهب المنع لکن نقل المصنف ثمه وهنا عن الحاوي: وقیل یرخص إذا علم فیه الشفاء ولم یعلم دواء آخر کما رخص للعطشان وعلیه الفتویٰ. (الدر المختار مع الشامي ٣٦٥/١ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری ۲/۲/۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

وائن وینگر اور شراب کے سرکہ کا حکم؟

سوال (٦٣٧): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: گیہوں اور پھلوں سے اخذ کر کے جو سرکہ تیار ہوتا ہے، اُسے مارکیٹ میں ’’وائن وینگر‘‘ یا شراب کے سرکہ کے نام سے فروخت کیا جاتا ہے، کیا اُس کا استعمال جائز ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عموماً سرکہ شراب کے مرحلہ سے گذر کر ہی تیار ہوتا ہے، اِس لئے کسی بھی چیز کا بنایا ہوا سرکہ اگر وہ واقعی سرکہ ہو اور نشہ کی کیفیت اُس کی ختم ہوگئی ہو تو اُس کا استعمال اور اُس کی خرید وفروخت سب جائز ہے، چاہے بازار میں اُسے کسی بھی نام سے جانا جاتا ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۱۸/۲۷ میرٹھ)

الخمر إذا خلله بعلاج الملح أو بغیره یحل عندنا. (الفتاویٰ الهندیة ٤١٠/٥، مجمع الأنهر ٢٥١/٤، تبیین الحقائق ٤٨/٦)

وإذا تخللت الخمر حلت، سواء صارت خلا بنفسها أو بشيء یطرح فیها. (الهدایة مع فتح القدیر ١٠٦/١٠)

قال أبو حنيفة رحمه اللّٰه: يجوز تخليل الخمر وإن الخل الحاصل بذٰلک حلال ظاهرٌ. (تكملة فتح الملهم ٣/ ٦١٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

انجکشن کے ذریعہ نشہ آور اشیاء کا اندر داخل کرنا؟

سوال (٦٣٨): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل نوجوانوں میں انجکشن کے ذریعہ نشہ آور مادہ بدن میں داخل کرنے کا رواج بڑھتا جا رہا ہے، تو یہ عمل شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چوں کہ اِس طرح کے نشہ آور انجکشن سے انجکشن لگانے والے پر نشہ چڑھ جاتا ہے، اور اُس کی عقل ماؤف ہوجاتی ہے، اِس لئے ایسے انجکشن لگانا ہرگز جائز نہیں ہے۔ خصوصاً نوجوانوں کو اِس سے باز رہنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

نهى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن أشربة، قال: فقيل له: إنه لا بد منها أو نحو هٰذا، قال: فاشربوا ما لم يسفه أحلامكم ولا يذهب أموالكم.

(المصنف لعبد الرزاق ٩/ ٢٢٣ رقم: ١٧٠١٢)

﴿اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ﴾ الخ، إن السكر حرام في كل شريعة؛ لأن الشرائع مصالح العباد لا مفاسدهم، وأصل المصالح العقل كما أن أصل المفاسد ذهابه، فيجب المنع من كل ما يذهبه أو يشوشه. (الجامع لأحكام القرآن الكريم للقرطبي ٦/ ١٨٦ بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲/ ۳/ ۱۴۳۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نشہ کرنے والے کو نشہ آور انجکشن فروخت کرنا؟

سوال (۶۳۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بعض انجکشن ڈاکٹر حضرات آپریشن وغیرہ میں نشہ کے لئے استعمال کرتے ہیں؟ شراب وغیرہ نشہ کے عادی لوگ اُنہیں انجکشنوں کو نشہ کے لئے لگاتے ہیں، اِس طرح نشہ کے عادی انجکشن لگانے والے کئی لوگوں کی موت بھی ہوچکی ہے۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ اگر بالیقین یا ظن غالب سے معلوم ہوجائے کہ یہ شخص دوا کے طور پر نہیں؛ بلکہ نشہ کے لئے انجکشن استعمال کرے گا تو ایسے شخص کو نشہ والا انجکشن دینا میڈیکل والے کے لئے جائز ہے یا نہیں؟ مذکورہ شخص نشہ والا انجکشن ڈاکٹر وغیرہ سے پرچہ پر لکھوا کر کبھی کبھار لاتا ہے، تو کیا میڈیکل والا پرچہ کی بنیاد پر انجکشن نشہ والا دے سکتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو نشہ آور دوائیں اور انجکشن آپریشن میں مریضوں کو بے ہوش کرنے سے استعمال ہوتے ہیں، تو ضرورت کی جگہوں میں ان کی بیع وشراء کی فی نفسہٖ گنجائش ہے؛ لیکن اگر یہ بات حتمی طور پر معلوم ہوجائے کہ خریدار اُس کو نشہ بازی میں استعمال کرے گا، تو اُس کے ہاتھ فروخت کرنا سخت مکروہ ہوگا؛ کیوں کہ یہ گناہ پر تعاون سمجھا جائے گا؛ لہٰذا ایسے لوگوں کے ہاتھ نشہ آور دوا اور اَشیاء بیچنے سے احتراز لازم ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة، جزء آیت: ۲]

والظاهر أن هٰذه الكراهة إنما تثبت إذا تعاطاه الرجل لغرض غير مشروع، وأما إذا تعاطاه لغرض مشروع، كالدواء والضماد وغيره فيما يجوز استعماله فيه، فالظاهر انتفاء الكراهة حينئذ. (تكملة فتح الملهم ۶۰۸/۳ المكتبة الأشرفية)

ما قامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريمًا. (الدر المختار ۵۶۱/۹ زكريا)

إن ما قامت المعصية بعينه يكره بيعه. (البحر الرائق ۱۴۳/۵ كوئٹه)

بيع أمرد ممن يلوط به وبيع سلاح من أهل الفتنة؛ لأن المعصية تقوم بعينه. (الدر المختار ٩/٥٦١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۱۱/۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیئر پینا؟

سوال (۶۴۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بیئر کا حکم کیا ہے، چوں کہ اِس میں نشہ نہیں ہوتا، اِس کا پینا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بیئر؛ ایک قسم کی شراب ہے جو جَو سے بنائی جاتی ہے۔

(فیروز اللغات ص: ۴۵۴ فیروز سنز لاہور)

ہمارے ملک میں عام طور پر فروخت ہونے والی بیئر بھی شراب ہی کی ایک قسم ہے اور نشہ آور ہے؛ لہٰذا اس کا پینا حرام ہے؛ البتہ بعض مسلم ممالک میں ایسی بیئر دستیاب ہیں، جن میں الکوحل اور نشہ شامل نہ ہونے کی صراحت ہوتی ہے، تو اُن کا حکم الگ ہے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: كل مسكر خمر، وكل مسكر حرام. (صحيح مسلم ٢/١٦٧، مشكاة المصابيح ٢/٣١٧)

الشراب ما يسكر والمحرم منها أربعة: الخمر وهي النيء من ماء العنب إذ غلا واشتدّ …… والطلاء …… والسكر …… ونقيع الزبيب. (البحر الرائق / كتاب الأشربة ٨/٤٤٨ رشيدية، ٨/٣٩٩-٤٠١ زكريا، وكذا في مجمع الأنهر ٤/٢٤٤ المكتبة الغفارية كوئٹه، بدائع الصنائع ٤/٢٧٦ دار الكتاب ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۳/۱۲/۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شراب اور تاڑی کا استعمال کرنا؟

سوال (۶۴۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شراب اور تاڑی جس میں نشہ آجاتا ہے، استعمال کرنا شرعاً کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اِن نشہ آور اشیاء کا استعمال ناجائز ہے۔ (فتاویٰ احیاء العلوم ۱/۲۳۲)

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كل مسكر خمر، وكل مسكر حرام. (صحيح مسلم ۱۶۷/۲، مشكاة المصابيح ۳۱۷/۲)

الشراب ما يسكر والمحرم منها أربعة: الخمر وهي النيء من ماء العنب إذ غلا واشتدّ ...... والطلاء ...... والسكر ...... ونقيع الزبيب. (البحر الرائق / كتاب الأشربة ۴۴۸/۸ رشيدية، ۳۹۹/۸-۴۰۱ زكريا، وكذا في مجمع الأنهر ۲۴۴/۴ المكتبة الغفارية كوئٹه، بدائع الصنائع ۲۷۶/۴ دار الكتاب ديوبند)

وعند محمد ما أسكر كثيره فقليله حرام وهو نجس أيضًا، قالوا: وبقول محمد: نأخذ. (شامي ۷۰/۶ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ۴۱۲/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۸/۵/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خمر اور غیر خمر میں فرق، اور تاڑی، تمباکو، سگریٹ کا حکم؟

سوال (۶۴۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ”كل مسكرٍ خمرٌ وكل مسكرٍ حرامٌ، ما أسكر كثيره فقليله حرامٌ“۔ حدیث شریف سے بظاہر یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جس چیز کی کثیر مقدار میں سکر پیدا کرتی ہے اور کثیر مقدار حرام ہے، اُس چیز کی قلیل مقدار بھی حرام ہونی چاہئے، اور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قلیل مقدار بھی حرام ہے؛ لہٰذا تمباکو، کھینی، بیڑی، سگریٹ اور تاڑی یہ سب حرام ہونی چاہئے، اِن دونوں

حدیثوں کو سامنے رکھ کر ائمہ کا اختلاف مع دلائل کے بیان کیجئے، نیز حنفیہ کے نزدیک اشربہ محرمہ حرام ہے یا صرف خمر حرام ہے، اور اگر کوئی شخص صحت قوی کے لئے تاڑی پینا چاہے تو کیا یہ پینا جائز ہے یا نہیں؟ خمر اور غیر خمر میں کیا فرق ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تمباکو اور سگریٹ وغیرہ میں سکر نہیں ہے؛ بلکہ حدت کی وجہ سے دماغ پر اثر ہوجاتا ہے؛ لہٰذا اُس کا حکم حرام شرابوں کے مانند نہیں ہوسکتا؛ البتہ بدبو کی وجہ سے اُس کا استعمال بلاضرورت مکروہ ہے۔ (امداد الفتاویٰ ۴/۱۶۱، کفایت المفتی ۹/۱۳۶، فتاویٰ محمودیہ ۵/۱۱۲)

ومن أكل ما يتأذىٰ به: أي برائحته كثوم وبصل، ويؤخذ منه أنه لو تأذى من رائحة الدخان المشهور له منهما من شربه. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / قبيل باب الرضاع ٣/٢٠٨ كراچی)

هٰذا تصريح بإباحة الثوم وهو مجمعٌ عليه، لكن يكره لمن أراد حضور المسجد وحضور جمع في غير المسجد ...... ويلحق بالثوم كل ما لَه رائحةٌ كريهةٌ من البصل والكراث ونحوهما. (إنجاح الحاجة على هامش ابن ماجة، كتاب الأطعمة / باب أكل الثوم ٢٤١، وكذا في شرح النووي على صحيح مسلم، كتاب المساجد / باب نهى من أكل ثومًا أو بصلاً ...... عن حضور المسجد ١/٢٠٩)

ففيهم منه حكم النبات الذي شاع في زماننا المسمى بالتتن (الدر المختار) وفي الشامية: وهو إباحة على المختار والتوقف، وفيه إشارة إلىٰ عدم تسليم إسكاره وتفتيره وإضراره. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الأشربة / قبيل كتاب الصيد ٦/٤٦٠ كراچی، ١٠/٤٤ زكريا)

اور تاڑی میں باقاعدہ سکر ہوتا ہے، اُس کا تھوڑا یا زیادہ پینا ناجائز ہے۔ حضرت امام محمدؒ اور ائمہ ثلاثہ کا یہی قول ہے، اور احناف کے یہاں بھی فتویٰ اِسی قول پر ہے۔

خمر اور غیر خمر میں امام ابوحنیفہ حکم میں فرق کرتے ہیں، مگر اس معاملہ میں مشائخ احناف نے احتیاطاً امام محمدؒ کے قول کو اختیار کیا ہے؛ لہٰذا ان کے خلاف کسی قول پر فتویٰ نہیں دیا جائے گا۔

حرمة أكل بنج وحشيشة وأفيون، لكن دون حرمة الخمر، ولو سكر بأكله لا يحد؛ بل يعزر. وفي النهر: التحقيق ما في العناية: أن البنج مباح؛ لأنه حشيش، أما السكر منه فحرام. (الدر المختار، كتاب الحدود / باب حد الشرب المحرم ٤٢/٤ كراچى، ٧٨–٧٥/٦ زكريا، وكذا في مجمع الأنهر ٦٠٢/٢ دار إحياء التراث العربي بيروت)

ولا يحرم استعمالها للتداوي أو لأغراض مباحة أخرىٰ ما لم تبلغ حد الإسكار. (تكملة فتح الملهم / كتاب الأشربة ٦٠٨/٣ مكتبة دار العلوم كراچى)

وفي الأشباه في قاعدة الإباحة أو التوقف – إلى قوله – فيفهم منه حكم النبات الذي شاع في زماننا المسمى بالتنن، وفي الشامي: فيه إشارة إلى عدم تسليم إسكاره وتفتيره وإضراره. (الدر المختار مع الشامي ٤٤/١٠ زكريا)

وأما الشافعي وأحمد ومالك ومحمد بن الحسن وجمهور الصحابة فذهبوا إلى أن المسكر المائع من كل شيء يحرم قليله وكثيره أسكر أو لم يسكر، والجامد ليس بخمر، وافتى أرباب الفتوىٰ هٰذا بقول محمد بن الحسنؒ.

(العرف الشذي ٨/٢، شامي ٤٥٥/٦ كراچى، ٣٧/١٠ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۷/۴/۱۴۱۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیڑی سگریٹ تمباکو وغیرہ کھانا؟

سوال (۶۴۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بیڑی سگریٹ تمباکو وغیرہ بہت سے علماء کرام بھی پیتے ہیں، اور تمباکو بھی کھاتے ہیں، بہت سے علماء کرام بھی پیتے ہیں، اور جائز بھی بتاتے ہیں، اگر بیڑی وغیرہ پینا جائز ہے تو قرآن وحدیث

کی روشنی میں جواب دیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تمباکو بیڑی سگریٹ وغیرہ میں نشہ تو نہیں ہے؛ البتہ اُس کی تیزی کی وجہ سے کبھی کبھی سر چکرانے لگتا ہے، اور چوں کہ یہ ایک بدبودار اور دوسروں کے لئے اَذیت ناک چیز ہے، اِس لئے شوقیہ طور پر اِس کا استعمال مکروہ ہے، ہاں اگر کوئی شخص کسی بیماری سے علاج کے لئے اسے استعمال کرے تو شرعاً اِس کی گنجائش ہے؛ لیکن مسجد میں جانے پہلے منہ کو اچھی طرح صاف کرلینا ضروری ہے۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۱۱۶/۴، فتاویٰ محمودیہ ۱۱۲/۵-۱۲۲، فتاویٰ رحیمیہ ۲۴/۲)

الاستشفاء بالمحرم إنما لا يجوز إذا لم يعلم أن فيه شفاءً، أما إذا علم أن فيه شفاءً، وليس له دواء آخر غيره، فيجوز الاستشفاء به. (المحيط البرهاني، كتاب الاستحسان / الفصل التاسع عشر في التداوي ١١٦/٦ المكتبة الغفارية كوئٹه، ٨٢/٨ بيروت، وكذا في رد المحتار، كتاب الطهارة / مطلب في التداوي بالمحرم ٢١٠/١ كراچی، ٣٦٠/١ زكريا، وكذا في خلاصة الفتاوىٰ، كتاب الكراهية / الفصل الخامس في الأكل ٣٦٢/٤ رشيدية)

ومن أكل ما يتأذىٰ به: أي برائحته كثوم وبصل، ويؤخذ منه أنه لو تأذى من رائحة الدخان المشهور له منعها من شربه. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / قبيل باب الرضاع ٢٠٨/٣ كراچی، ٣٨٨/٤ زكريا)

هٰذا تصريح بإباحة الثوم وهو مجمعٌ عليه، لكن يكره لمن أراد حضور المسجد وحضور جمع في غير المسجد …… ويلحق بالثوم كل ما لَه رائحةٌ كريهةٌ من البصل والكراث ونحوهما. (إنجاح الحاجة على هامش ابن ماجة، كتاب الأطعمة / باب أكل الثوم ٢٤١، وكذا في شرح النووي على صحيح مسلم، كتاب المساجد / باب نهى من أكل ثومًا أو بصلاً …… عن حضور المسجد ٢٠٩/١) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۷/۷/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

تمباکو سے بنی ہوئی چیزوں کا استعمال کرنا؟

سوال (۶۴۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: پان، چونا، تمباکو، بیڑی، سگریٹ، حقہ، ہنس، گٹکا، پان پراگ اور اِس قسم کی چیزوں کے استعمال کا کیا حکم ہے، اور اُن کو مستقل پیشہ بنانا، یا اپنے دوسرے حلال پیشہ کے ساتھ جزوی وضمنی طور پر اُن کی خرید وفروخت کا کیا حکم ہے؟ خصوصاً گٹکا کے بارے میں تحریر فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال میں مذکور تمباکو سے بنی ہوئی اشیاء شرعاً منع نہیں ہیں؛ لیکن صحت کے لئے مضر ہونے کی بنا پر اِن کا استعمال نہ کرنا بہتر ہے، اور اِن چیزوں کے استعمال سے منہ میں اگر بدبو پیدا ہو، تو بدبو کو دور کرنا ضروری ہے، خاص طور سے مسجد میں جانے سے پہلے منہ کو اچھی طرح صاف کر کے جائیں اور ان چیزوں کی خرید وفروخت سے حاصل شدہ آمدنی کو حرام نہیں کہا جائے گا۔

عن ابن شهاب قال: حدثني عطاء أن جابر بن عبد اللّٰه رضي اللّٰه عنه زعم أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من أكل ثومًا أو بصلاً فليعتزلنا أوليعتزل مسجدنا. (صحيح البخاري / باب ما يكره من الثوم والبقول ٨٢٠/٢ رقم: ٥٢٤٢، ف: ٥٤٥٢)

قوله: وأكل نحو ثوم، أي كبصل ونحوه مما له رائحة كريهةٌ للحديث الصحيح في النهي عن قربان آكل الثوم والبصل المسجد الخ. (شامي / مطلب في الغرس في المسجد ٦٦١/١ كراچی، ٤٣٥/٢ زكريا)

وسئل بعض الفقهاء عن أكل طين البخارى ونحوه: قال: لا بأس بذلك ما لم يضر. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الحادي عشر ٣٤١/٥) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۸/۴/۱۴۳۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

پان میں زردہ کھانا؟

سـوال (٦۴۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: پان میں زردہ کھانا جائز ہے یا نہیں؟ بہت سے مولانا صاحب مسجد میں زردہ کھاتے ہیں اور بولتے ہیں کہ یہ زردہ خوشبودار چیز ہے، مگر اِس زردہ میں بدبو آتی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زردہ کھانے کی گنجائش ہے۔ (امدادالفتاویٰ ۱۱۶/۴)

یباح أكل النورة مع الورق المأكل في ديار الهند؛ لأنه قليل نافع، فإن الغرض المطلوب من الورق المذكور لا يحصل بدونها. (نفع المفتي والسائل، كتاب الحظر والإباحة / قبيل ذكر ما يحل لبسه وما لا يحل، من مجموعة رسائل اللكنوي ١٤٨/٤ إدارة القرآن كراچی)

وسئل بعض الفقهاء عن أكل طين البخارى ونحوه، قال: لا بأس بذٰلک ما لم يضر. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الحادي عشر في الكراهة في الأكل ٣٤١/٥ زكريا)

مگر جب اُسے کھاکر بدبو آئے تو اِس حال میں مسجد نہ آئیں۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال في غزوة خيبر: من أكل من هٰذه الشجرة ''يعني الثُّوم'' فلا يأتين المساجد. (صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة / باب نهي من أكل ثومًا أو بصلًا أو كرّاثًا أو نحوها ٢٠٩/٢ رقم: ٥٦١ بيت الأفكار الدولية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۱۹/۳/۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تمباکو والا پان کھاتے ہوئے تلاوت وتقریر کرنا؟

سـوال (٦۴٦): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: تمباکو کا پان کھاکر دینی مجالس میں تقریر کرنا یا تلاوت کرنا کیسا ہے؟ نیز زید دینی مجالس میں

سگریٹ نوشی کرسکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو دھویں سے تکلیف ہونے کی وجہ سے تو پان کے تھوکنے سے اُگالدان میں بھی لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بدبودار تمبا کو کھاتے ہوئے تلاوت یا تقریر کرنا مکروہ ہے، لیکن اگر خوشبودار تمبا کو ہو تو گنجائش ہے اور سگریٹ نوشی کرتے ہوئے تلاوت وتقریر بہر حال منع ہے؛ اِس لئے کہ وہ بدبودار چیز ہے اور عرفاً بھی اُسے معیوب سمجھا جاتا ہے، اور اُگالدان میں تھوکنے کو عرفاً معیوب نہیں سمجھا جاتا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ۵۶۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۸/۱/۱۴۲۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

الکحل کی آمیزش والے ''لوشن/مرہم'' کا حکم؟

سوال (۶۴۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: (۱) علاج ومعالجہ کی غرض سے الکحل کے استعمال کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ (۲) دوائیں جنہیں کھایا پیا نہیں جاتا؛ بلکہ بیرونی اَعضاء پر مرہم وغیرہ کی طرح لگایا جاتا ہے اُن میں الکحل موجود ہو تو اُن کا استعمال کیسا ہے؟ (۳) عام طور پر شراب کی مختلف اقسام میں جو الکحل ہوتا ہے کیمائی طور سے اُس کا نام ایتھائیل الکحل ہوتا ہے جب کہ ایسے بہت سے کیمیائی فارمولے ہیں جن کا نام اُن میں موجود کاربن اور آکسیجن عناصر کی تعداد اور کیفیت کی مماثلت کی بنیاد پر اُنہیں الکحل فیملی کا نام دیا گیا، مثلاً میتھائیل الکحل، سوربیٹال، بنیز ائیل الکحل وغیرہ مگر اُن کے استعمال سے کسی قسم کا نشہ تھوڑا اور زیادہ نہیں ہوتا اور نا ہی یہ کسی شراب میں بطور شراب مستعمل ہیں۔ واضح رہے کہ کیمیکل اکثر دواؤں اور کھانے پینے کی اشیاء میں موجود ہوتے ہیں، اُن کے استعمال کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ مندرجہ بالا تینوں سوالات کو جمع کردیا جائے تو سوال کچھ یوں ہوتا ہے ایک مرہم لوشن یا کاسمیٹک جسے جلد پر لگایا جاتا ہے اُس میں سوربیٹال یا بنیز ائیل الکحل موجود ہے اور یہ کیمیکل

کھائے جانے والے بھٹے سے نکالا گیا ہے، تو اِس لوشن کے استعمال کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ براہِ کرم جواب عنایت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال میں جس مرہم کے بارے میں پوچھا گیا ہے اُس کے متعلق یہ واضح ہے کہ اسے بھٹے یعنی مکئی کے دانے سے بنائے گئے الکحل کو ملا کر تیار کیا گیا ہے؛ لہٰذا حنفیہ کے نزدیک اِس طرح بنائے گئے مرہم وغیرہ کو خارجی حصوں میں استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، نیز ایسا الکحل نشہ آور نہ ہو تو اُس سے ملی ہوئی دوا کے داخلی استعمال کی بھی گنجائش ہے۔

وأما غير الأشربة الأربعة فليست بجنسه عند الإمام أبي حنيفة، وبهٰذا تبين حكم الكحول المسكرة التي عمت بها البلویٰ؛ فإنها تستعمل في كثير من الأدوية والعطور والمركبات الأخرى؛ فإنها إن اتخذت من العنب أو التمر فلا سبيل إلىٰ حلتها أو طهارتها، وإن اتخذت من غيرهما فالأمر فيها سهل على مذهب أبي حنيفة ولا يحرم استعمالها للتداوي أو لأغراض مباحة أخرىٰ ما لم تبلغ حد الإسكار؛ لأنها إنما تستعمل مركبة مع المواد الأخرى ولا يحكم بنجاستها أخذًا بقول أبي حنيفة. (تكملة فتح الملهم ۶۰۸/۳ مكتبة دار العلوم كراچی)

والقسم الثالث: الأشربة المسكرة الأخرىٰ غير الأقسام الأربعة – إلىٰ قوله – حكم هٰذا القسم عند أبي حنيفة وأبي يوسف أنه لا يحرم منه شرب القليل الذي لا يسكر، وإنما يحرم منه القدر المسكر. (تكملة فتح الملهم ۶۰۰/۳ المكتبة الأشرفية ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۵/۲/۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اِسپرٹ اور الکحل سے آمیز کی ہوئی دواؤں کا استعمال؟

سوال (۶۴۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: موجودہ زمانہ میں مختلف قسم کے اَمراض ظہور پذیر ہو رہے ہیں؛ لیکن ہر مرض کا اللہ تعالیٰ نے علاج پیدا کیا ہے، ہر دور میں اَطباء بذریعہ اَدویات مرض کا اِزالہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں، بحکم اللہ اَدویات سے شفا بھی ہوتی ہے، نیز ایک طریقۂ علاج کو ہومیو پیتھک سے موسوم کیا جاتا ہے، اور اِس طریقۂ علاج سے عوام کو انتہائی فائدہ ہوتا ہے، ہومیو پیتھک کی اَدویات زود اثر اور بے ضرر بھی ہوتی ہیں؛ لیکن ہومیو پیتھک کی دوا سازی میں الکحل کا سہارا لینا پڑتا ہے، یعنی جملہ اَدویات میں الکحل مخلوط ہوتی ہے، جیسا کہ شکر کی بنی ہوئی ۲۰؍ گولیوں میں ایک قطرہ ٹپکایا جاتا ہے، یعنی شکر کی گولیوں میں سیال دوا کی خوشبو کی ضرورت ہے، اُس کے جوہری مادہ کی ضرورت نہیں، اِسی لئے ایک قطرہ سے شکر کی گولیوں کو تر و مرطوب کیا جاتا ہے، نیز مریض لذت حاصل کرنے کے لئے دوا نہیں کھاتا؛ بلکہ مرض سے شفاء پانے کی غرض سے استعمال کرتا ہے، مزید براں اَیلو پیتھی کی بھی تمام سیال اَدویات میں الکحل کی ملاوٹ ہوتی ہے، زمانہ موجودہ میں اِن ادویات سے اجتناب انتہائی دشوار ہے؛ لہٰذا صورتِ مسئولہ کے پیشِ نظر ہومیو پیتھی ادویات کا استعمال جائز ہے یا ناجائز؟ اگر ناجائز ہے تو معالج اور مریض دونوں ہی گنہگار ہوں گے، یا صرف معالج یا صرف مریض؟ نیز ہومیو پیتھک دواؤں کا استعمال کرنا درست ہے یا نہیں، جب کہ اُن میں اِسپرٹ ملا رہتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: الکحل اور اِسپرٹ کے بارے میں جب تک اِس کا یقین نہ ہو جائے کہ یہ اسپرٹ اور الکحل اشیاءِ ثلاثہ: انگور، کشمش اور کھجور ہی سے بنی ہے، اُس وقت تک برائے علاج ایسی اسپرٹ سے آمیز کی ہوئی دواؤں کے استعمال کی گنجائش ہے، بشرطیکہ اُن میں نشہ نہ ہو، اور ایسی صورت میں اُن دواؤں کے استعمال سے مریض اور معالج کوئی گنہگار نہ ہوگا۔

(مستفاد: امداد الفتاویٰ ۴؍ ۲۰۹، فتاویٰ رحیمیہ ۲؍ ۲۲۹-۲۳۱، کفایت المفتی ۹؍ ۱۳۷)

وإن معظم الكحول التي تستعمل اليوم في الأدوية والعطور وغيرها لا تتخذ من العنب أو التمر، إنما تتخذ من الحبوب أو القشور أو البترول وغيره، كما ذكرنا في باب بيع الخمر من كتاب البيوع، وحينئذٍ هناك فسحة في الأخذ بقول أبي حنيفة رحمه اللّٰه تعالىٰ عند عموم البلویٰ، واللّٰه سبحانه أعلم. (تكملة فتح الملهم، كتاب الأشربة / حكم الكحول المسكرة ۶۰۸/۳ مكتبة دار العلوم كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۱/۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کھانسی کی دوائی جس میں ۲۰ رفیصد الکحل ملی ہو کیا حکم ہے؟

سوال (۶۴۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کھانسی کی دوا جس میں الکحل کی ۲۰ رفیصد سے زیادہ ملاوٹ ہوتی ہے، کیا اُس دوا کا استعمال حرام ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ضرورت مند کے لئے ایسی دوا کے استعمال کی گنجائش ہے، ہاں اگر یہ یقین ہوجائے کہ اُس دوا میں حرام شئ (مثلاً انگور، کھجور اور کشمش کا الکحل) شامل ہے تو عام حالات میں اِس کا استعمال درست نہ ہوگا۔

وأما سواها فيتخذ النبيذ من كل شيء من الحبوب والثمار والألبان وتسمی هٰذه الأقسام بالأنبذة، وحكمها ما ذكروا أن القليل أي القدر غير المسكر منها حلال إذا كان بقصد التقویٰ على العبادة وحرام بقصد التلهي.

(العرف الشذي ۸/۲، إيضاح الفواد ۱۲۶، مستفاد: امداد الفتاویٰ ۲۰۰/۴)

أي الأشربة المتخذة من الحبوب المذكورة قبل هٰذه العبارة. وحاصله أنهما حيث حلّلا الأنبذة وأوجبا الحدّ بالقدح المسكر منها لزم منه وجوب الحد

بـالسـكر من باقي الأشربة كما هو قول محمد. (شـامي، كتاب الحظر والإباحة / كتاب الأشربة ٦/٤٥٥ دار الفكر بيروت، ١٠/٣٦-٣٧ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۹/۱۰/۱۴۱۳ھ

الکحل کی ملاوٹ والے پرفیوم کا حکم؟

سـوال (٦٥٠): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: الکحل جو کہ انگریزی اور ہومیو پیتھک دواؤں میں کثرت سے استعمال ہوتی ہے اور پرفیوم وغیرہ میں بھی استعمال ہوتی ہے، ایسی دواؤں اور خوشبوؤں کا استعمال کرنا کیسا ہے؟ اور پرفیوم چھڑک کر ایسے کپڑوں میں نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دواؤں اور پرفیوم میں عموماً جو الکحل استعمال ہوتا ہے وہ کھجور یا انگور کا نہیں ہوتا؛ بلکہ دیگر چیزوں کا بنا ہوا ہوتا ہے، اور بہت معمولی درجہ میں ہوتا ہے، جس سے نشہ وغیرہ نہیں آتا ہے؛ لہٰذا ضرورت کے وقت اُس کے استعمال کی گنجائش ہے، اُس کے کپڑے پر لگنے سے ناپاکی کا حکم بھی نہیں دیا جائے گا۔ (احسن الفتاویٰ ۸/۴۸۸)

وأمـا مـاهـو حلال عند عامة العلماء فهو الطلاء، وهو المثلث ونبيذ التمر والـزبيـب، فهـو حلال شربه ما دون السكر لاستمراء الطعام والتداوي وللتقوىٰ على طاعة اللّٰه تعالىٰ لا للتلهي، والمسكر منه حرام، وهو القدر الذي يسكر وهو قول العامة. (الفتاوى الهندية، كتاب الأشربة / الباب الأول ٥/٤١٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۷/۱۱/۱۴۲۴ھ

جائفل کا کھانا کیسا ہے؟

سـوال (٦٥١): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: جائفل کھانا کیسا ہے؟ جائفل ہمارے علاقہ میں ایک خوشبودار پھل ہوتا ہے جس کو گوشت میں ڈالا جاتا ہے، بذاتِ خود اُس کو چبا کر کھاتے نہیں ہیں؛ بلکہ ذائقہ کے لئے اُس کو گوشت میں ڈال دیا جاتا ہے۔ دریافت کی ضرورت اِس وجہ سے پڑی کہ مجموعۃ الفتاویٰ مولانا عبدالحیٔ مطبع قیومی کانپور ۲/۲۹۰ میں سوال کیا گیا ہے کہ جائفل کھانا حرام ہے یا حلال؟ تو جواب دیا کہ حرام ہے۔ اور درمختار کی یہ عبارت: ’’**وکذا تحرم جوزۃ الطیب لکن دون حرمۃ الحشیشۃ**‘‘ تو یہ جائفل سے مراد کیا ہے، اور کیا پوستے کی چھلکا بھی حرام ہے یا کچھ اور مراد ہے؟ ہمارے یہاں اِس سلسلہ میں کافی تشویش پائی جارہی ہے؛ اِس لئے کہ عام طور پر گوشت میں یہ ڈالا جاتا ہے، جن لوگوں کو یہ مسئلہ معلوم ہے وہ منع کرتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جائفل کا تعلق خشک نشہ آور چیزوں سے ہے، ایسی چیزوں کا حکم شرعی یہ ہے کہ اگر اتنی معمولی مقدار میں استعمال ہو کہ جس سے نشہ نہ آوے، تو اِس کی گنجائش ہے، اور اگر اتنی زیادہ مقدار میں ہو کہ اُس سے نشہ آجائے تو وہ حرام ہے، اور عام طور پر ہمارے یہاں جائفل گوشت میں جو ڈالی جاتی ہے اُس کی مقدار بہت کم ہوتی ہے جو نشہ آور نہیں ہوتی، اور حضرت مولانا عبدالحیٔ رحمہ اللہ کے فتاویٰ میں جو حرام کہا گیا ہے اُس سے مراد جائفل کا زیادہ مقدار میں کھانا ہے جو حرام ہے۔

وكذا تحرم جوزة الطيب؛ لكن دون حرمة الحشيشة، وقال الشامي تحته: أقول: ومثله زهر القطن؛ فإنه قوى التفريح يبلغ الإسكار، كما في التذكرة، فهٰذا كله ونظائره يحرم استعمال القدر المسكر منه دون القليل كما قدمناه. (الدر المختار مع الشامي ١٠/٤١ زكريا)

ونقل أن جوزة الطيب تحرم لكن دون حرمة الحشيشة، وصرح ابن حجر المكي بتحريم جوزة الطيب بإجماع الأئمة الأربعة، ولعل حكاية الإجماع

محمولة على حالة السكر، أما القليل منها ومن كل مسكر ما عدا الخمر ونحوه فتعاطيه لا يحرم عند الإمام والثاني إذا لو يسكر. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح / باب ما يفسد به الصوم وتجب به الكفارة مع القضاء ٦٦٥/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۷/۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

❖

کسب اور پیشہ

اِسمگلنگ کا پیشہ؟

سوال (۶۵۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شریعت میں کسی بھی چیز کی اِسمگلنگ ناجائز ہے، حکومت کی بھی چوری ہے؛ لیکن کچھ لوگ کہتے ہیں کہ سونے کی اِسمگلنگ یعنی دوسرے ممالک سے غیر قانونی طور پر سونے کو اندرونِ ملک منتقل کرنا جائز ہے، شریعت کا اِس بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا ہتھیاروں کی اِسمگلنگ جائز ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اصل یہ ہے کہ آدمی اپنے مال کا مختار ہے، اُسے چاہے جہاں اور جس وقت پر بیچے اُس پر کوئی شرعی پابندی نہیں ہے، بشرطیکہ معاملہ شریعت کے دائرہ میں ہو۔ بریں بنا از روئے شرع اسمگلنگ کی آمدنی بھی حلال ہے؛ لیکن چوں کہ اِس کام میں حکومتی سخت قوانین کی بنا پر ہلاکتِ جان ومال کا قوی اندیشہ رہتا ہے، اِس لئے اِس طرح کے کاموں سے بچنا لازم ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُكَةِ﴾ [البقرة، جزء آیت: ۱۹۵]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۲/۲/۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

آرٹی فیشل جیولری کا کام کرنا؟

سوال (۶۵۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: میں آرٹی فیشل جیولری کا کام کرتا ہوں، مگر میرے دل میں یہ کھٹک ہے کہ یہ کام جائز ہے یا نہیں؟ تو میں موجودہ مالِ تجارت کا کیا کروں؟ اور جو اُس سے میں نے کمایا ہے اُس کے متعلق میرے لئے کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورتوں کے لئے آرٹی فیشل جیولری (سونے چاندی کے علاوہ دھاتوں سے بنے زیورات) پہننا فی نفسہٖ جائز ہے؛ لہٰذا اُس کی تجارت میں بھی شرعاً کوئی حرج نہیں ہے؛ البتہ دھوکہ اور فریب سے بچنا بہر حال لازم ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲۹/۲۸ میرٹھ)

يباح للنساء من حلي الذهب والفضة والجواهر كل ما جرت عادتهن يلبسه. (إعلاء السنن ٣١٨/١٧ بيروت)

اتفق العلماء على جواز تحلى المرأة بأنواع الجواهر النفيسة كالياقوت والعقيق واللؤلؤ. (الموسوعة الفقهية ١١٢/١٨ بيروت)

وعلم من هٰذا أنه لا يكره بيع ما لم تقم المعصية به. (شامي ٥٦١/٩ زكريا)

فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۳/۴/۱۴۳۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

مورتیوں والا زیور بنانا؟

سوال (۶۵۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں ایک مسلم ہوں، سونے کا زیور بنانے والا دوکان دار ہوں، میرے پاس کچھ کام کرنے کا ایسا آتا ہے جس میں ہندوؤں کی مختلف بتوں کی (جیسے بالاجی) تروپتی، نٹراج، شیب کالی، درگا، گنیش وغیرہ مورت لاکٹ میں بنا کر ہار وغیرہ زیور بنایا جاتا ہے، میں اپنے کاری گروں سے جس میں مسلم وغیر مسلم دونوں طرح کے کاری گر ہیں، وہ مورت والی زیور بنواتا ہوں، بہت سارے لوگ یہ کہہ

رہے ہیں کہ ایسی مورت کے ساتھ زیور بنانا اور اُن کی بیع وشراء کرنا نا جائز ہے۔ میں ایک مسلمان ہوں اور اسلام کا قانون مان کر زندگی گذارنا چاہتا ہوں، اِس لئے میرا سوال یہ ہے کہ میں جو کام کررہا ہوں، کیا یہ حرام ہے؟ اگر حرام ہے تو پھر اِس کاروبار سے میں نے جو کمایا اُس کا استعمال میرے لئے حرام ہوگا یا حلال؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مورتیوں والا سونے کا زیور بنانا یا بنوانا سب حرام ہے؛ تاہم اِس طرح کے زیور کو جب وزن سے فروخت کیا جائے گا تو اُس کی قیمت حرام نہ ہوگی؛ کیوں کہ وہ ایک قیمتی دھات کا عوض ہوگا، جس میں کراہت ایک زائد عمل کی وجہ سے آئی ہے۔ بریں بنا مسئولہ صورت میں جو آمدنی اب تک ہوئی ہے وہ حلال ہے؛ البتہ آئندہ احتیاط ہونی چاہئے؛ تاکہ تصویر سازی کے گناہ سے بچا جاسکے۔

عن عبد اللّٰه رضي اللّٰه عنه قال: سمعت النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: **إن أشد الناس عذابًا عند اللّٰه يوم القيامة المصورون.** (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب عذاب المصورين يوم القيامة رقم: ٥٩٥٠ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ رقم: ٢١٠٩ بيت الأفكار الدولية، المصنف لابن أبي شيبة ٢٠٠/٥ رقم: ٢٥٢٠٩، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٤٨٦/٣ رقم: ٣٥٥٩)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: **من صوّر صورة في الدنيا كلف أن ينفخ فيها الروح يوم القيامة وليس بنافخ.**

(صحيح البخاري ٨٨١/٢)

قال النوويؒ: قال أصحابنا وغيرهم من العلماء تصوير صورة الحيوان حرامٌ شديد التحريم، وهو من الكبائر؛ لأنه متوعد عليه بهٰذا الوعيد الشديد المذكور في الأحاديث؛ لأن فيه مضاهاة بخلق اللّٰه، وسواء كان في ثوب أو بساط أو درهم

أو دينار أو حائط أو فلس أو إناء أو غيرهما. (شرح النووي على صحيح لمسلم ١٩٩/٢)

وفي نوادر الهشام عن محمدؒ: رجل استأجر رجلاً ليصور له صورًا أو تماثيل الرجال في بيت أو فسطاط فإني أكره ذٰلک وأجعل له الأجرة. (الفتاویٰ الهندية ٤/ ٤٥٠) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۳/۳/۶/۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مورتیوں والے کیلنڈر پر کام کرنا؟

سوال (۶۵۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص غیر مسلم کے اُس کیلنڈر میں پتی لگاتا ہے جس میں مورتیوں کی تصویر ہوتی ہے، جس کو غیر مسلم خدا کا درجہ دیتا ہے، شریعت اسلامی اُس کے حق میں کیا فیصلہ کرتی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر شخص مذکورہ اَزخود اُن میں مورتیوں کی تصویر نہیں بناتا اور نہ چھاپتا ہے؛ بلکہ صرف پتی لگاتا ہے، جس میں مقصود پتی ہی ہے، مورتیوں کی تصویر نہیں، تو ایسی صورت میں اُس شخص کے لئے اِس کام کی گنجائش ہے، تاہم پھر بھی اگر دوسرا غیر مشتبہ پیشہ اختیار کرلیا جائے تو اَفضل اور اولیٰ ہے۔ (مستفاد: جواہر الفقہ ۲۳۸/۳)

عن السعدي قال: قلت لحسن عن علي ما حفظت من رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: حفظت من رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: دع ما يريبک إلى ما لا يريبک. (سنن الترمذي / أبواب صفة القيامة ٧٨/٢، المصنف لعبد الرزاق ١١٧/٣ رقم: ٤٩٨٤، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٢٥٢/٣ رقم: ١٧٢٧ طبع الرسالة)

الأمور بمقاصدها، يعني أن الحكم الذي يترتب على أمر يكون على مقتضى ما هو المقصود من ذٰلک الأمر ...... ثم اعلم أن الكلام هنا على حذف المضاف،

والتقدير: حكم الأمور بمقاصد فاعلها: أي أن الأحكام الشرعية التي تترتب على أفعال المكلفين منوطة بمقاصدهم من تلك الأفعال، فلو أن الفاعل المكلف قصد بالفعل الذي فعله أمرًا مباحًا، كان فعله مباحًا، وإن قصد أمرًا محرمًا كان فعله محرمًا. (شرح المجلة لسليم رستم باز / المقالة الثانية ۱۷/۱-۱۸ رقم المادة: ۲ المكتبة الحنفية كوئٹه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۲/۱/۱۰ھ

مسلمان کا مندر تعمیر کرنا اور لکڑی کا مندر بنا کر فروخت کرنا؟

سوال (٦٥٦): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: غیر مسلموں کے مندر کی عمارت کسی مسلمان کو بنانا درست ہے یا نہیں؟ نیز اِسی طرح لکڑی کا مندر بنانے کا مسلم کو کاروبار کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور اُن غیر مسلموں کی عبادت گاہیں بنا کر کمانا اور اُس کا کھانا درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مزدوری پر مسلمان کا مندر کی تعمیر میں شریک ہوکر اُجرت لینا جائز ہے، بشرطیکہ مندر کے بت اپنے ہاتھ سے نہ بنائے۔

ولو استأجر الذمي مسلمًا ليبني له بيعة أو كنيسةً جاز، ويطيب له الأجر كذا في المحيط. (الفتاویٰ الهندية / كتاب الإجارة ٤٥٠/٤)

اور لکڑی کا مندر بنا کر بیچنا اگرچہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز ہے، مگر بہرحال اِس سے احتراز ہی اولیٰ ہے؛ تاکہ کفر وشرک پر تعاون نہ ہوسکے۔

لأبي حنيفة أنها أموال لصلاحيتها لما يحل من وجوه الانتفاع، وإن صلحت لما لا يحل. (الهداية، كتاب الغصب / فصل في غصب ما لا يتقوم ۳۷۲/۳ إدارة المعارف ديو بند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۴/۴/۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ہندو دیوی دیوتاؤں کی تصویر بنے کپڑوں کی تجارت کرنا؟

سوال (٦٥٧): - کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرعِ متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہندؤں کا ایک مخصوص میلا ہوتا ہے جو ہمارے اطراف میں ’’بول بم‘‘ کے نام سے مشہور ہے، اِس میلے میں ایک مخصوص لباس پہن کر جاتے ہیں، اُن کے لباس پر اُن کے دیوتاؤں کی تصویریں ہوتی ہیں، وہ لباس مارکیٹ میں بکتا ہے، اُس لباس کی مسلمانوں کو تجارت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جس لباس پر ہندؤوں کے دیوی دیوتاؤں کی تصویر بنی رہتی ہے، اُس لباس کی تجارت کرنا مسلمانوں کے لئے جائز نہیں، اس سے احتراز لازم ہے۔

(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۹/۲۸۳ ڈابھیل)

فإذا ثبت كراهة لبسها لتختم ثبت كراهة بيعها وصيغها لما فيه من الإعانة على ما لا يجوز، وكل ما أدى إلى ما لا يجوز لا يجوز. (الدر المختار مع الشامي ۹/۵۱۸ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۸/۱۴۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

راکھی اور بندیا وغیرہ فروخت کرنا؟

سوال (٦٥٨): - کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرعِ متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جو تاجر غیر مسلموں کے تہوار کے موقع پر اُن کے تہوار کی اشیاء مثلاً راکھی اور بندیا وغیرہ فروخت کرتے ہیں، تو کیا ایسی اشیاء کی تجارت کسی مسلمان کے لئے جائز ہے؟ ثبوت کے طور پر اِس طرح کی تصاویر جو ہمارے شہر اور دیگر اضلاع میں بھی چوراہے پر لگائی گئی ہیں، آپ کی خدمت میں پیش ہیں؛ تاکہ اس کو دیکھ کر حکمِ شرعی سے آگاہ فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: راکھی اور بندیا وغیرہ میں جو سامان لگایا جاتا ہے وہ چوں کہ فی نفسہٖ نجس اور حرام نہیں ہوتا؛ اِس لئے اُس کی آمدنی کو بالکل حرام نہیں کہا جائے گا؛ تاہم بہتر یہی ہے کہ مسلمان ایسی چیزوں کی خرید وفروخت سے اجتناب کریں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۹/۴۹۲-۴۹۷ ڈابھیل، فتاویٰ رحیمیہ ۱۰/۲۸۵)

أن جواز البيع يدور مع حل الانتفاع. (الدر المختار مع الشامي ٧/٢٦٠ زكريا، ٥/٦٩ كراچى) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۰/۱/۱۴۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شمشان گھاٹ پر مسلمان کا ملازمت کرنا؟

سوال (۶۵۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل ہندوؤں کے یہاں مردہ جلانے کے لئے ’’شمشان گھاٹ‘‘ پر بجلی کی مشین ہوتی ہیں، اُن مشینوں کو آن وآف (بٹن کے ذریعہ جلانے وبند) کرنے کی ملازمت کسی مسلمان کو کرنا کیسا ہے؟

(۲) جلانے اور بند نہ کرنے کے علاوہ صرف اُس کی نگرانی کی ملازمت کرنا کیسا ہے؟

(۳) شمشان گھاٹ پر ہندو مردوں کو جلانے سے قبل اُن کے جلانے کے لئے کسی بھی طریقہ کی معاونت کی ملازمت کرنا کیسا ہے؟ آنجناب سے درخواست ہے کہ مدلل جواب دیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شمشان گھاٹ پر مردوں کو جلانا ایک خالص ہندوانی مذہبی عمل ہے، اُس میں کسی بھی مسلمان کا تعاون کرنا یا اس شعبہ میں ملازمت کرنا قطعاً جائز نہیں، کوئی مسلمان اگر معاشی تنگی میں مبتلا ہو تب بھی اُسے چاہئے کہ حلال پیشہ اختیار کرے، حرام طریقہ سے روزی حاصل نہ کرے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلاَ تَعَاوَنُوْا عَلٰی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوْا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ﴾ [المائدة، جزءآیت: ۲]

ولا یجوز الاستیجار علی الغناء والنوح، وکذا سائر الملاهي؛ لأنه استیجار علی المعصیة، والمعصیة لا تستحق بالعقد. (الهداية ۳۰۳/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۷/۱۰/۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شراب کی خالی بوتلوں کا کاروبار؟

سوال (٦٦٠): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شراب کی خالی بوتلوں کی بیع کرنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شراب کی خالی بوتلیں دھوکر بیچنے کی فی نفسہٖ گنجائش ہے۔ (فتاوی محمودیہ ۳۲۴/۱۷ ڈابھیل) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۵/۲/۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کباڑی کا شراب کی خالی بوتلیں شراب فیکٹری کو بیچنا؟

سوال (٦٦١): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے شہر میں ایک صاحب ہیں، جن کا بہت بڑا کاروبار پرانے لوہا لوکھنڈ وغیرہ کا ہے، ان صاحب کی دوکان میں بیوپاری پرانے سامان جیسے لوہا، ٹین، پٹر اور پرانی چپل، کاپی، کتابیں، پلاسٹک اور شراب کی خالی شیشی وغیرہ لاتے ہیں، تو یہ صاحب مالک دوکان ان تمام اَشیاء کو جمع کرکے دوسرے شہروں کی فیکٹریوں کو جاتا ہے، پھر وہ فیکٹری والے اُس سامان کو صاف کرکے استعمال میں لاتے ہیں، شراب کی بوتلیں صاف کرکے پھر اُن میں شراب بھر کر مارکیٹ میں سپلائی

کرتے ہیں۔ تو اصل مسئلہ یہ دریافت کرنا ہے کہ یہ کاروبار کیا ایک مسلمان کرسکتا ہے؟ اور دوسری بات یہ ہے کہ اُن صاحب کے اِس کاروبار میں کوئی مسلمان مدد کرے تو اُس کے لئے کیا حکم ہے؟ اُن صاحب کے یہاں نوکری کرنا درست ہے یا نہیں؟ نوکری یہ ہے کہ جب بیوپاری مال لاتے ہیں تو اُس مال کو ایک آدمی الگ الگ کرکے تول کر بولتا ہے اور لکھنے والا لکھتا ہے، میں دو مہینوں سے وہاں کام کرتا ہوں، تو وہاں پر کام کرنا درست ہے یا نہیں؟ وہاں پر میرے ساتھ اور بھی ساتھی ہیں، جو جماعتوں میں جاتے رہتے ہیں، اور مالک دوکان کا بھی وقت لگا ہے، اُن کی طرف سے کوئی روک ٹوک بھی نہیں، ہر مہینے تین دن کے لئے چھٹی ملتی ہے، وہاں پر کام کرنے سے کہیں ایسا تو نہیں کہ حرام کے اندر ہم بھی معاون و مددگار بن جائیں، جب کہ اللہ کا حکم ہے کہ برائی اور گناہ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو، بڑی بے چینی واضطراب کی حالت میں خط لکھ رہا ہوں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر شراب کی فیکٹری میں بھیجنے سے اِس بات کا کامل یقین ہو کہ وہ بوتلیں شراب ہی میں دوبارہ استعمال ہوتی ہیں، تو یہ کاروبار تعاون علی الاثم کی وجہ سے مکروہ ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۹/۴۷۸ ڈابھیل)

قال الشيخ العلامة محمد تقي العثماني حفظه الله ورعاه: والواقع أن التفريق بين الصور المرسومة والصور الشمسية أي الفوتوغرافية، لا ينبغي على أصل قوي. ومن القرر شرعًا أن ما كان حرامًا أو غير مشروع في أصله، لا يتغير حكمه بتغير الآلة ...... فلا فرق بينما كانت الصورة قد اتخذت بريشة المصور أو بالآلات الفوتوغرافية. ، والله سبحانه تعالىٰ أعلم. (تكملة فتح الملهم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان، حكم الصور الشمسية ٤/١٦٣ مكتبة دار العلوم كراچى)

الأمور بمقاصدها، يعني أن الحكم الذي يترتب على أمر يكون على مقتضى ما هو المقصود من ذٰلک الأمر ...... ثم اعلم أن الكلام هنا على حذف المضاف،

والتقدير: حكم الأمور بمقاصد فاعلها: أي أن الأحكام الشرعية التي تترتب على أفعال المكلفين منوطة بمقاصدهم من تلک الأفعال، فلو أن الفاعل المكلف قصد بالفعل الذي فعله أمرًا مباحًا، كان فعله مباحًا، وإن قصد أمرًا محرمًا كان فعله محرمًا. (شرح المجلة لسليم رستم باز / المقالة الثانية ١٧/١–١٨ رقم المادة: ٢ المكتبة الحنفية كوئٹه)

لیکن اگر وہ بوتلیں دیگر کاموں کے لئے بھی استعمال ہوتی ہیں جیسا کہ عام معمول ہے تو ایسا کاروبار اور اُس میں ملازمت ممنوع نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۵/۸/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جعلی مارک شیٹ بنانے کا کاروبار کرنا؟

سوال (٦٦٢): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص جعلی مارک شیٹ بناتا ہے، اُس سے ایک شخص نے کہا کہ مارک شیٹ بنا دیجئے، تو اُس نے کہا کہ پانچ سو روپئے پڑیں گے، حالاں کہ چار سو روپے خرچ ہوتے ہیں، وہ محنت کر کے اور وقت خرچ کر کے مارک شیٹ بنوانے گیا اور سو روپئے جو بچے اُس کو آدھا آدھا بنانے والے نے اور جس کے ذریعہ مارک شیٹ بنوائی ہے بانٹ لئے، تو اِس مارک شیٹ اور اُن سو روپیوں کے بارے میں کیا حکم ہے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جعلی مارک شیٹ بنانے کا کاروبار جھوٹ اور فریب پر مشتمل ہونے کی وجہ سے قطعاً جائز نہیں ہے۔ اور ایسے فریب والے کام میں تعاون کر کے جس شخص نے پچاس روپئے کمائے ہیں، یہ آمدنی بھی سخت مکروہ ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلاَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة، جزء آیت: ٢]

عن عبد اللّٰه ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: وشهادة الزور. (مشكاة المصابيح / باب الكبائر وعلامات النفاق ١٧)

الإعانة حقيقةٌ هي ما قامت المعصية بعين فعل المعين و لا يتحقق إلا بنية الإعانة أو التصريح بها أو تعيينها في استعمال هٰذا الشيء بحيث لا يحتمل غير المعصية و ما لم تقم المعصية بعينه لم يكن من الإعانة حقيقة؛ بل من التسبب، و من أطلق لفظ الإعانة فقد يجوز لكونه صورة الإعانة.

(جواهر الفقه ٤٥٣/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری ۱۳/۵/۱۴۳۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

فوٹوگرافی کا پیشہ؟

سوال (٦٦٣): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کوئی مسلمان فوٹوگرافی کے پیشہ سے وابستہ ہے، اُس کے ساتھ شادی بیاہ اور رشتہ داری قائم کرنے میں کوئی حدود تو حائل نہیں ہوتی؟ کرلی جائے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فوٹوگرافی گناہ ہے، اِس پر اُجرت بھی مکروہ ہے اور ایسے شخص سے رشتہ داری میں اپنی مصالح کا لحاظ رکھا جائے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة، جزء آیت: ٢]

عن عبد اللّٰہ رضي اللّٰہ عنه قال: سمعت النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول: إن أشد الناس عذابًا عند اللّٰہ یوم القیامة المصورون. (صحیح البخاري، کتاب اللباس / باب عذاب المصورین یوم القیامة ٨٨٠/٢ رقم: ٥٩٥٠ دار الفکر بیروت، صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة / باب تحریم تصویر صورة الحیوان الخ ٢٠١/٢ رقم: ٢١٠٩ بیت الأفکار الدولیة، المصنف لابن أبي شیبة ٢٠٠/٥ رقم: ٢٥٢٠٩، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٣٧٥/١ رقم: ٣٥٥٩)

ولا لأجل المعاصي. (الدر المختار / كتاب الإجارة ٥٥/٦ كراچی، ٧٥/٩ زكريا) **فقط** واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۱/۶/۱۴۱۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

وکالت کا پیشہ کرنا کیسا ہے؟

سوال (۶۶۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید وخالد وغیرہ وکالت کا پیشہ کرتے ہیں، بیان فرمائیں کہ مطلقاً وکالت کا پیشہ کیسا ہے؟ اور بتائیں کہ زید وکیل ہے اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ میرے موکل کا مقدمہ سراسر جھوٹا ہے، اور اُس کا زمین جائیداد اور مکان میں کوئی حق کسی طرح کا نہیں ہے، پھر بھی زید پرزور حمایت اپنے جھوٹے مؤکل کی کرتا ہے اور زید کو معلوم ہے کہ میرا مؤکل ناحق قتل کرکے آیا ہے، اور زید یہ ثابت کرنے کی پرزور حمایت کرتا ہے کہ میرا مؤکل بے قصور ہے، اور جیسے کہ اَب وکالت کے پیشہ میں دلالی ہوتی ہے اور وکیل لوگ جج کے درمیان رشوت دینے میں ثالث کا رول نبھاتے ہیں، اُن کا کیا حکم ہے؟ کیا زید (وکیل) کو جان بوجھ کر جھوٹے مقدمہ لڑانے کی اِجازت ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو ایسے وکیل کی کمائی اور پیشہ، نیز اُس کے یہاں کھانا پینا کیسا ہے؛ کیوں کہ ایسے وکیل کا کام تعاون علی الاثم ہے اور برائیوں کو بڑھاوا دینا ہے، اِس لئے زید اور عمرو وغیرہ اِس طرح کے دیگر وکلاء کا کھل کر حکم بیان کریں اور قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل جواب عنایت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر وکیل مستحق افراد کی وکالت کرے اور ناحق مقدمات کی پیروی نہ کرے، تو اُس کے لئے وکالت کا پیشہ اور آمدنی حلال ہے؛ لیکن اگر وکیل کو یہ معلوم ہو کہ اس کا مؤکل ناحق ہے، تو اُس کی حمایت کرنا اور اُس ناحق حمایت پر اُجرت لینا اُس کے لئے جائز نہ ہوگا، اور جس وکیل کی اکثر آمدنی ناحق مقدمات کی پیروی کی ہو اُس کے یہاں کھانے

پینے سے احتراز لازم ہے، نیز ججوں کے رشوت کے لین دین میں وکیل کا ذریعہ بننا بھی ہرگز جائز نہیں، نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رشوت لینے والے، رشوت دینے والے اور اِن دونوں کے درمیان معاملات طے کرانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوىٰ وَلاَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة، جزء آیت: ۲]

قال العلامة الآلوسي تحت هٰذه الآية: فيعم النهي كل ما هو من مقولة الظلم والمعاصي، ويندرج فيه النهي عن التعاون على الاعتداء والانتقام. (روح المعاني ٨٥/٤ زكريا، ٥٧/٦ دارإحياء التراث العربي بيروت)

﴿وَلاَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ وهو الذنب والمعصية، وهي كل ما منعه الشرع، أو حاك في الصدر، وكرهت أن يطلع عليه الناس، ولا تتعاونوا على التعدي على حقوق الغير. والإثم والعدوان يشمل كل الجرائم التي يأثم فاعلها، ومجاوزة حدود اللّٰه بالاعتداء على القوم ﴿وَاتَّقُوْا اللّٰهَ﴾ بفعل ما أمركم به واجتناب ما نهاكم عنه. (التفسير المنير ٦٩/٥ بيروت)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما لعن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم الراشي المرتشي في الحكم. (سنن الترمذي ٢٤٨/١، كنز العمال على مسند أحمد ٢٠٠/٢)

أهدى إلى رجل شيئًا أو أضافه إن كان غالب ماله من الحلال فلا بأس إلا أن يعلم بأنه حرام، فإن كان الغالب هو الحرام ينبغي أن لا يقبل الهدية ولا يأكل الطعام الخ. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثاني عشر ٣٤٢/٥) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۴/۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

داڑھی مونڈنے اور غیر شرعی بال کاٹنے کا پیشہ؟

سوال (٦٦٥): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: داڑھی مونڈنے اور غیر شرعی بال کاٹنے کا پیشہ کرنا شرعاً کیسا ہے؟ اور اُس کی آمدنی کا کیا حکم ہے؟ کیا اِس آمدنی سے قربانی کرنا جائز ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: داڑھی مونڈنے اور غیر شرعی بال کاٹنے کا عمل بلاشبہ گناہ پر تعاون کی بنا پر ناجائز ہے؛ لیکن اِس عمل سے حاصل شدہ آمدنی حرام قطعی نہیں ہے؛ بلکہ کراہت کے درجہ کی ہے، اور اِس آمدنی سے قربانی کرنا درست ہے۔ (مستفاد: محمودیہ ۱۷/۱۲۳ ڈابھیل)

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة، جزء آیت: ۲]

عن الحسن قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: عشر خصال عملتها قوم لوط، بها أهلكوا: إتيان الرجال بعضهم بعضًا …… وضرب الدفوف، وشرب الخمور، وقص اللحية، وطول الشارب والصفر …… الخ. (روح المعاني ۱۷/۷۲ تحت قوله تعالىٰ: ﴿ولوطًا اٰتينه حكمًا وعلمًا ونجّينٰه من القرية التي كانت تعمل الخبائث﴾ دار إحياء التراث العربي بيروت، ۱۷/۱۰۷ زكريا ديوبند، وكذا في الدر المنثور ۴/۳۲۴ تحت قوله: ﴿ولوطًا اٰتيناه﴾)

فإذا ثبت كراهة لبسها للختم ثبت كراهة بيعها وصيغها لما فيه من الإعانة على ما لا يجوز، وكل ما أدى إلى ما لا يجوز لا يجوز. (الدر المختار ۹/۵۱۸ زكريا)

أمره إنسان أن يتخذ له خفًا على زي المجوس أو الفسقة أو خياطاً أمره إنسان أن يخيط له ثوبًا على زيّ الفساق يكره له أن يفعل ذلك. (مجمع الأنهر، كتاب الكراهية / فصل في الكسب ۴/۱۸۸ دار إحياء التراث العربي بيروت) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۹/۱/۱۴۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

پینٹ سینے والے کی کمائی؟

سوال (۶۶۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: پینٹ پتلون پہننا جائز ہے یا ناجائز، جائز ہے تو خیر، اگر ناجائز ہے تو اُس سے حاصل شدہ

کمائی حلال ہے یا حرام؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَب پینٹ کفار اور فساق کا شعار نہیں رہا؛ بلکہ دین دار لوگ بھی اِسے پہنتے ہیں؛ لہٰذا اِس کا سینا جائز ہے۔

خياطًا أمره أن يتخذ له ثوبًا على زي الفساق يكره له أن يفعل. (شامي ٥٦٢/٩ زكريا، المحيط البرهاني ٦٣/٨ ڈابهيل، مجمع الأنهر، كتاب الكراهية / فصل في الكسب ١٨٨/٤ بيروت، فتاوىٰ محمود ٣٦٢/٢٨ ميرٹھ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۷/۱۱/۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

منیہار کا اپنے ہاتھ سے نامحرم عورتوں کو چوڑیاں پہنانا؟

سوال (٦٦٧): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید ایک کاروباری آدمی ہے، اور زید کی ایک چھوٹی سی دوکان ہے اور وہ چوڑیوں کے ڈبے بیچتا ہے، مگر کسی عورت کو چوڑی اپنے ہاتھ سے نہیں پہناتا، مگر اُسی کی دوکان پر عورتیں آتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ہمیں چوڑیاں پہنادو، اگر زید اُن سے کہتا ہے کہ میں چوڑیاں پہناتا نہیں ہوں تو واپس چلی جاتی ہیں، زید شادی شدہ ہے، زید کے گراہک واپس ہوجانے پر اُس کا نقصان ہوتا ہے، تو کیا ایسی صورت میں چوڑی اپنے ہاتھوں سے پہنا کر بیچنا جائز ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی بھی مرد کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی اَجنبی عورت کے بدن کو ہاتھ لگائے؛ لہٰذا مسئولہ صورت میں زید کے لئے دوکان پر آنے والی اَجنبی عورت کو اپنے ہاتھ سے چوڑیاں پہنانا قطعاً ناجائز ہے، اگر وہ اپنے ہاتھ سے غیر عورت کو چوڑیاں پہنائے گا تو سخت گنہگار رہوگا؛ البتہ اگر اُسے کاروبار میں نقصان کا اندیشہ ہو تو یہ صورت اپنا سکتا ہے کہ اپنی بیوی یا کسی محرم عورت کے ذریعہ عورتوں کو چوڑیاں پہنانے کا انتظام کرلے۔ (فتاویٰ محمودیہ

۱۹/۲۲۶ ڈابھیل، احسن الفتاویٰ ۸/۳۱)

لا يحل له أن يمس وجهها ولا كفها وإن كان يأمن الشهوة. (الفتاویٰ الهندية ٣٢٨/٥ زكريا)

حل لمسه إذا أمن الشهوة على نفسه …… إلا من أجنبية، فلا يحل من وجهها وكفها وإن أمن الشهوة؛ لأنه أغلظ. (الدر المختار مع الشامي ٥٢٨/٩ زكريا)

يجوز أن يمس ما حلّ له النظر إليه من محارمه ومن الرجل لا من الأجنبية. (البحر الرائق ١٩٤/٨)

وتنظر المرأة المسلمة من المرأة. (تنوير الأبصار مع الدر المختار على الشامي ٥٣٣/٩ زكريا، الفتاویٰ الهندية ٣٢٧/٥، البحر الرائق ١٩٣/٩) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳/۲/ ۱۴۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

گھر کی عورتوں سے تجارت یا نوکری کرانا؟

سوال (٢٦٨): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہم لوگ اپنے گھر کی عورتوں سے جیسے ماں بہن یا بیوی سے تجارت یا نوکری کرا سکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسی تجارت یا نوکری جس میں بے پردگی لازم آتی ہو، عورتوں کے لئے کسی بھی صورت میں جائز نہیں؛ البتہ اگر ایسی ملازمت ہو جس میں بے پردگی کا خدشہ نہ ہو مثلاً بچیوں کے اِسکول میں تعلیم دینا وغیرہ تو اِس کی گنجائش ہے۔ (جواہر الفقہ ۱۴۶/۴، فتاویٰ محمودیہ ۱۵۲/۴ قدیم زکریا)

عن عبد اللّٰه رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: المرأة عورة فإذا خرجت استشرفها الشيطان. (سنن الترمذي آخر أبواب النكاح ٢٢٢/١ رقم: ١١٧٣، المسند

للإمام أحمد بن حنبل ٩/٣٣٧ رقم: ٥٤٦٨ ط: الرسالة، مسند البزار البحر الزخار ٥/٤٢٧ رقم: ٢٠٦١)

وزاد فيه: وأقرب ما تكون من وه ربها وهي في قعر بيتها. (صحيح ابن خزيمة ٢/٨١٤ رقم: ١٩٨٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۸/۴/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوی کا اپنی کمائی پر ناز کر کے شوہر کو طعنہ دینا؟

سوال (٦٦٩): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری بیوی ڈاکٹر ہے، سروس کرتی ہے اور اپنی اِنکم پر ناز کرتی ہے اور مجھ پر طعنہ دیتی ہے کہ تمہاری کیا اِنکم ہے؟ اُن کی یہ حرکت شرعاً کیسی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بیوی کے لئے شوہر پر طعنہ زنی یا اُس کی شان میں گستاخی قطعاً جائز نہیں، اُسے یہ معلوم ہونا چاہئے کہ مسئولہ صورت میں وہ گھر سے باہر جاکر جو نوکری کررہی ہے اُس کا جواز شوہر کی اِجازت پر موقوف ہے، اگر شوہر اِجازت نہ دے تو اُس کے لئے سروس کرنا جائز نہ ہوگا۔ بریں بنا اپنی آمدنی پر ناز کرنے کے بجائے ہر وقت شوہر کا شکر گذار رہنا چاہئے۔

ليس لها الخروج لحاجة وزيارة أهلها بلا إذنه. (شامي ٤/٢٩٣ زكريا)

الناشزة لا نفقة لها، وهي التي خرجت عن منزل الزوج بغير إذنه بغير حق. (فتاوى قاضي خان على هامش الهندية ١/٤٢٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۵/۱۴۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نرس کی نوکری؟

سوال (٦٧٠): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ہماری بھابھی اِسٹاف نرس کی نوکری سرکاری اسپتال میں کرتی ہے، اور سرکاری ڈیوٹی کرنے کے بعد گھر پر زچہ بچہ کا کام کرتی ہے، جو بچہ نہیں چاہتے اور تین چار مہینہ ہونے کے باوجود صفائی کا کام کرتی ہیں، اُس میں دونوں طرح کے کیس ہوتے ہیں، یعنی شادی شدہ لڑکیاں بھی آتی ہیں اور غیر شادی شدہ بھی، اِس کام کے لئے شوہر مستقل منع کرتا ہے، مگر وہ نہیں مانتی، وہ اپنی اِس کمائی سے گھر کی ڈیکوریشن، مکان زمین کی خریداری وغیرہ اور اپنے بیٹے کی شادی کر کے دعوتِ ولیمہ بھی کرنا چاہتی ہیں، اگر اِن سب باتوں پر شوہر اعتراض کرتا ہے اور اُن کے رشتہ داروں سے کہتا ہے تو اُن کے رشتہ دار جواب دیتے ہیں کہ وہ شوہر کے گھر رہنا ہی نہیں چاہتی، شوہر کا اپنا کاروبار ہے اور اُس سے معقول آمدنی ہے، جب کہ شوہر بھی اُن کے ہاتھ کا بنا کھانا نہیں کھاتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فی نفسہٖ نرس کا پیشہ اپنانا اور نسوانی امراض وولادت میں تعاون کر کے اُجرت لینا حلال ہے؛ البتہ اگر شرعی عذر کے بغیر اسقاطِ حمل میں تعاون کیا جائے، تو اُس کا گناہ الگ سے ہوگا۔ اور سوال میں ذکر کردہ تفصیل کے اعتبار سے مذکورہ عورت کو شوہر کی اِجازت کے بغیر نوکری کرنا اور دایہ گیری کرنا شوہر کی نافرمانی کی وجہ سے ناجائز ہے؛ لیکن اِس عمل کی وجہ سے اُس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا حرام نہ ہوگا۔

وفي الحديث أعظم دليل على أن يجوز الأجرة على الرقي والطب. (بذل المجهود ١١/٥ قديم)

عن الربيع بنت معوذ قالت: كنا مع النبي صلى اللّٰه عليه وسلم نسقي الماء ويداوى الجرحىٰ. (صحيح البخاري ٤٠٣/١)

وإذا اسقطت الولد بالعلاج قالوا: إن لم يستبن شيء من خلقه لا تأثم – إلى قوله – إذا أسقطت بغير عذر. (خانية على هامش الهندية ٤١٠/٣)

قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة، جزء آيت: ٢]

وحقه عليها أن تطيعه في كل أمر مباح يأمرها به، وتحته في الشامية: أنه عند الأمر به منه يكون واجبًا عليها. (شامي ٤/٣٨٨ زكريا)

وله منعها في العزل، وكل عمل ولو قابلة ومغسلة. (شامي ٤/٣٣٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۴/۱۱/۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جنات کی کمائی اور اُن کے پیسوں کا حکم؟

سوال (٦۷۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جنات کے ذریعہ کوئی پیسہ روپیہ کمائے تو وہ روپیہ جائز ہے یا نہیں؟ اِسی طرح جادو ہے یا نہیں؟ معلوم کرنے کے لئے کسی عالم کے پاس جانا شرعی اعتبار سے کیسا ہے؟ عوام الناس کیسے معلوم کرے کہ اُسے جادو کیا گیا ہے؟ شریعت کے مطابق کوئی راستہ ہے، اور کاروبار میں ترقی کے لئے کسی عالم کے پاس جاکر تعویذ لیتے ہیں، یہ شریعت کے مطابق درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عمل کے ذریعہ جنات سے جو روپیہ کمایا جاتا ہے وہ کمانا نہیں؛ بلکہ جنات کے ذریعہ دوسروں کے روپئے چوری کرانا ہے؛ لہٰذا اِس طریقہ سے روپئے کمانا شرعاً ناجائز ہے، اور بذریعہ عمل جادو کا اُتار کرنا جائز ہے؛ لیکن عمل کے ذریعہ جس شخص کے متعلق یہ معلوم ہو کہ اُس نے جادو کرایا ہے، تو اُس کو گواہوں یا اقرار کے بغیر شرعاً مجرم قرار نہیں دیا جاسکتا ہے۔ اور کاروبار میں ترقی کے لئے تعویذ لینا بھی جائز ہے، بشرطیکہ تعویذ میں کوئی ناجائز کلمہ نہ ہو۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۵/۱۲۸، ۱۴/۳۹۷)

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا! ألا لا يحل مال امرء إلا بطيب نفس منه. (مشكاة

المصابيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ٢٥٥، مرقاة المفاتيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ١١٨/٦ المكتبة الأشرفية ديوبند، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٧٢/٥، شعب الإيمان للبيهقي ٣٨٧/٤ رقم: ٥٤٩٢ دار الكتب العلمية بيروت)

قالوا: إنما تكره العوذة إذا كانت لغير لسان العرب، ولا يدري ما هو، لعله يدخله سحر أو كفر أو غير ذلک، وأما ما كان من القرآن أو شيء من الدعوات فلا بأس به. (شامي / كتاب الحظر والإباحة ٥٢٣/٩ زكريا)

عن عوف بن مالک الأشجعي رضي اللّٰه عنه قال: كنا نَرقي في الجاهلية، فقلنا: يا رسول اللّٰه! كيف ترى في ذٰلک؟ فقال: أعرضوا علي رُقاكم، لا بأس بالرُّقَى ما لم يكن فيه شرک. (صحيح مسلم، كتاب السلام / باب لا بأس بالرقى ما لم يكن فيه شرك رقم: ٢٢٠٠ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح، كتاب الطب والرقى / الفصل الأول، قبيل الفصل الثاني ٣٨٨)

إن الرقى يكره منها ما كان بغير اللسان العربي، وبغير أسماء اللّٰه تعالىٰ وصفاته وكلامه في كتبه المنزلة. "لا بأس بالرقى ما لم يكن فيه شرک" أي كفر. (مرقاة المفاتيح، كتاب الطب والرقى / الفصل الأول ٣٠٣/٨-٣٠٤ رقم: ٤٥٢٨-٤٥٣٠ رشيدية، ٣٥٠/٨ المكتبة الأشرفية ديو بند)

أجمع العلماء على جواز الرقية عند اجتماع ثلاثة شروط: أن يكون بكلام اللّٰه تعالىٰ وبأسمائه وبصفاته، وباللسان العربي أو بما يعرف معناه من غيره، وأن يعتقد أن الرقية لا تؤثر بذاتها؛ بل بذات اللّٰه تعالىٰ. (فتح الباري / كتاب الطب ١٩٥/١٠ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۸/۳/۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

◆

طب وعلاج

ڈاکٹری کا فن پڑھے بغیر علاج ومعالجہ کرنا؟

سوال (۶۷۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص جو ہومیو پیتھک کالج میں پڑھا؛ لیکن امتحان میں کامیاب نہ ہوسکا، اُس نے ایم بی بی ایس ڈاکٹر کے پاس رہ کر کچھ انگریزی دواؤں کا نام جان لیا اور کچھ دنوں بعد اپنا ایک مطب کھول لیا، جہاں وہ انگریزی دواؤں سے علاج کرتا ہے، ایسا کرنا قانوناً جرم ہے، پکڑے جانے پر اُس پر مقدمہ بھی ہوسکتا ہے اور سزا بھی، کیا اُس شخص کا انگریزی دواؤں سے علاج کرنا اور اُس سے کمایا ہوا پیسہ کھانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: محض چند دواؤں کا نام جان لینا کافی نہیں؛ بلکہ فن کے اُصول وقواعد سے واقفیت ضروری ہے، ورنہ جھوٹ اور دھوکہ ہونے کی وجہ سے اِس طریقۂ علاج سے علاج کرنے اور آمدنی حاصل کرنے کی اِجازت نہیں دی جائے گی۔

عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: من تطبّب ولم یعلم منه طب فهو ضامنٌ. (سنن أبي داؤد، کتاب الدیات / باب فیمن تطبب بغیر علم ۲/ ۶۳۰ رقم: ۴۵۸۶، سنن النسائي رقم: ۴۸۴۰، سنن ابن ماجة رقم: ۳۴۶۶، مشکاة المصابیح، کتاب القصاص / باب الدیات ۳۰۴)

والکذب محظور إلا في القتال للخدعة. (الفتاوی الهندیة، کتاب الکراهیة / الباب السابع عشر ۵/ ۳۵۲ دار إحیاء التراث العربي بیروت)

وهٰذا لأنه إذا كان الأخذ على الشرط كان المال بمقابلة المعصية فكان الأخذ معصية. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الخامس عشر في الكسب ٥/ ٣٤٩) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۰/۱۱/۱۷ھ

قانونی سرٹیفکٹ کے بغیر انگریزی دواؤں سے علاج کرنا؟

سوال (۶۷۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نامی ایک شخص نے ہومیو پیتھک کی ڈگری باضابطہ ہومیو پیتھک کالج میں پڑھ کر حاصل کی ہے؛ لیکن علاج ہومیو پیتھک دواؤں سے نہ کرکے اَیلو پیتھک (انگریزی) دواؤں سے کرتا ہے، جس کا کوئی سرٹیفکیٹ اُس کے پاس نہیں ہے، اِس طرح علاج کرنا قانوناً ناجائز ہی نہیں؛ بلکہ حرام ہے۔ اگر ایسے ڈاکٹر کے ہاتھ سے انگریزی دواؤں کے ذریعہ علاج کرنے سے کوئی مریض مرجائے تو اُس پر دفعہ ۳۰۲ (قتل) کا مقدمہ چل سکتا ہے، اَیلو پیتھک علاج کرنے کے لئے کم از کم ایم، بی، بی، ایس (M,B,B,S) کی ڈگری لازم ہے، دیگر سند یافتہ حضرات مثلاً ہومیو پیتھک یا آیورویدک یا یونانی ڈگری والے اَیلو پیتھک یا آیورویدک یا یونانی سند یافتہ حضرات کا انگریزی (ایلو پیتھک) طریقہ سے علاج کرنا کیسا ہے؟ جائز ہے یا ناجائز؟ اگر ناجائز ہے تو ایسے شخص کی حاصل کردہ رقم کو جو غیر مجاز طریقہ پر علاج کیا ہے اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں، کیا اس کا استعمال شرعاً حرام ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: علاج ومعالجہ کے سارے طریقوں کی بنیاد علم وتجربہ پر ہے؛ لہٰذا اگر کوئی شخص اَیلو پیتھک طریقۂ علاج اور اُس کی دواؤں کا واقعی علم وتجربہ رکھتا ہو، اگرچہ اُس کے پاس قانونی سرٹیفکیٹ نہ ہو تو اُس کے لئے اَیلو پیتھک علاج کرنے کی شرعاً گنجائش ہے، اور اُس سے حاصل شدہ آمدنی جائز رہے گی؛ لیکن چوں کہ مسلمان کو اپنی عزت خطرے میں ڈالنا بھی

جائز نہیں ہے، اِس لئے اگر سرٹیفکیٹ کے بغیر علاج کرنے میں عزت چلے جانے اور ہلاکت میں پڑنے کا اندیشہ قوی ہو، تو ایلوپیتھک علم پڑھا ہو اور نہ ہی کسی ماہر ڈاکٹر اور معالج کی شاگردی کی ہو اور نہ اِس علم کے نشیب وفراز اور اُصول وقواعد سے واقف ہو تو اُس کے لئے اَیلوپیتھک طریقہ پر علاج کرنا اور اُس سے روپیہ کمانا بوجہ خداع ناجائز ہے۔

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من تطبّب ولم يعلم منه طب فهو ضامنٌ. (سنن أبي داؤد، كتاب الديات / باب فيمن تطبب بغير علم ٦٣٠/٢ رقم: ٤٥٨٦، سنن النسائي رقم: ٤٨٤٠، سنن ابن ماجة رقم: ٣٤٦٦، مشكاة المصابيح، كتاب القصاص / باب الديات ٣٠٤)

والكذب محظور إلا في القتال للخدعة. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب السابع عشر ٣٥٢/٥ دار إحياء التراث العربي بيروت)

وهٰذا لأنه إذا كان الأخذ على الشرط كان المال بمقابلة المعصية فكان الأخذ معصية. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الخامس عشر في الكسب ٣٤٩/٥ دار إحياء التراث العربي بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۷/۱۱/۱۴۱۰ھ

ڈاکٹر کا بغیر تحقیق کے بے ہوشی کا اِنجکشن لگانا؟

سوال (۶۷۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: چند لوگ ایک بڑے میاں کو پکڑ کر لائے اور مجھ سے یہ کہنے لگے کہ اُن کو بے ہوشی کا انجکشن لگا کر کاغذات پر انگوٹھا لگوادو، یہ میرے والد ہیں، اور مجھ کو جائیداد میں سے کچھ بھی نہیں دے رہے ہیں، اور تمام جائیداد اپنے بھانجہ کو دے رہے ہیں، تو میں نے ایسا کردیا، اَب معلوم نہیں کہ وہ اُن کے والد تھے یا کوئی اور تھے؟ تو کیا کوئی ایسا طریقہ ہے کہ مجھ کو آخرت کی پکڑ سے چھٹکارا مل جائے اور

اُس کی تلافی کی کوئی صورت ہے، اور اگر میں توبہ کروں تو کیا توبہ کرنے سے گناہ معاف ہوجائے گا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ نے بے احتیاطی میں جو فعل کیا وہ یقیناً باعثِ تشویش ہے، بغیر تحقیق کے یہ قدم نہ اٹھانا چاہئے تھا؛ لیکن آپ استغفار کریں اپنے کئے پر صدق دل سے نادم اور شرمندہ ہوں اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں، اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اِس احساسِ جرم پر رحمت کی نظر فرمائے گا۔

قال تعالیٰ: ﴿قُلْ یَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لاَ تَقْنَطُوْا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ﴾ [الزمر: ۵۳] **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۱/۶/۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کمپاؤنڈری کرنا کیسا ہے؟

سوال (۶۷۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: طب کی چھوٹی موٹی کتابیں پڑھ کر جو لوگ طب کا کام کرتے ہیں، اُن کی روزی جائز ہے یا نہیں؟ جیسے کمپاؤنڈر وغیرہ۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر ایسے شخص کو مہارت اور تجربہ حاصل ہے، تو اُن کی کمائی درست ہے، اور اگر مہارت اور تجربہ حاصل نہیں ہے تو اُس کے لئے یہ پیشہ اختیار کرنا ممنوع ہے۔

عن عمر بن شعیب عن أبیه عن جده رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: من تطبب ولم یعلم منه طب فهو ضامن. (سنن النسائي، کتاب القسامة / باب صفة شبه العمد الخ ۲/۲۱۶ رقم: ۴۸۴۰ دار الفکر بیروت، مشکاة المصابیح / باب الدیات ۳۰۴، سنن أبي داؤد / کتاب الدیات ۲/۶۳۰ رقم: ۴۵۸۶ دار الفکر بیروت، سنن ابن ماجة /

كتاب الطب ٢٤٨ رقم: ٣٤٦٦ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۱۱/۱۶ ۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کمپاؤنڈر کا علاج کرنا؟

سوال (۶۷۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: احقر نے پانچ سال نرسنگ ہوم میں کمپاؤنڈری کی ہے اور ڈاکٹر نے نرسنگ ہوم سے کمپاؤنڈری کی سند بھی دے دی ہے، مگر احقر کے پاس کوئی سرکاری ڈگری نہیں ہے اور اپنے گاؤں میں پریکٹس کرتا ہے، دانت اُکھاڑنا، چھوٹے آپریشن، پلاسٹر، ٹانکے وغیرہ سب کرتا ہے، ایکسرے دوسرے ڈاکٹر کے یہاں بھیج کر کرواتا ہے، اور جس مریض کو فائدہ نہیں ہوتا ہے تو کسی نرسنگ ہوم کے لئے ریفر کر دیتا ہے، اس میں کمیشن کے لئے کسی سے مطالبہ نہیں کرتا؛ بلکہ ایکسرے والے نے منع بھی کیا تھا، مگر وہ پیسوں کا لفافہ بھیج دیتا ہے، تقریباً پانچ سال نرسنگ ہوم میں کمپاؤنڈری کی مہارت حاصل کی۔

(۱) احقر اپنی معلومات بھر علاج کر سکتا ہے؟

(۲) احقر چھوٹے آپریشن، مثلاً: دانت اکھاڑنا، ٹوٹے کا پلاسٹر، ٹانکے یہ سب کر سکتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حسبِ تحریرِ سوال چوں کہ ۵؍سال تک کسی نرسنگ ہوم میں آپ نے پریکٹس کی ہے اور وہاں کے ڈاکٹر نے آپ کو سند بھی دے دی ہے اور بیماریوں اور اُن کے علاج کے متعلق آپ کو اچھی مہارت حاصل ہو چکی ہے، تو گو کہ آپ کے پاس ڈاکٹری کی سرکاری ڈگری نہ ہو پھر بھی آپ شرعاً علاج ومعالجہ کر سکتے ہیں۔ اور اپنی معلومات کے مطابق چھوٹی موٹی سرجری بھی کر سکتے ہیں؛ البتہ مناسب یہی ہے کہ آپ کسی طرح بھی علاج ومعالجہ کی کوئی مقبول ڈگری حاصل کر لیں؛ تاکہ حکومت کی گرفت اور پریشانی سے محفوظ رہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۸/۳۷۸ ڈابھیل)

عن عمر بن عبد العزيز حدثني بعض الوفد الذين قُدموا على أبي، قال:

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: أیما طبیبٍ تطبب علی قوم لا یُعرفُ له تطببٌ قبل ذٰلک فأعنتَ فهو ضامن. (کتاب الدیات / باب فیمن تطبب بغیر علم فأعنت ص: ٨٥٨ رقم: ٤٥٨٧ دار الفکر بیروت)

حاصله: أن الطبیب إذا عالج بشيءٍ من المعالجة بیده مثلاً قطع العِرقَ، أو شقَّ الجلدَ، أو کواه بمِکواة، أو سقاه بیده فأوجر في فِیه فتلف، فهو جنایةٌ یلزمه الدیةَ، وأما إذا وصف له الدواءَ وبیَّنه للمریض فأکل المریض بیده فلا ضمان فیه.

وکتب مولانا محمد یحییٰ المرحوم في التقریر: قوله: ولیس بالنعتِ یعني بذٰلک أنه لم یُرد بالطبیب ما اشتهر فیه هٰذا اللفظ من المعالِج الخاص، بل هو عام لکل من یأتي منه مثل ذٰلک کأکل ونحوه. انتهی. (بذل المجهود، کتاب الدیات / باب فیمن تطبب ولا یعلم منه طب فأعنت ١٢/٦٩٢ تحت رقم: ٤٥٨٧ مرکز الشیخ أبي الحسن الندوي للبحوث والدراسات الإسلامیة مظفرفور أعظم جراه) **فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم**

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲/۳/۱۴۳۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

”حجامہ“ کا علاج کیا کسی علاقہ کے ساتھ خاص ہے؟

سوال (٦٧٧): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مسئلہ درپیش ہے، ہمارے یہاں حجامہ کا کیمپ ہوا تھا، اس میں بہت سے افراد نے حجامہ کرایا اور کافی کامیاب کیمپ ہوا؛ لیکن ایک خطیب صاحب نے جمعہ کو مجمع سے خطاب کرتے ہوئے حجامہ کے متعلق کہا: ”حجامہ کی تعریف کی اور فرمایا کہ صحاحِ ستہ اور غیر صحاح ستہ میں حجامہ کا ثبوت ہے، اللہ کے رسول نے بھی لگوایا تھا؛ لیکن عرب کا ملک گرم ہے، اُن کی خوراک کھجور بھی گرم ہے، تو وہ لوگ حجامہ کرتے تھے، کہنا یہ چاہتے تھے کہ اب مناسب نہیں“۔

تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا حجامہ کی حدیثیں صحاح ستہ میں موجود ہیں؟ وہ اہل عرب یا

ایسے لوگوں کے لئے خاص ہیں جس کی خوراک یا ملک گرم ہو؟ اگر فی زمانا ہم اپنے ملک میں حجامہ لگوانا چاہیں تو نہیں لگوا سکتے؟ یہ جو حدیث کی تشریح کی گئی ہے، اس کے متعلق بھی کچھ وضاحت فرمائیں، مہربانی ہوگی، امید ہے کہ آنجناب جلد از جلد جواب کی زحمت گوارہ کریں گے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خون کی حدت کو کم کرنے اور فاسد خون کو نکالنے کے لئے حجامہ کا عمل کہیں بھی کیا جاسکتا ہے، اس میں کسی ملک کی تخصیص نہیں ہے؛ لیکن اطباء نے لکھا ہے کہ گرم علاقوں کے رہنے والوں اور گرم مزاج لوگوں کے لئے حجامہ نسبۃً زیادہ نفع بخش ہے، غالباً اسی پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے مذکورہ خطیب صاحب نے گفتگو کی ہوگی۔

فالبلاد الحارة والأزمنة الحارة والأمزجة الحارة التي دم أصحابها في غاية النضج الحجامة فيها أنفع من القصد بكثير الخ. وقوله صلى الله عليه وسلم: خير ما تداويتم به الحجامة إشارة إلى أهل الحجاز والبلاد الحارة؛ لأن دماء هم رقيقة. (زاد المعاد ٤/٥٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/۱۱/۱۴۳۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اُم الصبیان کسے کہتے ہیں؟

سوال (۶۷۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اُم الصبیان کا مرض کیا ہوتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ’’اُم الصبیان‘‘ مرگی کے مرض کو کہتے ہیں۔ (بہشتی زیور اختری ۹/۶۷۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۱۱/۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

علاج کے لئے چمگادڑ کھانا؟

سوال (٦٧٩):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص سانس کا مریض ہے، علاج کرنے والے ہندو ہیں، مریض کو چمگادڑ کھلاتے ہیں اور بھی دوائیں اُس میں استعمال کرتے ہیں، تو کیا چمگادڑ حلال ہے یا حرام؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں خلاصہ تحریر مع دلائل کے فرمائیں، تو جناب کی عین نوازش ہوگی۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حنفیہ کے نزدیک چمگادڑ کی حلت وحرمت میں اختلاف ہے، اِس لئے احتیاط اِس کے استعمال نہ کرنے میں ہے، الا یہ کہ مسلم حاذق ڈاکٹر یہ کہے کہ اُس کے علاوہ کوئی علاج نہیں تو ضرورۃً جائز ہوگا۔

عن معمر قال أخبرني من سمع الحسن: كُرِه أكل الخفاش وأكل السوالي قال: فلا أدري الخفاشُ السوالي هو أم لا. (المصنف لعبد الرزاق ٥٣٠/٤ رقم: ٨٧٥٠)

قال في الشامي: وفي الخفاش اختلاف. (شامي ٣٠٦/٦ كراچی)

قال في النهاية: ذكر في بعض الموضع أن الخُفاش يؤكل، وذكر في بعضها أنه لا يؤكل لأن به نابًا. (البحر الرائق، كتاب الذبائح / فصل فيما يحل ولا يحل من الذبائح ١٩٥/٨، مجمع الأنهر ٥١٤/٢ دار إحياء التراث العربي بيروت)

وأما الخفاش فقد ذكر في بعض المواضع أنه لا يؤكل، وفي بعض المواضع أنه لا يؤكل لأن له نابًا. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الذبائح / الباب الثاني ٢٩٠/٥ دار إحياء التراث العربي بيروت، المحيط البرهاني / الفصل الأول في بيان ما يؤكل من الحيوانات وما لا يؤكل ٥٨/٦، البناية شرح الهداية ٢٩٥/٥) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۳/۲/۱۴۱۳ھ

کندھے کے درد میں خنزیر کی چربی ملی ہوئی دوائی کی مالش کرنا؟

سوال (۶۸۰): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے کندھے میں درد ہے جس کا علاج بھی جاری ہے، مجھے ایک صاحب نے بتایا کہ اگر آپ ایک دواء کی مالش کریں تو انشاء اللہ فائدہ ہوگا، مگر اُس میں خنزیر کی چربی ملی ہوتی ہے، تو کیا تحقیق حال کے بعد ایسی دواء کا استعمال کرنا شرعاً جائز ہوگا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خنزیر کی چربی جس دواء میں ملی ہو اُس کا استعمال کرنا عام حالات میں جائز نہیں ہے؛ البتہ اگر ایسی اضطراری حالت ہوجائے کہ طبیب حاذق یہ کہہ دے کہ دنیا میں اِس کے علاوہ کوئی علاج نہیں ہے، تو سخت مجبوری کے وقت اُس دواء کے استعمال کی گنجائش ہوگی۔ (بہشتی زیور اختری ۹۸/۹)

أختلف في التداوی بالمحرم، وظاهر المذهب المنع، وقیل: یرخص إذا علم فیه الشفاء ولم یعلم دواء آخر کما رخص الخمر للعطشان، وعلیه الفتویٰ.

(شامي / باب المیاه ۳۶۵/۱-۳۶۶ زکریا)

ونصه وفي التهذیب: یجوز للعلیل شرب البول والدم والمیتة للتداویٰ إذا أخبره طبیب مسلم أن شفاءه فیه، ولم یجد من المباح ما یقوم مقامه، وإن قال الطبیب: یتعجل شفاءک به، فیه وجهان. وهل یجوز شرب القلیل من الخمر للتداوی، فیه وجهان، کذا ذکره الإمام التمرتاشي. (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الحظر والإباحة / فصل في البیع ۳۸۹/۶ کراچی، وکذا في الفتاویٰ الهندیة، کتاب الکراهیة / الباب الثامن عشر في التداوی والمعالجات ۳۵۵/۵ زکریا)

الاستشفاء بالمحرم إنما لا یجوز إذا لم یعلم أن فیه شفاءً، أما إذا علم أن فیه شفاءً ولیس له دواء آخر غیره، فیجوز الاستشفاء به. (المحیط البرهاني، کتاب الاستحسان /

الفصل التاسع عشر في التداوی والمعالجات ۱۱٦/٦ المکتبة الغفارية کوئٹه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۰/۴/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا واقعہ عرنیین سے پیشاب پینے کا جواز نکلتا ہے؟

سوال (٦٨١): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مشہور ہے کہ گاندھی جی پیشاب پیتے تھے، اور دریافت کرنے پر جواب دیتے تھے کہ تمہارے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اُونٹ کے چرواہے کو پیشاب پینے کا حکم دیا تھا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پیشاب پینا شرعاً حرام ہے، واقعہ عرنیین سے اِس کے جواز کا استدلال ہمارے نزدیک درست نہیں؛ اِس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطورِ علاج اُس کے پینے کا حکم دیا تھا، جب کہ بذریعہ وحی آپ کو معلوم ہوگیا تھا کہ اُن لوگوں کی شفا پیشاب پینے میں ہے، عام حالات میں اِس سے پیشاب پینے کے جواز پر استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

عن أنس رضي اللّٰه عنه قال: قدِم رهطٌ من عُكلٍ على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كانوا في الصفة فاجتوِوُا المدينة، فقالوا: يا رسول اللّٰه! أبغنا رِسلاً. فقال: ما أجد لكم إلا أن تلحقوا بإبل رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فأتوها فشربوا من ألبانها وأبوالها حتى صحُّوا وسمِنوا فقتلوا الراعيَ واستاقوا الذَّودَ، فأتى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم الصريخُ، فبعث الطلب في آثارهم فما ترجَّل النهارُ حتى أُتِي بهم، فأمر بمسامِيرَ فأُحمِيتُ فكحلهم وقطع أيديَهم وأرجلَهم وما حَسَمَهم، ثم أُلقوا في الحرَّة يستسقُون فما سُقَوا حتى ماتوا. (صحيح البخاري، كتاب المحاربين من أهل الكفر والردة / باب لم يُسق المؤتدون المحاربون حتى ماتوا ١٠٠٥/٢ رقم: ٦٨٠٤ دار الفكر بيروت)

عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أمر

العُرنيين أن يشربوا من أبوال الإبل وألبانها. (صحيح ابن حبان ٤/ ٢٢٩ رقم: ١٣٨٧)

الأسئلة والأجوبة: الأول: لو كانت أبوال الإبل محرمة الشرب لما جاز التداوي بها، لما روى أبو داؤد من حديث أم سلمة رضي اللّٰه عنها: إن اللّٰه تعالیٰ لم يجعل شفاء أمتي فيما حرم عليها؟ وأجيب: بأنه محمول على حالة الاختيار، وأما حالة الاضطرار فلا يكون حرامًا كالميتة للمضطر كما ذكرنا. (عمدة القاري شرح صحيح البخاري ٣/ ١٥٥ تحت رقم: ٢٣٤)

وخالفهم في ذٰلک آخرون، فقالوا: أبوال الإبل نجسة، وحكمها حكم دمائها لا حكم لحرمها، وأراد بهم أبا حنيفة وأبا يوسف واشافعي، وقال ابن حزم في المحلي: والبول كله من كل حيوان: إنسان أو غير إنسان، فما يؤكل لحمه أو لا يؤكل لحمه كذٰلک، أو من طائر يؤكل لحمه أو لا يؤكل لحمه فكل ذٰلک حرام أكله وشربه إلا لضرورة تداوي أو إكراه أو جوع أو عطش فقط. وفرض اجتنابه في الطهارة والصلاة إلا ما لا يمكن التحفظ منه إلا بحرج، فهو معفو عنه ...... وقالوا: أما ما رويتموه من حديث العرنيين فذٰلک إنما كان للضرورة، فليس في ذٰلک دليل أنه مباح في غير حال الضرورة؛ لأنا قد رأينا أشياء أبيحت في الضرورات ولم تبح في غير الضرورات.

قال أهل المقالة الثانية مجيبين عما احتج به أهل المقالة الأولیٰ، بيانه: أن ما رويتم من حديث العرنيين كان ذٰلک لأجل الضرورة، فما أبيح في الضرورة لا يباح في غيرها، كما في لبس الحرير؛ فإنه حرام على الرجال، وقد أبيح لبسه في الجرب أو للحكة أو لشدة البرد إذا لم يجد غيره، وله أمثال كثيرة في الشرع.

والجواب المقنع في ذٰلک: أنه عليه السلام عرف بطريق الوحي شفاء هم، والاستشفاء بالحرام جائز عند التيقن بحصول الشفاء، كتناول الميتة عند المخمصة،

والخمر عند العطش وإساغة اللقمة، وإنما لا يباح ما لا يستيقن حصول الشفاء فيه.

وقال ابن حزم: صح يقينًا أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إنما أمرهم بذٰلك على سبيل التداوي من السقم الذي كان أصابهم، وأنهم صحت أجسامهم بذٰلك، والتداوي منزلة ضرورةٍ، وقد قال عزوجل: ﴿إِلَّا مَا اضۡطُرِرۡتُمۡ اِلَيۡهِ﴾ فما اضطر المرء إليه فهو غير محرم عليه من المآكل والمشارب. (نخب الأفكار في تنقيح مباني الأخبار في شرح معاني الآثار، كتاب الطهارة / باب حكم بول مايؤكل لحمه ٣٨٢/٢ وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية دولة قطر) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۶/۴/۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب دوا میں ڈالنا؟

سوال (۶۸۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہدایہ جلد رابع کی عبارت ہے: قال أبو حنيفة رحمه اللّٰه تعالىٰ: يكره لحوم الأتن وألبانها وأبوال الإبل، وقال أبو يوسف ومحمد رحمهما اللّٰه: لا بأس بأبوال الإبل، وتأويل قول أبي يوسف أنه لا بأس بها للتداوي. (الهداية ٤٣٦/٤ إدارة المعارف، ٤٥٢/٤ الأمين كتابستان ديوبند)

آیا بولِ ابل یا بولِ بقرہ بطور تداوی کے دوائی میں تھوڑا سا ڈالنا مکروہ ہے یا حرام؟ واضح ہو کہ بولِ بقرہ سے تیار شدہ دوائی زود اثر اور تعجیل صحت کا سبب ہے، مفتی بہ قول کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مفتی بہ قول کے مطابق ماکول اللحم جانور کا پیشاب دوا میں استعمال کرنا صرف اضطراری حالت میں ہی جائز ہے، یعنی اُس کے علاوہ شفا کی کوئی شکل نہ رہے، تب اُس کی گنجائش ہوگی، ورنہ نہیں۔

يجوز للعليل شرب البول والدم والميتة للتداوي إذا أخبره طبيب مسلم أن فيه شفاءه، ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه. (شامي ٧/ ٤٨٠ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۸/۱۱/۱۴۲۵ھ

گائے کا پیشاب ملی دواؤں کا استعمال کرنا؟

سوال (۶۸۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بعض معجون اور دواؤں میں گائے کا پیشاب کمپنی ڈالتی ہے، کیا ایسے معجون اور دواؤں کا کھانے اور لیپ وغیرہ میں استعمال کرسکتے ہیں؟ وہ جگہ ناپاک تو نہیں ہوگی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: گائے کے پیشاب ملی ہوئی دواؤں کا داخلی استعمال اُسی وقت جائز ہے جب کہ اضطراری حالت ہو، یعنی طبیب حاذق اُس دوا کو تجویز کرے، اور اُس کے بدل کے طور پر کوئی پاک دوا دستیاب نہ ہو، اِس کے بغیر اُس دوا کا استعمال جائز نہ ہوگا، اور ایسی دواؤں کے خارجی استعمال مثلاً لیپ لگانے کی ضرورت کے وقت گنجائش ہے؛ البتہ جب نماز پڑھی جائے تو جس حصہ پر یہ ناپاک دوا لگی ہے اُسے پاک کرنا لازم ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۸/ ۳۶۸ ڈابھیل)

وأما الزيت والسمن ونحوهما من الأدهان التي أصابتها نجاسة خارجية ففيها خلاف بين العلماء. وقال الجمهور: يجوز الانتفاع بها في غير الأكل وهو قول أبي حنيفة وأصحابه. (تكملة فتح الملهم ١/ ٥٦١ المكتبة الأشرفية ديوبند)

اختلف في التداوي بالمحرم وظاهر المذهب المنع …… وقيل: يرخص إذا علم فيه الشفاء ولم يعلم دواء آخر كما رخص الخمر للعطشان وعليه الفتویٰ. (الدر المختار على الشامي ١/ ٣٦٦ المكتبة الأشرفية ديوبند)

يجوز للعليل شرب الدم والبول وأكل الميتة للتداوي إذا أخبره طبيب

مسلم أن شفاءه فيه، ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات ٥/ ٣٥٥ زكريا، وكذا في الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع ٦/ ٣٨٩ كراچی)

الاستشفاء بالمحرم إنما لا يجوز إذا لم يعلم أن فيه شفاءً، أما إذا علم أن فيه شفاءً وليس له دواء آخر غيره، فيجوز الاستشفاء به. (المحيط البرهاني، كتاب الاستحسان / الفصل التاسع عشر في التداوي والمعالجات ٦/ ١١٦ المكتبة الغفارية كوئٹه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۰/۱/۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حشرات الارض کی آمیزش سے بنی دواؤں کا حکم؟

سوال (۶۸۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حشرات الارض جیسے کینچوا (خراطین) اور بیر بھوٹی وغیرہ دوائیوں میں ڈال کر کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اور بھی بہت سے کیڑے مکوڑے اَدویات میں پڑتے ہوں گے اُن میں حلت وحرمت کا کیا فیصلہ ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسی دوا کا کھانا حرام ہے جس میں کینچوے وغیرہ جانوروں کی بعینہٖ ملاوٹ ہو؛ البتہ ایسی دواؤں کا خارجی استعمال درست ہے، مثلاً مرہم وغیرہ۔ (بہشتی زیور اختری ۹/ ۱۰۴)

عن أبي الدرداء رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن اللّٰه أنزل الداء والدواء، فجعل لكل داءٍ دواءً، فتداووا، ولا تتداووا بحرام.

(سنن أبي داؤد، كتاب الطب / باب في الأدوية المكروهة ٢/ ٥٤١ مكتبة البدر ديوبند)

قال الشيخ السهارنفوري رحمه اللّٰه تعالیٰ تحت الحديث المذكور: فما حرم الانتفاع به مطلقًا كالخمر والخنزير والميتة، حرم الانتفاع به مطلقًا كيفما

كان. (بذل المجهود، كتاب الطب / باب في الأدوية المكروهة ٤/٥ معهد الخليل الإسلامي، وكذا في زاد المعاد في هدي خير العباد / فصل لكل داءٍ دواءٌ ٤ ٧٢ دار الفكر بيروت) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۹/۱۰/۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مجبوری میں بیرونِ ممالک رہنے والی عورتوں کا مرد ڈاکٹروں سے ولادت کا آپریشن کرانا؟

سوال (٦٨٥):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل اکثر مسلمان عورتیں غیر مسلم کی طرح بچے جننے ہسپتال جاتی ہیں، جہاں مرد ڈاکٹر بھی ہوتے ہیں (بڑی بے شرمی کی بات ہے) اور بعض اَوقات آپریشن سے مرد ڈاکٹر بچہ پیدا کرتے ہیں، یہاں گھر پر بچہ پیدا کرنا تقریباً ناممکن ہے، اِس میں عوام وخواص سب کی عورتیں ہیں، حافظہ وعالمہ عورتیں بھی ہوتی ہیں، شرم وحیاء کا احساس بھی جاتا رہا۔ اگر ہند وپاک کی عورتوں کو یوں کہا جائے کہ اپنے ملک جاکر مسلمان دائی یا مسلمان نرس سے بچہ پیدا کرو، تو بچے کا یہاں کا حق حاصل کرنے کے لئے کوئی بھی راضی نہ ہوں گے، بعض ہند وپاک کی مال دار عورتیں یہاں خاص بچہ پیدا کرنے کی غرض سے آتی ہیں؛ تاکہ یہاں کا حق ملے، یہاں ۹۹؍ فیصد ڈاکٹر ونرس غیر مسلم ہوتے ہیں، تو کیا کیا جائے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بے حیائی سے بچنے کے لئے اولاً تو کوشش کی جائے کہ گھر پر ہی ولادت کا نظم ہو؛ تاہم اگر ضروری ہو تو صرف ایسے اسپتالوں میں لے جائیں جہاں ولادت کا کام صرف ڈاکٹرنیاں انجام دیتی ہوں؛ البتہ اگر اضطراری حالت ہو تو حکم الگ ہوگا، شرم وحیا اور خوفِ خدا رکھنے والے مسلمان اِن اُمور کا خود ہی خیال رکھتے ہیں اور جب حیا ہی نہ رہے تو اِن باتوں کی پرواہ نہیں رہتی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ پرانی کتابوں میں یہ حکمت کا مقولہ لکھا ہوا تھا کہ: **إذا لم تستحيي فاصنع ما شئت.** (جب تجھے شرم ہی نہ ہو تو جو جی چاہے کر) (مشکوٰۃ شریف ۲/۴۳۱)

اس وقت ہندو پاک میں بھی زنانہ اسپتالوں کے حالات امریکہ وبرطانیہ سے زیادہ مختلف نہیں ہیں۔ اللہم احفظنا منہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰ /۱۱ /۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دانتوں کو سیدھا کرنے کے لئے تار لگانا؟

سوال (٦٨٦): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر دانت ٹیڑھے ہوں تو دانتوں کو سیدھا کرنے کے لئے تار لگانا درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دانتوں کو سیدھا کرنے کے لئے تار لگانا درست ہے۔

عن طلحة الجعفري قال: رأيت موسىٰ بن طلحة قد شدَّ أسنانه بالذهب.

(المصنف لابن أبي شيبة ٥/٢٠٥ رقم: ٢٥٢٥٩)

عن عبد الرحمٰن بن طرفة أن جده عرفجة أصيب أنفه يوم الكلاب في الجاهلية، فاتخذ أنفًا من ورق فأنتن عليه، فأمره النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أن يتخذ أنفًا من ذهب. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ٣١/٣٤٥ رقم: ١٩٠٠٦)

وقال الترمذي: هٰذا حديث حسن غريب، وقد روي غير واحد من أهل العلم أنهم شدوا أسنانهم بالذهب، وفي هٰذا الحديث حجة لهم. (تعليقات على المسند للإمام أحمد ٣١/٣٤٥ تحت رقم: ١٩٠٠٦)

لو تحركت سن رجل وخاف سقوطها فشدها بالذهب أو بالفضة لم يكن به بأس عند أبي حنيفة وأبي يوسف. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب العاشر ٥/٣٣٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۴/۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

علاج کے لئے جلی ہوی بیڑی بچہ کی پیشانی پر لگانا؟

سوال (٦٨٧): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بعض جگہ یہ رواج ہے کہ جب لڑکا پیدا ہوتا ہے اور اُس کو کوئی بیماری لگ جاتی ہے تو وہاں کی معالج عورتیں جو بیڑی بھی پیتی ہیں وہ جلتی ہوئی بیڑی یا ماچس کی تیلی جلاکر بچے کے رخسار یا پیشانی پر لگا دیتی ہیں، اور ساتھ ساتھ دوا بھی دیتی ہیں اور وہ عورتیں اِس مذکورہ فعل سے یہ عقیدہ رکھتی ہیں کہ اَب بیماری ختم ہوجائے گی یا واپس نہ آئے گی اور بچہ ٹھیک ہوجائے گا۔ اَب دریافت طلب یہ امر ہے کہ اُن عورتوں کا یہ فعل بچوں کے ساتھ درست ہے یا نہیں، اور شرعاً یہ فعل وعقیدہ رکھنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جلی ہوئی بیڑی بچے کی پیشانی پر لگانے کا بیماری کے علاج سے کوئی تعلق نہیں؛ بلکہ یہ محض عورتوں کی بدعقیدگی اور جہالت پر مبنی ہے، اِس کے ذریعہ شفاء کا عقیدہ رکھنا ٹوٹکا اور بدشگونی کے قبیل سے ہے، جس سے شریعت میں منع فرمایا گیا ہے۔

عن قطن بن قبيصة عن أبيه رضي اللّٰه عنه قال: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: **العيافة والطيرة والطَّرق من الجِبت.** (سنن أبي داؤد، كتاب الطب / باب في الخط وزجر الطير ٢/٥٤٥ رقم: ٣٩٠٧ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح ٢/٣٩٢، وأخرجه ابن أبي شيبة ٥/٣١١ رقم: ٢٦٤٠٣، وأحمد في مسنده ٢٥/٢٥٦ رقم: ١٥٩١٥، والطحاوي في شرح معاني الآثار برقم: ٧٠٩١، وابن حبان في صحيحه ١٣/٥٠٢ رقم: ٦١٣١، والمعجم الكبير للطبراني ١٨/٣٦٩)

لہٰذا اِس طرح کے عمل اور عقیدہ سے باز آنا ضروری ہے اور اِس کا ارتکاب معصیت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۱/۲/۶ھ

D.N.A ٹیسٹ کی رپورٹ کا حکم؟

سوال (٦٨٨):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید ''یو، ایس، اے ایمبیسی'' میں ویزا کے لئے جاتا ہے، تو اُس کو ڈی، این، اے ٹیسٹ کروانا ضروری ہوتا ہے، جس میں اُس آدمی کا خون ٹیسٹ کرکے یہ معلوم کرنا مقصود ہوتا ہے کہ یہ آدمی اور اِس کے بچے اِسی سے ہیں یا غیر کے ہیں؟ بعض دفعہ غلط رپورٹ آنے کی صورت میں آدمی طرح طرح کے شکوک وشبہات میں مبتلا ہوجاتا ہے، اور بعض مرتبہ اِزدواجی زندگی بھی خطرہ میں پڑجاتی ہے، اور طلاق تک کی نوبت آجاتی ہے، تو کیا شریعت میں اِس طرح ٹیسٹ کروانا درست ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ڈی، این، اے ٹیسٹ کی رپورٹ کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں ہے؛ لہٰذا اِس ٹیسٹ کی وجہ سے شکوک وشبہات دل میں لانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اور ڈی، این، اے کی رپورٹ کچھ بھی ہو، بچوں کا نسب بہرحال اُنہی کے والدین سے ثابت ہوگا جن کے نکاح میں رہتے ہوئے اُن کی پیدائش ہوئی ہے۔

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: الولد للفراش وللعاهر الحجر. (مشكاة المصابيح ٢٨٧)

وفي المرقاة: إن سعدًا وعبد بن زمعة ترافعًا إلى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فحكم إن الولد للسيد الذي ولد على فراشه. (مرقاة المفاتيح ٣/٥٠٠) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۳/۶/۱۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

''ون ٹولین'' گیس کا بھپارا لینا؟

سوال (٦٨٩):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: حالتِ روزہ میں تنفس کی شکایت والے وین ٹولین جو ایک قسم کی گیس ہے، استعمال کرتے ہیں، کیسا ہے؟ اگر نہ لیں تو تنفس بڑھ جاتا ہے، دم گھٹتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ”ون ٹولین“ گیس کے بھپارے کی ایک شکل ہے، جس کا روزہ کی حالت میں استعمال منع ہے، اگر ناگزیر حالت میں اُس کا استعمال کرلیا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا، اور اُس کی قضا لازم ہوگی۔ فتویٰ اِسی پر ہے۔

أنه لو أدخل حلقه الدخان أي بأي صورة كان الإدخال حتى لو تبخر ببخور فآواه إلى نفسه واشتمّه ذاكرًا لصومه أفطر لإمكان التحرز عنه. (شامي ٣٦٦/٣ زكريا، مجمع الأنهر ٢٤٥/١ دار إحياء التراث العربي بيروت، مراقي الفلاح مع الطحطاوي ٢٠٢/١، درر الحكام شرح غرر الأحكام ٢٠٢/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۵/۷/۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بسم اللہ پڑھ کر دواء کا کھانا؟

سوال (٦٩٠): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کوئی شخص بیمار ہو جائے اور ڈاکٹر کی بتائی ہوئی خوراک اُس نے بسم اللہ پڑھ کر کھائی، تو بسم اللہ پڑھ کر دوائی کھانا درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بسم اللہ پڑھ کر دوا کھانے میں شرعاً کوئی حرج نہیں، بلکہ یہ بہتر ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كل كلام أو أمر ذي بال لا يفتح بذكر الله عز وجل فهو أبتر، أو قال: أقطع.

(المسند للإمام أحمد بن حنبل ۳۹۵/۸ رقم: ۸٦۹٤)

كل أمر ذي بال لا يبدأ فيه بسم الله الرحمٰن الرحيم فهو أبتر أي قليل البركة أو معدومها. (مرقاة المفاتيح / مقدمة المؤلف ۳/۱ المكتبة الأشرفية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱٦/۵/۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

یونانی وآیورویدک دواؤں کا حکم؟

سوال (٦۹۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: یونانی، آیورویدک دوائیں جس میں مختلف حیوانی اجزاء کا استعمال ہوتا ہے، نیز اَفیون اور آیورویدک دواؤں میں گائے کا پیشاب استعمال ہوتا ہے، کیا اُن دواؤں کو حلال سرٹیفکیٹ دیا جاسکتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ماہیت کی تبدیلی کے بعد مختلف حیوانی اجزاء کو دوا میں استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور اگر ماہیت نہ بھی تبدیل کی جائے تو بھی صاحبین رحمہما اللہ نے دوا وعلاج کے طور پر حلال جانوروں کے پیشاب کو استعمال کرنے کی اِجازت دی ہے۔ اِس قول کے اعتبار سے جن آیورویدک دواؤں میں گائے کا پیشاب شامل ہوتا ہے، اضطراری حالت میں اُن دواؤں کے استعمال کی اِجازت دی جائے گی۔

اور اَفیون کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ نشہ کے درجہ تک نہ پہنچائے تو اُس کی معمولی مقدار دواؤں میں شامل کرنی درست ہے، اور اَفیون کی تجارت بہرحال جائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۱/۲۷ میرٹھ)

وتكره أبوال الإبل، وقالا: لا بأس بأموال الإبل للتداوي. (الفتاویٰ الهندية ۳۵۵/۵، منتخبات ۴۲۱/۳)

يجوز للعليل شراب الدم والبول للتداوي. (شامي ۳۸۹/٦ کراچی)

ويحل القليل النافع من البنج وسائر المخدرات للتداوي ونحوه؛ لأن حرمته ليست بعينهٖ وإنما لضررهٖ. (الفقه الإسلامي وأدلته ۵۰۵/۷)

وقال أبو حنيفة وأبو يوسف وجميع كثير من العلماء: الأبوال كلها نجسة إلا ما عفي عنه من القدر القليل …… وأجاب الحنفية عن قصة العرنيين …… أن شربهم للأبوال كان على سبيل التداوي للضرورة، كما أجيز لبس الحرير في الحرب أو للحكة. (تكملة فتح الملهم ۲۹۹/۲)

اختلف في التداوي بالمحرم وظاهر المذهب المنع …… وقيل يرخص إذا علم فيه الشفاء ولم يعلم دواءً آخر كما رخص للعطشان وعليه الفتوىٰ. (شامي ۳۶۵/۱ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ۳۵۵/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

وزن بڑھانے والی دواؤں کا استعمال؟

سوال (۶۹۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بعض دوائیں ایسی ہیں کہ اگر اُن کو استعمال کیا جائے تو انسان کا وزن بڑھ جاتا ہے، تو کیا ایسی دوائیں استعمال کر کے اپنا وزن بڑھانا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی جائز ضرورت سے اگر کوئی دوا اِستعمال کی جائے اور اُس دوا سے وزن بڑھ جائے، تو شرعاً اِس میں کوئی حرج نہیں۔

ومباح وهو ما زاد على ذلك إلى الشبع لتزداد قوة البدن ولا أجر فيه ولا وزر الخ …… وإن أكل الرجل مقدار حاجته، أو أكثر لمصلحة بدنه لابأس به. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الحادي عشر في الكراهية في الأكل ۳۳۶/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۹/۱۱/۱۴۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ہیومیوپیتھی کی دوائی استعمال کرنا؟

سوال (۶۹۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہیومیوپیتھی کی دوائی میں اکثر الکحل (شراب کے اَصل) کوملاتے ہیں، تو اِس دوا کا استعمال کرنا کیسا ہے؟ کیوں کہ مشکوٰۃ شریف ثلثِ ثالث میں ایک حدیث ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو زعفران لگا کر علاج کرنے سے منع فرمایا، حالاں کہ وہ صحابی کے ہاتھ میں زخم تھا، پھر بھی آپ نے اُن کو ہاتھ دھونے کا حکم دیا، تو الکحل ملے ہوئے دوا کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عام طور پر ہومیوپیتھی دواؤں میں جو الکحل استعمال ہوتا ہے، وہ انگور یا کھجور سے تیار کردہ نہیں ہوتا؛ بلکہ دیگر اَشیاء سے بنا ہوا ہوتا ہے، اور اِس طرح کے الکحل کے بارے میں بطور دوا معمولی جز استعمال کرنے کی گنجائش ہے، اور آپ نے سوال میں زعفران کے متعلق جس حدیث کا حوالہ دیا ہے اُس کے متعلق شارحین حدیث کا خیال یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُس پر نکیر فرمانا عورتوں کے رنگ سے مشابہت کی وجہ سے تھا، یا یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابی کے زخم کے بارے میں علم نہ تھا، اِس واقعہ سے الکحل ملی ہوئی دواؤں کے مطلق ممنوع ہونے پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل، کتاب الفتاویٰ ۱۸/۳۵۱)

ولا يحرم استعمالها للتداوي، أو لأغراض مباحةٍ أخرىٰ. (تكملة فتح الملهم ٦٠٨/٣ مكتبة دار العلوم كراچی)

قال في المرقات تحت حديث عمار بن ياسر: ولعله لم يتبين له عذره، أو ما أعجبه خروجه به، أو إبقاءه عليه من غير غسله. (مرقاة المفاتيح ٢٩٩/٨ المكتبة الأشرفية ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۶/۱۱/۱۴۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کتے کاٹے کا علاج کیلئے مریض کو پیروں کے نیچے سے نکالنا؟

سوال (۶۹۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: گجرولہ کے پاس سپالی ایک گاؤں ہے، اُس جگہ ایک غیر مسلم کتے کے کاٹے ہووں کا علاج کرتا ہے، طریقہ علاج یہ ہے اپنی لاٹھی پر پاؤں رکھ کر کھڑا ہوجاتا ہے، اور مریض کو اپنے پیر کے نیچے سے نکالتا ہے، ۷/مرتبہ اِسی طرح کرتا ہے اور بس، بہت دور دور سے لوگ وہاں جاتے ہیں، ہندو مسلمان، سکھ، عیسائی ہر مذہب کے لوگ جاتے ہیں، سب کا علاج یہی ہے، اللہ اپنے فضل سے اکثر لوگوں کو شفا دیتا ہے۔ معلوم یہ کرنا ہے کیا یہ طریقہ علاج صحیح ہے؟ مسلمان کے لئے اِس طرح کا علاج کرانا منع تو نہیں ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ طریقہ علاج میں اگر شرکیہ کلمات وغیرہ کا استعمال نہ ہو، تو فی نفسہٖ اس کی گنجائش ہے؛ لیکن آج کل کتے کے کاٹے کا دواؤں اور انجکشن کے ذریعہ کامیاب علاج ہر جگہ دستیاب ہے؛ لہٰذا ایسے مشتبہ علاج کے بجائے ڈاکٹری علاج کرانا ہی اَحوط ومناسب ہے۔

عن عوف بن مالک بن الأشجعي رضي اللّٰه عنه قال: كنا نرقي في الجاهلية، فقلنا يا رسول اللّٰه! كيف ترىٰ في ذلك؟ فقال: أعرضوا علي رُقاكم، لا بأس بالرقي ما لم يكن فيه شرك. (صحيح مسلم، كتاب السلام / باب لا بأس بالرقي ما لم يكن فيه شرك ۲/ ۲۴ ٤ رقم: ۲۲۰۰ بيت الأفكار الدولية)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ما أنزل اللّٰه داءً إلا أنزل له شفاءً. (صحيح البخاري، كتاب الطب / بابٌ ما أنزل اللّٰه داؤ إلا أنزل له شفاءً ۸٤۸/۲ رقم: ٥٦٧٨ دار الفكر بيروت)

عن جابر رضي اللّٰه عنه عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أنه قال: لكل

داء دواءٌ. (صحيح مسلم، كتاب السلام / باب لكل داءٍ دواءٌ واستحبابِ التداوي ٢٢٥/٢ رقم: ٢٢٠٤ بيت الأفكار الدولية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۶/۱/۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ناجائز شہوت پوری کرنے والے کو قوتِ باہ کی دوائی دینا؟

سوال (۶۹۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بعض لوگ قوتِ باہ (کمزوری دور کرنے) کے لئے دوا مانگتے ہیں، اگر یقین یا قرائن سے معلوم ہوجائے کہ دوا کھاکر طاقت کا استعمال ناجائز (زنا) طور پر کرے گا، ایسے شخص کو میڈیکل والا دوا دے سکتا ہے یا نہیں، کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قوت کی دوائیں استعمال کرنا چوں کہ حلال ہے، اِس لئے اُس کا فروخت کرنا بھی مطلقاً جائز ہے، اَب اگر کوئی یہ دوا کھاکر ناجائز حرکت کرلے تو وہی اُس فعل کا ذمہ دار ہوگا، فروخت کرنے والے پر کوئی ذمہ داری نہ ہوگی۔

لا بأس ببيع العصير والعنب ممن يتخذه خمرًا وهو قول إبراهيم؛ لأنه لا فساد في قصد البائع، فإن قصده التجارة بالتصرف فيما هو حلال لاكتساب الربح، وإنما المحرم قصد المشتري اتخاذ الخمر منه. (المبسوط للسرخسي / كتاب الأشربة ٦/٢٤ بيروت)

وإنما المعصية في صورة اتخاذ المعصية بفعل المستأجر، وهو مختار فيه فقطع نسبة ذٰلک الفعل عن الموجر. (فتح القدير ٦١/١٠ بيروت) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۶/۱۱/۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مصنوعی آلۂ تنفس کا استعمال کیسا ہے؟

سوال (۶۹۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اگر اَطباء مریض کی حیات سے مایوس ہوں؛ لیکن مصنوعی آلۂ تنفس لگا کر چند دنوں سانس کی آمد ورفت کو بحال رکھا جاسکتا ہو، تو ایسی صورت میں مصنوعی آلۂ تنفس لگانے کا کیا حکم ہوگا؟ کیا ورثہ کے لئے اُس سے استفادہ کرنا واجب ہوگا یا ناجائز یا ممنوع؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر مریض کی حیات سے مایوسی ہو اور مصنوعی آلۂ تنفس لگانے سے چند دن سانس کی آمد ورفت میں سہولت کی جاسکتی ہو، تو ایسے آلات کا استعمال شرعاً جائز ہے؛ البتہ واجب نہیں۔

وقد ذهب جمهور العلماء أي الحنفية والمالكية إلى أن التداوي مباح.

(الموسوعة الفقهية ١١٧/١١)

مرض أو رمد فلم يعالج حتى مات لا يأثم، كذا في الملتقط. (الفتاویٰ الهندية ٣٥٥/٥ کوئٹہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۱/۱/۱۴۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا مریض سے مصنوعی آلاتِ تنفس کا ہٹانا قتلِ نفس ہے؟

سوال (٦٩٧): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مصنوعی آلاتِ تنفس کی مشین (Ventilator) پر موجود ایسا مریض جس کی زندگی سے اَطباء مایوس نہ ہوئے ہوں؛ لیکن مشین ہٹالینے پر سانس کی آمد ورفت رک جاتی ہو، ایسے مریض سے مصنوعی آلاتِ تنفس کو ہٹانے کی اِجازت کب ہوگی؟ اور اگر مریض کے اَقارب اِس گراں علاج کا تحمل نہ کرسکتے ہوں تو اُن کی اِجازت کے بعد اَطباء کا مریض سے مشین کو ہٹالینا کیا قتلِ نفس قرار پائے گا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مصنوعی تنفس کی مشین مریض کے عنداللہ مقررہ سانسوں

کوگھٹا بڑھا نہیں سکتی؛ بلکہ اِس مشین کا کام صرف اِس قدر ہے کہ سانس کی آمد ورفت میں مریض کو جو ناقابلِ تحمل تکلیف ہوتی ہے، اس سے وہ بچ جائے گویا کہ وہ مشین سانس کی آمد ورفت میں ایک معاون کے طور پر کام کرتی ہے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ یہ ایک طریقہ علاج ہے، زندگی کو بڑھانے والی چیز نہیں؛ اِس لئے مریض کے متعلقین اگر اِس طریقہ علاج کا خرچ برداشت کرسکتے ہوں تو اُنہیں اسے اختیار کرنا چاہئے، اور اگر اُن کے اندر اتنی وسعت نہ ہو اور وہ اُسے اختیار نہ کریں تو شرعاً اُن سے کوئی مؤاخذہ نہ ہوگا، اور نہ ہی ایسی نازک حالت میں ان مصنوعی آلات کا ہٹالینا قتل نفس قرار پائے گا۔

أما التطبيب مزاولة فالأصل فيه الإباحة، وقد يصير مندوبًا إذا اقترن بنية التأسي بالنبي صلى الله عليه وسلم في توجيهه لتطبيب الناس، أو نوى نفع المسلمين لدخوله في مثل قوله تعالى: ﴿وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا﴾ وحديث: ”من استطاع منكم أن ينفع أخاه فلينفع“. (صحيح مسلم) إلا إذا تعين شخص لعدم وجوده غيره، أو تعاقد فتكون مزاولته واجبًا. (الموسوعة الفقهية ١٣٥/١٢)

وقد ذهب جمهور العلماء أي الحنفية والمالكية إلى أن التداوي مباح.

(الموسوعة الفقهية ١١٧/١١)

ولو أن رجلاً ظهر به داء، فقال له الطبيب: قد غلب عليك الدم فأخرجه فلم يفعل حتى مات لا يكون آثمًا؛ لأنه لم يتيقن أنه شفاء فيه. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن عشر ٣٥٥/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۱/۱/۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جس مریض کی زندگی کا انحصار مشینی آلات پر ہو اس سے آلات ہٹانا؟

سوال (٦٩٨): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ایک مریض ہے کہ جو مدت سے بیمار رہے، جس کو صرف مشینی آلات پر زندہ رکھا گیا ہے، اگر مشینی آلات نکال دیے جائیں تو موت واقع ہو جائے گی۔

ڈاکٹروں کا یہ خیال ہے کہ کچھ عرصہ بعد (مثل تین مہینے) بہر حال موت واقع ہو جائے گی، تو ڈاکٹروں کے یہ کہنے کے باوجود کیا اس حالت میں مریض کو مشینی آلات سے علاحدہ کیا جاسکتا ہے کہ اس کی موت واقع ہو جائے، وضاحت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: موت وحیات اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، مشینوں کے ذریعہ زندگی میں کچھ سہولت تو پہنچائی جاسکتی ہے؛ لیکن مقررہ مدت حیات میں اضافہ یا کمی نہیں کی جاسکتی؛ لہٰذا جن لوگوں کے پاس استطاعت ہو وہ علاج کے طور پر مشینی آلات استعمال کریں۔ اور اگر استطاعت نہ ہو تو ان آلات کو ہٹوا دیں، دونوں باتوں کا اختیار رہے، اس مشین کے ہٹانے سے اگر بالفرض فوری طور پر موت واقع ہو جائے تو کسی پر کوئی ذمہ داری عائد نہ ہوگی۔

وقد ذهب جمهور العلماء إلى الحنفية والمالكية إلى أن التداوي مباح.

(الموسوعة الفقهية ۱۱۷/۱۱ کويت)

مستفاد: ولو أن رجلاً ظهر به داء، فقال له الطبيب: قد غلبه عليک الدم، فأخرجه فلم يفعل حتى مات لا يكون آثما؛ لأنه لم يتيقن أنه شفاء فيه.

(الفتاویٰ الهندية ۳۵۵/۵، قتل بہ جذبہ رحم اور دماغی موت، ص: ۴۹۰) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری ۱۱/۱۱/۱۴۳۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اِسلام میں یوتھینزیا کا کیا حکم ہے؟

سوال (۶۹۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اِس دور میں مغربی تہذیب کے غلبہ کی وجہ سے جو مسائل پیدا ہوئے ہیں، ان میں ایک مسئلہ

یوتھینزیا کا بھی ہے، پہلے تو اُسے مغربی معاشرہ کا حصہ سمجھا جاتا تھا؛ لیکن گلوبلائزیشن کے اِس دور میں اَب اِس طرح کے مسائل ہندوستان اور مشرقی ممالک پر بھی دستک دے رہے ہیں۔ اِس پسِ منظر میں سولھویں فقہی سمینار کے لئے ایک عنوان یوتھینزیا کا بھی رکھا گیا ہے، اِس موضوع پر بہت پہلے بانیٔ اَکیڈمی حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام صاحب قاسمیؒ نے چند علماء واَربابِ افتاء کو ایک سوال نامہ بھیجا تھا، اِس سوال نامہ میں صورتِ مسئلہ کی بڑی اچھی وضاحت کی گئی ہے، اِس لئے وہی تحریر بہ طرز سوال نامہ ذیل میں نقل کی جاتی ہے:

یوتھینزیا(Euthansia): یوتھینزیا کا مطلب یہ ہے کہ مریض جو شدید تکلیف میں مبتلا ہو اور اُس کے زندہ رہنے کی کوئی توقع نہ ہو، یا وہ بچے جو غیر معمولی حد تک معذور ہوں اور اُن کی زندگی محض ایک طرح کا بوجھ ہو، ایسے مریضوں اور بچوں کی زندگی کو ختم کردینا؛ تاکہ تکلیف سے نجات پاجائیں اور آسانی سے اُن پر موت طاری ہوجائے۔

واضح رہے کہ یوتھینزیا کی دو قسمیں ہیں: (۱) عملی Active (۲) غیر عملی Passive۔

(۱) ایکٹویو یوتھینزیا کی صورت یہ ہے کہ ڈاکٹروں کو مریض کو موت تک پہنچانے کیلئے کوئی مثبت عمل کرنا پڑے، مثلاً کینسر کا مریض جو شدید تکلیف میں مبتلا ہو، یا وہ مریض جو طویل بے ہوشی کا شکار رہو اور اِس کے بارے میں ڈاکٹروں کا خیال ہو کہ اُس کی زندگی کی اَب کوئی توقع نہیں ہے، ایسے مریض کو درد کم کرنے والی تیز دوا زیادہ مقدار میں دے دی جاتی ہے، جس سے مریض کی سانس رک جاتی ہے۔

اِسی طرح کبھی ایسا مریض جس کے سر میں شدید چوٹ لگی ہو، مینجائٹس (دماغی بخار) جیسی بیماریوں کی وجہ سے بے ہوش ہو، اور اُس کی صحت یابی کا بظاہر کوئی اِمکان ڈاکٹروں کے نزدیک نہ ہو یا محض مصنوعی تدابیر سے اُس کی سانس چلائی جارہی ہو کہ اگر یہ آلہ ہٹالیا جائے تو مریض کے سانس کا آنا بند ہوجائے گا، ایسی حالت میں اُن مصنوعی آلات کا کو ہٹالینا (تاکہ مریض مکمل طور پر مرجائے) بھی ایکٹو یوتھینزیا کی ایک قسم ہے۔

(۲) پیسو یوتھینز یا (سلبی یا غیر عملی) کا مطلب یہ ہے کہ مریض کی جان لینے کے لئے کوئی عملی تدبیر نہیں کی جاتی؛ بلکہ اُسے زندہ رکھنے کے لئے جو ضروری علاج کیا جانا چاہئے وہ نہیں کیا جاتا اور اِس طرح وہ مریض مرجاتا ہے، مثلاً کینسر یا بے ہوشی یا دماغی چوٹ یا منیجائٹس کا مریض نمونیہ یا کسی ایسے مرض میں مبتلا ہوجائے جو قابلِ علاج ہے؛ لیکن ڈاکٹر اِس نئے مرض کا علاج نہ کرے؛ تاکہ اُس کی موت جلد واقع ہوجائے۔

اِسی طرح ایسے بچے جو شدید طور پر معذور ہوں، مثلاً اُن کی ریڑھ کی ہڈی میں ایسی خرابی ہو جس کی وجہ سے ٹانگیں مفلوج ہوں، یا پیشاب، پاخانہ پر قابو باقی نہ رہا ہو، یا بچہ کا دماغ پیدائش کے وقت مجروح ہوچکا ہو، ایسی حالت میں زندگی بھر یہ مریض بارگراں بن کر زندہ رہے گا۔ اَب اگر ایسے بچوں کو نمونیہ یا کوئی دوسرا قابلِ علاج مرض پیدا ہوجائے تو اُن کا علاج نہ کرکے اُنہیں ایسی گرانبار اور تکلیف دہ زندگی سے جلد نجات دلانے کی صورت اختیار کرنا، یا بوڑھے لوگ کسی خطرناک مرض میں مبتلا ہوجائیں اور اُن کا علاج بہت گراں ہو تو آج مغربی سماج میں ایک فکر یہ رہی ہے کہ ایسے لوگوں کے علاج پر پیسے خرچ نہیں کئے جائیں گے، چناں چہ اُن کا علاج نہیں کیا جاتا ہے۔ بہر حال مبینہ طور پر ''یوتھینز یا'' کا مقصد مریض کو اور اُس کے اعزہ کو طویل تکالیف سے نجات دلانا ہے، اَب مندرجہ بالا تفصیلات کی روشنی میں یہ سوالات پیدا ہوتے ہیں:

(۱) مذکور الصدر صورتِ حال میں کیا اِسلام عمداً کسی ایسے فعل کی اِجازت دیتا ہے کہ جس کے ذریعہ کسی مریض کو شدید تکالیف سے نجات دلانے کے لئے موت تک پہنچا دیا جائے؟

(۲) اور کیا اِسلام اِس مقصد کے پیشِ نظر معالجہ چھوڑ دینے کی اِجازت دیتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی مریض کے ساتھ عمداً ایسا فعل کرنا جس سے عمداً اُس کی موت واقع ہوجائے، اِس کی شرعاً اِجازت نہیں؛ البتہ اگر کسی مریض یا اُس کے متعلقین کے پاس اتنا سرمایہ نہ ہو کہ اُس کے مرض کے علاج کا تحمل کیا جاسکے، تو اِس بنیاد پر ترک معالجہ کی وجہ سے

اگر کسی کی موت واقع ہو جائے، تو اُمید ہے کہ متعلقین سے آخرت میں اُس پر مؤاخذہ نہ ہوگا۔

والرجل استطلق بطنه أو مدت عيناه فلم يعالج حتى أضعفه ذٰلك وأضناه ومات منه، لا إثم عليه. (الفتاویٰ الهندية ٣٥٥/٥)

ولو أن رجلاً ظهر به داء، فقال له الطبيب: قد غلب عليك الدم، فأخرجه فلم يفعل حتى مات لايكون آثمًا؛ لأنه لم يتيقن أن شفاءه فيه. (الفتاویٰ الهندية ٣٥٥/٥)

أما التطبيب مزاولة فالأصل فيه الإباحة، وقد يصير مندوبًا إذا اقترن بنية التأسي بالنبي صلى اللّٰه عليه وسلم في توجيهه لتطبيب الناس، أو نوى نفع المسلمين لدخوله في مثل قوله تعالى: ﴿وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا﴾ وحديث: ”من استطاع منكم أن ينفع أخاه فلينفع“. (صحيح مسلم) إلا إذا تعين شخصٌ لعدم وجود غيره، أو تعاقد فتكون مزاولته واجبًا. (الموسوعة الفقهية ١٣٥/١٢ وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية الكويت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ٢١/١/١٤٢٨ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر عورت کے رحم میں بچے کی افزائش؟

سوال (۷۰۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: (۱) ایک عورت کی شادی ہوئی اُن کے یہاں کوئی اولاد نہیں ہے، جس کے سبب عورت کے انڈے اور مرد کا مادہ منویہ باہر لیبارٹری میں (Zyg ot) بناتے ہیں، پھر کسی نامحرم عورت کے رحم میں ڈال کر بچے کو ۹؍ مہینے میں پیدا کرتے ہیں۔ اَب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا یہ اولاد جائز ہے؟

(۲) کیا نامحرم کے رحم میں (Zyg ot) ڈالنا جائز ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱-۲) میاں بیوی کا نطفہ ملا کر کسی دوسری عورت کے رحم

میں پرورش کرانا خلافِ فطرت اور حرام کاری کی ایک شکل ہے، جس کی شریعت میں قطعاً اجازت نہیں، اور اس طرح جو بچہ پیدا ہوگا وہ مذکورہ میاں بیوی کی طرف منسوب نہ ہوگا؛ بلکہ جس عورت کے پیٹ سے بچے کی پیدائش ہوئی ہے، وہ اگر منکوحہ ہے تو اُس کے شوہر کی طرف منسوب ہوگا، اور اگر منکوحہ نہیں ہے تو خود اُسی کی طرف منسوب ہوگا۔

عن سعد بن أبي وقاص رضي اللّٰه عنه – في حديث طويل – عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ...... الولد للفراش وللعاهر الحجر. (صحيح مسلم ٤٧١/١ رقم: ١٤٥٧، صحيح البخاري ٢٧٦/١ رقم: ٢٧٤٥، مرقاة المفاتيح ٤٢٩/٦ رقم: ٣٣١٢)

عن رويفع بن ثابت رضي اللّٰه عنه قال: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول يوم حنين: لا يحل لامرئ يؤمن باللّٰه واليوم الآخر أن يسقى مائه زرع غيره. (سنن أبي داؤد ٢٩٣/١ رقم: ٢١٥٨ دار الفكر بيروت)

منها: معرفة براءة رحمها من مائه، لئلا تختلط الأنساب؛ فإن النسب أحد ما يُتشاحُّ به، ويطلبه العقلاء، وهو من خواص نوع الإنسان، ومما امتاز به من سائر الحيوان. (حجة اللّٰه البالغة / باب العدة ٣٦٧/٢ مكتبه حجاز ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/۴/۱۴۳۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

منکوحہ کے رحم میں افزائش؟

سوال (۱۰۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا جس کا انڈا تھا، اُسی میں واپس ڈالنا جائز ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر شوہر بیوی کا مادۂ منویہ ملا کر دوبارہ اصل بیوی کے رحم میں ڈال دیا جائے تو گوکہ یہ عمل بھی خلافِ فطرت اور ناجائز ہوا؛ لیکن چوں کہ جنین کی پرورش اور

پیدائش بیوی ہی کے رحم سے ہوئی ہے، اس لئے اس بچہ کا نسب شوہر سے ثابت ہوجائے گا۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿اِنْ اُمَّهَاتُهُمْ اِلَّا اللّٰٓائِیُ وَلَدْنَهُمْ﴾ [المجادلة، جزء آیت: ۲]

عن سعد بن أبي وقاص رضي اللّٰه عنه – في حديث طويل – عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ...... الولد للفراش وللعاهر الحجر. (صحيح مسلم ۱/٤٧۱ رقم: ١٤٥٧، صحيح البخاري ۱/۲٧٦ رقم: ٢٧٤٥، مرقاة المفاتيح ٦/٤٢٩ رقم: ٣٣١٢ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/۴/۱۴۳۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

◆

اَعضاءِ انسانی کا عطیہ اور اُن کی پیوند کاری

جنین کے نامکمل اعضاء دوسرے کو دینے کی اجازت دینا؟

سوال (۷۰۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک عورت کے پیٹ میں چار ماہ کا حمل تھا؛ لیکن اتنا ناقص تھا کہ اُس کی زندگی کی کوئی اُمید نہ تھی؛ اِس لئے ڈاکٹروں کے مشورہ سے اُسے ساقط کرانا پڑا؛ تاہم اسقاط سے پہلے جنین کے والدین نے اپنی خوشی سے اسپتال والوں کو یہ لکھ کر دیا کہ اسقاط کے بعد جنین کو ہمارے حوالہ نہ کیا جائے؛ بلکہ اسے ہسپتال ہی میں محفوظ رکھا جائے، اُس کے کارآمد اعضاء کو ضرورت مند مریضوں کی ضرورت میں استعمال کیا جائے، تو سوال یہ ہے کہ اُس جنین کو دفن نہ کرکے اُس کے مخلوقہ اَعضاء کا دیگر بچوں پر استعمال شرعاً درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شریعت کی نظر میں مادرِ رحم میں جن اَعضاء انسانی کی تخلیق ہوچکی ہے، وہ اِسی طرح قابل احترام ہیں جیسے عام انسانوں کے اعضاء قابل احترام ہوتے ہیں، اِسی لئے اگر مردہ جنین ساقط ہوجائے تو اُس کو باقاعدہ غسل دے کر پاک کپڑے میں لپیٹ کر تدفین کا حکم ہے؛ لہٰذا اِس حکم کے برخلاف جنین کے نامکمل اعضاء کو دوسرے مریض بچوں میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے، اور والدین کی طرف سے اُس کی اجازت دینا شرعاً معتبر نہیں۔

أحدهما أن يوصى بما هو معصية عندنا وعندهم كالوصية للمغنيات والنائحات، فهٰذا لا يصح إجماعًا. (مجمع الأنهر / باب وصية الذمي ٤٥١/٤ كوئٹه)

والآدمي مكرم شرعًا، والمراد تكريم صورته وخلقته، وكذا لم يجز

كسر عظام ميت. (شامي ٢٤٥/٧ زكريا، البحر الرائق ٨١/٦)

الانتفاع بأجزاء الآدمي لم يجز. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات ٣٥٤/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۵/۶/ ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اَعضاء بدن میں سے کسی عضو کا عطیہ دینا؟

سوال (۷۰۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آنکھ کا یا کسی بھی عضو کا عطیہ دینا، زندگی میں یا مرنے کے بعد جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اللہ کے دئے ہوئے اَعضاء وجوارح کا اِنسان مالک نہیں ہے، اور یہ سب اللہ کی دی ہوئی اَمانت ہے؛ لہٰذا آنکھ یا جسم کے کسی دوسرے عضو کو زندگی یا مرنے کے بعد عطیہ کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۳۳۸/۱۸ ڈابھیل)

الأدمي مكرمٌ شرعًا وإن كان كافرًا، فإيراد العقد عليه وإبتذاله به، وإلحاقه بالجمادات إذلالٌ له أي وهو غير جائز، …… وصرح في فتح القدير ببطلانه. (رد المحتار، كتاب البيوع / باب البيع الفاسد، مطلب: الآدمي مكرم شرعًا ولو كافرًا ٥٨/٥ دار الفكر بيروت، ٢٤٥/٧ زكريا، فتح القدير، كتاب البيوع / باب البيع الفاسد ٣٩٠/٦ زكريا، ٤٢٥/٦ مصطفیٰ البابي الحلبي مصر، البحر الرائق ٨١/٦، الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات ٣٥٤/٥ زكريا)

الانتفاع بأجزاء الآدمي لم يجز. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات ٣٥٤/٥)

مضطر لم يجد ميتة وخاف الهلاك، فقال له رجل: إقطع يدي وكلها، أو

قال: اقطع مني قطعة وكلها لا يسعه أن يفعل ذٰلک، ولا يصح أمره به كما لا يسع للمضطر أن يقطع قطعة من نفسه فيأكل. (الفتاوی الهندية، كتاب الكراهية / الباب الحادي عشر في الكراهة في الأكل الخ ٥/٣٣٨، الفتاویٰ البزازية مع الهندية ٣/٤٠٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۶/۴/۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خون کا عطیہ؟

سوال (۷۰۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: خون دینا (Donate) کرنا کیا جائز ہے؟ جیسا کہ آج کل سائنس میڈیکل کہتی ہے کہ نوجوان لوگ ہر ۳/ مہینے میں خود دے سکتے ہیں، اِس کے علاوہ آج کل ڈاکٹر لوگ آپریشن میں بھی رشتہ داروں سے خون مانگتے ہیں، اگرچہ Match ہو یا نہ ہو، وہ کہتے ہیں کہ اس کے بدلے ہم میچ والا خون دے دیں گے، اِس سلسلہ میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عام حالات میں اختیاری طور پر خون کے عطیہ کا حکم نہیں ہے؛ البتہ اگر اضطراری صورت پیش آجائے تو کسی مریض کی جان بچانے کے لئے بلاعوض خون دینے کی گنجائش ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۸/۳۲۸ ڈابھیل)

الانتفاع بأجزاء الآدمي لم يجز. (الفتاوی الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات ٥/٣٥٤ دار إحياء التراث العربي بيروت)

الضرورات تبيح المحظورات. (الأشباه والنظائر ١٤٠ قديم)

مضطر لم يجد ميتة وخاف الهلاک، فقال له رجل: إقطع يدي وكلها، أو قال: اقطع مني قطعة وكلها لا يسعه أن يفعل ذٰلک، ولا يصح أمره به كما لا يسع للمضطر أن يقطع قطعة من نفسه فيأكل. (الفتاوی الهندية، كتاب الكراهية / الباب الحادي

عشر في الكراهة في الأكل الخ ٥/٣٣٨، الفتاویٰ البزازية مع الهندية ٤٠٤/٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۴/۳۰/ ۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسلمان غیر مسلم کو خون دے سکتا ہے؟

سوال (۷۰۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسلمان غیر مسلم کو خون دے سکتا ہے یا نہیں؟ ہمیں اِسلام نے جو تعلیم دی ہے اُسے ہر مذہب میں ممکن حد تک پہنچانا ہے، اور اِسلام کی حقانیت کو ثابت کرنا ہے، اور ہمارے آقا تاج دار مدینہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے بارے میں ہم مسلمانوں کو اور غیر مسلموں کو اِسلام کی جان کاری دینا ہے، اور مسلمانوں کو ہمارے آقا کی تعلیم کی جان کاری دنیا تک پہنچانا ہے؛ لہٰذا ہمارے علماء کرام سے گذارش ہے کہ ہم مسلمانوں پر آتنگ وادی دہشت گردی اور دنیا کے لوگ ہمیں خرافاتی کہتے ہیں، تو براہِ کرم ہمیں آپ سے گذارش ہے کہ ہماری آنے والی نسلیں اِسلام پر باقی رہیں، اُن کا ایمان اسلام سے مرتد نہ ہو جائے، اِس لئے آپ حضرات اِسلام کی باریکیوں سے واقف کرائیں، اور غیر مسلم جماعتیں ہم پر غلط الزمات لگاتی ہیں، تو آپ حضرات قرآن وحدیث کے ذریعہ سے اُن کا جواب دے کر سب لوگوں کی غلط فہمیوں کو دور کریں، اِس میں ہماری اور آپ کی اور آنے والی نسلوں کی بھلائی ہوگی، ایسا کام کریں اور کس طرح کام کرنا ہے، لوگوں کو بتائیں، ہم خادم ملت آپ سے گذارش کرتے ہیں کہ آپ ہمیں قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کا جواب جلد از جلد دے کر خدمت کا موقع دیں۔

ایک ایک سوال پر زیادہ سے زیادہ اَحادیثِ شریفہ تشریح کے ساتھ دیں، ہم آپ کے جوابوں کو چھاپ کر پھر کتابوں کی شکل میں مسلم اور غیر مسلموں تک پہنچائیں گے، اگر آپ حضرات کے پاس اِن سوالات کے جواب میں کتابیں ہیں تو اُن کتابوں کو ہمارے پاس ارسال کردیں، اُس کی قیمتیں ہم آپ کو روانہ کردیں گے، یا پھر اُن کتابوں کے نام لکھ کر بھیج دیں؛ لیکن دارالافتاء کے

جواب کے ساتھ اور اگر ممکن ہو تو سوالوں کے جوابات ہمیں ہندی یا مراٹھی یا انگلش میں روانہ کریں؛ تاکہ ہم کو ترجمہ کی زحمت نہ اٹھانی پڑے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ضرورت پڑنے پر مسلمان غیر مسلم کو خون دے سکتا ہے۔ (مستفاد: ایضاح النوادر ۱۱۴، فتاویٰ محمودیہ ۲۸۲/۱۷)

یجوز للعلیل شرب الدم والبول وأکل المیتة للتداوي إذا أخبرہ طبیب مسلم أن شفاءہ فیه، ولم یجد من المباح ما یقوم مقامه. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الکراهیة / الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات ۳۵۵/۵ زکریا، وکذا في الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الحظر والإباحة / فصل في البیع ۳۸۹/۶ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۷/۸/۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خون عطیہ کا کیمپ لگانا؟

سوال (۷۰۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بیع دم کیسا ہے؟ اگر جائز نہیں ہے تو ذیل کی صورت کیا حکم رکھتی ہے؟ آج کل میڈیکلوں کی طرف سے خون مفت دینے کا کیمپ لگایا جاتا ہے جس میں ڈاکٹروں کی اس ہدایت کے پیش نظر ”کہ کبھی کبھار بدن سے خون نکالنا چاہئے، جس سے صحت صحیح رہتی ہے، اور اس میں کوئی نقصان بھی نہیں ہے؛ کیوں کہ دو چار دن میں اس کمزوری کی تلافی بھی ہو جاتی ہے“ لوگ اپنی خوشی سے خون دیتے ہیں؛ البتہ انہیں میڈیکل کی طرف سے ایک کارڈ ملتا ہے، جو اس بات کی ضمانت ہوتی ہے کہ اگر آپ کو ایک سال کے اندر اندر کسی عارض کی بنا پر خون کی ضرورت پڑے تو مفت خون میڈیکل سے مل جائے گا، اور اس لئے ہوئے خون کو میڈیکل والے بھی ضرورت مند کو مفت ہی چڑھاتے ہیں؛ لہٰذا منشاء سوال یہ ہے کہ اپنی صحت مستقبل میں پریشانیوں سے نجات اور ضرورت مندوں کی حاجت روائی

کے پیشِ نظر کیمپ میں شریک ہوکر اس طرح خون دینا جائز ہے یا نہیں؟ اس کے علاوہ وہ خون کے سلسلہ میں رائج جو بھی شکلیں وصورتیں ہوں مفصل ومدلل کتاب وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اپنا خون یا کوئی بھی جزءِ بدن بیچنا کسی بھی حال میں جائز نہیں ہے؛ البتہ ضرورت مندوں کے لئے ضرورت کے وقت بلا معاوضہ خون دینے کی گنجائش ہے، اور اسپتالوں میں خون کے عطیہ کے جو کیمپ لگائے جاتے ہیں، اُن کا مقصد بھی ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرنا، اور لب دم مریضوں کی جان بچانا ہوتا ہے، اگر پہلے سے مختلف گروپوں کا خون جمع نہیں رہے گا تو بر وقت اس قسم کے خون کا مہیا کرنا نہایت مشکل امر ہوگا، جو مشاہدہ ہے۔ بریں بنا انسانی ضرورت کی تکمیل اور مضطر لوگوں کی جان بچانے کی غرض سے بلا معاوضہ خون کا عطیہ دینے کی گنجائش ہے؛ لیکن یہ عطیہ اتنا زیادہ نہ ہو کہ خود اپنی جان کے لالے پڑ جائیں، دیگر علماء سے بھی اس کی مزید تحقیق کرلی جائے۔ (مستفاد: جدید فقہی مسائل ۳۳۵/۱)

يجوز للعليل شرب الدم والبول وأكل الميتة للتداوى إذا أخبره طبيب مسلم أن شفاءه فيه، ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه. (الفتاویٰ الهندية ٣٥٥/٥ کوئٹه)

ولا بأس بأن يسعط الرجل بلبن المرأة ويشربه للدواء. (الفتاویٰ الهندية ٣٥٥/٥ دار إحياء التراث العربي بيروت)

بطل بيع ما ليس بمال كالدم المسفوح. (الدر المختار / باب البيع الفاسد ٥١٥/٥ دار الفكر بيروت، شامي ٢٣٥/٧ زكريا)

وإذا كان أحد العوضين أو كلاهما محرمًا فالبيع فاسد كالبيع بالميتة والدم. (الهداية / باب البيع الفاسد ٥٣/٣)

بيع ما ليس بمال، والبيع به باطل كالدم. (ملتقى الأبحر على هامش مجمع الأنهر / باب البيع الفاسد ٧٧/٣ کوئٹه، وكذا في البحر الرائق / باب البيع الفاسد ١١٢/٦ زكريا)

بیع الخمر والمیتة والدم …… باطل. (خانیہ علی الفتاویٰ الهندیة / فصل في البیع الباطل ۲/۱۳۳ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۴/۱۴۳۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بلڈ بنک میں رضا کارانہ طور پر خون عطیہ کرنے کے متعلق اِسلامک فقہ اکیڈمی کی تجویز

اِسلامک فقہ اکیڈمی کے چوبیسویں سیمینار منعقدہ کیرالہ بتاریخ ۳/ مارچ بروز شنبہ ۲۰۱۵ء کو رضا کارانہ طور پر خون عطیہ کرنے کے متعلق درج ذیل تجاویز منظور کی گئیں، جو برائے اِفادہ ذیل میں درج ہیں:

(۱) خون؛ اِنسانی جسم کا ایک اَہم اور بنیادی جز ہے، جس سے حیاتِ اِنسانی کا بقا مربوط ہے، اگر کسی اِنسان کو خون کی ضرورت پڑ جائے اور ماہر ڈاکٹر کی تجویز ہو کہ اس کے لئے خون ناگزیر ہے، تو انسانی جان بچانے کے لئے ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان یا غیر مسلم کو عطیہ کرنا جائز ہے، اِسی طرح کسی مسلمان کے لئے اس سے لینا بھی جائز ہے۔

(۲) ایسے بلڈ بینک جہاں لوگ رضا کارانہ طور پر خون کا عطیہ دیتے ہیں، اور وہ بینک ضرورت مندوں کو مفت خون فراہم کرتے ہیں، وہاں مسلمان کے لئے خون کا عطیہ کرنا جائز ہے۔

(۳) رضا کارانہ بلڈ کیمپ لگانا اور بلڈ بینک قائم کرنا بھی اِنسانی ضرورت کے پیش نظر جائز ہے، اور یہ اِنسانی خدمت میں شامل ہے۔

(۴) ایسے نازک موقع پر جہاں خون کا عطیہ نہ کرنے کی صورت میں جان کا خطرہ ہے، وہاں مطلوبہ گروپ کے حامل موجود شخص کے لئے اپنا خون عطیہ کرنا ایک اَہم اِنسانی فریضہ اور شرعاً پسندیدہ عمل ہے۔

طبیب حاذق کے حکم سے کسی انسان کو اپنا خون دینا؟

سوال (۷۰۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: رسالہ ندائے شاہی جولائی بعنوان ”انسانی اعضاء کا عطیہ شریعت کی نظر میں“ جس کا خلاصۂ مفہوم یہ ہے کہ اعضاء انسانی زندہ یا مردہ کی قطع و برید اور تخریج ناجائز اور قطعاً حرام ہے۔ قابل دریافت امر یہ ہے کہ آیا خون کا عطیہ بھی شریعت مطہرہ میں جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر مریض اس حال میں پہنچ جائے کہ بغیر خون چڑھائے، اس کا زندہ رہنا مشکل ہو اور طبیب حاذق اس کے لئے خون کا استعمال تجویز کرے، تو اسے خون کا دینا جائز ہے؛ لیکن خون فروخت کرنا کسی حالت میں درست نہیں۔

عن مسروق قال: من اضطرب إلى الميتة والدم ولحم الخنزير فلم يأكل ولم يشرب حتى يموت دخل النار. (السنن الكبرىٰ للبيهقي ٣٨٢/١٤ رقم: ٢٠١٩٦)

مستفاد: ولا بأس بأن يسعط الرجل بلبن المرأة ويشربه للدواء. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية، الباب الثامن عشر في التداوى والمعالجات ٣٥٥/٥ كوئٹه)

ويجوز للعليل شرب الدم …… إذا أخبره طبيب مسلم أن شفاءه فيه ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية، الباب الثامن عشر في التداوى والمعالجات ٣٥٥/٥ دار إحياء التراث العربي بيروت)

وبطل بيع ما ليس بمالٍ كالدم. (تنوير الأبصار مع الشامي، كتاب البيوع / باب البيع الفاسد ٢٣٥/٧ زكريا)

الاستشفاء بالمحرم إنما لا يجوز إذا لم يعلم أن فيه شفاء، أما إذا علم أن فيه شفاء وليس له دواء آخر غيره، فيجوز الاستشفاء به. (المحيط البرهاني / الاستحسان، الفصل التاسع عشر في التداوى ٨٢/٨ إدارة القرآن كراچی)

لم يجز بيع الميتة والدم لانعدام المالية التي هي ركن البيع، فإنهما لا يعدان ما لا عند أحد وهو من قسم الباطل. (البحر الرائق / باب البيع الفاسد ١١٥/٦ زكريا،

تبیین الحقائق / باب البیع الفاسد ٣٦٢/٤ دار الکتب العلمیة بیروت) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۳/۴/۱۴۱۱ھ

ڈاکٹروں کے مشورہ سے ایک اِنسان کا خون دوسرے میں داخل کرنا؟

سوال (۷۰۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مریض کی حالت بہت نازک سمجھتے ہوئے مستندڈاکٹروں نے مشورہ سے مریض کے خون چڑھایا، ڈاکٹروں کا کہنا تھا کہ مریض کو بچانے کے لئے صرف یہی ایک واحد راستہ ہے کہ اُس کے خون چڑھایا جائے۔ بالآخر خون چڑھا دیا گیا، کیا ایسی صورت میں مریض کے خون چڑھانا جائز ہے یا نہیں، جب کہ خون نجس ہے؟ مزید یہ کہ کیا کسی بھی شخص کا خون چڑھایا جاسکتا ہے یا کسی بھی خاص شخص کا جیسے شوہر بیوی کے لئے یا ماں کے لئے بیٹے کا خون ضروری ہے، یا کوئی عورت ہے تو وہ کسی غیر محرم کا خون چڑھواسکتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو ایسی عورت کے لئے کیا حکم ہے؟ اگر کوئی شخص امام ہو اور اُس نے اپنی بیوی کے خون چڑھوایا، تو کیا ایسے شخص نے جو اِمام بھی ہے اُس نے اچھا کیا یا نہیں؟ اگر اچھا نہیں کیا تو اُس شخص کے لئے کیا حکم ہے؟ کیا اُس شخص یعنی اُس امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو کراہت تو نہیں ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عام حالات میں خون چڑھانے یا چڑھوانے کی اِجازت نہیں؛ اِس لئے کہ خون اِنسان کا جزء ہے جو بلا عذر دوسرے کے استعمال میں نہیں لایا جاسکتا، ہاں اگر اضطراری حالت ہوجائے اور مریض کی جان بچانا خون چڑھانے پر منحصر ہو تو پھر مجبوراً اُسے خون چڑھانے کی اِجازت ہے، اور جس شخص کا بھی خون بآسانی دستیاب ہوسکے، خواہ محرم ہو یا غیر محرم، اُس کا خون لینے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور اِسی طرح خون دینے سے کوئی رشتہ حرمت ثابت نہیں ہوتا اور شوہر کا خون چڑھانے سے بھی کسی طرح کی حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

اگر سوال میں ذکر کردہ امام شخص نے ایسی ہی اضطراری حالت میں اپنی بیوی کو خون دیا ہے

تو اُس کا یہ عمل قابل نکیر نہیں؛ لہٰذا اُس کی امامت میں کوئی خرابی اور کراہت واقع نہ ہوگی۔ (کفایۃ المفتی ۱۴۴/۹، جواہر الفقہ ۳۸/۲، فتاویٰ رحیمیہ ۲۹۶/۱۰)

يجوز للعليل شرب الدم والبول وأكل الميتة للتداوي إذا أخبره طبيب مسلم أن شفاءه فيه، ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات ٣٥٥/٥ زكريا، وكذا في الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع ٣٨٩/٦ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۱/۵/۲۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

لاعلاج مریض کیلئے مردار اِنسان کی کھوپڑی کا استعمال کرنا؟

سوال (۷۰۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مریض جو لاعلاج ہوچکا ہے جس کی کوئی صورت نہیں ہے، سوائے ایک صورت کے کہ اگر مریض کو کسی غیر مسلم مردہ کے سر کی ہڈی لے کر دوا بنا کر مریض کو کھلائی جائے تو مریض صحیح ہوجائے گا، انشاء اللہ۔ اگر ایسا کیا جائے تو ایمان والوں کے ایمان میں کوئی نقصان ہوگا یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِنسان کا جسم مرنے سے پہلے اور مرنے کے بعد قابل احترام ہے، اُسے اضطراری حالت میں بھی دوسرے کسی مصرف میں لانا جائز نہیں، اور اس میں مسلمان اور غیر مسلم کا کوئی امتیاز نہیں؛ لہٰذا صورتِ مسئولہ میں لاعلاج مریض کے علاج کے لئے مردار کی کھوپڑی کا استعمال شرعاً ہرگز حلال نہیں، دوسری جائز تدبیریں علاج میں اختیار کی جائیں، علاوہ ازیں علاج کے لئے غیر مسلم مردار کی تخصیص محض ایک ٹوٹکا ہے، شرعاً یہ نا قابل اعتبار ہے، اور اِس قسم کا علاج اگر جادو کے ذریعہ ہو تو اُس کی تصدیق سے ایمان میں سخت خطرہ ہے۔

رجل برجله جراحة، قالوا: يكره له أن يعالج بعظم الإنسان والخنزير؛ لأنه محرم الانتفاع. (فتاویٰ قاضي خان علی هامش فتاویٰ الهندية ٤٠٤/٣)

وقال محمد رحمه الله: ولا بأس بالتداوي بالعظم إذا كان عظم شاة أو بقرةٍ أو بعيرٍ أو غيره من الدواب، إلا عظم الخنزير والآدمي، فإنه يكره التداوي بهما. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات ٣٥٤/٥ زكريا)

وأما الآدمي فقد قال بعض مشائخنا أنه لم يجز الانتفاع بأجزائه لنجاسته، وقال بعضهم: لم يجز لكرامته هو الصحيح. (الفتاویٰ التاتارخانية ١٩٨/١٨ رقم: ٢٨٤٩٨ زكريا)

لو سقط سنه يكره أن يأخذ سن ميت فيشدها مكان الأولیٰ بالإجماع. (بدائع الصنائع ٣١٦/٤، ١٣٢/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۱/۶/۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ایک شخص کا گردہ دوسرے میں لگانا؟

سوال (۱۰۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص کے دونوں گردے خراب ہیں، کسی عزیز قریب سے مفت یا غیر سے قیمتاً خرید کر ایک گردہ اُس مریض کو لگا سکتے ہیں جس کے دونوں گردے خراب ہوگئے ہیں، اگر کوئی گردہ نہ دے گا تو مریض مرجائے گا یہ بھی ممکن ہے، اَب دونوں مرجائیں گردہ دینے والا بھی اور مریض بھی اور یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں بچ جائیں۔ چاروں شکلیں ممکن ہیں، بہرحال گردہ ایسی مجبوری ہے کسی دوسرے کا لے کر استعمال جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک شخص کو دوسرے شخص کا گروہ لگانا کسی بھی طرح جائز نہیں ہے، خواہ خرید کر ہو یا مفت حاصل ہو؛ اِس لئے کہ گروہ اور دیگر اَعضاء کا انسان خود مالک نہیں، تو وہ دوسرے کو عطا کرنے کا کیسے حق دار ہوسکتا ہے، یہ اَعضاء اللہ تعالیٰ کی ملکیت اور اُس کی اَمانت ہیں، اِنسان کو اپنی مرضی کے مطابق اُن میں تصرف کا حق نہیں ہے۔ بریں بنا کسی عزیز رشتہ دار

یا اَجنبی آدمی سے گردہ لے کر اُس کی پیوندکاری کرنا شرعاً جائز نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲۷/ ۳۲۵ میرٹھ)

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِىْ اٰدَمَ﴾ [بني إسرائيل، جزء آیت: ۷۰]

مضطر لم يجد ميتة وخاف الهلاک، فقال له رجل: إقطع يدي وكلها، أو قال: اقطع مني قطعة وكلها لا يسعه أن يفعل ذٰلک، ولا يصح أمره به كما لا يسع للمضطر أن يقطع قطعة من نفسه فيأكل. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الحادي عشر في الكراهة في الأكل الخ ۵/ ۳۳۸ كوئٹه، الفتاویٰ البزازية مع الهندية ۳/ ۴۰۴، خانية على الهندية ۳/ ۴۰۴)

الاٰدمي مكرمٌ شرعًا وإن كان كافرًا، فإيراد العقد عليه وإبتذاله به، وإلحاقه بالجمادات إذلالٌ له أي وهو غير جائز، ...... وصرح في فتح القدير ببطلانه. (رد المحتار، كتاب البيوع / باب البيع الفاسد، مطلب: الآدمي مكرم شرعًا ولو كافرًا ۵/ ۵۸ دار الفكر بيروت، ۷/ ۲۴۵ زكريا، فتح القدير، كتاب البيوع / باب البيع الفاسد ۶/ ۳۹۰ زكريا، ۶/ ۴۲۵ مصطفىٰ البابي الحلبي مصر، البحر الرائق ۶/ ۸۱، الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات ۵/ ۳۵۴ زكريا)

الانتفاع بأجزاء الآدمي لم يجز. (الفتاوی الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات ۵/ ۳۵۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۸/ ۱۱/ ۱۴۱۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سخت مجبوری میں کسی زندہ یا مردہ اِنسان کے اَعضاء دوسرے میں استعمال کرنا؟

سوال (۱۱۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سخت ضرورت اور مجبوری کی حالت میں کسی شخص کو کسی اِنسان کی آنکھ، گردہ، دل وغیرہ لگانا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی زندہ یا مردہ اِنسان کے اَعضاء کو نکال کر دوسرے اِنسان میں لگانا کسی بھی حال میں جائز نہیں ہے؛ لہٰذا جو شخص بھی ایسا کرے گا وہ گناہ کا مرتکب ہوگا۔

والآدمي محترم بعد موته علی ما کان علیه في حیاته، فکما لا یجوز التداوي بشيء من الآدمي الحي إکرامًا له، فکذلک لا یجوز التداوي بعظم المیت، قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: کسر عظم المیت ککسر عظم الحي. (شرح السیر الکبیر ۸۹/۱ بحواله إیضاح النوادر ۱۱۳/۱)

والآدمي مکرمٌ شرعًا وإن کان کافرًا. (رد المحتار / باب البیع الفاسد، مطلب: الآدمي مکرم شرعًا ۵۸/۵ دار الفکر بیروت، ۲۴۵/۷ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۶/۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مریض کی جان بچانے کے لئے اپنا گردہ دینا؟

سوال (۱۷۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مریض گردوں کے فیل ہوجانے کی وجہ سے جاں بلب ہے، اور ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ اُس کی جان بچانے کی شکل صرف یہ ہے کہ دوسرے شخص کا گردہ اُسے لگا دیا جائے، اُس کا چھوٹا بھائی صحت مند ہے، اور وہ بخوشی اپنا گردہ دینے کے لئے تیار ہے، تو شرعاً اُس کا گردہ دینا اور مریض کا لگوانا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک مریض کی جان بچانے کے لئے دوسرے اِنسان کا کوئی عضو لگوانا شرعاً جائز نہیں ہے، اگرچہ دوسرا شخص بخوشی اِس کی اجازت دے رہا ہو، پھر بھی اِس کی گنجائش نہیں ہے؛ کیوں کہ اِنسان اپنے اَعضاء کا خود مالک نہیں ہے؛ بلکہ یہ اَعضاء اُس کو اللہ

تعالیٰ کی طرف سے بطور عاریت دیئے گئے ہیں، جنہیں وہ خود تو استعمال کرسکتا ہے؛ لیکن دوسروں کو دینے کا مجاز نہیں؛ لہٰذا مسئولہ صورت میں اگر گردے کی پیوندکاری کا عمل کیا جائے گا، تو لینے والا اور دینے والا دونوں سخت گنہگار ہوں گے۔

وقال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا﴾ [بني إسرائیل، جزء آیت: ٣٦]

مضطر لم يجد ميتة وخاف الهلاک، فقال له رجل: إقطع يدي وكلها، أو قال: اقطع مني قطعة وكلها لا يسعه أن يفعل ذٰلک، ولا يصح أمره به كما لا يسع للمضطر أن يقطع قطعة من نفسه فيأكل. (الفتاوی الهندية، كتاب الكراهية / الباب الحادي عشر في الكراهة في الأكل الخ ٥/٣٣٨ كوئٹه، الفتاویٰ البزازية مع الهندية ٣/٤٠٤)

وشعر الإنسان والانتفاع به: أي لم يجز بيعه والانتفاع به؛ لأن الآدمي مكرمٌ غير مبتذل، فلا يجوز أن يكون شيء من أجزائه مهانًا مبتذلاً ...... وصرح في فتح القدير: بأن الآدمي مكرم وإن كان كافرًا. (البحر الرائق، كتاب البيوع / باب البيع الفاسد ٦/١٣٣ زكريا)

الانتفاع بأجزاء الآدمي لم يجز. (الفتاوی الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات ٥/٣٥٤ كوئٹه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۶/۶/۱۴۳۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مرنے کے بعد اپنی آنکھوں کی کسی شخص یا اِدارہ کیلئے وصیت کرنا؟

سوال (۷۱۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: الف نے اپنی آنکھیں کسی فلاحی تنظیم کو عطیہ کرنے کی وصیت کی ہے، جب کہ زید کہتا ہے کہ مرنے کے بعد اپنی آنکھیں کو عطیہ کرنے کی وصیت کرنا شرعاً جائز نہیں ہے، ہاں اگر کسی متقی مسلمان

نابینا کو اپنی آنکھیں عطیہ کرے تو جائز ہے؛ بلکہ شرعاً اعلیٰ ثواب بھی، تو کیا الف کا یا زید کا اپنی آنکھیں مرنے کے بعد کسی فلاحی تنظیم یا کسی ٹرسٹ یا کسی نابینا کے نام وصیت کے ذریعہ عطیہ کردینا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اپنی آنکھ یا بدن کے کسی اور عضو کو مرنے کے بعد کسی دوسرے شخص یا اِدارے کے لئے وصیت یا عطیہ کردینا شرعاً ہرگز قابل اعتبار نہیں ہے، اور وارثین کے لئے اِس وصیت کا پورا کرنا جائز بھی نہیں۔ (مستفاد: اسلام اور جدید میڈیکل سائنس ۹۰، کتاب الفتاویٰ ۶/ ۲۱۴)

الآدمي مكرمٌ شرعًا وإن كان كافرًا، فإيراد العقد عليه وإبتذاله به، وإلحاقه بالجمادات إذلالٌ له أي وهو غير جائز، ...... وصرح في فتح القدير ببطلانه. (رد المحتار، كتاب البيوع / باب البيع الفاسد، مطلب: الآدمي مكرم شرعًا ولو كافرًا ٥/ ٥٨ دار الفكر بيروت، ٧/ ٢٤٥ زكريا، فتح القدير، كتاب البيوع / باب البيع الفاسد ٦/ ٣٩٠ زكريا، ٦/ ٤٢٥ مصطفىٰ البابي الحلبي مصر، البحر الرائق ٦/ ٨١، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات ٥/ ٣٥٤ زكريا)

أحدهما أن يوصىٰ بما هو معصية عندنا وعندهم كالوصية للمغنيات والنائحات، فهٰذا لا يصح إجماعًا. (مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر، كتاب الوصايا / باب وصية الذمي ٤/ ٤٥١ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

والثاني باطل بالاتفاق، وهو ما إذا أوصىٰ بما ليس قربةً عندنا وعندهم، كما إذا أوصى للمغنيات والنائحات. (رد المحتار، كتاب الوصايا / فصل في وصايا الذمي وغيره ٦/ ٦٩٦ كراچى، ١٠/ ٤٠٣ زكريا، تبيين الحقائق، كتاب الوصايا / باب وصية الذمي ٧/ ٤٢١ دار الكتب العلمية بيروت، وكذا في البحر الرائق، كتاب الوصايا / باب وصية الذمي ٩/ ٣٠٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۲۹/ ۳/ ۱۴۲۷ھ

مرنے کے بعد اپنے بدن کا حصہ دوسرے کو دینے کی وصیت کرنا؟

سوال (۷۱۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایسی وصیت کرنا جس میں مرنے کے بعد اپنے کسی بدن کے حصے کو دینا دوسرے شخص کے لئے کیسا ہے؟ کیا شرع میں گنجائش ہے؟ اس کی جیسے کان، آنکھ، گردہ وغیرہ؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اعضاء کو مرنے کے بعد عطیہ کردینے کی وصیت شرعاً نہ تو معتبر ہے اور نہ ایسی وصیت کرنا جائز ہے؛ اِس لئے کہ انسان اپنے اعضاء کا مالک نہیں ہے؛ بلکہ یہ سب اعضا اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں؛ لہٰذا اِس میں انسان کی وصیت قطعاً بے معنی ہے۔

وکون الموصی به شيئًا قابلاً للتمليک. (البحر الرائق ٤٠٣/٨)

عن عائشة رضي اللّٰه تعالىٰ عنها أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: كسر عظم الميت ككسره حيًا. (سنن أبي داؤد، كتاب الجنائز / باب في الحفار يجد العظم هل يتنكّب ذٰلك المكان؟ ١٠٢/٢ رقم: ٣٢٠٧ دار الفكر بيروت)

والآدمي محترم بعد موته على ما كان عليه في حياته، فكما لا يجوز التداوي بشيء من الآدمي الحي إكرامًا له، فذلک لا يجوز التداوي لعظم الميت. (شرح السير الكبير ٨٩/١، بحواله ايضاح النوادر ص: ١١٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۱/۵/۱۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پیر صاحب کے محبّین کا پیر کی آنکھیں لینا؟

سوال (۷۱۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک پیر صاحب کے محبین نے کہا کہ حضرت آپ کی آنکھیں گناہوں سے محفوظ ہیں، اِس لئے ہم چاہتے ہیں کہ آپ مرنے سے پہلے اپنی آنکھیں ہمیں دے دیں؛ تاکہ ہم اُن کو لگوالیں، تو

اِس طرح کسی عضو کا دوسرے کو دے دینا خواہ مرنے سے پہلے ہو یا بعد میں یا جبراً اور قہراً کیسا ہے؟ جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مرنے سے پہلے یا مرنے کے بعد کسی اِنسان کا کوئی عضو دوسرے شخص کو لگانا شرعاً جائز نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۸/ ۳۳۷-۳۳۸ ڈابھیل)

مضطر لم یجد میتة و خاف الهلاک، فقال له رجل: إقطع یدي و کلها، أو قال: اقطع مني قطعة و کلها لا یسعه أن یفعل ذٰلک، و لا یصح أمره به کما لا یسع للمضطر أن یقطع قطعة من نفسه فیأکل. (الفتاوی الهندیة، کتاب الکراهیة / الباب الحادي عشر في الکراهة في الأکل الخ ۵/ ۳۳۸ کوئٹه، الفتاویٰ البزازیة مع الهندیة ۳/ ٤٠٤) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۶/ ۱/ ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اِنسانی اَعضاء کی پیوندکاری سے متعلق مفتیانِ شاہی کی آراء؟

سوال (۱۶۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اِنسانی اَعضاء کی پیوندکاری کے سلسلہ میں آپ کی رائے کیا ہے؟ اور مفتی شبیر احمد صاحب کی رائے سے بھی مطلع فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک اِنسان کا عضو دوسرے اِنسان میں لگانا کسی حال میں بھی جائز نہیں ہے؛ اِس لئے کہ دونوں انسان احترام میں برابر ہیں، کسی ایک کو دوسرے پر فوقیت نہیں ہے۔ (اِیضاح المسالک ۱۰۴)

قال اللّٰہ تعالٰ: ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ﴾ [بني إسرائیل، جزء آیت: ۷۰]

وقال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِکَ كَانَ عَنْهُ

مَسْئُوْلاً﴾ [بني إسرائيل، جزء آيت: ۳۶]

وشعر الإنسان والانتفاع به: أي لم يجز بيعه والانتفاع به؛ لأن الآدمي مكرمٌ غير مبتذل، فلا يجوز أن يكون شيء من أجزائه مهانًا مبتذلاً ...... وصرح في فتح القدير: بأن الآدمي مكرم وإن كان كافرًا. (البحر الرائق، كتاب البيوع / باب البيع الفاسد ۱۳۳/۶ زكريا)

وقال محمد رحمه اللّٰه: ولا بأس بالتداوي بالعظم إذا كان عظم شاة أو بقرةٍ أو بعيرٍ أو فرس أو غيره من الدواب، إلا عظم الخنزير والآدمي، فإنه يكره التداوي بهما. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات ۳۵٤/۵ دار إحياء التراث العربي بيروت)

ولا يأكل المضطر طعام مضطر آخر ولا شيئًا من بدنه. (الأشباه والنظائر ۱٤۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۶/۵/۱۴۱۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

زیبائش اور حسن کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا؟

سوال (۷۱۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں میڈیکل سائنس کا ایم بی بی ایس کا طالب علم ہوں، میں ڈاکٹر کے ساتھ کام کررہا ہوں، وہ ایک ماہر پلاسٹک سرجن ہیں، آپ سے پلاسٹک سرجری کے ذریعے ہونٹوں کو پتلا کرنا، یا موٹی ناک کو پتلا کرنے کے بارے میں مسئلہ تفصیل سے جاننا چاہتا ہوں، اُس میں جس حصے کی سرجری کرنی ہوتی ہے، اُس میں باہر سے پلاسٹک وغیرہ کا خول نہیں چڑھاتے ہیں، صرف اُس کا نام ایسا ہے باہر سے کچھ نہیں لگاتے ہیں، دھونے اور نہانے میں جہاں جہاں تک پانی پہنچنا چاہئے بالکل آسانی سے پہنچتا ہے۔ میں جاننا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ایسا کرواتا ہے یا کرتا ہے، تو اُس کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ اور ساتھ ہی یہ بھی بتائیں کہ اگر کوئی آدمی (مریض) موٹے ہونٹ یا موٹی ناک

کی وجہ سے ذہنی اعتبار سے کافی پریشان ہو اور یہ پریشانی اُسے جنون کی طرف لے جانے والی ہو، یعنی وہ اتنا پریشان ہو کہ بیمار ہو جائے (نیند نہ آنا، بھوک نہ لگنا، بے چینی، ذہنی دباؤ وغیرہ) تو ایسے مریض کی سرجری کرنا شریعت کے مطابق جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: محض حسن آرائی اور زیبائش کے لئے پلاسٹک سرجری شریعت میں پسندیدہ نہیں ہے؛ البتہ کسی پیدائشی نقص کو دور کرنے کے لئے یہ عمل کرایا جائے تو شرعاً اُس میں کوئی مضائقہ معلوم نہیں ہوتا، اور حسبِ تحریرِ سوال اِس عمل میں کوئی چین بون پر نہیں چڑھائی جاتی اِس لئے وضو یا نماز میں اِس کی وجہ سے کوئی خلل واقع نہیں ہوگا۔

عن عبد اللّٰه بن مسعود رضي اللّٰه عنه قال: لعن اللّٰه الواشمات والمستوشمات، والمُتنمِّصات، والمتفلجات للحسن المغيرات خَلْقَ اللّٰه تعالىٰ. (صحيح مسلم ۲۰۵/۲ رقم: ۲۱۲۵ بيت الأفكار الدولية، صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب المتفلجات للحسن ۸۷۸/۲ رقم: ۵۹۳۱ دار الفكر بيروت، سنن النسائي ۲۴۹/۲ رقم: ۵۱۰۷، صحيح ابن حبان ۴۱۶/۷ رقم: ۵۴۸۱، المعجم الكبير للطبراني ۲۹۲/۹ رقم: ۹۴۶۹، السنن الكبرىٰ للبيهقي ۵۵۰/۷ رقم: ۱۴۸۳۳، مشكاة المصابيح ۳۸۱)

عن عبد الرحمٰن بن عرفة أن جده عرفجة بن أسعد قطع أنفه يوم الكلاب فاتخذ أنفًا من ورق فأنتن عليه، فأمره النبي صلى اللّٰه عليه وسلم فاتخذ أنفًا من ذهب. (سنن أبي داؤد ۵۸۲) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۸/۱۱/۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

پلاسٹک سرجری سے ناک یا ہونٹ کو پتلا کرنا؟

سوال (۷۱۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: میں علم حیات میڈیکل سائنس کا طالب علم ہوں، میں آپ سے جاننا چاہتا ہوں کہ پلاسٹک سرجری پیوندکاری کے ذریعہ موٹے ہونٹوں کو پتلا کرنا، یا موٹی ناک کو پتلا کرنا شریعت کے اعتبار سے کیسا ہے؟ پلاسٹک سرجری میں باہر سے کچھ نہیں لگایا جاتا ہے؛ بلکہ جس حصے یا جس عضو کی پلاسٹک سرجری کی جاتی ہے اُسی عضو کی بناوٹ کو اُس حصے کے گوشت کو کم یا ہڈی کو پتلا کرکے ایسا کیا جاتا ہے، تو کیا اِس طرح کرنے کے بارے میں شریعتِ اسلامیہ کی کوئی تعلیم ہے؟

(۱) کیا ایسا کرنے والے شخص کا ایمان ختم ہوجاتا ہے؟

(۲) ایسا کرنے والے شخص کی نماز درست ہوتی ہے یا مکروہ؟

(۳) اگر کسی شخص کی جسمانی یا نفسیاتی بیماری کو دور کرنے کے لئے (جیسے کہ اگر کوئی شخص اپنی اِس کمی کی وجہ سے مثلاً بہت موٹی ناک، یا بہت ہی موٹے ہونٹ کی وجہ سے احساسِ کمتری میں مبتلا ہوجائے اور یہ احساس اُسے دیوانگی یا پاگل پن کی طرف لے جائے، اور پھر اِس احساس کی وجہ سے ٹھیک ڈھنگ سے جینے کے قابل نہ رہے، اور اُس کی اِس نفسیاتی کیفیت یا جسمانی کیفیت کو دور کرنے کے لئے کسی ماہر ڈاکٹر یا ماہر نفسیات کا کہنا ہو کہ اس شخص کی اس بیماری (ذہنی یا جسمانی) کو دور کرنے کے لئے ایسا کیا جاتا ہے، یعنی اُس کی پلاسٹک سرجری کی جاتی ہے، تو کیا اِس وقت ایسا کرنا شریعت کے اعتبار سے جائز ہوگا؟ اور اِس حالت میں اُس کی نماز کیسے ہوگی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: وہ اَعضاء جو دیکھنے میں بدصورت معلوم ہوتے ہوں اُن کو درست کرنے کے لئے ایسی سرجری کرانا جس میں دوسرے انسان کا کوئی جزء بدن نہ لگایا جائے ضرورت کے وقت شرعاً درست ہے؛ البتہ محض حسن میں اِضافہ کے لئے یا اپنے کو جاذبِ نظر بنانے کے لئے اِس طرح کی سرجری مکروہ ہوگی، اور کسی بھی صورت میں سرجری کرنے یا کرانے والا محض اِس عمل سے ایمان سے خارج نہ ہوگا، اور نہ اُس کی نماز میں کوئی خلل آئے گا۔

عن عبد اللّٰہ بن مسعود رضي اللّٰہ عنہ قال: لعن اللّٰہ الواشمات

والمستوشمات، والمُتنمِّصات، والمتفلجات للحسن المغيرات خَلْقَ اللّٰه تعالىٰ. (مشكلة المصابيح ٣٨١، صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب المتفلجات للحسن رقم: ٥٩٣١ دار الفكر بيروت، سنن النسائي رقم: ٥١٠٧، صحيح ابن حبان ١٢/٣١٥ رقم: ٥٥٠٥، المعجم الكبير للطبراني ٩/٢٩٢ رقم: ٩٤٦٩، السنن الكبرىٰ للبيهقي / باب ما لا يجوز للمرأة أن تتزين به ٧/٥٥١ رقم: ١٤٨٣٥ القاهرة)

قال النووي: فيه أشارة إلى أن الحرام هو المفعول لطلب الحسن، أما لو احتاجت إليه لعلاج أو عيب في السن ونحوه فلا بأس به. (مرقاة المفاتيح ٨/٢٩٥ المكتبة الاشرفية ديوبند)

وخص من تغيير خلق اللّٰه تعالىٰ الختان والوشم لحاجة. (روح المعاني، النساء ٤/٢٠٢)

والحاصل: أن كل ما يفعل في الجسم من زيادة أو نقص من أجل الزينة، بما يجعل الزيادة أو النقصان مستمرًا مع الجسم، وبما يبدو منه أنه كان في أصل الخلقة هٰكذا، فإنه تلبيس وتغيير منهى عنه. (تكملة فتح الملهم ٤/١٩٥) فقط واللّٰه تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۹/۵/۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سرجری کے ذریعہ سر پر بالوں کو جمانا؟

سوال (۷۱۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل نوجوانوں میں گنجے پن کا مرض عام ہوتا جا رہا ہے، نوعمر اپنی خوبصورتی کو باقی رکھنے کے لئے مصنوعی بالوں کا سہارا لیتے ہیں، اِس کی مختلف صورتیں ہیں:

(۱) بالوں کو ٹوپی کی شکل میں استعمال کرتے ہیں یعنی بوقتِ ضرورت اُتار بھی لیتے ہیں۔

(۲) سر پر مصنوعی بال لگا کر ایک سیال مادہ (دوا) سر پر ڈال دیا جاتا ہے، جو جھلی کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور مصنوعی بالوں کو پکڑ لیتا ہے، یہ مخصوص اسپتالوں میں چند ٹیسٹ کرنے کے بعد کیا

جاتا ہے اور سر پر مستقل طور پر یہ مصنوعی بال قائم رہتے ہیں۔

(۳) انسان کی اپنی اصل کھال میں ہی بالوں کو سرجری کے ذریعہ جڑا جاتا ہے، یہ اُس وقت ہوتا ہے جب کچھ بال سر پر باقی رہ گئے ہوں، میڈیکل کی اِصطلاح میں اِن تینوں شکلوں کے مختلف نام ہیں جو ذہن میں نہیں، بہر حال وضو کے اندر سر پر مسح کا مسئلہ درپیش ہے، پہلی صورت میں تو کوئی پریشانی نہیں ہے؛ البتہ دوسری اور تیسری صورت میں کیا مسئلہ ہوگا؟ ہمارے یہاں بہت سے نوجوان اِن طریقوں کو اپنا رہے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مردوں کے لئے محض اپنی خوبصورتی کو برقرار رکھنے کی خاطر مصنوعی بالوں کا استعمال خواہ انسان کے ہوں یا کسی جانور کے شرعاً پسندیدہ نہیں ہے؛ لیکن اِس کے باوجود اگر کسی نے مصنوعی بال لگائے تو اگر وہ بال بآسانی علیحدہ ہوسکتے ہوں، جیسا کہ پہلی صورت میں لکھا گیا ہے، تو اُن کو نکالے بغیر سر کا مسح درست نہ ہوگا، اور اگر اُن بالوں کو مستقل طور پر سر کے ساتھ جوڑ دیا گیا ہو، جیسا کہ دوسری اور تیسری صورت میں ہے کہ جراحی (آپریشن) کے بغیر اُن کو علیحدہ کرنا ممکن نہ ہو تو اُن کی حیثیت اصل عضو کی ہوگی اور اُن پر مسح کر لینے سے سر کا مسح درست ہوجائے گا۔ (مستفاد: جدید فقہی مسائل ۱/۸۷-۸۸)

ولو شدها بالفضة لا يكره بالإجماع. وكذا لو جدع أنفه فاتخذ أنفا من ذهب لا يكره بالاتفاق. (بدائع الصنائع ٦/٤ ٣١ زكريا)

ولايشد منه المتحرك بذهب بل بفضة، وجوّزهما محمد ويتخذ أنفا منه. (الدر المختار مع الشامي ٩/١ ٥٢ زكريا)

عن عرفجة بن أسعد قال: أصيب أنفي يوم الكلاب في الجاهلية، فاتخذت أنفا من ورق فأنتن علي، فأمرني رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أن أتخذ أنفا من ذهب. (سنن الترمذي ٦/١ ٣٠، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٥/٣ ٢، سنن النسائي ٢/ ٢٨٥)

وقد روي عن غير واحد من أهل العلم أنهم شدوا أسنانهم بالذهب، وفي هٰذا الحديث حجة لهم. (سنن الترمذي ۱/۳۰۷)

عن حماد بن سليمان الكوفي قال: رأيت مغيرة بن عبد اللّٰه قد شد أسنانه بالذهب فذكر ذٰلک لإبراهيم، فقال: لا بأس به. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ۵/۲۳)

والحاصل أن كل ما يفعل في الجسم من زيادة أو نقص من أصل الزينة بما يجعل الزيادة أو النقصان مستمرًا مع الجسم، وبما يبدو منه أنه كان في أصل الخلقة هٰكذا، فإنه تلبيس وتغيير منهى عنه. (تكملة فتح الملهم ۴/۱۹۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۶/۲۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سر کے پچھلے حصے کے بال اُکھاڑ کر بطور علاج درمیانی حصہ میں لگانا؟

سوال (۷۲۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل بال گرنے کی بیماری عام ہوتی جارہی ہے، بچے جوان سب ہی کے بال گر رہے ہیں، ہمارے یہاں ایک علاج نکلا ہے کہ آدمی کے سر کے پچھلے حصہ کے بال پیچھے سے نکال کر بیچ کے حصہ میں لگاتے ہیں، اور اِس طرح کرنے سے بیچ کے حصہ میں بال اُگنا شروع ہوجاتے ہیں، تو اِس طرح اپنے ہی سر کے بال پیچھے سے آگے لگوانا درست ہے یا نہیں؟ اِسی طرح کسی اور کے بال لگوانا درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: گنجے پن کے عیب کو دور کرنے کے لئے اگر اپنے پیچھے کے بال آگے کے حصہ میں لگوائیں تو گنجائش نکل سکتی ہے؛ لیکن محض بال گرنے کے لئے اس تکلف کی ضرورت نہیں، اور کسی غیر کے بال لگانے کی بھی اجازت نہ ہوگی۔ (خواتین کے بناؤ سنگھار کے شرعی احکام ۵۸)

المستفاد: وأما قطع الإصبع الزائدة، ونحوه؛ فإنه ليس تغيرًا لخلق اللّٰه وأنه من قبيل إزالة عيب ومرض فأجازه أكثر العلماء. (تكملة فتح الملهم ۱۹۵/٤ المكتبة الأشرفية ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۴/۱۱/۱۴۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کا بذریعہ آپریشن پستان چھانٹنا؟

سوال (۷۲۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی عورت کے لئے آپریشن کے ذریعہ اپنی پستان چھانٹنا درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورت کے لئے اپنا پستان چھانٹنا اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی ہے، جو قطعاً حرام ہے، قرآنِ کریم میں اُسے شیطانی عمل قرار دیا ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۸/۳۰۲ ڈابھیل)

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ﴾ [النساء، جزء آیت: ۱۱۹]

قال القرطبي في تفسير هٰذه الأية: اختلف العلماء في هٰذا التغيير إلى ماذا يرجع، فقالت طائفة: هو الخصاء وفقء العين، وقطع الآذان. (الجامع لأحكام القرآن الكريم ۲۵۰/۵ بيروت)

وقال العلامة الآلوسي: قوله تعالىٰ: ﴿وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ﴾ متمثلين به بلا ريث ﴿خَلْقَ اللّٰهِ﴾ عن نهجه صورة أو صفة، ويندرج فيه ما فعل من وفقء عين فحل الإبل إذا طال مكثه حتى بلغ نتاج نتاجه. (روح المعاني ۲۱۹/٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۴/۱۱/۱۴۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مرد یا عورت کے لئے جنس تبدیل کرانا جائز ہے یا نہیں؟

سوال (۷۲۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مغربی بنگال ضلع بیر بھوم کی ایک کنواری لڑکی جس کا سابق نام ریحانہ فردوسی، اور حال نام ریحان فردوسی آپریشن کے ذریعہ اپنے اندر جنسی تبدیلی پیدا کرلی ہے، اور اپنے آپ کو مرد ہونے کا دعویٰ کررہی ہے، ویسے اُس کی داڑھی نکل آئی ہے اور وہ داڑھی بناتی ہے، مونچھ بھی نکل آئی، مردانہ لباس پہن رہی ہے، آواز بھی مرد کی طرح ہوگئی ہے؛ البتہ زیرِ ناف کے عضوِ مخصوص کی حالت کا صحیح علم نہیں ہے، گذشتہ عید الفطر کی نماز پڑھنے کے لئے وہ عیدگاہ بھی گئی، جس کی وجہ سے بڑا ہنگامہ ہوا، ہنگامہ کی خبر مقامی روزنامہ میں شائع ہوئی تھی، مسلم معاشرہ کا کہنا ہے کہ ہم اِس کو مرد تسلیم نہیں کریں گے، اور مردوں کے ساتھ اُس کو نماز پڑھنے نہیں دیں گے۔ آپ سے چند اُمور دریافت طلب ہیں:

(۱) اِس طرح کی جنسی تبدیلی جائز ہے یا نہیں؟

(۲) ایسی تبدیلی کے بعد کیا عورت مرد کے اور مرد عورت کے حکم میں ہوجائے گا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) جنس تبدیل کرنے کا عمل اِسلامی شریعت میں قطعاً حرام ہے، اِس عمل کا مرتکب شخص قابل لعنت اور لائق مذمت ہے۔

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: لعن اللّٰه المتشبهین من الرجال بالنساء، والمتشبهات من النساء بالرجال.

(صحیح البخاري ۲/ ۸۷۴، سنن أبي داؤد ۲/ ۵۶۶)

وقال النووي رحمه اللّٰه في الروضة: والصواب أن التشبه بالرجال للنساء، وعکسه حرام. (بذل المجهود ۲ /۱۲۸ دارالعلوم دمشق

(۲) اللہ تعالیٰ نے مرد وعورت کی جنسی ساخت بالکل جداگانہ بنائی ہے، تبدیل جنس کے مروجہ عمل سے ظاہری طور پر ممکن ہے کہ کچھ آثار میں تبدیلی ہوجائے؛ لیکن اندرونی ساخت میں اور جنسی

آلات میں حقیقی تبدیلی ناممکن ہے، جیسا کہ ماہر ڈاکٹروں کی تحقیق سے معلوم ہوا۔ بریں بنا تبدیل جنس کرانے والی عورت مرد کے حکم میں، یا مرد عورت کے حکم میں ہرگز نہیں ہوسکتا؛ البتہ ایسا شخص جس میں مردانہ اور زنانہ دونوں طرح کے آثار ظاہر ہوجائیں، تو اُس کو خنثیٰ کے درجہ میں رکھا جاسکتا ہے۔

وإذا بلغ الخنثى وخرجت له لحية، أو وصل إلى النساء فهو رجل، ولو ظهر له ثدي كثدي المرأة، أو نزل له لبن في ثديه أو حاض أو حبل أو أمكن الوصول إليه من الفرج فهو امرأة؛ لأن هٰذه من علامات النساء، وإن لم يظهر إحدى هٰذه العلامات فهو خنثى مشكلٌ، وكذا إذا تعارضت هٰذه المعالم. (الهداية مع الفتح ۱۰/۵۱۷ بيروت، الهداية ٦٧٧/٤ مكتبة بلال ديوبند، ٤/١ ٧٠ الأمين كتابستان ديوبند)

إن بلغ وخرجت له لحية، أو وصل إلى النساء فرجل، وكذا إذا احتلم من الذكر، وإن ظهر له ثدي أو لبن أو أمكن وطؤه فامرأة، وإن لم تظهر له علامة أو تعارضت فمشكل. (كنز الدقائق مع البحر الرائق ۸/۳۳۵ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۲۴/۱۱/۱۴۲۹ھ

آپریشن کے ذریعہ تبدیلی جنس کے بعد کیا اَحکام جاری ہوں گے؟

سوال (۷۲۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کوئی عورت آپریشن کے ذریعہ مرد بن جائے یا کوئی مرد آپریشن کے ذریعہ عورت بن جائے تو اُس پر شریعت کس کے احکام جاری کرے گی؟ اُس پر جنس کے بدل جانے کے بعد کے اَحکام ہوں گے یا پھر اُس کو اُس کی پرانی حالت ہی پر برقرار مان کر اُسی کے مطابق احکام لگائے جائیں گے؟

مشاہدہ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ تبدیلی جنس کے بعد مرد مکمل عورت اور عورت مکمل مرد نظر آتی ہے، جسمانی ساخت، وضع قطع، رہن سہن، ظاہری واندرونی تمام تبدیلیاں ہوجاتی ہیں، پلاسٹک سرجری کے ذریعہ مرد کے اندر پائے جانے والے ORGANS عورت کے اندر اور

عورت کے اندر پائے جانے والے ORGANS مرد کے اندر TRANSFER کیئے جاتے ہیں، جلد اور باہری اعضاء میں پلاسٹک سرجری کے ذریعہ نزاکت، نرمی، سختی جیسی غیر معمولی تبدیلیاں لائی جاتی ہیں۔ غرض یہ کہ اُن کو تبدیلی جنس کے بعد مکمل عورت یا مرد ظاہر کرنے کی حتی الامکان کوشش کی جاتی ہے، اور اس میں کسی حد تک کامیاب بھی ہے، اَب ایسی صورت میں کیا اُن پر تبدیلی کے بعد کے اَحکام لگائے جائیں گے، یا پھر اُن کو اُن کی پرانی حالت ہی پر برقرار مانا جائے گا۔

اگر اُن کو اُن کی پرانی حالت پر ہی برقرار مانتے ہوئے احکام لگائے جائیں، تو اُس میں بہت ساری مشکلات درپیش ہوں گی؛ کیوں کہ اگر کوئی مرد عورت بنتی ہے، تو اُس میں غیر معمولی تبدیلیاں ہوں گی، جیسے پستان کا ابھار عورتوں جیسا، جلد کی نزاکت، اعضاء کی نزاکت، زنانہ لباس، لمبے بال، زینت اور شرم گاہ بھی عورت ہی کی، اور اندرونی نظام بھی عورتوں جیسا حیض، نفاس، ولادت وغیرہ۔

اگر کوئی عورت مرد بن جائے تو اُس کی ظاہری ساخت مکمل مردوں جیسی ہوگی، جیسے پستان دب جائیں گے، داڑھی، مونچھ، جلد کی سختی اور مرد کی شرم گاہ اور اس میں ایستادگی، احتلام، رغبت الی النساء وغیرہ، اَب اُن کی تفصیل یہ ہے:

تبدیلی جنس کے بعد اگر پرانی حالت پر برقرار مانا جائے، تو مرد اگر عورت بن جائے تو:

(۱) اُس کا شرعی ستر کتنا ہوگا؟ کیا مردوں کی طرح ناف سے لے کر گھٹنوں تک اور باقی جسم کھلا رکھ سکے گی؟

(۲) وہ نماز کہاں ادا کرے گی؟ کیا وہ عورت کی ہیئت پر ہونے کے باوجود مسجد کی صف میں آ کر کھڑی رہے گی؟

(۳) کیا اَیامِ حیض میں بھی اُس کو ناپاکی کے ساتھ نماز کی اِجازت دی جائے گی؟

(۴) رمضان میں حیض کی حالت میں روزے ادا کرے گی یا پھر بعد میں قضا کرے گی؟

(۵) دورانِ حج احرام کونسا باندھے گی؟ مردوں والا یا عورتوں والا؟ اگر مردوں والا

باندھے گی تو تقریباً آدھے سے زیادہ جسم کھلا ہو جائے گا؟

(۶) کیا اُس کو عورت کی ہیئت ہونے کے باوجود مرد مانتے ہوئے مردوں کے اندر عام اختلاط کی اِجازت دی جائے گی؟

(۷) کیا سفرِ حج پر کسی مرد کے ساتھ جانے کی اِجازت دی جائے گی؟

(۸) حج کے بعد حلق کرے گی یا قصر؟ حالاں کہ عورت کے لئے حلق حرام ہے؟

(۹) کیا اُس کو اُس کی پرانی حالت پر برقرار مرد ہی مانتے ہوئے کسی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنے کی اِجازت دی جائے گی جب کہ یہ خود عورت ہے؟

(۱۰) کیا اُس کی گواہی مردوں والی ہی ہوگی؟

(۱۱) کیا اُس کو مرد مانتے ہوئے کسی مرد کے ساتھ سیر و تفریح یا سفر میں جانے کی اِجازت ہوگی؟

(۱۲) اُس کے ملبوسات کس ساخت کے ہوں گے؟ مردوں والے یا پھر عورتوں والے؟

(۱۳) وہ نماز کس کی طرح اَدا کرے گی؟ کیا مردوں کی طرح؟

اِسی طرح اگر عورت مرد بن جائے تو:

(۱) وہ نماز کہاں اَدا کرے گا؟ مسجد میں یا گھر میں؟

(۲) اس کے نماز کی ہیئت کیا ہوگی؟ عورتوں والی یا مردوں والی؟

(۳) حالتِ حج میں احرام کونسا باندھے گا، عورتوں والا یا مردوں والا؟ اگر عورتوں والا باندھے گا تو سر ڈھانپنا پڑے گا جو مرد کے حق میں جنایت ہوگی؟

(۴) کیا اُس کو عورتوں میں عام اختلاط کی اجازت ہوگی؟ جب کہ یہ مرد ہے؟

(۵) کیا مرد کی حالت پر ہونے کے باوجود اُس کو پرانی حالت کے مطابق شرعی پردہ کا پابند کیا جائے گا؟

(۶) کیا اُس کو پرانی حالت پر برقرار مانتے ہوئے کسی مرد کے ساتھ نکاح کی اِجازت دی جائے گی جب کہ یہ خود مرد ہے؟

(۷) کیا اُس کو عورتوں کا وہ ستر جو عورتوں کیلئے دیکھنا جائز ہے، دیکھنے کی اِجازت ہوگی؟

(۸) کیا اُس کو ریشم، سونا، چاندی کے زیورات پہننے کی اِجازت ہوگی؟

(۹) کیا اُس پر جمعہ وعیدین واجب نہ ہوں گے؟

(۱۰) اُس کے ملبوسات کس ساخت کے ہوں گے؟ زنانہ یا مردانہ؟

(۱۱) کیا اُس کو مرد کی حالت میں ہونے کے باوجود پرانی حالت کی وجہ سے زینت اختیار کرنے کی اِجازت ہوگی؟

(۱۲) اُس سے پیدا ہونے والے بچہ کا یہ باپ کہلائے گا یا کچھ اور؟

اِن تمام صورتوں کے اندر کیا حل نکالا جائے گا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی مرد یا عورت کا اپنی جنس تبدیل کرنے کی کوشش کرنا قطعاً حرام اور قابلِ لعنت عمل ہے، اَحادیثِ شریفہ میں ایسے مردوں اور عورتوں پر سخت لعنت آئی ہے، جو ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنے والے ہوں، یہاں یہ واضح رہنا چاہئے کہ معتبر اور ماہر ڈاکٹروں سے تحقیق کے بعد یہ بات ثابت ہوئی کہ مکمل طور پر مرد یا عورت کی جنس کی تبدیلی قطعاً ناممکن ہے، یعنی ایسا نہیں ہوسکتا کہ جنس کی تبدیلی سے مرد میں قوتِ ولادت ورضاعت پیدا ہوجائے یا عورت میں قوتِ رجولیت پیدا ہوجائے۔ اِسی طرح اَعضاءِ جنسیہ میں بھی حقیقۃً تبدیلی ناممکن ہے؛ البتہ بعض آثار میں تبدیلی ہوسکتی ہے، مثلاً عورت کے چہرے پر بال نکل آئیں یا مرد کے سینہ میں اُبھار آجائے یا آواز میں لزوجت آجائے وغیرہ۔ بریں بناء تبدیلی سے متعلق جو سوالات آپ نے قائم کئے ہیں، وہ سب فرضی اور مہمل ہیں، مسئلہ کا اصل حکم یہ ہے کہ تبدیلیٔ جنس کے بعد جس شخص میں جو صفات غالب ہوں، اُس کا شمار اُسی جنس سے ہوگا یعنی مرد کی علامتیں ہیں تو مرد رہے گا اور عورت کی علامتیں ہیں تو عورت رہے گی، اور اگر ایسی صورت پیدا ہوجائے کہ فیصلہ کرنا مشکل ہو کہ یہ مرد ہے یا عورت، تو اُس کا حکم خنثیٰ مشکل کے درجہ میں ہوگا، اُس کو عام نمازیوں

کے ساتھ کھڑا نہیں کیا جائے گا؛ بلکہ بچوں کی صف کے بعد اور عورتوں کی صف سے پہلے الگ صف میں کھڑا کیا جائے گا۔

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنه قال: لعن النبي صلى الله عليه وسلم المتشبهين من الرجال بالنساء، والمتشبهات من النساء بالرجال. (صحيح البخاري ۸۷٤/۲، سنن أبي داؤد ۵٦٦/۲)

فإن بلغ وخرجت له لحية أو وصل إلى النساء فرجل وكذا إذا احتلم من الذكر؛ لأن هٰذه من علامة الذكر، وإن ظهر له ثدي أو لبن أو أمكن وطؤه فامرأة؛ لأن هٰذه من علامات النساء، وإن لم تظهر له علامة أو تعارضت فمشكل لعدم ما يوجب الترجيح، فيقف بين صف الرجال والنساء. (البحر الرائق ٤٧٢/۸ كوئٹه، ۳۳۵/۸ زكريا)

فإن بلغ وجامع بذكره فهو رجل، وكذا إذا لم يجامع بذكره ولكن خرجت لحيته فهو رجل، وكذا إذا احتلم كما يحتلم الرجل أو كان له ثدي مستو، ولو ظهر له ثدي كثدي المرأة أو نزل له لبن في ثدييه أو حاض أو حبل أو أمكن الوصول إليه من الفرج فهو امرأة، وإن لم تظهر إحدىٰ هٰذه العلامات فهو خنثىٰ مشكلٌ، وكذا إذا تعارضت هٰذه المعالم. (الفتاوىٰ الهندية ٤۳۸/٦، هٰكذا في الدر المختار مع الشامي ٤٤٦/۱۰-٤٤۷ زكريا، ۳۵۳/٦ كراچی)

إنما يعرف ذٰلک بالعلامة، وعلامة الذكورة بعد البلوغ نبات اللحية وإمكان الوصول إلى النساء وعلامة الأنوثة في الكبر نهود ثديين كثديي المرأة ونزول اللبن في ثدييه والحيض والحبل وإمكان الوصول إليه من فرجها، فكانت علامة صالحة للفصل بين الذكر والأنثىٰ، وأما حكم الوقوف في الصفوف في الصلوٰة؛ فإنه يقف بعد صف الرجال والصبيان قبل صف النساء احتياطًا. (بدائع الصنائع ٤۱۸/٦-٤۱۹، هٰكذا في الطحطاوي على الدر ۳۵۰/٤)

وفي الصلاة يقدم قدام النساء وخلف الرجال، فإن قام في صف النساء، قال: أحب إلي أن يعيد صلاته …… فإن قام في صف الرجال فإن صلاته تامةٌ ويعيد الذي عن يمينه وعن يساره والذي خلفه بحذائه. (الفتاویٰ التاتارخانیة ۲۰/۹۷- ۱۹۸۱ رقم: ۳۳۰۳۱-۳۳۰۳۲ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۱۱/۲۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تبدیلی جنس کر کے ہیجڑا بننا اور اِغلام بازی کرنا؟

سوال (۷۲۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے علاقہ حسن پور میں ہیجڑوں نامرد قسم کے لڑکوں کا بہت زور ہے، اور وہ کھلے عام بے حیائی اور اِغلام بازی میں ملوث ہیں، اگر کوئی شریف آدمی اُن کو اِس فعل بد سے روکتا ہے تو جواب دیتے ہیں کہ اِس میں ہمارا کیا قصور ہے؟ ہمیں اللہ تعالیٰ نے جیسا بنایا ہم ویسے ہی بن گئے، اصل ذمہ دار تو اللہ ہے؛ کیوں کہ اُس نے ہمارے اندر مردانی روح کے بجائے زنانی روح کیوں رکھی ہے؟ اور کہتے ہیں کہ مسجد نبوی میں صفہ چبوترہ پر بھی ہیجڑے قسم کے لوگ رہتے ہیں، جن کے نہ داڑھی ہے اور نہ مونچھیں ہیں، اور فقہ کی کتابوں میں ہمارے بارے میں بھی مسئلے لکھے ہوئے ہیں، مگر اِس کے برخلاف اور لوگوں کا کہنا ہے کہ اللہ نے تو اچھا خاصا مرد بنایا تھا، مگر اُنہوں نے خود ہی اپنی حالت تبدیل کرلی ہے، اور یہ لوگ خود ہی ذمہ دار ہیں، اور اُن کو گناہوں کی سزا ضرور ملے گی، اور یہ سب کافر ہیں، جن کا کوئی مذہب نہیں ہے، ہاں اللہ نے جانوروں میں تو ضرور ہیجڑے قسم کے پیدا کردئے ہیں، مگر انسانوں میں نہیں؛ لہٰذا آپ حضرات سے التماس ہے کہ آپ ہی صحیح بات سے آگاہ کریں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدائشی طور پر کچھ لوگوں کو مخنث پیدا کیا ہے، اُن کے اَحکامات کتبِ فقہ میں موجود ہیں، مگر اس کا مقصد یہ ہرگز نہیں کہ اس کی

وجہ سے کھلے عام فحاشی اور بدفعلی وغیرہ جیسے خطرناک گناہ کئے جائیں، اللہ تعالیٰ نے کلی طور پر سب کو بدفعلی سے روکا ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلاَ تَقْرَبُوْا الزِّنَا اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً﴾ [بني إسرائيل، جزء آيت: ١٥]

اِس کے برخلاف اِس زمانہ میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے ایک صحیح وسالم مرد بنایا تھا، مگر وہ کسی طرح مخنث بن گئے، یہ ظلم بالائے ظلم ہے، اللہ کی تخلیق میں اِس طرح کی تبدیلی کرنا ہرگز جائز نہیں ہے؛ بلکہ بہت ہی سخت گناہ ہے، جو چیز اللہ تعالیٰ نے حرام کردی ہے، اُس کو حلال کرنا اسلام سے نکال دیتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۳۳۲/۲۷ میرٹھ)

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿لاَ تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ﴾ [الروم، جزء آيت: ٣٠]

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنه قال: لعن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم المتشبهين من الرجال بالنساء، والمتشبهات من النساء بالرجال. (صحيح البخاري ٨٧٤/٢، سنن أبي داؤد ٥٦٦/٢)

من اعتقد الحرام حلالاً أو على القلب يكفر. (طحطاوي ٧٤، ترجمه شيخ الهند ١٢٧، هٰكذا في المحيط البرهاني ٤١٨/٧ بيروت)

استحلال الحرام كفر. (المحيط البرهاني في الفقه النعماني ٢٠٦/٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۷/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اِنسان کے فضلات اور اَعضاء کو بطورِ علاج استعمال کرنا؟

سوال (۷۲۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کتاب حیاۃ الحیوان جلد اول میں انسانی طبی فوائد کے تحت حکیم جالینوس اور دوسرے حکماء کے حوالوں سے پاخانہ، پیشاب، حیض، عورتوں کا دودھ، شراب وغیرہ کے استعمال کے بارے میں بہت سے فوائد نقل کئے ہیں۔ کیا اِن چیزوں کے استعمال کی شرعاً گنجائش ہے، انسانی کھوپڑی، بچے کا دانت، عورت کے بالوں کے بارے میں بھی اِسی طرح ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آدمی کے فضلات اور اَعضاء سے علاج ومعالجہ کی قطعاً اِجازت نہیں ہے۔

الانتفاع بأجزاء الآدمي لم يجز، قيل: للنجاسة، وقيل: لكرامة، هو الصحيح. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن عشر ٣٥٤/٥)

وحرمة الانتفاع بأجزاء الآدمي لكرامته. (الهداية ٤٠/١ مكتبه بلال ديوبند)

ہاں اگر اضطراری حالت ہوتو حکم الگ ہے، حیاۃ الحیوان میں جو طبی فوائد لکھے ہیں اُن پر محض شوقیہ اور تجربہ کی خاطر عمل کی اِجازت نہیں ہے۔

كل ما يخرج من بدن الإنسان مما يوجب خروجه الوضوء أو الغسل فهو مغلظ كالغائط والبول والمني والمذي والودي ...... وكذا دم الحيض والنفاس والاستحاضة. (الفتاویٰ الهندية / كتاب الطهارة ٤٦/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۴۲۱/۱/۲۵ھ

❖

ختنہ کے مسائل

اِسلام میں ختنہ کی ابتداء کب سے ہوئی اور اُس کا کیا حکم ہے؟

سوال (٧٢٦):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اِسلام میں ختنہ کا شرعی حکم کیا ہے؟ اور کب سے ختنہ رائج ہے؟ کیا ختنہ کرنا سنت ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مردوں کے لئے ختنہ کرنا شرعاً سنتِ مؤکدہ ہے، سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی ختنہ خود اپنے ہاتھوں سے ۱۲۰؍ سال کی عمر میں فرمائی، اور عربوں میں بھی یہ سنتِ ابراہیمی رائج رہی؛ تا آں کہ جب اِسلام آیا تو اُس نے بھی اِس سنت پر اُنہیں برقرار رکھا، اور اُسے مذہبی شعائر میں شامل فرمایا۔

قال القرطبي: وفي المؤطأ وغيره: عن يحيىٰ بن سعيد أنه سمع سعيد بن المسيب رحمه اللّٰه تعالىٰ يقول: إبراهيم عليه السلام أول من اختتن الخ. (تفسير ابن كثير، البقرة: ١٢٤، ٢٢٩/١ مكتبة دار السلام رياض)

إن إبراهيم عليه السلام أول من اختتن وهو ابن عشرين ومائة، واختتن بالقدوم الخ. (فتح الباري، كتاب الاستيذان / باب الختان بعد الكبر ٨٨/١١ بيروت)

وقد ثبت لإبراهيم عليه السلام أوّليات أخرىٰ كثيرةٌ: منها: أنه أول من ضاف الضيف، وقص الشارب واختتن، ورأى الشيب وغير ذٰلک …… بأدلة في كتابي: إقامة الدلائل على معرفة الأوائل الخ. (فتح الباري، كتاب أحاديث الأنبياء / باب قول اللّٰه تعالىٰ: ﴿وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلاً﴾ ٤٧١/٦ دار السلام رياض، ٣٩٠/٦ مكتبة الرياض الحديثية)

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: الفطرة خمس: الختان، والاستحداد، ونتف الإبط، وقص الشارب، وتقليم الأظفار.

(صحيح البخاري ٩٣١/٢ رقم: ٦٠٥٤)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اختتن إبراهيم النبي صلى الله عليه وسلم، وهو ابن ثمانين سنة بالقدوم. (صحيح البخاري ٤٧٣/١ رقم: ٣٢٤٦)

من السنة: الختان، وبه قال أبو حنيفة رحمه الله تعالىٰ. (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / باب الترجل، الفصل الأول رقم: ٤٤٢٠ رشيدية، ٢٨٨/٨ المكتبة الأشرفية ديوبند)

قال الحصكفي رحمه الله تعالىٰ: والأصل أن الختان سنة كما جاء في الخبر، وهو من شعائر الإسلام. (الدر المختار، كتاب الخنثىٰ / مسائل شتى ٧٥١/٦ كراچی، ٤٨٠/١٠ زكريا، وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الخنثىٰ / مسائل شتى ٧٤٤/٢ دار إحياء التراث العربي بيروت)

الختان، قيل: إنه سنة، وهو الصحيح، كذا في الغرائب. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب التاسع في الختان الخ ٣٥٧/٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۹/۳/۲۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ختنہ کرنے کے لئے شرم گاہ پر پان یا کاغذ رکھ کر کاٹنا؟

سوال (۷۲۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک لڑکے کا نیند کی حالت میں اپنے آپ ختنہ ہوگیا، جس طرح ختنہ کرتے ہیں، بالکل اِسی طرح ہوگیا، بعض لوگ کہتے ہیں کہ ذکر پر پان یا کاغذ کاٹنا ہوگا یعنی ذکر پر کاغذ پان رکھ کر کاٹنا ہوگا، ورنہ ختنہ اَدا نہ ہوگا، اور سنت بھی اَدا نہ ہوگی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: برتقدیرِ صحتِ واقعہ جب مذکورہ بچے کی ختنہ ہوگئی، اَب

دوبارہ ختنہ کرانے کی ضرورت نہیں، اور بوقتِ ختنہ ذکر پر پان یا کاغذ وغیرہ کو رکھ کر کاٹنے کی رسم بے اصل اور بے بنیاد ہے، جس کا ترک کرنا لازم اور ضروری ہے۔

صبي حشفته ظاهرةٌ بحيث لو راٰه إنسان ظنّه مختونًا، ولا تقطع جلدة ذكره إلا بتشديد آلمه، ترك على حاله كشيخ أسلم. وقال أهل النظر: لا يطيق الختان، ترك أيضًا …… والأصل أن الختان سنة كما جاء في الخبر، هو من شعائر الإسلام. (الدر المختار مع الشامي / مسائل شتى ٦/ ٧٥١ كراچی)

وفي صلاة النوازل: الصبي إذا لم يختن ولا يمكن أن يمدّ جلدته لتقطع إلا بتشديد، وحشفته ظاهرة، إذا رآه إنسان يراه كأنه ختن، ينظر إليه الثقات وأهل البصر من الحجامين، فإن قالوا: هو على خلاف ما يمكن الاختتان؛ فإنه لا يشدد عليه ويترك، كذا في الذخيرة. الشيخ الضعيف إذا أسلم ولا يطيق الختان إن قال أهل البصر: لا يطيق يترك؛ لأن ترك الواجب بالعذر جائز فترك السنة أولىٰ، كذا في الخلاصة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب التاسع عشر في الختان ٥/ ٣٥٧ زكريا، وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الخنثىٰ / مسائل شتىٰ ٢/ ٧٤٤ دار إحياء التراث العربي بيروت، ٤/ ٤٩٠ مكة المكرمة، وكذا في فتاویٰ قاضي خان على هامش الفتاویٰ الهندية، كتاب الحظر والإباحة / فصل في الختان ٣/ ٤٠٩ زكريا)

ولد مختونًا أوشق عليه الختان وعرفه الحجامون ترك. (الفتاویٰ البزازية على هامش الهندية ٦/ ٣٧٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۲؍ ۳؍ ۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ختنہ کتنی عمر میں کرائیں؟

سوال (۷۲۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: بچوں کا ختنہ کتنی عمر تک کرنا بہتر ہے، نیز اگر کسی وجہ سے بچپن میں نہ کر سکے تو بالغ ہونے کے بعد کرنا کیسا ہے؟ چوں کہ ستر عورت ضروری ولازم ہے اور بوقت ختنہ شرم گاہ پر نگاہ لازمی طور سے جاتی ہے؛ لہٰذا قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل ومدلل مسئلہ کو بیان فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ختنہ بچپن میں جلد از جلد کر دینی چاہئے اور اگر بچپن میں ختنہ نہیں کرائی گئی، تو بالغ ہونے کے بعد بھی ختنہ کرانا درست ہے۔ اور چوں کہ یہ اَہم ضرورت ہے اِس لئے ختنہ کرنے والے شخص کے لئے بقدر ضرورت اُس کے ستر کو دیکھنا جائز ہے۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۴/ ۲۴۰، فتاویٰ محمودیہ ۱۲/ ۳۹، ۹/ ۳۷۹، امداد المفتیین ۹۷۰)

ووقت الاستحباب قبله (أي البلوغ) والاختيار يوم السابع من بعد الولادة وقيل من يوم الولادة، فإن أخّر ففي الأربعين يومًا، فإن أخّر ففي السنة السابعة...... ويستحب أن لا يؤخر عن وقت الاستحباب إلا لعذر. (أوجز المسالك ٦/ ٢٣٤ المكتبة اليحيوية سهارن فور)

ووقته غير معلوم وقيل سبع سنين، كذا في الملتقىٰ، وقيل: عشر. وقيل: أقصاه اثنا عشرة سنة، وقيل: العبرة بطاقته وهو الأشبه، وقال أبوحنيفة: لا علم لي بوقته ولم يرد عنهما فيه شيء؛ فلذٰا اختلف المشايخ فيه. (الدر المختار مع الرد المحتار / كتاب الحظر والإباحة ٦/ ٧٥١ دار الفكر بيروت، ١٠/ ٤٨٠ زكريا)

ووقت الختان غير معلوم عند الإمام؛ فإنه قال: لا علم لي بوقته. ولم يرو عنهما فيه شيء، وقيل: سبع سنين، وقيل: لا تختن حتى يبلغ، وقيل: أقصاه اثني عشرة سنةً، وقيل: تسع سنين، وقيل: وقته عشر سنين؛ لأنه يؤمر بالصلاة إلا بلغ عشرًا اعتبارًا أو تخلقًا، فيحتاج إلى الختان؛ لأنه شرع للطهارة. وقيل: إن كان قويًا يطيق ألَمَ الختان خُتن وإلا فلا، وهو أشبه بالفقه. (مجمع الأنهر، كتاب الخنثىٰ /

مسائل شتى ٧٤٤/٢ دار إحياء التراث العربي بيروت، ٤٩١ – ٤٩٠/٤ مكة المكرمة)

قوله: سبع سنين: لأنه يؤمر بالصلاة إذا بلغها، فيؤمر بالختان حتى يكون أبلغ في التنظيف، قاله في الكافي: زاد في خزانة الأكمل: وإن كان أصغر منه فحسن، وإن كان فوق ذٰلک قليلاً، فلا بأس به. وقيل: لا يختتن حتى بلغ؛ لأنه للطهارة، ولا تجب عليه قبله. قوله: وقيل: عشر؛ لأنه يضرب على الصلاة إذا بلغ عشرًا اعتيادًا. (حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الخنثىٰ / مسائل شتى ٣٦١/٤ دار المعرفة بيروت، وكذا في خلاصة الفتاوىٰ، كتاب الكراهية / نوع في السلام ٣٤١/٤ لاهور)

ينظر الطبيب إلىٰ موضع مرضها بقدر الضرورة إذا الضرورات تتقدر بقدرها، وكذا نظر قابلة وختان. (الدر المختار مع الشامي ٥٣٣/٩ زكريا، وكذا في البزازية ٣٧٢/٦)

فلا بأس أن ينظر الرجل من الرجل إلى موضع الختان ليختتنه ويداويه بعد الختن. (بدائع الصنائع ٢٩٨/٤ زكريا)

وكذا للحجام أن ينظر إلىٰ فرج البالغ عند الختان. (فتاوىٰ قاضي خان على الهندية ٤٠٩/٣، ومثله في العناية مع الفتح ٢٧/١٠ بيروت، وفي الهداية أيضًا ٤٥٩/٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴/۷/۱۴۲۵ھ

بالغ نومسلم کا ختنہ کرانا؟

سوال (۷۲۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا بالغ نومسلم کی ختنہ کرانا بھی ضروری ہے، حالاں کہ ستر کا چھپانا فرض ہے، اگر ختنہ ضروری ہے تو پھر اُس کی کیا شکل ہونی چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بالغ نومسلم کی ختنہ کرانا بہتر ہے، اور ضرورت کی وجہ

سے ڈاکٹر کا شرم گاہ کو دیکھنا درست ہوگا۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: اختتن إبراهيم النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، وهو ابن ثمانين سنة بالقدوم. (صحيح البخاري ۴۷۳/۱ رقم: ۳۲۴۶)

وذكر الكرخي في الجامع الصغير: ويختتنه الحمامي. (الفتاوىٰ الهندية ۳۵۷/۵، كفايت المفتى ۲۹۴/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۱۱/۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

◆

اِسقاطِ حمل اور نس بندی

ضبطِ تولید کے متعلق اِسلامی حکم؟

سوال (۷۳۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ضبطِ تولید کے متعلق اِسلام میں کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فی الجملہ ضبطِ تولید کا جذبہ اسلامی نظریہ اور منشاء کے خلاف ہے، شریعت اِسلامی اُمت کی کثرت اور توالد وتناسل کی ترغیب دیتی ہے۔

عن معقل بن يسار رضي اللّٰه عنه قال: جاء رجل إلى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، فقال: …… الثالثة، فقال: تزوجوا الودود الولود؛ فإني مكاثر بكم الأمم.

(سنن أبي داؤد، كتاب النكاح / باب في تزويج الأبكار ۲۸۰/۱ رقم: ۲۰۵۰ دار الفكر بيروت، سنن النسائي ۵۹/۲ رقم: ۳۲۲۷ دار الفكر بيروت)

یعنی زیادہ جننے والی اور ٹوٹ کر محبت کرنے والی عورت سے شادی کرو؛ کیوں کہ میں تمہارے ذریعہ دیگر اُمتوں پر کثرت کا اظہار کروں گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵/۱۱/۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مجبوری میں ضبطِ تولید کی کون سی شکل جائز ہے؟

سوال (۷۳۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ضبطِ تولید کی اگر اسلام میں گنجائش ہے تو اُس کی شکل کس طرح ہوگی؟ (۱) مرد کی نس بندی۔

(۲) عورت کی نس بندی، مذکورہ دونوں مؤقتاً ہوتی ہیں، وقتِ ضرورت اس نس کو کھلوایا جاسکتا ہے۔
(۳) کاپرٹی بہ لیک T کی شکل کا آلہ ہے، جو عورت کے اندام نہانی میں فٹ کردیا جاتا ہے، جس کی مدت دو چار یا پانچ سال ہوتی ہے، جس کے ہوتے ہوئے استقرارِ حمل نہیں ہوتا۔ (۴) آپریشن کرکے عورت کے رحم کو نکال دینا۔ (۵) عزل یعنی فرج سے باہر انزال۔ (۶) نرودھ (کنڈوم)۔
(۷) مانعِ حمل اَدویہ جو گولیوں کی شکل میں ہوتی ہیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بلا عذر ضبطِ تولید اسلام میں منع ہے، اور عذر میں بھی کوئی ایسی صورت اپنانا قطعاً حرام ہے جس سے قوتِ تولید بالکلیہ ختم ہوجائے۔ مثلاً رحم (بچہ دانی) نکال دینا یا حتمی نس بندی کرادینا وغیرہ۔

فإن الاختصاء في الآدمي حرام. (عمدة القاري ۲۰/۷۲)

ہاں کسی واقعی عذر، بیماری، شدید کمزوری یا دوسرے بچہ کو خطرہ جیسی صورتوں میں بضرورت ایسی مانعِ حمل تدبیروں کو اپنانے کی گنجائش ہے جو وقتی ہوں اور جب چاہیں اُنہیں ترک کرکے توالد وتناسل کا سلسلہ جاری کیا جاسکتا ہو، ایسی تدبیریں عزل کے حکم میں ہیں۔

والذي عليه الجمهور والفقهاء أن العزل جائز على شروط. (الهندية ۱/۳۳۵)

عن الخانية والكمال أنها يجوز لها سد فم رحمها كما يفعله النساء.
(شامي ۳/۱۷٦ كراچی) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۵/۱۱/۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

بچہ کی تربیت اور نشو ونما کی غرض سے مانعِ حمل کا استعمال؟

سوال (۷۳۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عام حالات تو یہ ہیں کہ ولادت کے بعد نفاس سے فارغ ہوتے ہی استقرار اکثر ہوجاتا

ہے، نتیجہ پھر یہ ہوتا ہے کہ ہر سال ایک بچہ ہو جاتا ہے، ماں پہلے بچہ کو سنبھال نہیں پاتی کہ دوسرا پھر تیسرا اور پھر یہ سلسلہ دس بارہ پر جا کر رکتا ہے، پھر بچے بڑے ہونے شروع ہوتے ہیں، تو اُن کی تعلیم کے مسائل وسائل کی کمی تعلیم کے لئے مانع ہوتی ہے، بچے مزدوری کرنے پر مجبور ہوتے ہیں، اولاد کی کثرت کی بناء پر والدین بھی اُن کی پوری نگرانی نہیں کر پاتے، اِس طرح ایک قابل باپ کی اَولاد غلط راستہ پر چل پڑتی ہے، اور نتیجہ خاندان کی بربادی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے، اور اگر اِس کے اصل سبب پر غور کیا جائے تو صرف ایک وجہ معلوم ہوتی ہے کہ اگر فیملی چھوٹی ہوتی تو ایسا نہ ہوتا، یہ بات بھی ہے کہ چھوٹی فیملی میں بھی اِس طرح کے بگاڑ آتے ہیں، مگر بڑی فیملی کے مقابلہ میں اِس کی شرح کم ہے۔

براہِ کرم اِن مذکورہ باتوں کو اِسلام کے خلاف ذہنیت یا جدت پسندی پر نہ محمول کیا جائے؛ بلکہ کھلے ذہن سے بغیر تنقید کے حقیقت پسندانہ اِسلامی تعلیم کی روشنی میں تفصیلی جواب عنایت فرمائیں، ایسا حوالہ نہ دیا جائے کہ اس بات کی وضاحت کے لئے فلاں کتاب پڑھو؛ بلکہ حتی الامکان تحریری جواب عنایت فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: ہدایت وضلالت تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، باقی بچہ کی تربیت اور نشو ونما کی ضرورت سے اولاد کے مابین وقفہ رکھنے کے عارضی مانع حمل تدابیر اپنائی جاسکتی ہیں۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۸/۳۴۷)

قيل: ذٰلک لا يدل على حرمة العزل؛ بل على كراهته، إذ ليس في معنى الوأد الخفي؛ لأنه ليس فيه إزهاق الروح؛ بل يشبهه. (مرقاة المفاتيح / باب المباشرة ٦/٣٤٧ رشيدية، ٦/٢٣٨ المكتبة الأشرفية ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵/۱۱/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شوہراور بیوی دونوں کا حمل نہ ٹھہرانے کا انتظام کرنا؟

سوال (۷۳۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شوہراور بیوی دونوں حمل نہ ٹھہرانے کا انتظام کریں، تو کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شوہراور بیوی کا دوا یا کسی اور جائز تدبیر کے ذریعہ حمل نہ ٹھہرنے کا انتظام کرنا اگر عورت کی کمزوری یا بچہ کی کمزوری کی وجہ سے ہو تو مباح ہے؛ لیکن کثرتِ اولاد یا رزق کی تنگی کے خوف سے ایسا کرنا جائز نہیں، اور کسی کا ایسا عمل بھی جائز نہیں جس سے توالد اور تناسل کا سلسلہ دائمی طور پر منقطع ہو جائے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۸/ ۳۴۷)

ويعزل عن الحرة بإذنها لكن في الخانية أنه يباح في زماننا لفساده. (الدر المختار مع الشامي ٤/ ٣٣٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۲/ ۴/ ۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حمل کو روکنے والی چیزوں کا حکم؟

سوال (۷۳۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: فیملی پلاننگ کے لئے جو چیزیں استعمال کی جاتی ہیں وہ جائز ہیں یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دائمی طور پر قطع نسل کی تو قطعاً اجازت نہیں ہے، اور وقتی طور پر مانع حمل ذرائع کا استعمال صرف اعذار (مثلاً: عورت کا سخت بیمار یا کمزور ہونا وغیرہ) کی صورت میں جائز ہے، بلا عذر اجازت نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ۸/ ۳۴۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲/ ۱۱/ ۱۴۲۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مانع حمل اَدویہ استعمال کرنے کیا حکم ہے؟

سوال (۷۳۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مانع حمل اَدویہ اور اَشیاء کا استعمال شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر عورت کمزور ہو اور حمل کی وجہ سے عورت کی جان کا یا بچے کی ہلاکت کا اندیشہ قوی ہو، تو بوجہِ ضرورت عارضی وسائل منع حمل اختیار کرنے کی گنجائش ہے؛ لیکن ایسا کوئی طریقہ اختیار کرنا حرام ہے جس سے قوتِ تولید ختم ہوجائے، جیسے نس بندی اور خصاء وغیرہ۔ (مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ ۲/۲۳۴)

خصاء بني اٰدم حرام بالاتفاق. (الفتاوی الهندیة، کتاب الکراهیة / الباب التاسع عشر في الختان ۵/۳۵۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴/۷/۱۴۱۱ھ

مانع حمل گولی کھانا؟

سوال (۷۳۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک قسم کی گولی نکلی ہے، جس کو عورت حیض کی مدت ختم ہونے کے بعد کھاتی ہے، جس سے حمل نہیں ٹھہرتا ہے، کیا ایسی گولی کھانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بلا عذر ایسی مانع حمل گولی کھانے کی اِجازت نہیں ہے، اگر عذر ہو، مثلاً کمزوری وغیرہ ہو تو گنجائش ہے۔

عن ابن محيريز قال: دخلت المسجد فرأيت أبا سعيد الخدري رضي اللّٰه عنه فجلست إليه، فسألته عن العزل؟ فقال أبو سعيد الخدري: خرجنا مع

رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم في غزوة بني المصطلق فأصبنا سبيًا من سبي العرب، فاشتهينا النساء، واشتدت علينا العُزبة وأحببنا الفداء، فأردنا أن نعزل، فقلنا: نعزل ورسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم بين أظهرنا قبل أن نسأله، فسألناه عن ذٰلک، فقال: ما عليكم أن لا تفعلوا ما من نسمة كائنة إلى يوم القيامة إلا وهي كائنة. (المؤطا للإمام مالك، بتحقيق: المحدث الكبير الأعظمي ٨٥٧/٤ رقم: ٢٢٠٦)

فلا أقل من أن يلحقها إثم وهٰذا لو بلا عذر. (شامي ٣٧٤/٦ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۱۷/۱۱/۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوی کی اِجازت سے عزل کرنا یا مانع حمل دوا کا استعمال کرنا؟

سوال (۷۳۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عزل کرنا؛ تاکہ حمل نہ ہو جائز ہے یا نہیں؟ اور مانع حمل دوائیں عزل کے قائم مقام ہیں، تو کیا عزل کے جائز ہونے کی صورت میں مانع حمل دوائیں استعمال کرانا درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفيق: بلا ضرورتِ شرعیہ کوئی بھی مانع حمل تدبیر (خواہ عزل ہو یا مانع حمل دوائیں) اختیار کرنا جائز نہیں ہے، معقول عذر ہونے کی صورت میں بیوی کی اِجازت سے موانع حمل تدابیر اختیار کرنے کی گنجائش ہے۔ (مستفاد: امداد المفتیین ۹۷۵، امداد الفتاویٰ ۲۰۳/۴، فتاویٰ محمودیہ ۳۷۰/۶، احیاء العلوم ۲۷/۱)

عن الخانية والكمال: أنه يجوز لها سد فم رحمها كما تفعله النساء.

(شامي ٣٣٦/٤ زكريا)

قالوا: يباح لها أن تعالج في استنزال الدم ما دام الحمل مضغةً أو علقةً ولم يخلق له عضو. (شامي ٦١/٩ زكريا)

فإباحة الإسقاط محمولة على حالة العذر . (شامي ٤/٣٣٦ زكريا)

ثم نقل ما مر عن الخانية من قولهم بإباحة العزل لسوء الزمان، وقال: وعلى هٰذا فيباح لها سده. (منحة الخالق على البحر الرائق ٣/٢٠٠ باكستان) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳۰/۱/۱۴۲۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیماری اور مجبوری کی حالت میں اسقاطِ حمل یا مانع حمل دوا کا استعمال کرنا؟

سوال (۷۳۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج سے سات سال پہلے ہماری شادی ہوئی تھی، دو سال تک کوئی بچہ نہیں ہوا تھا، اِس کے بعد ہماری بیوی حمل سے ہوگئی پھر تین ماہ کا بچہ ضائع ہوگیا، پھر دو سال بعد حمل قرار پا گیا پھر ۶/ ماہ کا بچہ ضائع ہوگیا، پھر ایک سال بعد حمل سے ہوگئی تو یہ تیسری بار ماشاء اللہ بچہ پیدا ہوا، اِس کے بعد ہم دونوں میاں بیوی یہ چاہتے ہیں کہ کچھ سالوں تک بچہ نہ ہو؛ لیکن دو ماہ بعد پھر حمل ٹھہر گیا، یعنی اِس سال پھر فروری میں لڑکا ہوا۔ آج شادی کو سات سال گذر گئے، اپنا الگ کام کر رہا ہوں، سات سال سے نقصان ہو رہا ہے یعنی ۶۰/ ہزار کا قرض دار ہوگیا ہوں، یہ دونوں بچے پورے پیدا ہوئے تو پیدائش کے وقت بہت پریشان تھا۔ بہرحال چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، بیوی کی صحت بھی صحیح نہیں، میرا کوئی کاروبار بھی نہیں، تو ایسے حالات میں ہم نرودھ یا کوپٹی لگوادیں، یہ عورت کے رحم میں نرس لگاتی ہیں یہ تین سال یا پانچ سال بعد نکال کر پھر بچہ پیدا ہوسکتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اعذار کی بنا پر وقتی طور پر مانع حمل طریقہ اپنانے کی گنجائش ہے۔ (فتاویٰ ہندیہ ۵/۳۵۶)

مجبوری کی حالت میں جب کہ ماں کو سخت تکلیف کا اندیشہ ہو تو صورتِ مسئولہ میں حمل ضائع کرنے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

العلاج لإسقاط الولد إذا استبان خلقه كالشعر والظفر ونحوهما لا يجوز، وإن كان غير مستبين الخلق يجوز ......، امرأة مرضعةٌ ظهر بها حبل وانقطع لبنها وتخاف على ولدها الهلاك وليس لأبي هٰذا الولد سعة حتى يستأجر الظئر يباح لها أن تعالج في استنزال الدم ما دام نطفة أو مضغة أو علقة لم يخلق له عضو وخلقه لايستبين إلا بعد مائة وعشرين يومًا. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن عشر ۳۵٦/۵)

وقالوا: يباح إسقاط الولد قبل أربعة أشهر ولو بلا إذن الزوج. (الدر المختار مع الشامي / كتاب النكاح ۱۷٦/۳ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

كتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۲/۷/۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا شوہر نرودھ کا استعمال کرسکتا ہے؟

سوال (۷۳۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کتابوں میں عزل کا تذکرہ ہے، یعنی لونڈیوں کے ساتھ عزل کیا جانا ثابت ہے، تو کیا ضرورت اور مصلحت کی بنا پر وقتی طور پر نرودھ کا استعمال شوہر اپنی بیوی کے ساتھ صحبت میں قطعاً نہیں کرسکتا یا جواز کی کوئی صورت مصلحت کی خاطر نکلتی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: شدید بیماری اور واقعی عذر کی بنا پر عارضی طور پر منع حمل (نرودھ وغیرہ) استعمال کرنے کی گنجائش ہے؛ لیکن بلا عذر ایسا نہ کیا جائے؛ اِس لئے کہ حدیث پاک میں عزل کو وادِ خفی (خفیہ طور پر زندہ درگور کرنے) سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۳۲۱/۱۸ ڈابھیل)

عن جدامة بنت وهب أخت عكاشة رضي الله عنها قالت: حضرت رسول الله صلى الله عليه وسلم في أناسٍ، وهو يقول: لقد همت أن أنهى عن الغيلة، فنظرت في الروم وفارس، فإذا هم يغيلون أولادهم فلا يضر أولادهم

ذٰلک شیئًا. ثم سألوہ عن العزل، فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ذٰلک الوأد الخفي. ﴿وَاِذَا الْمَوْؤُدَةُ سُئِلَتْ﴾ (صحیح مسلم، کتاب النکاح / باب جواز الغیلة الخ ٤٦٦/١)

ویعزل عن الحرۃ وکذا المکاتبة نهر بحثًا بإذنها. (الدر المختار، کتاب النکاح / باب نکاح الرقیق، مطلب في حکم العزل ١٧٥/٣ کراچی . ،البحر الرائق ٢٠٠/٣، مجمع الأنهر ٥٣٨/١ دار الکتب العلمیة بیروت)

العزل لیس بمکروہٍ برضا امرأته الحرۃ أو برضا مولی امرأته الأمة. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب النکاح / الباب التاسع في نکاح الرقیق ٣٣٥/١ زکریا، الهدایة، کتاب الطلاق / باب نکاح الرقیق ٣٤٢/٢ مکتبة شرکة علمیة ملتان، وکذا في زاد المعاد لابن قیم الجوزیة / فصل في حکمه صلی اللّٰہ علیہ وسلم في العزل ٩٧٠ دار الفکر بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

یجوز لها سد فم رحمها کما تفعله النساء. (شامي ٣٣٦/٤ زکریا، الفتاویٰ الهندیة ٣٥٦/٥ دار إحیاء التراث العربي بیروت)

فإباحة الإسقاط محمولة علی حالة العذر أو أنها لا تأثم إثم القتل. (شامي ٣٣٦/٤ زکریا، ١٧٦/٣ کراچی)

قیل: ذٰلک لا یدل علی حرمة العزل؛ بل علی کراهته؛ إذ لیس في معنی الوأد الخفي؛ لأنه لیس فیه إزهاق الروح؛ بل یشبهه. (مرقاۃ المفاتیح، کتاب النکاح / باب المباشرۃ ٣٤٧/٦ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۸/۸/۱۴۱۷ھ

بیوی کی کمزوری کی وجہ سے نرودھ کا اِستعمال کرنا؟

سوال (۷۴۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص کی شادی ہوئی اُن کے تین بچے ہوگئے ہیں، بیوی بہت کمزور ہے، مزید بچے

ہونے سے اُس کی زندگی خطرہ میں پڑسکتی ہے اور اُس کا شوہر اپنی خواہش پوری کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے، اِس کے لئے وہ نرودھ استعمال کرتا ہے، کیا یہ جائز ہے؟ یا اور کوئی طریقہ کار ہوسکتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر واقعۃً بیوی کمزور ہے اور بچہ کی پیدائش کا تحمل نہیں کرسکتی، تو بدرجہٴ مجبوری ایسی چیزوں کے استعمال کی گنجائش نکل سکتی ہے جن سے وقتی طور پر علوق سے بچا جا سکتا ہو۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۸/ ۳۱۷ ڈابھیل)

عن جدامة بنت وهب أخت عكاشة رضي اللّٰه عنها قالت: حضرت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم في أناسٍ، وهو يقول: لقد هممت أن أنهى عن الغيلة، فنظرت في الروم وفارس، فإذا هم يغيلون أولادهم فلا يضر أولادهم ذٰلك شيئًا. ثم سألوه عن العزل، فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ذٰلك الوأد الخفي. ﴿وَاِذَا الْمَوْؤُدَةُ سُئِلَتْ﴾ (صحيح مسلم، كتاب النكاح / باب جواز الغيلة الخ ١/ ٤٦٦)

قيل: ذٰلك لا يدل على حرمة العزل؛ بل على كراهته؛ إذ ليس في معنى الوأد الخفي؛ لأنه ليس فيه إزهاق الروح؛ بل يشبهه. (مرقاة المفاتيح، كتاب النكاح / باب المباشرة ٦/ ٣٤٧ زكريا)

في الفتاوىٰ: إن خاف من الولد السوء في الحرة، يسعه العزل بغير رضاها، لفساد الزمان، فليعتبر مثله من الأعذار مسقطًا لإذنها. (رد المحتار، كتاب النكاح / باب نكاح الرقيق، مطلب في حكم العزل ٣/ ١٧٦ كراچی، المحيط البرهاني، كتاب الاستحسان / الفصل التاسع عشر في التداوي والمعالجات ٦/ ١١٧ – ١١٨ المكتبة الغفارية كوئٹه، وكذا في الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات ٥/ ٣٥٦ زكريا) **فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/ ۶/ ۱۴۱۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

منع حمل کے لئے ’’کاپرٹی‘‘ کا استعمال کرنا؟

سوال (۷۴۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر پیدا ہونے والے بچہ کو ماں کی بیماری لگ جانے کا اندیشہ ہو اور ماہر ڈاکٹر اِس اندیشہ کا اظہار کررہے ہوں (مسلم یا غیر مسلم) تو کیا ڈاکٹر کو اجازت دی جاسکتی ہے کہ مریضہ کو بچہ نہ ہونے دینے کا کوئی بھی طریقہ جس میں ’’کاپرٹی‘‘ شامل ہے، استعمال کرسکتی ہے؟ ڈاکٹر اُس کو لگا دے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: منع حمل کی عارضی تدابیر جن میں کاپرٹی بھی شامل ہے، کی ضرورتِ شدیدہ کے وقت استعمال کی گنجائش ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۸/۳۴۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۶/۱۰/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

آپریشن سے بچے بند کرانا؟

سوال (۷۴۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حمیرہ خاتون تین بچوں کی ماں ہے، اور فی الحال بھی وہ چار ماہ سے حاملہ ہے، اور انتہائی تکلیف اور پریشانی کے ساتھ ٹائم پورا کررہی ہیں، پریشانی یہ ہے کہ حمل پیڑو یعنی سب سے نچلے حصہ میں قرار پایا ہے، جس کی وجہ سے چلنے پھرنے میں حتی کہ اُٹھنے بیٹھنے میں بھی بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے، مسلسل درد رہتا ہے، ساتھ ہی پیشاب بھی برابر جاری رہتا ہے، ڈاکٹروں کا مشورہ ہے کہ وہ لیٹی رہیں، یہ صورتِ حال بچے کی پیدائش تک رہتی ہے، اور ہر بچے میں یہی پوزیشن ہوتی ہے، اور یہ تکلیف دورانِ حمل دوسری عورتوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہوتی ہے، مانع حمل دواؤں کا استعمال بھی مفید ثابت نہ ہوا، اَب وہ آئندہ آپریشن کے ذریعہ بچے بند کرانا چاہتی ہے، تو کیا شرعی طور پر تکلیف اور پریشانی کو مدنظر رکھتے ہوئے اُن کو آپریشن سے بچے بند کرانا جائز ہوگا یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپریشن کرانے کی اِجازت نہیں ہے، وقتی طور پر مانع حمل ذرائع کے استعمال کی ایسی ضرورت کے حالات میں گنجائش ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۸/۳۴۷)

عن عبد اللّٰہ رضي اللّٰہ عنه: كنا نغزوا مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ولیس لنا شيءٌ، فقلنا: ألا نستخصي؟ فنهانا عن ذٰلک …… الخ. (صحیح البخاري، کتاب النکاح / باب ما یکره من التبتل والخِصاء ۲/۷۵۹ رقم: ۵۰۷۵ دار الفکر بیروت)

قال الحافظ: نهي تحریم بلا خلاف في بني آدم. (فتح الباري، کتاب النکاح / باب ما یکره من التبتل والخصاء ۹/۱۴۹۷ تحت رقم: ۵۰۷۵ دار الکتب العلمیة بیروت)

في الفتاویٰ: إن خاف من الولد السوء في الحرة، یسعه العزل بغیر رضاها، لفساد الزمان، فلیعتبر مثله من الأعذار مسقطًا لإذنها. (رد المحتار، کتاب النکاح / باب نکاح الرقیق، مطلب في حکم العزل ۳/۱۷۶ کراچی، وکذا في المحیط البرهاني، کتاب الاستحسان / الفصل التاسع عشر في التداوي والمعالجات ۶/۱۱۶ المکتبة الغفاریة کوئٹه، وکذا في الفتاویٰ الهندیة، کتاب الکراهیة / الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات ۵/۳۵۶ زکریا)

قیل: ذٰلک لا یدل علی حرمة العزل؛ بل علی کراهته؛ إذ لیس في معنی الوأد الخفي؛ لأنه لیس فیه إزهاق الروح بل یشبهه. (مرقاة المفاتیح، کتاب النکاح / باب المباشرة ۶/۳۴۷ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۴۱۹/۱۱/۲۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بچے زیادہ ہونے کے خوف سے نس بندی کرانا؟

سوال (۷۴۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مرد اور عورت نے اِس لحاظ سے نس بندی کرالی کہ بچے زیادہ نہ ہوں، اُن کے بارے میں کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بچہ کی پیدائش روکنے کے لئے کوئی بھی ایسا عمل جائز نہیں ہے جس سے سلسلہ ولادت بالکلیہ منقطع ہوجائے؛ لہٰذا نس بندی وغیرہ کرانا قطعاً جائز نہ ہوگا اور اِس عمل کا مرتکب گنہگار اور فاسق ہوگا۔

عن عبد اللّٰہ رضي اللّٰہ عنہ: کنا نغزوا مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ولیس لنا شيءٌ، فقلنا: ألا نستخصي؟ فنهانا عن ذٰلک …… الخ. (صحیح البخاري، کتاب النکاح / باب ما یکرہ من التبتل والخِصاء ۲/۷۵۹ رقم: ۵۰۷۵ دار الفکر بیروت)

قال الحافظ العسقلانيؒ في شرح الحدیث المذکور: والحجة فیه أنهم اتفقوا علی منع الجب والخصاء، فیلحق بذٰلک ما في معناه من التداوي بالقطع أصلاً. (فتح الباري، کتاب النکاح / باب ما یکرہ من التبتل والخصاء ۹/۹۷ دار المعرفة بیروت، وکذا في الفتاویٰ السراجیة، کتاب الحظر والإباحة / باب القتل ۷٤ کراچی، وکذا في إحیاء علوم الدین، کتاب النکاح / آداب المعاشرة ۲/٥۱ دار إحیاء التراث العربي بیروت، وانظر أیضاً رد المحتار، کتاب النکاح / مطلب في حکم العزل ۲/۱۷٥ کراچی)

عن معقل بن یسار رضي اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: تزوجوا الودود الولود؛ فإني مکاثر بکم الأمم. (سنن أبي داؤد، کتاب النکاح / باب في تزویج الأبکار ۲/۲۸۷ رقم: ۲۰٥۰ دار الفکر بیروت، سنن النسائي ۲/۷۰ رقم: ۳۲۲۷ دار الفکر بیروت)

قال في الهدایة عن الإخصاء: إنه مثلة فحرمة. (الهدایة ٤/٤٥۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۴/۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوی کے مرنے کے خوف سے نس بندی کرانا؟

سوال (۷۴۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ایک عورت ہے جس کے دو تین اولاد ہو چکی ہیں؛ لیکن خدشہ ہے کہ اگر چوتھی اولاد ہوگی تو وہ مر جائے گی، تو کیا وہ عورت اِس صورت میں نس بندی یا کوئی دوا استعمال کرسکتی ہے؟ جس سے حمل ساقط ہو جائے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں عارضی مانعِ حمل تدبیر اختیار کی جاسکتی ہے؛ لیکن نس بندی کرانا جائز نہیں ہے۔

الحجة فيه أنهم اتفقوا على منع الجب والخصاء فيلحق بذلك ما في معناه من التداوي بالقطع أصلاً. (فتح الباري شرح صحيح البخاري ١١/٩ بيروت)

قال ابن وهبان: إباحة الإسقاط محمولة على حالة العذر. (شامي ٣٣٦/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ١٦/١/١٤٢٧ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سرکاری محکمہ کا نوکری کی بحالی کے لئے نس بندی کی شرط لگانا؟

سوال (٧۴٥): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص سرکار کے کسی محکمہ میں نوکری کرتا ہے اور اُس پر یہ پابندی عائد کردی ہے کہ اِس ماہ کی تنخواہ جب ملے گی جب تم اپنی نس بندی کرالو، اور اگر میں نس بندی نہیں کراتا ہوں، تو میری نوکری چھوٹ جائے گی، اور چوں کہ میرے پاس دوسرا کوئی ذریعہ معاش بھی نہیں ہے؛ تاکہ اُس سے اپنی اور اپنے اہل وعیال کی پرورش کرسکوں؛ لہٰذا قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل جواب دیں، جس پر عمل کرسکوں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسی صورت میں بھی نس بندی یا کوئی بھی ایسا طریقہ

اختیار کرنا جائز نہیں ہے، جس سے سلسلۂ تولید بالکلیہ ختم ہوجائے، خواہ نوکری چھوٹ جائے، اللہ تعالیٰ رازق حقیقی ہے، آپ شریعت کے مطابق عمل کریں گے، تو رزق کی راہیں خودبخود کھل جائیں گی۔

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا﴾ [الطلاق، جزء آیت: ۲]

وقال اللّٰه تعالیٰ: ﴿اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ﴾ [الذٰريت: ۵۸]

وقال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْئًا كَبِيْرًا﴾ [بني إسرائيل: ۳۱]

عن عبد اللّٰه رضي اللّٰه عنه: كنا نغزوا مع رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وليس لنا شيءٌ، فقلنا: ألا نستخصي؟ فنهانا عن ذٰلك ...... الخ. (صحيح البخاري، كتاب النكاح / باب ما يكره من التبتل والخِصاء ۷۵۹/۲ رقم: ۵۰۷۵ دار الفكر بيروت)

فإن الاختصاء في الآدمي حرامٌ صغيرًا أو كبيرًا. (مرقاة المفاتيح ۴۰۲/۳)

ويحرم خصاء بني آدم. (الفتاویٰ السراجية، كتاب الحظر والإباحة / باب القتل ونحوه ۷۴ مير محمد كتب خانه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۲/۴/۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اگر استقرارِ حمل سے جان کا خطرہ ہو تو بچہ دانی نکلوانا کیسا ہے؟

سوال (۷۴۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری بیوی کے بچہ کی پیدائش بذریعہ آپریشن ہوتی ہے، اور ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ تین سے زائد بچوں کی پیدائش بذریعہ آپریشن نہیں ہوسکتی، اَب تیسرے بچہ کی پیدائش کا وقت عنقریب ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا میں ایسی صورت میں تیسرے بچہ کی پیدائش کے وقت آئندہ کے لئے اپنی بیوی کی بچہ دانی ختم کراسکتا ہوں یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر واقعی استقرار حمل سے جان کا خطرہ ہے تو بہتر ہے

کہ بچہ دانی بالکل نہ نکلوائیں؛ البتہ وقتی طور پر حمل سے بچنے کی تدابیر اختیار کی جاسکتی ہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۴/۴۲۷ وغیرہ)

عن عبد اللّٰہ رضي اللّٰہ عنہ: کنا نغزوا مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ولیس لنا شيءٌ، فقلنا: ألا نستخصي؟ فنھانا عن ذٰلک …… الخ. (صحیح البخاري، کتاب النکاح / باب ما یکرہ من التبتل والخِصاء ۲/۷۵۹ رقم: ۵۰۷۵ دار الفکر بیروت) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۷/۵/۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوی کی موت کے خطرے سے ڈاکٹروں کا بچہ دانی نکلوانے کا مشورہ دینا؟

سوال (۷۴۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کی بیوی کا آپریشن اگست ۲۰۰۴ء میں ہوا (یعنی بچے کی پیدائش آپریشن کے ذریعہ ہوئی) اِس کے بعد ۲۰۰۵ء میں زید کی بیوی کو پتھری کی شکایت ہوئی، ڈاکٹروں کے مشورے سے پھر پتھری کا آپریشن ہوا۔ اِس کے بعد جولائی ۲۰۰۶ء میں جب پھر بچے کی پیدائش ہوئی، تو طاقت لگانے وقت پہلے آپریشن کے ٹانکے کھل گئے، اُس کا علاج مسلسل چل رہا ہے، اور زید کی بیوی کی جسمانی کیفیت بہت کمزور ہوگئی ہے، اور اگر آئندہ بچے کی پیدائش کی نوبت آئی تو ہلاکت کا اندیشہ ہے، اکثر ڈاکٹروں کا کہنا بھی یہی ہے کہ بچے دانی نکلوا دو ورنہ خطرہ سے خالی نہیں، اِس معاملہ میں قرآن وحدیث کا کیا فیصلہ ہے؟ اس کو وضاحت کے ساتھ مرحمت فرمائیں، عین نوازش ہوگی۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بچہ دانی نکلوا کر زندگی بھر کے لئے قوتِ تولید ختم کروانا جائز نہیں ہے؛ البتہ مسئولہ صورت میں بیوی کی کمزوری وغیرہ کی بنا پر عارضی طور پر مانع حمل تدابیر اختیار کرنے کی گنجائش ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۸/۳۴۷)

عن عبد الله رضي الله عنه: كنا نغزوا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم وليس لنا شيءٌ، فقلنا: ألا نستخصي؟ فنهانا عن ذٰلك …… الخ. (صحيح البخاري، كتاب النكاح / باب ما يكره من التبتل والخِصاء ٧٥٩/٢ رقم: ٥٠٧٥ دار الفكر بيروت)

الحجة فيه أنهم اتفقوا على منع الجب والخصاء فيلحق بذلك ما في معناه من التداوي بالقطع أصلاً. (فتح الباري شرح صحيح البخاري ١١/٩ بيروت)

وأما خصاء الآدمي فحرام. (الدر المختار مع الشامي ٥٥٧/٩ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ٢٠٨/١٨ زكريا)

يجوز لها سد فم رحمها كما تفعله النساء، …… نعم النظر إلى فساد الزمان يفيد الجواز. (شامي ٣٣٦/٤ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٣٥٦/٥) **فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۷/۹/۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

بچہ دانی کا آپریشن کرانے والی کی عبادت؟

سوال (۷۴۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بچہ دانی بند کرانے کے لئے آپریشن کرانا کیسا ہے؟ نیز آپریشن کرنے والی کی عبادت قبول ہوتی ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِس طرح کا آپریشن کرانے کی اِجازت نہیں ہے۔

(احسن الفتاویٰ ۳/۳۴۷)

ويحرم خصاء بني آدم. (الفتاوىٰ السراجية، كتاب الحظر والإباحة / باب القتل ونحوه ٧٤ مير محمد كتب خانه)

البتہ آپریشن کرانے والی کی دیگر عبادات قبول نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ منع حمل کا یہ

آپریشن گناہ کا کام ہے، مگر عبادات کی قبولیت میں مانع نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۳/۱/۱۴۲۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نس بندی کرانے والی عورت کا پکا ہوا کھانا؟

سوال (۷۴۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک عورت نے بچہ پَچی بند کرانے کے لئے سرکاری اسپتال میں آپریشن کرالیا، اور خاص طور سے یہاں عورتیں بچہ بند کرانے کے لئے دوائی گولی اور انجکشن استعمال کرتی ہیں، اور نس بندی مرد کے لئے اور عورت کے لئے آپریشن کرواتی ہے، تو اِس زمانہ میں عورتوں کا آپریشن کرانا جائز ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بچوں کی پیدائش پر مستقل روک لگانے کے لئے آپریشن کرانا جائز نہیں ہے؛ لیکن آپریشن کرانے والی عورت کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا حرام نہیں ہوتا۔

(مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ ۱۰/۲۸۸)

عن عبد اللّٰه رضي اللّٰه عنه: كنا نغزوا مع رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وليس لنا شيءٌ، فقلنا: ألا نستخصي؟ فنهانا عن ذٰلك ...... الخ. (صحيح البخاري، كتاب النكاح / باب ما يكره من التبتل والخِصاء ٢/٩ ٧٥ رقم: ٥٠٧٥ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۴/۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اِسقاطِ حمل کی اِجازت کب تک ہے؟

سوال (۷۵۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اِسقاطِ حمل کی اِجازت ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کن حالات میں ہے اور کتنی مدت تک؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِسقاطِ حمل اَصلاً ممنوع ہے، ہاں ایسی سنگین صورت

پیش آجائے کہ اِسقاط کے بغیر چارہ نہ رہے، مثلاً عورت کا دودھ پیتا بچہ ہو اور حمل کی وجہ سے دودھ اُترنا بند ہوجائے وغیرہ، تو ۴؍مہینہ سے قبل تک اِسقاط کی گنجائش ہے، اِس مدت کے بعد اِجازت نہیں ہے۔

فلا أقل أن يلحقها إثم إذا أسقطت بغير عذر، ومن الأعذار أن ينقطع لبنها بعد ظهور الحمل. (شامي ١٧٦/٣ كراچى) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵؍۱۱؍۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

رزق کی تنگی کی وجہ سے حمل ساقط کرانا؟

سوال (۱۵۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا حمل کا ساقط کرانا درست ہے؟ صرف اِس ڈر سے کہ ماں کمزور ہے، اور اَبھی پچھلے سال ہی ایک بچہ ہوا ہے، کیسے کریں گی؟ یا یہ کہ مالی حالت کمزور ہے، صرف اس وجہ سے اسقاطِ حمل درست ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: رزق کی تنگی کے خطرہ سے اِسقاطِ حمل کسی بھی حال میں جائز نہیں ہے؛ بلکہ اِس مقصد سے اسقاط کرانے میں قرآنِ کریم میں تنگ دستی کے اندیشہ سے اولاد کو قتل کرنے سے سختی سے منع کیا گیا ہے، اور اگر ماں کی سخت کمزوری یا دودھ پیتے بچے کی پرورش میں خلل پڑنے کا خطرہ ہو تو ۱۲۰؍دن کے اندر اندر مجبوری میں اِس کی گنجائش ہے، اِس مدت کے بعد اجازت نہیں ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۳۴۸/۸)

وقال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْئًا كَبِيْرًا﴾ [بني إسرائيل: ٣١]

وظاهر اللفظ النهي عن جميع أنواع قتل الأولاد ذكورًا كانوا أو إناثًا مخافة

الفقر والفاقة، نرزقهم من غير أن ينقص من رزقكم شيء. (روح المعاني ٩٥/٩ زكريا)

عن ابن مسعود رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: وأن روح القدس نفث في روعي أن نفسًا لن تموت حتى تستكمل رزقها، ألا! فاتقوا اللّٰه وأجملوا في الطلب. (مشكاة المصابيح / باب التوكل والصبر، الفصل الثاني ٤٥٢)

عن أبي الدرداء رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إن الرزق ليطلب العبد كم يطلبه أجله. (مشكاة المصابيح ٤٥٤ سعد بك ڈپو دیوبند)

قيل: ذٰلک لا يدل على حرمة العزل؛ بل على كراهته؛ إذ ليس في معنى الوأد الخفي؛ لأنه ليس فيه إزهاق الروح؛ بل يشبهه. (مرقاة المفاتيح، كتاب النكاح / باب المباشرة ٢٣٨/٦ المكتبة الأشرفية ديوبند)

في الفتاوىٰ: إن خاف من الولد السوء في الحرة، يسعه العزل بغير رضاها، لفساد الزمان، فليعتبر مثله في الأعذار مسقطًا لإذنها. (رد المحتار، كتاب النكاح / باب نكاح الرقيق، مطلب في حكم العزل ١٧٦/٣ كراچی، المحيط البرهاني، كتاب الاستحسان / الفصل التاسع عشر في التداوي والمعالجات ١١٦/٦ المكتبة الغفارية کوئٹہ، وكذا في الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات ٣٥٦/٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۱/۴/۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا مذکورہ صورتوں میں اِسقاطِ حمل جائز ہے؟

سوال (۷۵۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مفتی صاحب کا کہنا ہے کہ مندرجہ ذیل صورتوں میں اِسقاطِ حمل جائز ہے:

الف:- عورت کی صحت کمزور ہو۔

ب:- گود میں جو بچہ ہو اُس کی پریشانی وضعف کا اندیشہ ہو۔

ج:- عورت کے کمزور ولاغر ہو جانے کی وجہ سے حسن وکشش میں فرق پڑ جانے کا تجربہ ہو، جس سے شوہر کے دوسری عورتوں کی طرف میلان کا خطرہ ہو۔

د:- حمل میں روح نہ پڑی ہو، کیا یہ فتویٰ صحیح ہے یا اِس کی بعض صورتیں جائز ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صحت کی کمزوری اور دودھ پیتے بچہ کو حمل سے نقصان ہونے کے اندیشہ سے اسقاطِ حمل کی گنجائش ہے، بشرطیکہ جنین میں روح نہ پڑی ہو، یعنی حمل کو ایک سوبیس دن نہ گزرے ہوں، اِس مدت کے گزرنے کے بعد اِسقاط جائز نہیں ہے، اور حسن وکشش میں فرق آجانا اِباحت کی بنیاد نہیں؛ بلکہ صحت کی نہایت کمزوری بنیاد ہے اس کا خیال رکھا جائے۔

العلاج لإسقاط الولد إذا استبان خلقه كالشعر والظفر ونحوهما لا يجوز، وإن كان غير مستبين الخلق يجوز ......، امرأة مرضعةٌ ظهر بها حبل وانقطع لبنها وتخاف على ولدها الهلاک وليس لأبي هٰذا الولد سعة حتى يستأجر الظئر يباح لها أن تعالج في استنزال الدم ما دام نطفة أو مضغة أو علقة لم يخلق له عضو وخلقه لا يستبين إلا بعد مائة وعشرين يومًا. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية/ الباب الثامن عشر ۳۵٦/۵ زكريا)

وقالوا: يباح إسقاط الولد قبل أربعة أشهر ولو بلا إذن الزوج. (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح / مطلب في حكم إسقاط الحمل ۱۷٦/۳ دار الفكر بيروت، ۳۳۵/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۵/۱۱/۱۴۱۳ھ

پیٹ کی تکلیف کی وجہ سے حمل ساقط کرانا؟

سوال (۷۵۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر عورت حاملہ ہو پہلا ہی مہینہ ہو، اور وہ اُسے ضائع کرنا چاہے؛ اِس لئے کہ پیٹ میں

تکلیف رہتی ہے اور دل پر بھی تکلیف رہتی ہے، ۶/ بچے ہیں، اور حمل کی حالت ناقابل برداشت ہوتی ہے، آپ اِس بارے میں مشورہ دیں کہ اُسے ضائع کرنے میں کیا جرم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں اگر حاملہ کو حمل سے شدید نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو اسقاطِ حمل کی گنجائش ہے۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۴/ ۲۰۴، احیاء العلوم ۱/ ۲۴۸، فتاویٰ رحیمیہ ۲/ ۲۳۳)

ویکرہ أن تسعی لإسقاط حملها وجاز لعذر الخ. (الدر المختار / کتاب الحظر والإباحة ۶/ ۴۲۹ کراچی، ۹/ ۶۱۵ زکریا)

العلاج لإسقاط الولد إذا استبان خلقه کالشعر والظفر ونحوهما لا یجوز، وإن کان غیر مستبین الخلق یجوز. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الکراهیة / الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات ۵/ ۳۵۶ زکریا، الفتاویٰ السراجیة، کتاب الحظر والإباحة / باب التداوي والعلاج ۷۶ کراچی، وکذا في البحر الرائق، کتاب الکراهیة / فصل في البیع ۸/ ۳۷۶ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۲/۷/۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بچہ دانی میں گانٹھ ہونے کی وجہ سے حمل ساقط کرانا؟

سوال (۷۵۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: خالدہ کی پوزیشن یہ ہے کہ وہ بچہ کو جن نہیں سکتی، یعنی بچہ دانی میں گانٹھ ہے اور بہت تکلیف اور پریشانی ہے، تو کیا وہ حمل کا صفایا کرا سکتی ہے یا نہیں؟ کیا پندرہ دن کا بھی حمل صفایا کرانا جرم ہے؟ اگر کسی نے کرا بھی لیا تو اُس کا کوئی کفارہ تو نہیں؟ اگر ہے تو کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں بیماری کی وجہ سے حمل ساقط کرایا جا سکتا ہے، اِس کا کوئی کفارہ بھی نہیں ہے۔ (امداد الفتاویٰ ۴/ ۲۰۴)

وفي فتاویٰ أهل سمرقند: إذا أرادت إسقاط الولد فلها ذٰلک إذا لم يستبن شيء من خلقه؛ لأن ما لا يستبين شيء من خلقه لا يكون ولدًا ...... وفي نكاح فتاویٰ أهل سمرقند: امرأة مرضعة ظهر بها حبل وانقطع لبنها وتخاف علی ولدها الهلاک، وليس لأب هٰذا الولد سعة حتی يستأجر الظئر هل يباح لها أن تعالج في إسقاط الولد، قالوا: يباح ما دام نطفة أو علقة أو مضغة لم يخلق له عضو؛ لأنه ليس بآدمي ...... بالأم. (المحيط البرهاني في الفقه النعماني ٥/٣٧٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۲۳/۱۲/۱۴۱۳ھ

حمل کے باقی رکھنے میں کینسر کے خوف سے اِسقاط کرانا؟

سوال (۷۵۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حاملہ کے حمل کے ساتھ شک ہے کہ بچہ دانی میں کینسر ہوسکتا ہے، اِس شبہ کا اظہار ماہر ڈاکٹر کررہے ہیں، اگر حمل باقی رکھا جائے تو اُس کے بڑھ جانے یا حاملہ کی زندگی کو خطرہ ہے، اِس صورت میں کیا حمل کو زائل کردینا جائز ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: محض ڈاکٹروں کے شک وشبہ کا اعتبار نہیں، ہاں اگر اُنہیں علامات سے یقین یا غلبہ ظن کا درجہ حاصل ہوگیا ہو کہ حمل رہنے کی وجہ سے ماں کی زندگی واقعی خطرہ میں ہے، تو ایسی ناگزیر صورت میں اسقاطِ حمل کی گنجائش ہے، بشرطیکہ حمل میں جان نہ پڑی ہو، یعنی ۱۲۰؍ دن نہ گذرے ہوں۔ اِس مدت کے گذرنے کے بعد اسقاط سے حتی الامکان احتراز کیا جائے۔

العلاج لإسقاط الولد إذا استبان خلقه كالشعر والظفر ونحوهما لا يجوز، وإن كان غير مستبين الخلق يجوز. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن عشر في

التداوي والمعالجات ٥/٣٥٦ زكريا، الفتاوىٰ السراجية، كتاب الحظر والإباحة / باب التداوي والعلاج ٧٦ كراچی، وكذا في البحر الرائق، كتاب الكراهية / فصل في البيع ٨/٣٧٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۶/۱۰/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بچہ کو خطرہ لاحق ہونے کی وجہ سے اِسقاطِ حمل کرنا؟

سوال (۷۵٦): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: استقرارِ حمل کے بعد عورت کے مزاج اور دودھ میں تغیر مثلاً چکر آنے، جی متلانے اور چکنی غذاؤں کے کھائی نہ جانے نیز دودھ کے گاڑھا اور کم ہوجانے کی وجہ سے اگر دودھ پیتے بچے کی صحت جو ابھی چھوٹا اور کمزور ہے اور زیادہ خراب وکمزور ہوجانے کا اندیشہ ہو، نیز ڈاکٹر بھی حمل کے استقرار کو بچہ کے لئے نقصان دہ بتاتا ہو، تو کیا ایسی صورت میں گود کے بچہ کا خیال کرتے ہوئے ڈاکٹر کے کہنے کے مطابق گرم دوائیوں کے ذریعہ چار ماہ کے اندر یعنی جنین میں جان پڑنے سے قبل حمل ساقط کرادیا جائے، تو جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِسقاطِ حمل فی نفسہٖ ناجائز ہے اور جہاں تک ممکن ہو اِس حرکت سے بچنا چاہئے، ہاں اگر کوئی سخت مجبوری پیش آجائے اور ماں کی جان کا شدید خطرہ ہو یا دودھ پیتے بچہ کو خطرہ لاحق ہو، تو فقہاء نے نفخِ روح سے قبل تک یعنی ایک سو بیس دن کے اندر اندر اِسقاط کی اجازت دی ہے۔

فإباحة الإسقاط محمولة على العذر أو أنها لا تأثم أثم القتل، ومن الأعذار أن ينقطع لبنها بعد ظهور الحمل وليس لأبي الصبي ما يستأجر به الظئر ويخاف هلاكه. (شامي ٣/١٧٦ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۴/۸/۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پہلی بچی کے آٹھ ماہ کا ہونے کی وجہ سے حمل ساقط کرانا؟

سوال (۷۵۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: (۱) سیدہ خاتون نے اپنی اور شوہر کی مرضی سے ہوسپٹل جاکر حمل کا اِسقاط کرایا، اسقاط کا مشورہ ڈاکٹر نے اس طرح دیا کہ ابھی آپ کی بچی آٹھ ماہ کی ہے، اور یہی پریشانی شوہر اور بیوی محسوس کررہے ہیں کہ اَبھی ہماری بچی آٹھ ماہ کی ہے، اور یہ دوسرا بچہ ہوجائے گا تو دونوں کو پریشانی ہوگی، فقط اِس وجہ سے حمل ساقط کرادیا یہ عمل کیسا ہے؟ اگر غلط ہے تو تلافی کی کیا صورت ہوگی؟

(۲) نیز ساتھ ساتھ ڈاکٹرنی نے نس بندی بھی کردی؛ تاکہ عورت کی صحت بحال رہے، نس بندی کا حکم کیا ہے؟ اگر غلط ہے تو شرع میں اُس کی تلافی کی کیا صورت ہے؟

(۳) کیا جس کی نس بندی ہوا اور وہ مرجائے تو اس کی جنازہ کی نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر پڑھی جائے تو مکروہ ہے یا کراہت سے حکم بڑھا ہوا ہے؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حمل کا اسقاط صرف ناگزیر حالات ہی میں ہوسکتا ہے، یعنی جب کہ حمل کے باقی رہنے میں ماں یا بچہ کی جان کا خطرہ ہو یا شدید تکلیف اٹھانی پڑے، اگر ایسے عذر کے بغیر آپ نے حمل ساقط کرایا ہے تو آپ کا یہ عمل جائز نہیں ہے، اُس پر دل سے توبہ واستغفار لازم ہے۔

ولا أقول بأنه يباح الإسقاط مطلقًا؛ فإن المحرم إذا كسر بيض الصيد يكون ضامنًا؛ لأنه أصل الصيد، فلما كان يؤاخذ بالجزاء ثم فلا أقلَّ من أن يلحقها إثمها هنا إذا أُسقطت من غير عذر، وينبغي الاعتماد عليه؛ لأن له أصلاً صحيحًا يقاس عليه. (البحر الرائق ۳۴۹/۳ دار الكتاب ديوبند)

وقال ابن حبان: ومن الأعذار أن ينقطع لبنها بعد ظهور الحمل، وليس لأب الصبي ما يستأجر به الظئر ويخاف هلاكه. (شامي ۳۳۶/٤ زكريا)

نس بندی کرانا قطعاً ناجائز ہے، اگر غلطی سے کرالیا تو آپریشن کے ذریعہ کھلوالیا جائے۔

عن عبد اللّٰہ رضي اللّٰہ عنه: کنا نغزوا مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ولیس لنا شيءٌ، فقلنا: ألا نستخصي؟ فنهانا عن ذٰلک …… الخ. (صحیح البخاري، کتاب النکاح / باب ما یکره من التبتل والخِصاء ۷۵۹/۲ رقم: ۵۰۷۵ دار الفکر بیروت)

الحجة فیه أنهم اتفقوا علی منع الجب والخصاء فیلحق بذلک ما في معناه من التداوي بالقطع أصلاً. (فتح الباري شرح صحیح البخاري ۱۱/۹ بیروت)

جان بوجھ کر نس بندی کرانے والا گنہگار ہے؛ لیکن اگر وہ مرجائے تو اُس کی نماز جنازہ بہرحال پڑھی جائے گی۔

قال النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم: صلوا علی کل بر وفاجرٍ. (رد المحتار ۱۰۲/۳ زکریا، فتاوی دار العلوم دیوبند ۲۸۷/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/۱۲/۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بچوں کی پرورش کے بوجھ سے حمل ساقط کرانا؟

سوال (۷۵۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شادی شدہ عورت جب کہ اُس کے بچے زیادہ ہوجاتے ہیں اور بچوں کی پرورش عورت کے لئے ایک مسئلہ بن جاتا ہے، تو کیا ایسی صورت میں آپریشن کے ذریعہ یا کسی دوائی کے ذریعہ حمل کو ضائع کرسکتی ہے؟ یا عورت مسلسل بیمار ہو یا کمزور ہو یا بوڑھی ہوجائے، کیا اِن صورتوں میں حمل کو ضائع کرسکتی ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپریشن کراکے قوتِ تولید پر بالکل بند لگانا تو عام حالات میں جائز نہیں؛ البتہ اگر کوئی معقول عذر ہو، مثلاً عورت مسلسل بیمار رہو یا کمزور ہو تو عارضی طور

پر مانع حمل تدابیر اختیار کی جاسکتی ہیں، اور عذر کی صورت میں چار مہینہ سے پہلے حمل ساقط کرنے کی بھی گنجائش ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۸/۳۲۱ ڈابھیل، احسن الفتاویٰ ۵/۴۳۳، امداد الفتاویٰ ۴/۲۰۳)

هل يباح الإسقاط بعد الحمل؟ نعم يباح ما لم يتخلق منه شيء ولم يكن ذٰلك إلا بعد مائة وعشرين يومًا، وهٰذا يقتضي أنهم أرادوا بالتخليق نفخ الروح وإلا فهو غلط؛ لأن التخليق يتحقق بالمشاهدة قبل هٰذه المدة. (شامي ٤/٣٣٦ زكريا، البحر الرائق شرح كنز الدقائق ٣/٥ ٢١، النهر الفائق ٢/٢٧٦)

في الفتاوىٰ: إن خاف من الولد السوء في الحرة، يسعه العزل بغير رضاها، لفساد الزمان، فليعتبر مثله في الأعذار مسقطًا لإذنها. (رد المحتار، كتاب النكاح / باب نكاح الرقيق، مطلب في حكم العزل ٣/١٧٦ كراچی، المحيط البرهاني، كتاب الاستحسان / الفصل التاسع عشر في التداوي والمعالجات ٦/١١٦ المكتبة الغفارية كوئٹه، وكذا في الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات ٥/٣٥٦ زكريا)

لو أرادت إلقاء الماء بعد وصوله إلى الرحم قالوا: إن مضت مدة ينفخ فيه الروح لا يباح لها، فإباحة الإسقاط محمولة على حالة العذر ...... يجوز لها سد فم رحمها كما تفعله النساء. (شامي ٤/٣٣٦ زكريا)

العلاج لإسقاط الولد إذا استبان خلقه كالشعر والظفر ونحوهما لا يجوز، وإن كان غير مستبين الخلق يجوز. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات ٥/٣٥٦ دار إحياء التراث العربي بيروت، الفتاوىٰ السراجية، كتاب الحظر والإباحة / باب التداوي والعلاج ٧٦ كراچی، وكذا في البحر الرائق، كتاب الكراهية / فصل في البيع ٨/٣٧٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۳/۴/۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سات مہینہ کا حمل ساقط کرانا؟

سوال (۷۵۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کا سلمیٰ کے ساتھ عقد ہوا، اور تقریباً ۱۰/ ماہ بعد زید کا انتقال ہوگیا، بوقتِ انتقال سلمیٰ تقریباً سات مہینہ کے حمل سے تھی، سلمیٰ کے والدین نے زید کے انتقال کے بعد حمل کو ڈاکٹروں کے ذریعہ سے ساقط کروادیا، تو کیا اُن پر قصاص یا دیت لازم ہوگی یا نہیں؟ نیز سلمیٰ کی عدت کب تک ہوگی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چار مہینہ کے بعد اعضاء انسانی ظاہر ہوجاتے ہیں؛ اِس لئے اِس مدت کے بعد صورتِ مسئولہ میں اسقاط حمل حرام اور سخت گناہِ کبیرہ ہے، سلمیٰ کے والدین کو اپنے اِس جرم سے توبہ واستغفار کرنی ضروری ہے؛ تاہم اِس اِسقاط کی وجہ سے سلمیٰ کی عدت پوری ہوگئی ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۶/۳۷۵)

في الشامية نقلاً عن البحر: وفيه عنه أيضًا أنه لا يستبين إلا في مائة وعشرين يومًا. (شامي ۳/۵۱۱ كراچی، ۵/۱۹۰ زكريا)

وفيه أيضًا: وإذا أسقطت سقطًا إن استبان بعض خلقه انقضت به العدة لأنه ولد وإلا فلا. (شامي / كتاب الطلاق ۳/۵۱۲ كراچی، ۵/۱۹۰ زكريا، البحر الرائق ۴/۱۳۵، الفتاوىٰ التاتارخانية ۴/۵۵ زكريا)

لأن بهٰذا القدر أي باستبانة بعض خلقه يتميز عن العلقة والدم فكان نفسًا؛ لأنه ليس بعد العلقة إلا أن يكون نفسًا. (البناية شرح الهداية / كتاب الديات ۱۳/۲۲۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳۰/۵/۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

چار مہینہ کا حمل دوا کھا کر ضائع کرنا؟

سوال (٧٦٠): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: دوائی اور گولی کھا کر کے تین چار مہینہ کا حمل یعنی جس بچہ میں جان نہ پڑی ہو، گرانا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صرف عذر اور جان کے خطرہ سے ہی ایسا کرانے کی اِجازت ہے، ورنہ نہیں۔

ویکرہ أن تسعی للإسقاط حملها وجاز لعذر حیث لا یتصور. (الدر المختار ٤٢٩/٦، الفتاویٰ الهندیة، کتاب الکراهیة / الباب الثامن عشر ٣٥٦/٥) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ٢٣/١١/١٤١٧ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

حاملہ بالزنا کا ڈاکٹر سے حمل ساقط کرانے پر اصرار کرنا؟

سوال (٧٦١): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید ڈاکٹر ہے، کیا اُس کو شرعاً یہ حق پہنچتا ہے کہ زنا کی وجہ سے حاملہ لڑکی کے حمل کو ضائع کردے، جب کہ حمل اَبھی جلد ہی ٹھہرا ہے اور چار مہینے سے قبل کا ہے؟ دونوں صورتوں میں یعنی چار مہینے کے بعد والے حمل اور چار مہینے سے قبل والے حمل کے بارے میں جواب مطلوب ہے، یہ بھی ملحوظ رکھا جائے کہ لڑکی ڈاکٹر زید سے کہتی ہے کہ یہ میری زندگی کا سوال ہے، اگر اُسے ضائع نہیں کیا جاتا تو عوام میں باعث عار اور آئندہ کے لئے شادی سے محرومی ہے، اَب کیا شکل ہوگی؟ ہر شق کو واضح دلائل سے پر فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ ناگزیر اور شرمناک حالت میں چار مہینے سے پہلے پہلے اِسقاطِ حمل کی گنجائش ہے؛ لیکن اگر حمل پر چار مہینے یعنی ١٢٠/ دن گذر جائیں، تو اب اِسقاطِ

کی قطعاً اِجازت نہیں ہے۔

یباح لها أن تعالج في استنزال الدم ما دام الحمل مضغة أو علقة، ولم يخلق له عضو وقدروا تلک المدة بمائة وعشرين يومًا. (شامي ۹/۶۱۵ زکريا)

امرأة مرضعة ظهر بها حبل وانقطع لبنها وتخاف على ولدها الهلاک، وليس لأبي هٰذا الولد سعة حتى يستأجر الظئر يباح لها أن تعالج في استنزال الدم ما دام نطفة أو مضغة أو علقة لم يخلق له عضو وخلقت لا يستبين إلا بعد مائة وعشرين يومًا أربعون نطفةً وأربعون علقةً وأربعون مضغة، كذا في خزانة المفتيين. (الفتاویٰ الهندية، کتاب الکراهية / الباب الثامن عشر ۵/۳۵۶ زکريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۲/۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نکاح حلالہ میں اگر حمل رک جائے تو اُسے ساقط کرانا کیسا ہے؟

سوال (۷۶۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: نکاح حلالہ میں اگر حمل رک جائے تو اُس حمل کا اسقاط کرا سکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حلالہ کی نیت سے نکاح کرنا بجائے خود پسندیدہ عمل نہیں ہے، اِس نیت سے نکاح کرنے کرانے والوں پر حدیث میں لعنت وارد ہوئی ہے، اور اِس طرح کے نکاح کے بعد حمل کا رک جانا ایسا عذر نہیں ہے جس کی بنا پر اِسقاط کی اِجازت ہو؛ اِس لئے محض حلالہ کی بنیاد پر اِسقاط کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔

عن عبد اللّٰه بن مسعود رضي اللّٰه عنه قال: لعن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم المحل والمحلل له. (سنن الترمذي رقم: ۱۱۱۹، سنن أبي داؤد، کتاب النکاح / باب في التحليل ۱/۲۸۴ رقم: ۲۰۷۶ دار الفکر بيروت)

ويكره أن تسقى لإسقاط حملها، وجاز بعذر حيث لا يتصور. (الدر المختار) **وفي الشامي: ويكره أي مطلقًا قبل التصور وبعده على ما اختاره الخانية.** (الدر المختار مع الشامي ۶۱۵/۹ زكريا، فتاوىٰ قاضي خان على الهندية ۴۱۰/۳)

وفي اليتمة: سألت علي بن أحمد عن إسقاط الولد قبل أن يصور، فقال: أما في الحرة فلا يجوز قولاً واحدًا. (الفتاوىٰ الهندية ۳۵۶/۵)

وإذا أمسک الرحم المني فلا يجوز للزوجين ولا لأحدهما ولا للسيد التسبيب في إسقاطه. (فتح العلي مالكي ۳۹۹/۱۱ بحواله: كتاب الفتاوىٰ ۲۲۱/۶)

اِس وقت کیا صورت حال ہے؟ اس کا جب تک حتمی پتہ نہ چلے اُس وقت تک کوئی جواب نہیں دیا سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۳/۱۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر ثابت النسب حمل ساقط کرنے والے کو مسقط دوائیں دینا؟

سوال (۷۶۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اِسقاطِ حمل کی دوا ایسے شخص کو دینا جس کے بارے میں یقین یا ظن غالب ہے کہ غیر ثابت النسب حمل کے لئے استعمال کرے گا، ایسے شخص کو میڈیکل والا دوا دے سکتا ہے یا نہیں؟

غیر ثابت النسب حمل ہے، اگر اسقاطِ حمل کی دوا استعمال نہ کرائی جائے تو لڑکا، لڑکی اور دونوں کے خاندانوں کی بے عزتی اور لڑائی جھگڑے کا قوی اِمکان ہے، غیر ثابت النسب حمل بتا کر کوئی شخص میڈیکل والے سے دوا مانگتا ہے، کیا اِس غلطی پر پردہ ڈالنے کے لئے میڈیکل والا دوا دے سکتا ہے؟ گنہگار تو نہیں ہوگا؟

بعض لوگ چاہتے ہیں کہ بچے کم پیدا ہوں؛ تاکہ اُن کی تعلیم وتربیت اور ضروریات کو بآسانی پورا کیا جاسکے، اِس لئے اسقاطِ حمل کی دوا استعمال کراتے ہیں، پھر اس طرح کے لوگوں کی دو قسمیں ہیں:

(۱) کسی ڈاکٹر یا ڈاکٹرنی سے اسقاطِ حمل کی دوا پرچہ پر لکھوالاتے ہیں۔

(۲) بعض لوگ زبانی بضد ہوکر میڈیکل والے سے اسقاطِ حمل کی دوا مانگتے ہیں، دونوں طرح کے لوگوں کو میڈیکل والا اسقاطِ حمل کی دوا دے سکتا ہے یا نہیں؟ شرعی حکم کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَعذار کی وجہ سے چار ماہ سے قبل کا حمل ساقط کرانے کی گنجائش ہے؛ لہٰذا اِس مدت کے دوران اسقاطِ حمل کی دوا فروخت کرنے کی اجازت ہوگی۔ اَب دوا لینے کے بعد اگر کوئی شخص اُس کا بلا عذر استعمال کرتا ہے تو وہی شخص اُس کا ذمہ دار ہوگا، بیچنے والا ذمہ دار نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۳۲۱/۱۸ ڈابھیل)

هل يباح الإسقاط بعد الحمل؟ نعم يباح ما لم يتخلق منه شيء ولم يكن ذٰلك إلا بعد مائة وعشرين يومًا، وهٰذا يقتضي أنهم أرادوا بالتخليق نفخ الروح. (شامي ٣٣٦/٤ زكريا، البحر الرائق شرح كنز الدقائق ٢١٥/٣)

امرأة عالجت في إسقاط ولدها لم تأثم ما لم يستبين شيء من خلقه. وفي الحاشية: قدر بأربعة أشهر. (الفتاویٰ السراجية ٣٣٢ مكتبة الإتحاد ديوبند)

العلاج لإسقاط الولد إذا استبان خلقه كالشعر، والظفر ونحوهما لا يجوز، وإن كان غير مستبين الخلق يجوز. (الفتاوى الهندية ٣٥٦/٥)

لأنه لا معصية في عين العمل، وإنما المعصية بفعل المستأجر، وهو فعل فاعلٌ مختار كشربه الخمر وبيعها، وهو المختار فيه. (الموسوعة الفقهية ٢١٥/٩ بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۲/۱۱/۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مختلف اغراض سے اِسقاط کرانے والوں کو مسقط دوائیں لکھ کر دینا؟

سوال (۷۶۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: بعض حضرات اسقاطِ حمل کی دوا ڈاکٹر سے لکھواتے ہیں، دوا لکھوانے والوں کی چار قسمیں ہیں:

(۱) عورت یا بچہ کو نقصان کا اندیشہ ہے یا عورت کمزور ہے، اَبھی حمل کی متحمل نہیں ہے، اِس لئے اِسقاطِ حمل کی دوا استعمال کرانا چاہتا ہے۔

(۲) بچوں کی تعداد کافی ہوگئی ہے، اَب آگے بچہ کی پیدائش نہیں چاہتا ہے۔

(۳) ناجائز حمل کے اسقاط کے لئے دوا لکھواتا ہے۔

(۴) ڈاکٹر یا ڈاکٹرنی سے اسقاطِ حمل کی دوا لکھوانا چاہتا ہے؛ لیکن ڈاکٹر کو یہ نہیں بتاتا ہے کہ اسقاطِ حمل کیوں کرانا چاہتا ہے، اور نہ یہ بتاتا ہے کہ حمل جائز ہے یا ناجائز؟ مذکورہ چار صورتوں میں ڈاکٹر کے لئے اسقاطِ حمل کی دوا لکھنے کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چار ماہ سے قبل حمل کا اسقاط معتبر اعذار کی بناء پر جائز ہے؛ لیکن چار ماہ کے بعد اِسقاطِ حمل صرف شدید ترین عذر مثلاً ماں کی جان کو سخت خطرہ وغیرہ ہو، اس میں ہی جائز ہوسکتا ہے، ورنہ اس کا جواز نہیں ہے، اور محض اَولاد کا زیادہ ہونا عذر نہیں ہے، اِس اُصول کو سامنے رکھ کر ڈاکٹر کو دوا تجویز کرنی چاہئے۔

فإباحة الإسقاط محمولة على حالة العذر. (شامي ٣٣٦/٤ زكريا)

العلاج لإسقاط الولد إذا استبان خلقه كالشعر والظفر ونحوهما لا يجوز، وإن كان غير مستبين، الخلق يجوز. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات ٣٥٦/٥ زكريا، الفتاویٰ السراجية، كتاب الحظر والإباحة / باب التداوي والعلاج ٧٦ كراچی، وكذا في البحر الرائق، كتاب الكراهية / فصل في البيع ٣٧٦/٨ زكريا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۲/۱۱/۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

عضوِ تناسل اور خصیتین نکلوانے والے شخص کی نماز اور حج کا حکم؟

سوال (۷۶۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ایک ہیجڑا ہے، اُس کی اولاد بھی ہے، وہ پنج وقتہ نمازی بھی ہے، اور حاجی بھی ہے، اُس کا پیشہ ناچنے گانے کا ہے، اور اَولاد ہونے کے بعد اُس نے اپنا عضو تناسل و خصیتین بھی صاف کرادئے ہیں، جب وہ نماز پڑھنے آتا ہے تو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ ہماری صف میں کھڑا ہوگیا تو ہماری نماز نہیں ہوئی، کیا ایسا شخص جماعت کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ اور مرنے کے بعد اُس کی نماز جنازہ ہوگی یا نہیں؟ اور اُس کا حج ہوا یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ شخص شرعاً مخنث نہیں؛ بلکہ بالغ مرد ہی ہے؛ لہٰذا مردوں کی صف میں کھڑے ہوکر اُس کے لئے نماز پڑھنا جائز ہے، اور اُس کا فریضۂ حج ادا ہوگیا، اور مرنے کے بعد اُس کی نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی؛ البتہ خصیتین وغیرہ نکلوانے کی وجہ سے ایک حرام فعل کا ارتکاب کیا اور ناچنے گانے کا پیشہ بھی سخت گناہ ہے، اُس پر توبہ کرنی لازم ہے۔

عن عبد اللّٰه رضي اللّٰه عنه: كنا نغزو مع رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وليس لنا شيءٌ، فقلنا: ألا نستخصي؟ فنهانا عن ذٰلك …… الخ. (صحيح البخاري، كتاب النكاح / باب ما يكره من التبتل والخِصاء ٧٥٩/٢ رقم: ٥٠٧٥ دار الفكر بيروت)

وأما خصاء الآدمي فحرام. (الدر المختار مع الشامي ٥٥٧/٩ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ٢٠٨/١٨ رقم: ٢٨٥٣٠ زكريا)

وإذا بلغ الخنثىٰ وخرجت لحيته أو وصل إلى النساء فهو رجل، وكذا إذا احتلم كما يحتلم الرجل. (الهداية ٧٠١/٤، الفتاوىٰ التاتارخانية ١٩٤/٢٠ رقم: ٣٣٠١٩ زكريا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱؍۳؍۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

◆

جھاڑ پھونک اور تعویذ وعملیات

کیا سحر ’’جادو‘‘ کی حقیقت ہے؟

سوال (٧٦٦): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں سحر (جادو) کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں، میری بیوی اِس مرض میں مبتلا ہے، وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتی رہتی ہے، اپنا چہرہ بگاڑ لیتی ہے، عجیب حرکتیں کرتی ہے، اور بہت خوف زدہ رہتی ہے، کیا ہم اِس پر یقین کرلیں کہ کوئی کہتا ہے کہ تمہاری فیملی پر سحر ہے، میرا مطلب ہے کہ کوئی شخص جو بیمار کی طرح برتاؤ کرتا ہے، اُس کے بارے میں کوئی کہے کہ تمہارے اوپر کوئی سحر بھیج رہا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا کہ جو کوئی بھی مستقبل کا حال بتانے والے کے پاس جاتا ہے اور سحر کے بارے میں پوچھتا ہے تو اُس کی چالیس دن تک دعا قبول نہیں ہوتی، مگر میں نے انٹرنیٹ پر پڑھا ہے کہ یہ صحیح ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: (جادو) سحر کے اَثرات سے انکار نہیں کیا جاسکتا، خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی سحر کرایا گیا، اور پھر بذریعہ وحی نہ صرف آپ کو اِس کی اطلاع دی گئی؛ بلکہ قرآنِ کریم کی دو سورتیں (معوذتین) اِسی سحر کے توڑ کے لئے نازل ہوئیں، جس طرح جسمانی اَمراض کی تشخیص اور اُس کا علاج ایک مستقل علم ہے، اور ڈاکٹر اور حکیم آثار وقرائن دیکھ کر مرض کی خبر دیتے ہیں اور اُن کی باتوں پر یقین کیا جاتا ہے، اِسی طرح سحر کی تشخیص اور اُس کا علاج بھی مستقل ایک فن ہے، جو شخص بھی اِس فن سے واقف ہو اور وہ آثار وقرائن کے ذریعہ سے پتہ لگا کر یہ خبر دے کہ فلاں آدمی سحر میں مبتلا ہے، تو اُس کی بات پر اعتماد کیا جاسکتا ہے، اور یہ اُس روایت

کے خلاف نہیں ہے، جس میں کاہن کی بات پر یقین کرنے سے منع کیا گیا ہے؛ کیوں کہ اُس روایت کا تعلق اُن جادوگروں سے ہے جو غیب کی باتیں بتاتے ہیں، تو ایسے جادوگروں کے پاس جانا اور اُن کی باتوں پر یقین کرنا ہرگز جائز نہیں ہے؛ تاہم یہ ضروری ہے کہ سحر کے توڑ کے لئے شرکیہ اَعمال وکلمات کا استعمال ہرگز نہ کیا جائے؛ بلکہ صرف اَعمالِ قرآنی اور کلماتِ صحیحہ سے کام کیا جائے۔

قال القرطبي رحمه اللّٰه تعالیٰ: ثبت في الصحيحين من حديث عائشة رضي اللّٰه عنها أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم سحره يهودي من يهود بني زريق، يقال له: لبيد بن الأعصم، حتى يخيل إليه أنه كان يفعل الشيء ولا يفعله …… فأنزل اللّٰه هاتين السورتين. (تفسير القرطبي، / سورة الفلق ۱۸۱/۱۰–۱۸۲ دار الكتب العلمية بيروت، ۲۵۳/۲۰ مكتبة دار إحياء التراث العربي بيروت)

عن بعض أزواج النبي رضي اللّٰه عنهن عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من أتى عرَّافًا فسأله عن شيء لم تقبل له صلاةٌ أربعين ليلةً. (صحيح مسلم، كتاب السلام / باب تحريم الكهانة وإتيان الكهّان ۲۳۳/۲ رقم: ۲۲۳۰ بيت الأفكار الدولية)

عراف: هو الذي يستدل على الأمور بأسباب ومقدمات يدعى معرفتها بها …… وهذه الأضراب كلها تسمى كهانة، وقد أكذبهم كلهم الشرع ونهى عن تصديقهم واتيانهم. (شرح النووي على صحيح مسلم ۲۳۲/۲)

قال المحقق في الفتح: قال أصحابنا: للسحر حقيقة وتأثير في إيلام الأجام، خلافًا لمن منع ذٰلک. (إعلاء السنن، كتاب السير / حكم السحر وحقيقته ۶۰۰/۱۲ إدارة القرآن کراچی)

اختلفوا: هل له (أي للسحر) تأثير فقط بحيث يغير المزاج، فيكون نوعًا من الأمراض، أو ينتهي إلى الإحالة بحيث يصير الجماد حيوانًا مثلاً وعكسه؟ فالذي عليه الجمهور هو الأول، وذهبت طائفة قليلة إلى الثاني …… والحق أن لبعض أصناف السحر تأثيرًا في القلوب كالحب والبغض وإلقاء الخير والشر، وفي الأبدان بالألم والسقم …… الخ. (فتح الباري شرح صحيح البخاري، كتاب الطب / باب

السحر ١٠/٢٢٢-٢٢٣ دار الفكر بيروت)

إنه قد يؤثر في موت المسحور ومرضه من غير وصول شيء ظاهر إليه.

(شرح الفقه الأكبر ١٥٠ دار الكتب العلمية بيروت)

والسحر في نفسه حق أمر كائن، إلا أنه لا يصلح إلا للشر والضرر بالخلق، والوسيلة إلى الشر شر، فيصير مذمومًا...... الخ. (رد المحتار، باب المرتد / مطلب في الساحر والزنديق ٤/٢٤١ كراچی)

قال أبو حنيفة رحمه الله تعالىٰ: الساحر إذا أقر بسحره أو ثبت بالبينة، يقتل ولا يستتاب منه. (رد المحتار، باب المرتد / مطلب في الساحر والزنديق ٤/٢٤٠ كراچی)

وذكر في تبيين المحارم عن الإمام أبي منصور أن القول بأن السحر كفر على الإطلاق خطأ، ويجب البحث عن حقيقته، فإن كان في ذلك رد ما لزم في شرط الإيمان فهو كفر، وإلا فلا. (شامي ١/٣٤١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۶/۶/۱۴۲۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جادو کی حقیقت کیا ہے؟

سوال (٧٦٧): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جادو کی حقیقت کیا ہے؟ کیا جادو سیکھنا سکھانا جائز ہے؟ کیا جادو کرنے کرانے والا شریعتِ اسلامیہ کے دائرہ سے خارج ہو جاتا ہے؟ اگر کسی کے رشتہ دار جادوگر ہوں تو اُن سے تعلق رکھنے اور نہ رکھنے کے متعلق شریعت غراء میں کیا حکم ہے؟ مذکورہ جزئیات کے جوابات مفصل ومدلل سے نواز کر ماجور ہوں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جادو ایک مخفی تصرف کا نام ہے، جس میں شرکیہ کلمات

اور شیاطین سے مدد حاصل کی جاتی ہے، اِس کا سیکھنا سکھانا حرام ہے اور جادو کرنا اور کرانا اکبر الکبائر اور بدترین گناہوں میں شامل ہے، حتیٰ کہ اگر عقیدہ بھی اُس کے موافق ہو تو کفر تک بھی پہنچ سکتا ہے، جادوگری کی کمائی حرام ہے؛ اِس لئے جادوگر رشتہ داروں کے یہاں آنا جانا، میل جول رکھنا اور اُن کے یہاں کھانا پینا بھی جائز نہ ہوگا۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوْا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمَانَ، وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ. [البقرة، جزء آیت: ۱۰۲]

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: اجتنبوا السبع الموبقات، قالوا: يا رسول اللّٰه! وما هن؟ قال: الشرک باللّٰه والسحر....... (صحيح البخاري، كتاب الوصايا / باب قول اللّٰه تعالىٰ ۳۸۷/۱-۳۸۸ رقم: ۲۷۶۶ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب الإيمان / باب بيان الكبائر وأكبرها ۶۴/۱ رقم: ۸۹ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح ۱۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۶/۱۱/۲۳ھ

جنات اور جادو کی حقیقت

سوال (۷۶۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے یہاں کچھ لوگ ایسے ہیں جو جادو، جنات وغیرہ کا بالکل انکار کرتے ہیں کہ جادو وغیرہ کوئی چیز نہیں ہے، اور نہ ہی جنات کسی انسان پر آکر اُس کو پریشان کرتا ہے، جب کہ واقعہ یہ ہے کہ کتنے لوگ ایسے ہیں جنہوں نے ڈاکٹری علاج میں لاکھوں روپئے خرچ کردئے، مگر فائدہ نہ ہوا؛ لیکن جب کسی باشرع عامل سے رجوع کیا گیا تو بحکم خداوندی شفا مل گئی۔

(۱) تو کیا قرآن وحدیث میں جنات وجادو کا ذکر ملتا ہے؟

(۲) جادو، جنات کا منکر کیسا ہے؟

(۳) کیا جنات اِنسان پر آ کر اُس کو پریشان کر سکتے ہیں؟

(۴) نیز جادو وغیرہ کا علاج جو قرآنی آیات یا تعویذ وغیرہ سے کیا جائے یہ درست ہے یا نہیں؟

(۵) کیا یہ شرک میں داخل ہے؟ جب کہ علاج کرنے اور کرانے والے مؤثر حقیقی اللہ تعالیٰ کو سمجھے اور اُس پر یقین رکھتے ہوں؟

(۶) اور اِس طرح جائز تعویذ (جو قرآنی آیات پر مشتمل ہو) دے کر اُس کا معاوضہ لینا درست ہے یا نہیں؟ براہِ کرم تمام سوالات کا جواب دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: (۱) جنات اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے، جس کی تخلیق میں آگ کا عنصر غالب ہے؛ اِس لئے جنات کے وجود میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں، اور جادو بھی ایک حقیقت ہے، یہ ایسا فن ہے جس میں شیاطین سے مدد لی جاتی ہے، اور اِس کا اثر اشیاء پر پڑتا ہے، قرآنِ پاک میں بھی جادو کے بارے میں قدرے تفصیلات موجود ہیں۔ (مستفاد: ایک جامع قرآن وعظ ۶۵۵)

قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ﴾ [الحجر: ۲۷]

قال البيضاوي: الجن أجسام عاقلةٌ خفية تغلب عليهم النارية والهوائية.

(الموسوعة الفقهية ٨٩/١٦)

قال المحقق في الفتح: قال أصحابنا: للسحر حقيقة وتأثير في الأجسام خلافًا لمن منع ذٰلک. (إعلاء السنن، كتاب السير / حكم السحر وحقيقته ٦٠٠/١٢)

المراد بالسحر ما يستعان في تحصيله بالتقرب إلى الشيطان مما لا يستقل به الإنسان، وذٰلک لا يحصل إلا لمن يناسبه في الشرارة وخبث النفس.

(الموسوعة الفقهية ٢٥٩/٢٤ كويت، روح المعاني ٥٣٤/١)

(۲) جنات کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا لطیف جسم عطا کیا ہے کہ وہ جسم انسانی میں حلول کرنے کی طاقت رکھتے ہیں اور اُس پر اثر ڈال کر اُسے تنگ کرتے ہیں، جیسا کہ مشاہدہ ہے۔

وقال قائلون: يجوز أن يدخل الجن في الناس، ولأن أجسام الجن أجسام رقيقة فليس بمستنكر أن يدخلوا في جوف الإنسان من خروقه كما يدخل الماء والطعام في بطن الإنسان، وهو أكثف من أجسام الجن، وإنما تدخل أجسامنا كما يدخل الجسم الرقيق في المظروف. (الموسوعة الفقهية ٩٤/١٦ كويت)

قال الحافظ ابن حجر العسقلاني رحمه اللّٰه: إن اللّٰه تعالیٰ جعل للشيطان قوة على التوسل إلیٰ باطن الإنسان. (فتح الباري ٣٤٢/٦ دار الفكر بيروت)

(۳) جادو اور جنات کا مطلقاً انکار محض جہالت ہے، اور حقائق واقعہ سے روگردانی ہے۔

(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۴۹/۲۰ ڈابھیل)

ثبت وجود الجن بالقرآن والسنة وعلى ذٰلک انعقد الإجماع، فمنكر وجودهم كافر؛ لإنكاره ما علم من الدين بالضرورة. (الموسوعة الفقهية ٩٠/١٦ كويت)

والسحر في نفسه حق أمر كائن إلا أنه لا يصلح إلا للشر والضرر بالخلق. (شامي ٢٨٢/٦ زكريا، ٢٤١/٤ كراچی)

(۴-۵) قرآنی آیات یا موافق شریعت تعویذات واَعمال کے ذریعہ جادو وغیرہ کا علاج کرنا جائز اور درست ہے، یہ شرک میں داخل نہیں ہے، بشرطیکہ علاج کرنے یا کرانے والا اِن چیزوں کو مؤثر حقیقی نہ سمجھے۔

قد أجمع العلماء على جواز الرقي عند اجتماع ثلاثة شروط: أن يكون بكلام اللّٰه تعالیٰ أو بأسمائه وصفاته وباللسان العربي أو بما يعرف معناه من غيره، وأن يعتقد أن الرقية لا تؤثر بذاتها بل بذات اللّٰه تعالیٰ. (فتح الباري ١٩٥/١٠)

ويلحق به ما كان بالذكر والدعاء الماثور، وكذا غير المأثور مما لا يخالف ما في الماثور. (فتح الباري ٤٥٧/٤، شامي ٣٦٣/٦ كراچی، ٥٢٣/٩ زكريا)

(٦) جائز تعویذات پر اُجرت لینے کی شرعاً گنجائش ہے، جس کا ثبوت مستند اَحادیث سے

ہوتا ہے۔ (مستفاد: ایک جامع قرآنی وعظ ۴۳۵)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما ...... فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إن أحق ما أخذتم عليه أجرًا كتاب اللّٰه. (صحيح البخاري، كتاب الطب / باب الشروط في الرقية بفاتحة الكتاب ٨٥٤/٢ رقم: ٥٧٣٧ دار الفكر بيروت)

عن أبي سعيد الخدري رضي اللّٰه عنه أن رهطًا من أصحاب النبي صلى اللّٰه عليه وسلم انطلقوا في سفرة سافروها، فنزلوا بحي من أحياء العرب، فقال بعضهم: إن سيدنا لدغ فهل عند أحد منكم شيء ينفع صاحبنا؟ فقال رجل من القوم: نعم واللّٰه إني لأرقي ولكن استضفناكم فأبيتم أن تضيفونا ما أنا براق حتى تجعلو لي جعلا، فجعلوا له قطيعًا من الشاء، فأتاه فقرأ عليه أم الكتاب ويتفل حتى برأ كأنما أنشط من عقال، قال: فأوفاهم جعلهم الذي صالحوا أنهم عليه، فقالوا: اقتسموا، فقال: الذي رقى لا تفعلوا حتى نأتي رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، فنستأمره فغدوا على رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، فذكروا له، فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من أين علمتم أنها رقية أحسنتم اقتسموا واضربوا لي معكم بسهم. (سنن أبي داؤد ٥٤٤/٢)

عن خارجة بن الصلت عن عمه رضي اللّٰه تعالىٰ عنه أنه أتى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم فأسلم، ثم أقبل راجعًا من عنده، فمر على قوم عندهم رجلٌ مجنون موثوق بالحديد، فقال أهله: إنا حدثنا أن صاحبكم هٰذا قد جاء بخير فهل عندكم شيء تداوونه فرقيته بفاتحة الكتاب، فبرأ فأعطوني مائة شاة، فأتيت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فقال: هَلُ هَلُ إلا هٰذا، وقال مسدد في موضع آخر: هل قلت غير هٰذا، قلت: لا، قال: خذها فلعمري لمن أكل برقيته باطل لقد أكلت برقية حق. (سنن أبي داؤد ٥٤٤/٢)

جوّزوا الرقية بالأجرة ولو بالقرآن كما ذكره الطحطاوي؛ لأنها ليست عبارة محضة؛ بل من التداوي. (شامي ٥٧/٦ كراچی، ٧٨/٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۵/۷/۱۴۳۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سحر جادو ٹونا کرنا؟

سوال (۷۶۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کوئی شخص سحر ٹونا وغیرہ کرتا ہو یا کراتا ہو، یا جو اُس میں شریک ہو، اُس کا کیا حکم ہے؟ اور شرعاً اُس کی کیا سزا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جادو کرنا اور کرانا دونوں حرام ہیں، حتی کہ اُن میں بعض صورتیں اِنسان کو کفر تک پہنچا دیتی ہیں، اور اسلامی حکومت میں اگر اِس طرح بینہ اور شہادت کے ذریعہ عمل سحر کا ثبوت ہوجائے تو جادوگر کی سزا قتل ہوتی ہے، اِس لئے اِس غیر شرعی عمل سے اجتناب اور توبہ لازم ہے۔

قال أبو حنيفة: الساحر إذا أقر لسحره أو ثبت بالبينة يقتل ولا يستتاب منه. (شامي ٢٤٠/٤ كراچی، ٣٨٢/٦ زكريا)

اِس عمل میں شرکت کرنے والے سخت گنہگار ہیں۔

قال العلامة علاء الدين الطرابلسي: قال في النوازل: الخناق والساحر يقتلان إذ أقرّ؛ لأنهما ساعيان في الأرض بالفساد. (معين الحكام / الباب الحادي والخمسون في القضاء بما يظهر من قرائن الأحوال والأمارات وحكم الفراسة ......، فصل في عقوبة الساحر والخناق الزنديق ١٩٣ مصطفىٰ الباب الحلبي مصر، بحواله: تعليقاتِ فتاوىٰ محموديه ٥١/٢٠ ڈابھیل)

قال الشيخ أبو منصور الماتريدي: القول بأن السحر كفر على الإطلاق

خطأ؛ بل يجب البحث عن حقيقته، فإن كان ذٰلک ردّ ما لزم في شرط الإيمان فهو كفر، وإلا فلا، …… فلو فعل ما فيه هلاک إنسان أو مرضه أو تفريق بينه وبين امرأته، وهو غير منكر لشيء من شرائط الإيمان، لا يكفر، لكنه يكون فاسقًا ساعيًا في الأرض بالفساد …… الخ. (شرح الفقه الأكبر / السحر والعين حق ١٤٥، وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب الديات / باب قتل أهل الردة والسعاة ١١٧/٧ رشيدية)

يكفر الساحر بتعلمه وفعله، اعتقد الحرمة أو لا …… الخ. (شامي / مطلب في الساحر والزنديق ٢٤٠/٤ كراچی، ٣٨٢/٦ زكريا)

وأما تعليمه وتعلّمه ففيه ثلاثة أوجه: الصحيح الذي قطع به الجمهور أنهما حرامان. (مرقاة المفاتيح، كتاب الديات / باب قتل أهل الردة والسعاة ١١٧/٧ رشيدية)

وفي ذخيرة الناظر: تعلمه فرض لرد ساحر أهل الحرب، وحرام ليفرق به بين المرأة وزوجها، وجائز ليوفق بينهما. (شامي / مطلب في التنجيم والرمل ٤٤/١ كراچی، ١٣٤/١ زكريا، وكذا في رسائل ابن عابدين ٣٠٣ سهيل اكيڈمی لاهور) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۴/۲/۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

موہم شرک الفاظ سے منتر پڑھنا؟

سوال (۷۷۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ’’رائی، رائی، رائی دہائی میاں روشن کی‘‘ اِن الفاظ کو چاند گہن کے وقت چاند کو دیکھ کر لوگ گہن کے ختم تک پڑھتے رہتے ہیں، کیا یہ پڑھنا صحیح ہے؟ اور انہیں الفاظ سے سانپ کے کاٹنے پر مریض کو جھاڑتے ہیں، تو کیا ان الفاظ سے جھاڑنا جائز ہے؟ اگر نہیں تو میں نے جو سیکھ لیا ہے اور لوگ سانپ کے کاٹنے پر مریض کو لاتے ہیں، تو کیا اَب میں اُنہیں واپس کر دیا کروں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو الفاظ آپ نے منتر کے نقل کئے ہیں، وہ موہم شرک

ہیں؛ اِس لئے کہ اُن میں میاں روشن (چاند) کی دہائی دی گئی ہے؛ لہٰذا چاند گہن کے وقت یا سانپ کے کاٹنے پر اِن الفاظ کا پڑھنا درست نہیں ہے، چاند گہن کے وقت صلوٰۃ خسوف پڑھی جائے اور سانپ کاٹے پر اگر جھاڑنے کی ضرورت ہو تو اس منتر کے بجائے ﴿قُلْ يٰٓأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ پوری سورت پڑھ کر دم کرتے رہیں اور کاٹنے کی جگہ پر نمک کا پانی ملیں ان شاء اللہ شفا ہوگی، یہ عمل بہشتی زیور ۹/۸۵ میں تحریر ہے۔

عن عبد الملك بن عمير رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: فاتحة الكتاب شفاء من كل داء. (سنن الدارمي / باب فضل فاتحة الكتاب ٥٣٨/٢ رقم: ٣٣٧٠)

أجمع العلماء على جواز الرقية عند اجتماع ثلاثة شروط: أن يكون بكلام الله تعالىٰ، وبأسمائه وصفاته، وباللسان العربي أو بما يعرف معناه من غيره، وأن يعتقد أن الرقية لا تؤثر بذاتها بل بذات الله تعالىٰ. (فتح الباري / كتاب الطب / باب الرقي بالقرآن والمعوذات ١٩٥/١٠ دار الفكر بيروت، ١٤٠ قديم، تكملة فتح الملهم، كتاب الطب / باب الطب والمرض والرقي ٢٩٥/٤ مكتبة دار العلوم كراچی)

وإنما تكره العوذة إذا كانت لغير لسان العرب، ولا يدري ما هو، ولعله يدخله سحر أو كفر أو غير ذٰلك، وأما ما كان من القرآن أو شيء من الدعوات فلا بأس به. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ٥٢٣/٩ زكريا، مرقاة المفاتيح، كتاب الطب والرقي / الفصل الثاني ٣٠٣/٨ رقم: ٤٥٣٥ رشيدية، وكذا في شرح مسلم للنووي، كتاب السلام / باب الطب والمرض والرقي ٢١٩/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۴/۲/۱۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر مسلموں سے جھاڑ پھونک کرانا؟

سوال (۱۷۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: غیر مسلموں سے جھاڑ پھونک کرا سکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غیر مسلموں سے جھاڑ پھونک کرانا ناجائز اور حرام ہے۔

وأما الأحاديث التي ورد فيها النهي عن الرقي، أو الأحاديث التي أثنى فيها على الذين لا يسترقون؛ فإنها محمولة على رقي الكفار التي تشتمل على كلمات الشرک، أو الاستمداد بغير اللّٰه تعالى، أو الرقي التي لا يفهم معناها؛ فإنها لا يؤمن أن تؤدي إلى الشرک فمنع منها احتياطًا. (تكملة فتح الملهم / كتاب الطب والرقي ٤/ ٢٩٥)

عن عوف بن مالک الأشجعي رضي اللّٰه عنه قال: كنا نرقي في الجاهلية، فقلنا يا رسول اللّٰه! كيف ترىٰ في ذلک؟ فقال: أعرضوا عليّ رقاكم، لا بأس بالرقي ما لم يكن فيه شرک. (صحيح مسلم ٢/ ٢٢٤، مشكاة المصابيح، كتاب الطب والرقى / الفصل الأول، قبيل الفصل الثاني ٣٨٨) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۴/۷/۸ ۱۴۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر مسلم کا مذہبی منتروں وغیرہ سے علاج کرنا؟

سوال (۲۷۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص غیر مسلم ہے، وہ اپنے دھرم ومذہب کے اعتبار سے دیوی دیوتاؤں کے عمل کے ذریعہ پتھری کا علاج کرتا ہے، پتھری کے سیکڑوں مریض ہفتہ میں دو بار اتوار ومنگل کو علاج کرانے جاتے ہیں، جس میں مسلم غیر مسلم سبھی ہوتے ہیں، بہت سے اہل علم طبقہ کو بھی دیکھا گیا کہ علاج کراکے آئے اور بتایا کہ پتھری نکل گئی اور ہر آدمی دیکھتا ہے، نیز بہت لوگ شفا پانے کی شہادت بھی دیتے ہیں، آپریشن کی ضرورت نہیں پڑتی، نیز بہت سے پتھری کے مریض پرانے ہیں ضعیف بھی ہیں، شوگر کے بھی مریض ہیں، ڈاکٹر آپریشن کرانے سے منع بھی کررہے ہیں کہ شوگر کی وجہ سے

آپریشن کا زخم ٹھیک نہیں ہوتا ہے، تو ایسی صورت میں اُس غیر مسلم سے خصوصاً اہل ایمان کے لئے پتھری کا علاج کرانا درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حسبِ تحریر سوال چوں کہ مذکورہ غیر مسلم شخص ہندو دھرم اور دیوی دیوتاؤں کے عمل کے ذریعہ علاج کرتا ہے؛ لہٰذا کسی مسلمان کے لئے اُس غیر مسلم سے کسی طرح علاج کرانا قطعاً جائز نہیں ہے، جو بھی علاج کرانا ہو کسی ماہر حکیم، ڈاکٹر یا کسی مسلمان عامل سے کرایا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۲/ ۳۴۳، فتاویٰ رحیمیہ ۱/۱)

عن جابر رضي اللّٰه عنه قال: بعث رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إلى أبي بن كعب طبيبًا، فقطع منه عرقًا، ثم كواه عليه.

قوله: "طبيبًا" قال القرطبي: يدل على أنه لا يلي عمل الشيء إلا من يعرفه.

(تكملة فتح الملهم، كتاب الطب / باب لكل داء دواء، واستحباب التداوي ۳۳۹/۳ مكتبة دار العلوم كراچی)

ذكر مالك في موطئه: عن زيد بن أسلم أن رجلاً في زمان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أصابه جرح، فاحتقن الجرح الدم، وأن الرجل دعا رجلين من بني أنمار، فنظرا إليه فزعما أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال لهما: أيكما أطب؟ فقال: أو في الطب خير يا رسول اللّٰه! فقال: انزل الدأو الذي أنزل الداء.

ففي هٰذا الحديث أنه ينبغي الاستعانة في كل علم وصناعة بأحذق، فإنه إلى الإصابة أقرب. (زاد المعاد في هدي خير العباد / فصل في هديه صلى اللّٰه عليه وسلم في الإرشاد إلى معالجة أحذق الطبيبين ۷۸۱ دار الفكر بيروت)

وإنما تكره العوذة إذا كانت لغير لسان العرب، ولايدري ما هو؟ ولعله يدخله سحر أو كفر أو غير ذلک، وأما ما كان من القرآن أو شيء من الدعوات فلا بأس به. (شامي ۵۲۳/۹ زكريا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۵/۷/۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

سفلی عمل کرنا اور ایسے لوگوں کے یہاں کھانا؟

سوال (۷۷۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک صاحب نماز روزہ کی پابندی اور دعا تعویذ کے ساتھ سفلی عمل میں اِنسانی شکل میں موم کی گڑیا وغیرہ میں سوئی چبھوکر عمل کرانے والے دشمنوں کو تکلیف دینے یا نیست ونابود کرنے کا عمل کرتے ہیں، اُن کا یہ فعل شرعی نقطۂ نظر سے کیسا ہے؟ اور کیا اُس عالم کے یہاں کھانا وغیرہ کھانا جائز ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سفلی عمل جس میں شیاطین وجنات سے مدد لی جاتی ہے، نیز جادو وغیرہ کرنا بدترین درجہ کا گناہ ہے، اور اُس کے یہاں کی دعوت قبول کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

وثانيها ما لم يكن فيه وجه كفر، ولكن فيه إضرار بالمسلمين وسعيًا في الأرض بالفساد فذلك حرامٌ فعله. (أحكام القرآن للتهانوي ٣٥/١)

عن أبي مسعود الأنصاري رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم نهى عن ثمن الكلب ومهر البغي وحلوان الكاهن. (مشكاة المصابيح ٢٤١)

السحر حرامٌ بلا خلاف بين أهل العلم. (شامي ٣٨١/٦ زكريا)

والسحر في نفسه حق أمر كائنٌ إلا أنه لا يصلح إلا للشر والضرر بالخلق والوسيلة إلى الشر شر، فيصير مذمومًا. (شامي ٣٨٢/٦ زكريا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۸/۷/۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

جادو کے توڑ کے لئے سفلی علاج

سوال (۷۷۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جادو ایک مذموم اور برحق بیماری ہے، جیسا کہ اَحادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایک عورت نے سحر کردیا تھا، جس کے توڑ اور علاج کے لئے اللہ رب العزت نے

معوذتین کو نازل فرمایا تھا۔ اَب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اُس کا علاج شرکیہ وکفریہ کلمات واَفعال یا موہم کفر وشرک کلمات واَفعال سے کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ مثلاً کسی پیر یا دیوی کے نام پر کوئی بکرا یا مرغا وغیرہ ذبح کیا جائے، جب کہ تجربہ ومشاہدہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اُس کے علاوہ دیگر علاج اُس میں عموماً مفید وکارآمد نہیں ہے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جادو کا علاج اعمالِ قرآنیہ اور کلماتِ غیر شرکیہ کے ذریعہ ہی کرانا چاہئے، عام حالات میں کسی مسلمان کے لئے جادو کے دفعیہ کے واسطے بھی شرکیہ اَعمال وکلمات اختیار کرنے کی ہرگز اِجازت نہیں ہے، اور جو شخص خدانخواستہ اِس میں ایسا مبتلا ہو جائے کہ اضطراری حالت میں پہنچ جائے اور جادو کے توڑ کے لئے سفلی اَعمال ناگزیر ہوں، تو اُسے چاہئے کہ کسی متبحر اور معتمد مفتی، یا عالم سے زبانی اپنے حالات بتاکر اُس کے مشورے پر عمل کرے، اور دیوی یا پیر کے نام پر بکرا، یا مرغا ذبح کرنا بھی قطعاً حرام ہے، کسی کے لئے اِس کی اِجازت نہیں ہے۔

عن عوف بن مالک الأشجعي رضي اللّٰه عنه قال: کنا نرقي في الجاهلية، فقلنا يا رسول اللّٰه! کيف ترىٰ في ذلک؟ فقال: أعرضوا عليّ رقاکم، لا بأس بالرقي ما لم يکن فيه شرک. (صحيح مسلم ٢٢٤/٢، مشکاة المصابيح، کتاب الطب والرقى / الفصل الأول، قبيل الفصل الثاني ٣٨٨)

قال الشمني: تعليمه وتعلمه حرامٌ، أقول: مقتضى الإطلاق ولو تعلم لدفع الضرر عن المسلمين. (شامي ١٣٤/١ زکريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۹/۷/۱۴۲۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کلماتِ مسمریزم سیکھنا؟

سوال (۵۷۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کلماتِ مسمر یزم سیکھنا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کلماتِ مسمر یزم سحر اور جادو کی ایک قسم ہے، اگر اِس میں غیر اللہ سے مدد لینا یا کسی اور غیر شرعی امر کا ارتکاب لازم آتا ہو تو قطعاً حرام اور بعض صورتوں میں موجبِ کفر ہے۔ اور اگر اُس میں کوئی مانع شرعی نہ ہو پھر بھی اُس کے سیکھنے کی اِجازت شرعاً نہیں ہے؛ اِس لئے کہ یہ فن عموماً شر وفساد کا ذریعہ بنتا ہے۔

ومن المكفرات أيضًا السحر الذي فيه عبادة الشمس ونحوها؛ فإن خلى عن ذٰلك كان حرامًا لا كفرًا، والسحر في نفسه حق أمر كائن إلا أنه لا يصلح إلا للشر والضرر بالخلق والوسيلة بالشر شر فيصير مذمومًا. (رسائل ابن عابدين ۳۰۲/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۲/۳/۴ھ

منتر پڑھ کر سادھو کا کھانے کی چیزیں طلب کرنا؟

سوال (۶۷۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ننگ دھڑنگ ایک سادھو فرمائش کرنے پر دونوں ہاتھ اُٹھا کر منتر پڑھ کر فرمائش کردہ کھانے کی اَشیاء جیسے کاجو، بادام، چھوہارا وغیرہ منگاتا ہے، ایسا کیوں کر ممکن ہوجاتا ہے؟ اور کیا وہ اَشیاء کھانا جائز ہے؟ متعدد مرتبہ اُس سادھو نے میرے سامنے ایسا کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جس سادھو کا سوال میں ذکر ہے یا تو وہ مسمیر یزم کے ذریعہ نظر بندی کرتا ہے، یا شیاطین وجنات تابع کرکے اُن کے ذریعہ مذکورہ اشیاء منگاتا ہے، بہرصورت اِن اشیاء کا کھانا جائز نہیں، بعض علماء نے لکھا ہے کہ اِس طرح کے مطالبے پر جنات

اپنے مؤکل کے پاس جو چیزیں لاتے ہیں وہ چوری کی ہوتی ہیں۔

وثالثها ما لم يكن فيه كفر والإضرار بالمسلمين، ولكنه يستلزم معصيةً في عمله كاستعمال النجاسات والمحرمات، وتسخير الجنة والجنات – إلى قوله – فهو معصية شرعاً، أو يترتب عليه مصعيته أو مفسدة كفساد اعتقاد العامة والتلبيس عليهم، كما يفعله أصحاب المسمريزم في زماننا يخدعون الناس بأنهم يحضرون الأرواح، وهي تجيب عما يسألونها، وكل ذلك خداع ومكر.

(أحكام القرآن للتهانوي ۳٦/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۸/۷/۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اقتدار پر قابض رہنے کیلئے جادو، ٹونہ، تعویذ وغیرہ کروانا؟

سوال (۷۷۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اقتدار پر قابض رہنے کے لئے جادو، ٹونہ، تعویذ گنڈے کرنا اور کروانا جس سے مد مقابل حضرات کو جسمانی اور دیگر تکالیف میں مبتلا کرنا، گندے عملیات جس کو علاقائی زبان میں مٹھ مارنا کہتے ہیں، غیر مسلم حضرات سے جان سے مروانے کے لئے کروانا مقصود ہو، جب کہ غیر قانونی اور غنڈہ گردی کے زور پر وہ شخص ایک بڑے دینی ادارہ کے اقتدار پر قابض ہے، اور الحمد للہ مولوی بھی ہے؛ لہٰذا آپ مفتیانِ کرام حضرات شریعت کی روشنی میں جواب ارسال فرمائیں؛ تاکہ شرعی عدالت کی روشنی میں آگے کی کاروائی کی جاسکے، اُن مولوی صاحب کے اِن اقدام کے پختہ ثبوت حاصل ہونے پر ہی آپ حضرات سے رجوع ہوا پڑا۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جادو ٹونا کرنا کسی بھی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے، اِس سے احتراز لازم ہے۔

السحر حرامٌ بلا خلاف بين أهل العلم واعتقاد إباحته كفر، والسحر في نفسه حق أمر كائن إلا أنه لا يصلح إلا للشر والضرر بالخلق، والوسيلة إلى الشر شر فيصير مذمومًا. (شامي ٣٨١/٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۷/۱/۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عملیات کے ذریعہ جن بھوت پریت اور جادو اُتارنا؟

سوال (۸۷۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے یہاں ایک حافظ صاحب آتے ہیں جو عامل بھی ہیں اور جن لوگوں پر سحر وآسیب کا اثر ہوتا ہے اُن کے لئے ''الحزب البحر'' کا ایک اُتارا کرتے ہیں، اللہ رب العزت کے فضل سے کئی حضرات کو نفع ہوا۔ دریافت طلب بات یہ ہے کہ یہ اُتارا جائز ہے یا نہیں؟ اُتارا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ عامل صاحب مندرجہ ذیل سامان منگاتے ہیں، دو میٹر کالا کپڑا، سوئی، کھڑا اُڑد، کھڑا نمک، لوہے کی کیل ایک چٹکی سندور، چاول، پسی شکر لہسن، لونگ، ہلدی، مشک کا نافہ، گھی، ایک مٹکی، دو مٹی کے دیئے، عطر اور کچھ پیلے پھول، عامل صاحب پہلے مٹی کے دیئے چاول پسی شکر اور گھی ڈال کر اُس پر سندور اور پیلے پھول رکھ کر اُس پر عطر ڈالتے ہیں، اور جس شخص کا اُتارا کرنا ہوتا ہے اُسے ایک چارپائی پر لٹا کر نیچے رکھ دیتے ہیں، اِس کے بعد اُس آدمی پر کالا کپڑا ڈال کر سوئی سے اُسے بستر میں کھونس دیتے ہیں، اور ایک تعویذ معمول کے سینے پر رکھ کر مٹکی کو پاؤں کی طرف رکھ دیتے ہیں اور اُڑد کو پاؤں کے درمیان رکھ دیتے ہیں، اِس کے بعد لہسن، لونگ، کھڑی ہلدی، مشک کا نافہ، سوئی لوہے کی کیل تمام چیزیں ترتیب سے ایک ایک لے کر معمول کے سر سے پیر کی طرف اُتار کر ''الحزب البحر'' پڑھتے ہوئے مٹکی میں ڈالتے جاتے ہیں، اِس کے بعد وہ تعویذ معمول کے بدن پر مل کر مٹکی میں ڈال دیتے ہیں (لیکن اگر معمول عورت ہو تو تعویذ عورت کے شوہر یا والدہ یا کسی اور قریبی عورت سے رکھواتے اور ملواتے ہیں) اِس کے بعد بستر کی سوئی نکال کر مٹکی میں ڈال دیتے

ہیں، اور معمول سے کہتے ہیں کہ اپنے ہاتھ سے مٹکی میں ''الحفیظ'' کہتے ہوئے اڑد ڈالو اور کہو کہ اے اللہ میری پریشانی آپ نے دور کی اور اپنے کلام کی برکت سے دور کی، اِس کے بعد کالے کپڑے پر پیر رکھ کر معمول کو چارپائی سے اتر واتے ہیں، اِس کے بعد اُس مٹکی کو آٹے سے بند کر کے بیس منٹ آگ پر رکھوا کر کالے کپڑے میں باندھ کر گڑ وادیتے ہیں، اور چارپائی کے نیچے رکھا جانے والا دیا کسی تراہے پر رکھوادیتے ہیں۔

عامل صاحب اِس عمل میں لگنے والا سامان خود معمول سے منگواتے ہیں اور اِس عمل پر کسی ہدیہ کا مطالبہ نہیں کرتے ہیں، اِلا یہ کہ کوئی شخص اپنی خوشی سے کچھ دیدے، اَب دریافت طلب امر یہ ہے کہ عملیات کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو اُس کی کیا شرطیں ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآن وحدیث وغیرہ کے بابرکت کلمات کے ذریعہ عملیات کرنے کی فی الجملہ گنجائش ہے، جیسا کہ بعض صحابہ کا سورۂ فاتحہ سے جھاڑ پھونک کرنا اور پیغمبر علیہ السلام کا معوذتین پڑھ کر اپنے اوپر دم کرنا صحیح روایات میں مذکور ہے؛ لیکن ضروری ہے کہ عملیات میں نہ تو شرکیہ کلمات ہوں، نہ غیر اللہ سے استمداد اور نہ ہی خلافِ شریعت کسی امر کا ارتکاب ہو، ورنہ یہ کام ممنوع اور ناجائز ہوگا۔ اِسی طرح جھاڑ پھونک یا تعویذ کو مؤثر حقیقی نہ سمجھا جائے؛ کیوں کہ مؤثر حقیقی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے، تعویذات وعملیات تو صرف سبب کے درجہ کی چیزیں ہیں۔ خلاصہ یہ کہ عملیات کی گنجائش ضرور ہے؛ لیکن عقیدہ کا تحفظ اِس سے زیادہ ضروری ہے، عملیات میں اِس درجہ اشتغال کہ عقیدہ متاثر ہونے لگے یقیناً ناپسندیدہ ہے، اِسی بنا پر جنت میں بلاحساب وکتاب جانے والوں کی جو صفات بیان کی گئی ہیں اُن میں یہ بھی ہے: ''**لا یرقون ولا یسترقون**'' یعنی نہ وہ خود جھاڑ پھونک کرتے ہیں نہ کراتے ہیں، گویا کہ ایمان کا اعلیٰ درجہ یہی ہے کہ آدمی ایسے اسباب سے پرہیز کرے جن سے عقیدہ متاثر ہوتا ہو۔

عن عائشة رضي الله عنها أن النبي صلى الله عليه وسلم كان ينفث على

نفسه في المرض الذي مات فيه بالمعوذات، فلما ثقل كنت أنفث عليه بهن، وامسح بيد نفسه لبركتها، فسألت الزهري كيف ينفث قال: كان ينفث على يديه ثم يمسح بهما وجهه. (صحيح البخاري / باب الرقى بالقرآن والمعوذات ٨٥٤/٢ رقم: ٥٥١١)

وعن أبي سعيد الخدري رضي اللّٰه عنه في حديث طويل: …… فجعل يقرأ بأم القرآن، ويجمع بزاقه ويتفل فبرأ. (صحيح البخاري / باب الرقى بفاتحة الكتاب ٨٥٤/٢ رقم: ٥٥١٢ دار الفكر بيروت)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: كان النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يقول في الرقية: تربة أرضنا وريقة بعضنا يشفى سقيمنا بإذن ربنا. (صحيح البخاري / باب رقية النبي صلى اللّٰه عليه وسلم ٨٥٥/٢ رقم: ٥٥٢٢ دار الفكر بيروت)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: كان النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يعوذ بعضهم يمسحه بيمنه، أذهب البأس رب الناس اشف أنت الشافي، لا شفاء إلا شفاءک، شفاء لا يغادر سقمًا. (صحيح البخاري / باب مسح الراقي في الوجع بيده اليمنىٰ ٨٥٦/٢ رقم: ٥٥٢٦ دار الفكر بيروت)

عن عوف بن مالک الأشجعي رضي اللّٰه عنه قال: كنا نرقي في الجاهلية، فقلنا يا رسول اللّٰه! كيف ترىٰ في ذلک؟ فقال: أعرضوا عليّ رقاكم، لا بأس بالرقي ما لم يكن فيه شرک. (صحيح مسلم ٢٢٤/٢، مشكاة المصابيح، كتاب الطب والرقى / الفصل الأول، قبيل الفصل الثاني ٣٨٨/٢ دار الفكر بيروت)

عن جابر رضي اللّٰه عنه قال: نهى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن الرقي، فجاء آل عمرو بن حزم إلىٰ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فقالوا: يارسول اللّٰه! إنه كانت عندنا رقية نرقي بها من العقرب وأنت نهيت عن الرقي، قال: فعرضوها عليه، فقال: ما أرى بها بأسًا من استطاع منكم أن ينفع أخاه

فلينفعه. (صحيح مسلم ۲۲٤/۲، مشكاة المصابيح ۳۸۸/۲)

أجمع العلماء على جواز الرقية عند اجتماع ثلاثة شروط: أن يكون بكلام اللّٰه تعالىٰ، وبأسمائه وصفاته، وباللسان العربي أو بما يعرف معناه من غيره، وأن يعتقد أن الرقية لا تؤثر بذاتها بل بذات اللّٰه تعالىٰ. (فتح الباري ۱۹٥/۱۰ دار الفكر بيروت، ۱٤۰ قديم)

إن الرقي يكره منها ما كان بغير اللسان العربي، وبغير أسماء اللّٰه تعالىٰ وصفاته وكلامه فى كتبه المنزلة لا بأس بالرقي ما لم يكن فيه شرك أي كفر.

(مرقاة المفاتيح ۳٥۰/۸ المكتبة الأشرفية ديو بند، شامي ٥۲۳/۹ زكريا، ۳٦۳/٦ كراچی)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم في حديث طويل قيل لي: أنظر هٰكذا وهٰكذا، فرأيت سوادًا كثيرًا سد الأفق، فقيل: هؤلاء أمتك ومع هؤلاء سبعون ألفًا يدخلون الجنة بغير حساب، فتفرق الناس ولم يبين لهم، فتذاكر أصحاب النبي صلى اللّٰه عليه وسلم فقالوا: أما نحن فولدنا في الشرك، ولكنا أمنا باللّٰه ورسوله، ولكن هؤلاء هم أبناءنا، فبلغ النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، فقال: هم الذين لا يتطيرون ولا يسترقون ولا يكتوون، وعلى ربهم يتوكلون، فقام عكاشة بن محصن فقال: أمنهم أنا يا رسول اللّٰه! قال: نعم، فقام آخر فقال: أمنهم أنا يا رسول اللّٰه! فقال سبقك لها عكاشة. (صحيح لبخاري / بلب من لم يرق ۸٥٦/۲ رقم: ٥٥۲۸)

عن عمران بن حصين رضي اللّٰه عنه قال: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: يدخل الجنة من أمتي سبعون ألفًا بغير حساب، قالوا: ومن هم يارسول اللّٰه! قال: هم الذين لا يكتوون ولا يسترقون وعلى ربهم يتوكلون، فقام عكاشة فقال: أدع اللّٰه أن يجعلني منهم، قال: أنت منهم الخ. (صحيح مسلم ۱۱٦/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳/٦/ ۱٤۳۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کتے کے کاٹنے پر جھاڑ پھونک کا عمل کرنا؟

سوال (۷۷۹): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بندہ کتے کے کاٹے ہوئے کو اِس طرح جھاڑتا ہے کہ تین مرتبہ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر اُس جگہ پر تھتھکارتا ہے، جس جگہ کتے نے کاٹا ہو، بعدہ سات مرتبہ اُس شخص سے کہہ دیتا ہوں کہ کچھ دور تک واپس جاتے ہوئے نہ کسی سے بولنا نہ پیچھے مڑکر دیکھنا، اِس عمل سے الحمدللہ رب العزت بہت لوگوں کو شفاء عطا فرمادیتے ہیں، آیا یہ عمل درست ہے یا اِس میں کسی طرح کی قباحت ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِس عمل میں بظاہر کوئی شرعی قباحت معلوم نہیں ہوتی۔

وأما ما كان من الآيات القرآنية والأسماء والصفات الربانية والدعوات المأثورة النبوية، فلا بأس؛ بل يستحب، سواء كان تعويذًا أو رقيةً أو نشرةً. (مرقاة المفاتيح، كتاب الطب والرقي / الفصل الثاني ٨/ ٣٢١ رقم: ٤٥٥٣ رشيدية، ٨/ ٣٦٠ المكتبة الأشرفية ديوبند) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۹/۸/۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

کیا پیغمبر علیہ السلام اور صحابہؓ سے تعویذ لکھنا ثابت ہے؟

سوال (۷۸۰): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عامل حضرات جو آیتِ قرآنیہ لکھ کر تعویذ دیتے ہیں، تو کیا حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابی سے اِس طرح قرآنی آیت سے تعویذ لکھنے کا ثبوت ملتا ہے؟

(۲) آیاتِ قرآنیہ سے جھاڑ پھونک کرکے رقم فرمائش کرکے لینا جائز یا ناجائز ہے؟

(۳) قرآن کی آیت لکھ کر تعویذ دینا اور اُس پر رقم لینا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعویذ لکھنے کا ثبوت اَحقر کی نظر سے نہیں گذرا؛ البتہ سورۂ فاتحہ دم کرکے اُجرت لینا بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے، اور اُس کی تائید پیغمبر علیہ السلام نے بھی فرمائی ہے۔

عن أبي سعيد الخدري رضي اللّٰه عنه أن ناسًا من أصحاب النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أتوا على حي من أحياء العرب، فلم يقروهم فبينما هم كذلك إذا لدغ سيد أولئك، فقالوا: هل معكم دواء أوراق؟ فقالوا: نعم! إنكم لم تقرونا ولا نفعل حتى تجعلوا لنا جعلاً، فجعلوا لهم قطيعًا من الشاء، فجعل يقرء بأم القرآن ويجمع بزاقه ويتفل فبرأ فأتوا بالشاء، فقالوا: لا ناخذه حتى نسئل النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، فسألوه، فضحك، وقال: ما أدرك إنها رقية خذوها واضربوا لي بسهم. (صحيح البخاري ٨٥٤/٢ رقم: ٥٥١٢)

في الحديث دليل على جواز الرقية بالقرآن وبذكر اللّٰه وأخذ الأجرة عليه؛ لأن القراءة من الأفعال المباحة. (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ١٣٦/٦ أشرفية)

تعویذ لکھنا ایک جائز عمل ہے، بشرطیکہ اُس تعویذ میں شرکیہ کلمات وغیرہ نہ ہوں؛ لہٰذا فی نفسہٖ تعویذ لکھ کر اُجرت لینے کی بھی گنجائش ہے۔

وأجازه في الرقي الدواء؛ لأن تعليم القرآن عبادةٌ، والأجر فيه على اللّٰه، وهو القياس في الرقي، إلا أنهم أجازوه فيها لهٰذا الخبر. (فتح الباري ٤٥٣/٤ بيروت)

قالو: وإنما تكره العوذة إذا كانت بغير لسان العرب، ولا يدري ما هي لعله يدخله سحرًا، أو كفرًا وغير ذٰلك، وأما ما كان من القرآن أو شيء من الدعوات فلا بأس به. (شامي ٥٢٣/٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲/۲/۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تعویذ گنڈے سے متعلق شرعی اَحکام

سوال (۷۸۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: (۱) تعویذ گنڈے کرنا کیسا ہے؟ اور اُن کی کیا اَصلیت ہے؟ خیر القرون میں کہیں اُن کا ذکر آتا ہے یا نہیں؟

(۲) آج کل تعویذ کرنا ایک پیشہ بن گیا اور لوگوں نے اُس کو ذریعہ معاش بنالیا ہے، تعویذات کو کاروبار بنانا اور اُن پر اُجرت لینا کیسا ہے؟ نیز ایسے آدمی کے یہاں کھانا پینا کیسا ہے؟

(۳) جو لوگ تعویذ کرتے ہیں اُن کے پاس اکثر عورتیں آتی ہیں اور پردہ جو مذہب اِسلام کا اَہم شعار ہے بالکل نہیں ہوتا، نیز اِس مسئلہ میں ہمارے بہت سے معزز علماء کرام بھی شامل ہیں، اِس بارے میں شریعت کی کیا رائے ہے؟

(۴) تعویذات میں اصل عبارت کی جگہ ہندسوں کا استعمال ہوتا ہے اُن کی کیا اصل ہے؟ اور اُن کا موجد کون ہے؟ اور قرآنی سورتوں کے اَعداد جیسا کہ حضرت تھانویؒ نے لکھے ہیں کیا اُن کا بھی وہی احترام ہوگا جو اصل قرآن کا ہوتا ہے، جب کہ مسئلہ یہ بھی ہے کہ بسم اللہ کی جگہ اُن کے عدد ۷۸۶ لکھنے سے بسم اللہ نہیں مانی جاتی، تو پھر سورتوں کے اعداد لکھنے سے اصل عبارت کیسے مانی جائے گی اور اُن کی تاثیر کیا ہوگی؟

(۵) شریعت نے بہت سی چیزوں کی ممانعت محض عقائد کے خراب ہونے کے اندیشے کو دیکھ کر فرمائی ہے، جیسا کہ شبِ برأت کا حلوہ وغیرہ، اِسی طرح تعویذوں کے ذریعہ بھی لوگوں کے عقائد خراب ہو رہے ہیں؛ اِس لئے تعویذ لینے والے کا عقیدہ یا تو تعویذ پر یا تعویذ دینے والے پر ہوتا ہے، اللہ پر نہیں ہوتا، تو اِس پر ممانعت کیوں نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسے تعویذات جن میں کلماتِ شرکیہ شامل نہ ہوں اُن کے استعمال میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، دورِ صحابہ میں بھی اِس طرح کے تعویذات کے استعمال کا

پتہ چلتا ہے اور جن روایات میں تعویذات کی ممانعت آئی ہے، اُن سے مراد ایسے تعویذات ہیں جن میں شرکیہ جنتر منتر لکھے جاتے تھے، اِسی بناء پر اُن سے منع کیا گیا ہے۔

وقد جاء في بعض الأحاديث جواز الرقي، وفي بعضها النهي عنها، فمن الجواز قوله عليه السلام: استرقوا لها فإن بها النظرة أي أطلبوا لها من يرقيها ومن النهي قوله لا يسترقون ولا يكتوون، والأحاديث في القسمين كثيرة ووجه الجمع بينهما أن الرقي يكره منهما ما كان بغير اللسان العربي وبغير أسماء الله تعالىٰ وصفاته وكلامه في كتبه المنزلة وأن يعتقد أن الرقية نافعة لا محالة فيتكل عليها وإياها. (عمدة القاري ٢٦٢/٢١ بيروت)

ولا بأس بالمعاذات إذا كتب فيها القرآن، أو أسماء الله تعالىٰ، ...... وإنما تكره العوذة إذا كانت لغير لسان العرب، ولا يدري ما هو، ولعله يدخله سحر أو كفر أو غير ذٰلك، وأما ما كان من القرآن أو شيء من الدعوات فلا بأس به. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ٥٢٣/٩ زكريا، مرقاة المفاتيح، كتاب الطب والرقي / الفصل الثاني ٣٠٣/٨ رقم: ٤٥٣٥ رشيدية، وكذا في شرح مسلم للنووي، كتاب السلام / باب الطب والمرض والرقي ٢١٩/٢)

عن عائشة رضي الله عنها قالت: ليس التميمةُ ما تُعُلِّقَ به بعد البلاء، إنما التميمة ما تُعُلقَ به قبل البلاء. (رواه الحاكم ٤١٨/٤ وقال صحيح الإسناد، الترغيب والترهيب، كتاب الجنائز وما يتقدمها / الترهيب من تعليق التمائم والحروز ص: ٧١٤ رقم: ٥١٩٦ بيت الأفكار الدولية)

إن عائشة رضي الله عنها زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت: ليست بتميمة ما علق بعد أن يقع البلاء. (شرح معاني الآثار ٣٨٨/٢)

وكان عبد الله بن عمرو رضي الله عنه يعلمهن من عقل من بنيه، ومن لم يعقل كتبه فأعلقه عليه. (سنن أبي داؤد، كتاب الطب / باب كيف الرقي ٥٤٣/٢)

(۲) تعویذ لکھ کر اُجرت لینا گو کہ جائز ہے؛ کیوں کہ یہ بھی ایک عمل مباح ہے؛ لیکن اِس کو پیشہ بنالینا مقتداء حضرات کے لئے مناسب نہیں ہے، اِس کی وجہ سے بہت سے مفاسد پیدا ہو جاتے ہیں۔ (امداد الفتاویٰ ۳/ ۴۰۳)

(۳) کسی بھی اَجنبی عورت سے بے پردگی کے ساتھ یا تنہائی میں بات کرنا ہرگز جائز نہیں ہے، جھاڑ پھونک یا تعویذ کرنے والوں کو اِس سے حد درجہ احتیاط لازم ہے، ورنہ وہ سخت گنہگار ہوں گے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۴/ ۳۷۸)

والأصل أن لا يجوز النظر إلى امرأة؛ لما فيه من خوف الفتنة، ولهٰذا قال عليه الصلاة والسلام: المرأة مستورة الخ. وينظر الطبيب إلى موضع مرضها الخ. وفي نظر الطبيب إلى موضع المرض ضرورةٌ، فيرخص لهم أحيانًا لحقوق الناس ودفعًا لحاجتهم، فصار كنظر الختان والخافضة. وكذا ينظر إلى موضع الاحتقان للمرض؛ لأنه مداواة. …… وينبغي للطبيب أن يعلم امرأة إن أمكن؛ لأن نظر الجنس أخف، وإن لم يمكن ستر كل عضو منها سوى موضع المرض، ثم ينظر يغضّ بصره عن غير ذٰلك الموضع ما استطاع؛ لأن ما ثبت للضرورة يتقدر بقدر الضرورة.

(تبيين الحقائق، كتاب الكراهية / فصل في النظر واللمس ٧/ ٣٩- ٤٠ دار الكتب العلمية بيروت)

(۴) اصل عبارتوں کی جگہ ہندسوں کا استعمال قدیم زمانہ سے رائج ہے، تعویذات وغیرہ میں ہندسے اِسی لئے استعمال کئے جاتے ہیں؛ تاکہ اصل کلمات کی بے حرمتی نہ ہو اور یہ اعداد تو محض علامت ہیں، اصل مدار لکھنے والے کی نیت پر ہے اور تاثیر پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، وہ چاہے تو اعداد میں بھی تاثیر پیدا کرسکتا ہے۔ (حاشیہ شیخ زادہ علی بیضاوی ۱/ ۶۷-۶۸)

(۵) جس تعویذ میں قرآنِ پاک کی آیات یا اللہ تعالیٰ کے اَسماء حسنیٰ وغیرہ لکھے ہوں اُن کے استعمال سے عقیدہ میں کوئی خرابی نہیں آتی؛ کیوں کہ پہننے والا جانتا ہے کہ نفس تعویذ سے اثر نہیں ہوا ہے؛ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اثر پیدا کیا ہے؛ لہٰذا اِس سے ممانعت کی کوئی وجہ نہیں ہے، ہاں اگر تعویذ

شرکیہ کلمات پر مشتمل ہو تو یقیناً وہ حرام ہوگا؛ کیوں کہ وہ عقیدہ بگاڑنے کا سبب ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۸/۲۵۶)

عن عوف بن مالک الأشجعي رضي اللّٰه عنه قال: كنا نرقي في الجاهلية، فقلنا يا رسول اللّٰه! كيف ترىٰ في ذلك؟ فقال: أعرضوا عليّ رقاكم، لا بأس بالرقي ما لم يكن فيه شرك. (صحيح مسلم ۲/۲۲۴، مشكاة المصابيح، كتاب الطب والرقى / الفصل الأول، قبيل الفصل الثاني ۳۸۸)

أن الرقي يكره منها ما كان بغير اللسان العربي، وبغير أسماء اللّٰه تعالىٰ وصفاته وكلامه في كتبه المنزلة. ''لا بأس بالرقي ما لم يكن فيه شرك'': أي كفر. (مرقاة المفاتيح، كتاب الطب والرقى / الفصل الأول ۸/۳۰۳-۳۰۴ رقم: ۴۵۲۸ رشيدية، ۸/۳۵۰ المكتبة الأشرفية ديوبند)

أجمع العلماء على جواز الرقية عند اجتماع ثلاثة شروط: أن يكون بكلام اللّٰه تعالىٰ، وبأسمائه وصفاته، وباللسان العربي أو بما يعرف معناه من غيره، وأن يعتقد أن الرقية لا تؤثر بذاتها بل بذات اللّٰه تعالىٰ. (فتح الباري / كتاب الطب ۱۰/۱۹۵ دار الفكر بيروت، ۱۴۰ قديم)

وأما ما كان من الآيات القرآنية والأسماء والصفات الربانية والدعوات المأثورة النبوية فلا بأس؛ بل يستحب، سواء كان تعويذًا أو رقيةً أو نشرةً، وأما على لغة العبرانية ونحوها فيمتنع لاحتمال الشرك فيها. (مرقلة المفاتيح ۸/۳۶۰-۳۶۱ المكتبة الأشرفية ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۴/۱/۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تعویذ کا شرعی حکم

سوال (۷۸۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اگر تعویذ کا تعلق قرآنِ مجید اور معروف پاکیزہ دعا سے ہو تو اُس میں علماء کا اختلاف ہے، جب کہ اِس کو بعض علماء جائز قرار دیتے ہیں۔ ''مَنْ تَعَلَّقَ نَمِیْمَةً فَقَدْ أَشْرَکَ'' (جس نے تعویذ لٹکایا اُس نے شرک کیا) اور دوسری جگہ حضور صلی اللہ کا ارشاد ہے: "ومن تعلق ودعة فلا ودع اللّٰه له" (جو شخص تعویذ لٹکائے اللہ تعالیٰ اُس کی خواہش کو پورا نہ فرمائے) اور جو سیپی وغیرہ لٹکائے اللہ تعالیٰ اس کو آرام نہ دیں۔ اِسی طرح اگر تعویذ کو لٹکائے ہوئے بیت الخلاء اور گندی جگہ میں جائے تو اُس کے بارے میں کیا حکم ہے، جب کہ وہ موم جامہ کیا ہوا ہے اور بالکل محفوظ بھی، تو پھر یہ ممانعت کیسی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں جو سیپی کا ذکر ہے اُس سیپی سے کیا مراد ہے؟ اور وہ سیپی کون سی ہے؟ یا پھر اُس کا کیا مطلب ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسے تعویذ جو آیاتِ قرآنیہ یا اَدعیۂ ماثورہ اور کلماتِ صحیحہ پر مشتمل ہوں اُن کو لکھنا اور استعمال کرنا شرعاً درست ہے۔ اور جن تعویذوں میں کلماتِ شرکیہ یا کلماتِ مجہولہ یا نامعلوم قسم کے جنتر منتر لکھے جائیں، تو ایسے تعویذوں کا لکھنا اور استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

اور جن اَحادیث کو آپ نے پیش فرمایا ہے اُن کا تعلق اِسی طرح کے شرکیہ تعویذوں سے ہے جن کا زمانۂ جاہلیت میں بکثرت رواج تھا، اور تعویذ اگر موم جامہ چڑھا دیا جائے یا کسی محفوظ خول میں بند کر دیا جائے تو اُسے بیت الخلاء میں لے جانا خلافِ اَدب نہیں ہے، اور حدیث میں جو سیپی کی ممانعت ہے وہ اِس بنیاد پر ہے کہ عموماً سادھو وغیرہ اِس طرح کی سیپیاں اور گھونگے بدعقیدگی کے ساتھ لٹکاتے ہیں؛ بلکہ یہ اُن کا مذہبی شعار سمجھا جاتا ہے۔ (مستفاد: کفایت المفتی ۹/۵۷)

وأما ما كان من القرآن أو شيء من الدعوات فلا بأس به ...... وفي الشلبي عن ابن الأثير: التمائم جمع تميمة، وهي خرزات كانت العرب تعلقها على أولادهم يتقون بها العين في زعمهم، فأبطلها الإسلام، والحديث الآخر "من علق تميمة فلا أتم اللّٰه له'' لأنهم يعتقدون أنها تمام الدواء والشفاء؛ بل جعلوها شركاء؛

لأنهم أرادوا بها دفع المقادير المكتوبة عليهم، وطلبوا دفع الأذى من غير اللّٰه تعالىٰ الذي هو دافعه. (شامي / كتاب الحظر والإباحة ۹/۲۳ه زكريا) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۷/۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تعویذات کو مطلقاً شرکیہ عمل قرار دینا اَحادیثِ صحیحہ کے خلاف ہے

سوال (۷۸۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سعودی عرب سے غیر مقلدوں کے لٹریچر عام ہوگئے ہیں، جس میں علماء دیوبند کو گمراہ وغیرہ لکھتے ہیں، اور اُسی میں تعویذ گنڈوں کی بھی مذمت لکھی ہے، اور لکھا ہے کہ نقش سلیمانی وہ یہود کا گھڑا ہوا عمل ہے؛ لہٰذا وہ نقش سلیمانی کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا نقش نہیں مانتے ہیں؛ بلکہ خود ساختہ نقش ہے۔ واضح رہے کہ میں بذاتِ خود تعویذ گنڈے نہیں کرتا ہوں؛ لیکن علماء پر بہت کیچڑ اُچھل رہی ہے جس سے قلب کو تکلیف ہوتی ہے، اور غیر مقلدوں نے تمیم کی شکل کو لے کر ہر تعویذ چاہے وہ حروفِ مقطعات کا ہو یا کسی سورت کا نقش ہو بہر حال حرام لکھا ہے، کہاں تک درست ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں۔ اُن کا یہ کہنا کہ مولانا تھانوی رحمہ اللہ اور دیگر اکابرین جنہوں نے تعویذ گنڈوں کی باقاعدہ کتاب لکھی ہے اُن کا کیا معنی ہے؟ تسلی بخش جواب چاہئے، اور عوام الناس کا کہنا ہے کہ ہم دار العلوم دیوبند کے فتویٰ کو نہیں مانتے ہیں، ہم سعودی عرب کے فتویٰ کو مانیں گے، بخاری شریف میں میں نے دیکھا ہے کہ بذاتِ خود صحابہ نے دم پر اُجرت کی شرط لگا کر صحابہ کرام نے اُجرت لی ہے؛ لہٰذا تعارض دور فرمائیں، آپ کو اللہ نے پیدا ہی اِس لئے کیا ہے کہ اُمت کی اختلافی صورتِ حال کا دفعیہ فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ابوداؤد شریف میں صحیح روایت موجود ہے کہ صحابی جلیل حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما، اللہ کی قدرت وکبریائی پر مشتمل کلمات تعوذ اپنے سمجھ دار بچوں کو

یاد کراتے تھے، اور جو بچہ سمجھ دار نہ ہوتا تھا اُس کے گلے میں وہ کلمات لکھ کر تعویذ کی شکل میں ڈال دیتے تھے، اُن کے اِس عمل سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت پر مشتمل پر اثر کلمات تعویذ میں استعمال کرنا جائز ہے، جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی اُس روایت سے بھی اِس کی تائید ہوتی ہے، جس میں سورۂ فاتحہ پڑھ کر مریض کی جھاڑ پھونک کی گئی تھی، جس کی تصویب خود پیغمبر علیہ السلام نے فرمائی، یہ واقعہ بخاری شریف میں موجود ہے؛ لہٰذا معلوم ہوا کہ جھاڑ پھونک اور تعویذ مطلقاً ممنوع نہیں ہے؛ بلکہ ممانعت صرف اُسی شکل میں ہے جب کہ شرکیہ کلمات اور خلافِ شریعت باتوں کے ذریعہ جھاڑ پھونک یا تعویذ کئے جائیں، اور غیر مقلدوں کا مطلقاً تعویذات کو شرکیہ عمل قرار دینا اَحادیثِ شریفہ اور روایات کے خلاف ہے، صحیح اَحادیث کے مقابلہ میں اُن کی اپنی رائے کی کوئی حیثیت نہیں۔

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كان يعلمهم من الفزع كلمات: أعوذ باللّٰه بكلمات اللّٰه التامة من غضبه وشر عباده، ومن همزات الشياطين وأن يحضرون، وكان عبد اللّٰه بن عمرو رضي اللّٰه عنه يعلمهن من عقل من بنيه، ومن لم يعقل كتبه فأعلقه عليه.

(سنن أبي داؤد ٢/٥٤٣ مطبع ديوبند، مشكاة المصابيح ٢١٧)

عن أبي سعيد الخدرى رضي اللّٰه عنه أن ناسًا من أصحاب النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أتوا على حي من أحياء العرب فلم يقروهم، فبينما هم كذلک إذا لدغ سيد أولئک، فقالوا: هل معكم دواء أو راق؟ فقالوا: نعم إنكم لم تقرونا ولا نفعل حتى تجعلوا لنا جعلا، فجعلوا لهم قطيعًا من الشاء، فجعل يقرأ بأم القرآن ويجمع بزاقه ويتفل، فبرأ فأتوا بالشاء، فقالوا: لا نأخذه حتى نسئل النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، فسألوه فضحک، وقال: ما أدراک أنها رقية، خذوها واضربوا لي بسهم. الحديث (صحيح البخاري، كتاب الطب / باب الرقى بفاتحة الكتاب ٢/٨٥٤ رقم: ٥٧٥٦ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۳۰/۵/۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عملیات سیکھنا کیسا ہے؟

سوال (۷۸۴): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: احقر تقریباً آٹھ سال سے سحر وآسیبی خلل سے بہت پریشان ہے، شروعات یوں ہوئی تھی کہ سارے بدن میں جلنے کے داغ پڑجاتے تھے، اُس کے بعد بدن میں مختلف جگہوں پر ہڈیاں بڑھنے لگیں، پھر یہ مرض پیدا ہوا کہ کھانا معدہ میں نہیں رکتا تھا، قے ہوجاتی تھی، پھر دل گھبرانا، سوتے میں بدن میں جھٹکے لگنا، رعشہ پیدا ہونا شروع ہوا، اور جوڑوں میں درد رہنے لگا، احقر کے والد صاحب جو کہ حکیم ہیں اُن کا علاج ہوا، فائدہ نہ ہوا، پھر دوسرے ڈاکٹروں کا علاج ہوا، اُس سے بھی فائدہ نہ ہوا، پھر عملیات کے ذریعہ علاج کرایا تو بعضی تکالیف ٹھیک ہوگئی ہیں، اور بعض باقی ہیں، اور تقریباً چار سال سے یہ پریشانی ہے کہ سوتے وقت یا فجر بعد سونے میں پانچ چھ ڈراؤنی شکل کے لوگ آتے ہیں اور مجھے مارتے پیٹتے ہیں، بہت سے عاملوں سے علاج کراچکا ہوں، اور علاج ابھی چل رہا ہے؛ لیکن احقر کی پریشانی باقی ہے، اِس کے علاوہ احقر کے بھائی والدین اور بہنیں بھی سحر وغیرہ سے پریشان ہیں، پندرہ بیس سال کا عرصہ اُن لوگوں کو ہوچکا ہے علاج سے بالکل تنگ آچکے ہیں، ساحرین نے سحر کے ذریعہ بندش وغیرہ کا عمل بھی کرادیا ہے، جس سے بہنوں کے نکاح میں پریشانی ہورہی ہے، عمر زائد ہوچکی ہے، مالی حالت بھی بہت خراب ہے، بعضے عاملین کا یہ مشورہ ہے کہ علاج کرانے سے کوئی فائدہ نہیں؛ کیوں کہ ساحرین مستقل سحر کرتے رہتے ہیں، ایک علاج کرایا جب تک وہ پھر سحر کردیتے ہیں، اِس سے پڑھائی کا بھی نقصان ہوتا ہے؛ اِس لئے اپنی حفاظت کے لئے تم خود عملیات سیکھ لو، ہم لوگ سکھلادیں گے، ایسی صورت میں عملیات سیکھنا کیسا ہے؟ میرا مقصد صرف اپنی اور اپنے بھائی بہنوں کی حاسدین کے شر سے حفاظت کا انتظام کرنا ہے، مستقل مشغلہ اور پیشہ نہیں کرنا چاہتا، احقر کا اصلاحی تعلق حضرت قاری امیر حسن صاحب سے ہے، احقر نے حضرت سے تذکرہ کیا تھا اُنہوں نے فرمایا مفتی صاحب سے معلوم کرلو، وہ جیسا کہیں ویسا کرو؛ لہٰذا آپ سے درخواست ہے کہ احقر کو جواب مرحمت فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ کے لئے عملیات سیکھنا جائز ہے، بشرطیکہ اُس میں کوئی خلافِ شرع بات نہ ہو۔

عن عوف بن مالک الأشجعي رضي اللّٰہ عنہ قال: کنا نرقي في الجاھلیۃ، فقلنا یا رسول اللّٰہ! کیف تریٰ في ذلک؟ فقال: أعرضوا عليّ رقاکم، لا بأس بالرقي ما لم یکن فیہ شرک. (صحیح مسلم ۲۲۴/۲، مشکاۃ المصابیح، کتاب الطب والرقی / الفصل الأول، قبیل الفصل الثاني ۳۸۸)

نھی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن الرقی، فجاء آل عمرو بن حزم، فقالوا: یا رسول اللّٰہ! إنہ کانت عندنا رقیۃ نرقي بھا من العقرب، فإن نعرضوا علیہ، فقال: ما أریٰ بأسًا من استطاع أن ینفع أخاہ فلینفعہ. (فتح الباري / باب الرقی بالقرآن والمعوذات ۱۹۵/۱۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵/۱۱/۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر مسلم کو آیتِ قرآنی تعویذ میں لکھ کر دینا؟

سوال (۷۸۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی غیر مسلم کو بطور تعویذ آیتِ قرآنی یا اَدعیہ ماثورہ لکھ کر دے سکتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر بے ادبی کا احتمال نہ ہو اور تعویذ کے کاغذ پر کوئی دوسرا کاغذ لپیٹ دیا جائے، جس کی وجہ سے مشرک وکافر کا ہاتھ آیتِ قرآنیہ سے مس نہ ہو تو جائز ہے، تاہم بہتر یہ ہے کہ آیتِ قرآنیہ کا تعویذ کفار کو نہ دیا جائے۔ (امداد الاحکام ۳۲۰/۱)

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ﴾ [التوبۃ، جزء آیت: ۲۸]

وقال اللّٰه تعالیٰ: ﴿لَا یَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ﴾ [الواقعة: ٧٩] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ١٢/٦/١٤١٩ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد میں تعویذ گنڈے کا کام کرنا؟

سوال (٧٨٦): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کو تعویذات وعملیات سے دلچسپی ہے، غیر مسلم ومسلمہ تعویذ خواہ مسجد کے حجرہ میں آتے جاتے ہیں، یہ عمل اہل محلّہ کو ناگوار گذرتا ہے، ایسے حالات میں موصوف اپنے کام کو جاری رکھے یا بند کرے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کی حدود میں تعویذ گنڈے کا پیشہ کرنا سخت فتنہ اور اعتراض کا سبب ہے، اِس لئے مذکورہ اِمام صاحب مسجد میں کوئی ایسا کام نہ کریں، جس سے مسجد کی بے اَدبی ہوتی ہو یا تہمت وغیرہ کا خدشہ ہو۔

عن سعيد بن المسيب قال: وضع عمر بن الخطاب رضي اللّٰه عنه ثمانية عشرة كلمةً، كلها حِكَمٌ، وهي ......: ومن عرّض نفسه للتهمة فلا يلومن من أساء به الظن الخ. (كشف الخفاء ومزيل الإلباس ٣٧/١ تحت رقم: ٨٨ بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
٥/٥/١٤١٢ھ

عالم دین کا حاضرات کا عمل کرنا اور اُجرت لینا؟

سوال (٧٨٧): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید عالم ہے مظاہری یا قاسمی ہے، بہر حال تعویذ گنڈے کرتا ہے، اور حاضرات بھی کرتا ہے، اُس کا یہ طریقہ ہے کہ عورت ہو یا آدمی، سامنے کلمات پڑھ کر مثلاً سورۂ یاسین وغیرہ کے ذریعہ حاضرات کرتا ہے، یہ طریقہ جائز ہے یا ناجائز؟ اور اُجرت لینا جائز ہے یا ناجائز؟ حالاں کہ فتاویٰ محمودیہ میں اُجرت کو جائز لکھا ہے، اور کہا کہ دھوکہ بازی نہ کرے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآنِ پاک یا کلماتِ حق کے ذریعہ عملیات کی فی الجملہ گنجائش ہے؛ لیکن حاضرات کا عمل، معتبر علماء کے بقول محض ایک تخمینی چیز ہے، اِس کی بنا پر کسی بھی سلسلے میں کوئی قطعی حکم نہیں لگایا جاسکتا؛ اِس لئے مقتدا شخص کو بالخصوص ایسے موہوم کاموں سے بچتے رہنے کی ضرورت ہے۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۵/۲۹۱، فتاویٰ محمودیہ ۲۰/۸۰ ڈابھیل)

ولا بأس بالرقي ما لم يكن فيه شرك: أى الكفر. (مرقاة المفاتيح، كتاب الطب والرقي / الفصل الأول ٨/٣٠٤ رقم: ٤٥٣٠ رشيدية، ٨/٣٥٠ المكتبة الأشرفية ديوبند)

رقية فيها اسم صنم أو شيطان أو كلمة كفر أو غيرها مما لا يجوز شرعًا، ومنها ما لم يعرف معناها. (مرقاة المفاتيح، كتاب الطب والرقي / الفصل الثاني ٨/٣١٨ رشيدية، ٨/٣٥٩ المكتبة الأشرفية ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳۰/۵/۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا دم کرنے سے شفا مل سکتی ہے؟

سوال (۷۸۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اِنسان کی جسمانی بیماری کیا دم وپھونک مارنے سے اِنسان کے بدن پر یا پانی پر پھونک مارنے کے بعد اُس کو پلانے سے اِنسان کا جسم شفا پا جاتا ہے؟ کیا ایسا اسلامی شریعت میں ہے؟ اگر ہے تو قرآن وحدیث کے حوالہ سے لکھیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آیاتِ قرآنیہ یا اَدعیۂ ماثورہ پڑھ کر انسان کے جسم پر دم کرے یا پانی پر پھونک کر اُس کو پلادے، تو اِس سے بھی انسان کو شفا حاصل ہوجاتی ہے؛ البتہ اِس کو مؤثر حقیقی نہ سمجھا جائے؛ کیوں کہ مؤثر حقیقی تو ذاتِ باری تعالیٰ ہے اور اِس طرح دم کرنے سے شفا

جب ہی ہوگی جب اللہ تعالیٰ کا اِرادہ اُس کے ساتھ ہو۔

عن عائشة رضي اللّٰه عنها زوج النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أن رسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كان إذا اشتكى يقرأ في نفسه بالمعوذات وينفث فلما اشتد وجعه كنت أقرأ عليه وامسح عليه بيده رجاء بركتها. (سنن أبي داؤد، كتاب الطب / باب كيف الرقى ٢/ ٥٤٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۹/۷/۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نامحرم سحر زدہ عورتوں کو بغرضِ علاج دیکھنا؟

سوال (۷۸۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایسی غیر محرم عورتیں جو سحر زدہ ہوں، اور پریشان ہو یا جناتی اَثرات کی وجہ سے پریشان ہوں، تو کیا ایسی غیر محرم عورتوں کو بغرضِ علاج امام صاحب دیکھ سکتے ہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نامحرم سحر زدہ عورتوں کا تعویذ والوں کے پاس آنا جانا سخت فتنہ کا سبب ہے، اِس لئے مذکورہ اِمام صاحب کے پاس عورتوں کی آمدورفت قطعاً بند ہونی چاہئے، اگر علاج کرانا ہو تو اُن کے محرم یا شوہروں کے ذریعہ ہی علاج ہونا چاہئے، ایسی عورتوں کا برائے علاج تعویذ والوں کے پاس آنا جانا فتنہ کے سبب ممنوع ہے۔

قال عمر رضي اللّٰه تعالیٰ عنه: إتقوا مواضع التهم.

عن سعيد بن المسيب قال: وضع عمر بن الخطاب رضي اللّٰه عنه ثمانية عشرة كلمةً، كلها حِكَمٌ، وهي ......: ومن عرّض نفسه للتهمة فلا يلومن من أساء به الظن الخ. (كشف الخفاء ومزيل الإلباس ١/ ٣٧ تحت رقم: ٨٨ دار الكتب العلمية بيروت)

والخلوة بالأجنبية حرام. (الدر المختار / كتاب الحظر والإباحة ٩/ ٥٢٩ زكريا)

عن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: لا یخلون رجل بامرأة إلا کان ثالثهما الشیطان. (سنن الترمذي، أبواب الرضاع / باب ما جاء في کراهیة الدخول علی المغیبات ۱/ ۲۲۱، مشکاة المصابیح ۲۶۹، صحیح بن حبان ۵/ ۳۳۰ رقم: ۵۵۸۶)

عن جابر رضي اللّٰہ عنه عن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: لا تلجوا علی المغیبات، فإن الشیطان یجري من أحدکم مجری الدم، قلنا: ومنک؟ قال: ومني، ولکن اللّٰہ أعانني علیه فأسلم. (سنن الترمذي، أبواب الرضاع / باب ما جاء في کراهیة الدخول علی المغیبات ۱/ ۲۲۲ المکتبة الأشرفیة دیوبند)

وبقول عمر رضي اللّٰہ عنه: من سلک مسالک الظن اتهم. (کشف الخفاء ومزیل الإلباس ۱/ ۳۷ تحت رقم: ۸۸ دار الکتب العلمیة بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۳/۱/۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نامحرم لڑکی کے ذریعہ جنات کا علاج کرانا؟

سوال (۷۹۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک صاحب جو خود کو عامل کہتے ہیں اور لکھتے ہیں، عملیات میں اُن کا معمول یہ ہے کہ کم وبیش ایک ۲۰ رسالہ لڑکی (جو موصوف کے لئے نامحرم ہے) کی مریض کا علاج کرنے کے لئے اُسی کو فون کرتے ہیں اور آیت: ﴿وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ﴾ پڑھ کر جاری کرتے ہیں کہ مولانا فلاں صاحب اور مفتی فلاں صاحب کو بلایئے، اگلے لمحہ وہ کہتی ہے کہ جی آگئے بتلایئے، تو پہلے موصوف انتہائی اَدب سے سلام کرتے ہیں اور عرض گذار ہوتے ہیں کہ حضرت ذرا دیکھئے اس پر کون ہے، اِس کا درد دُور کیجئے، تکلیف اور بیماری دور کیجئے، اگر تاخیر ہوتی ہے تو حکم جاری ہوتا ہے کہ پہلے دوسرے یا تیسرے آسمان کے شہنشاہ اعظم یا اَفریقہ ایشیا مکہ اور مدینہ کے شہنشاہ اعظم کو بلاؤ، لڑکی بتلاتی ہے کہ آگئے، پھر وہ حسبِ حکم کام کر کے بتلاتے ہیں کہ اِس مریض کے گردے میں

فلاں شیطان نے اپنا ٹرک، سر میں ہیلی کا پٹر، موٹر سائیکل، ٹی وی، فریج یا کولر، کیل اور کانٹے رکھے ہوئے ہیں، پھر گرفتاری اور قتل عام کا حکم ہوتا ہے، مگرمچھ کو کھلانے کا عمل ہوتا ہے اور پھر مریض کو بتلایا جاتا ہے کہ آپ کے اندر سفلی عمل، سحر، جادو، کالا جادو، سحر یہود تھا اور وہ سب ختم ہوگیا ہے، اِس طرح نفسیاتی طور پر مریض اِفاقہ محسوس کرتا ہے، کبھی جب کوئی مؤکل حاضر نہیں ہوتا تو فرماتے ہیں کہ کہہ دو شہنشاہ اعظم یعنی خود موصوف بلا رہے ہیں۔

کبھی موصوف ایک جگہ لڑکی دوسری جگہ اور مریض تیسری جگہ، کبھی شہر کبھی صوبہ اور کبھی ملک کا فرق ہوتا ہے، لڑکی کو فون پر حکم دیتے ہیں کہ فلاں جگہ فلاں مریض ہے اُس کو دیکھو اور اُس کی صفائی کرو، اگلے لمحے اطلاع آتی ہے کہ چارپائی، بستر، ٹریکٹر ٹرالی کیل کانٹے وغیرہ سب نکال کر صاف کر دیا ہے، جو شیاطین نے جسم میں رکھ چھوڑا تھا۔

مطلب یہ ہے کہ جس شخص کو بھی علاج کے لئے لایا جاتا ہے اُن سب کو بلا استثناء یہی سب بتلایا جاتا ہے؛ البتہ جسم سے نکلنے والا سامان ضرور بدل جاتا ہے، عجب یہ ہے کہ عامل کہلانے کے باوجود وقفہ وقفہ سے اپنے جسم سے بھی اِسی طرح کا ساز و سامان نکلواتے رہتے ہیں، تعجب ہوتا ہے کہ جوں ہی کوئی بچہ روتا چیختا ہے فوراً لڑکی سے رابطہ کیا جاتا ہے، اور فوراً اطلاع آتی ہے کہ فلاں فلاں جن فلاں چیز رلا رہی تھی، نیز دورانِ گفتگو حضرت مفتی صاحب، حضرت شہنشاہ اَعظم صاحب ایسا کر دیجئے، اس طرح کے جملے استعمال کئے جاتے ہیں، اس پورے قصہ میں درج ذیل اُمور قابل استفسار ہیں:

الف:- کسی نامحرم لڑکی سے اِس تصور کے ساتھ دن میں کئی کئی بار گفتگو کرنا درست ہے؟

ب:- اَجنہ کے مفتیانِ کرام و شیوخ و شہنشاہان کا اِس طرح کسی نامحرم لڑکی پر آنا اور کسی کے حکم پر لوگوں کے جسم میں داخل ہونا شرعاً متصور ہے؟

ج:- کیا شیاطین انسانی جسموں میں اِسی طرح ہیلی کاپٹر، موٹر سائیکل، چارپائی، بستر، کیل کانٹے وغیرہ رکھ دیا کرتے ہیں؟

د:- اجنہ کے لئے اور خود کے لئے یوں لفظ شہنشاہ کا استعمال درست ہے؟

ہ:- اجنہ یا اُن مفروضہ شخصیات سے اِس طرح کے جملے بولنا کہ یہ درد کیسا ہے اُس کو دور کیجئے، کیا پریشانی ہے اُس کو ختم کیجئے، کیا یہ استمداد بالغیر کے زمرے میں نہیں آتا؟

و:- خود ایک جگہ، لڑکی دوسری اور مریض تیسری جگہ دور دَراز گلی کوچوں میں رہنے والوں کو پلک جھپکتے ہی تلاش کر لینا اجنہ میں علم غیب کو مان لینا نہیں؟

ز:- موصوف کا ایک پوتا ۳۰؍رمضان کو غرق آب ہو گیا، سیکڑوں غوطہ خوروں نے تلاش کیا نعش نہ ملی، لوگوں نے کہا دور دراز نا معلوم علاقوں کے جسموں کا حال معلوم ہو جاتا ہے، سامان نکل آتا ہے، پھر سامنے ڈوبنے والے بچے کی نعش کا پتہ کیوں نہیں چل سکتا؟ کیا سوال کرنے والوں کا یہ سوال قرین قیاس اور معقول ہے؟

ح:- موصوف کا ایک لڑکا دار العلوم کا فاضل ہے وہ اِن تصورات کا مخالف ہے، اُس کو گھر سے نکلنے کا حکم دے دیا ہے، کیا ایسا کرنا ظلم نہیں ہے؟

ط:- سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ کیا ایسے شخص کو قائد و مرشد مصلح مانا جانا چاہئے؟ ایسا شخص اِمامت کے قابل ہے؟ کسی عالم کی موجودگی میں ایسے غیر محتاط عقیدے والے شخص کا مصلیٰ پر اَز خود بڑھ جانا درست ہے؟ مسئلہ قدرے نزاعی ہے، بالتفصیل اور مدلل جواب تحریر فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حاضرات کا عمل بجائے خود مشتبہ اور ایک تخیلاتی چیز ہے، جس کا حقیقت اور واقعہ سے کوئی تعلق نہیں ہے، اور مزید یہ کہ یہ عمل ایک نا محرم لڑکی سے کروانا قطعاً نا جائز گناہ اور سخت فتنہ کا سبب ہے، اور حاضرات کے ذریعہ یہ ثابت کرنا کہ فلاں کے بدن میں ٹریکٹر ٹرالی یا ہیلی کا پٹر وغیرہ گھس گئے ہیں، جنہیں صاف کرایا گیا ہے، یا تو کھلی ہوئی حماقت اور بے وقوفی ہے یا پرلے درجہ کا ڈھونگ اور فریب ہے، ایسا ڈھونگی شخص قطعاً اعتماد کے قابل نہیں ہے، اور جب تک اِن باتوں کو چھوڑ نہ دے اُس وقت تک اُس کی امامت بھی مکروہ رہے گی، لوگوں کو چاہئے کہ ایسے غیر محتاط شخص کے بجائے صحیح دین دار اور متبع شریعت کو ہی امام مقرر کریں۔ (مجالس حکیم الامت ۱۳۱، امداد الفتاویٰ ۴؍۸۶، فتاویٰ محمودیہ ۲۸؍۳۰۳-۳۰۴ میرٹھ)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما أن عمر بن الخطاب رضي اللّٰه عنه خطب بالجابية، قال: قام فينا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم مقامي فيكم، فقال: لا يخلون أحدكم بامرأة؛ فإن الشيطان ثالثهما، ومن سرته حسنته وساء ته سيئته فهو مؤمن. (السنن الكبرىٰ للبيهقي ١٥٥/٧ رقم: ١٣٥٢١)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ……، ثم قال: من غش فليس منا. (سنن الترمذي / باب ما جاء في كراهية الغش في البيوع ٢٤٥/١، سنن أبي داؤد ١٥٤، صحيح مسلم ٩٧٠/١، الترهيب والترغيب مكمل ٤٠٠ رقم: ٢٧٤٠ بيت الأفكار الدولية)

الخلوة بالأجنبية حرام. (شامي / كتاب الحظر الإباحة ٥٢٩/٩ زكريا، الأشباه ١٥٩)

إن صوتها عورة. (طحطاوي على المراقي ٢٤٢)

ويكره تقديم الفاسق كراهة تحريم. (حلبي كبير ٥١٣، البحر الرائق ٣٤٩/١)

قوله نهى رسول اللّٰه عن كلامنا – أيها الثلاثة – هو دليل على وجوب هجران من ظهرت معصيته فلا يسلم عليه إلا أن يقلع وتظهر توبته. (المفهم لما أشكل من تلخيص مسلم ٩٨/٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۴/۱۱/۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عالم دین کا نامحرم سے براہِ راست بیان لے کر تعویذ دینا؟

سوال (۷۹۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شادی شدہ لڑکی جس کی رخصتی کو تقریباً چار ماہ ہو چکے تھے، شوہر سے نفرت کرتی تھی اور شوہر کو وطی پر قدرت نہیں دیتی تھی، لڑکی کے رشتہ داروں نے ایک عالم دین سے کہا کہ پتہ نہیں اُس پر کس چیز کا اثر ہے، ذرا چل کر دیکھئے، چناں چہ لڑکی کے حقیقی بھائی اور دیگر رشتہ داروں کے بے حد اِصرار پر مذکورہ عالم دین - جو غیر محرم ہیں - جانے کے لئے تیار ہوگئے، عالم دین لڑکی کے حقیقی

بھائی، چچا، خالو اور پھوپھی کی موجودگی میں شوہر سے نفرت کی وجہوں کو حقیقی بھائی کی طرف مخاطب ہوکر یا اُن سب کی موجودگی میں روبرو لڑکی سے معلوم کیا اور پھر اپنی معلومات کے مطابق تعویذ وغیرہ دیا، تو کیا اِس طرح سے معلوم کرنا اور تعویذ وغیرہ دینا درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نامحرم کے سامنے جاکر اِس طرح بیان لینا ناجائز اور فتنہ کا موجب ہے، اگر تعویذ ہی دینا تھا تو لڑکی کے محرم کے ذریعہ حالات معلوم کرکے بھی دیا جاسکتا ہے۔

عن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: لا یخلون رجل بامرأۃ إلا کان ثالثهما الشیطان. (سنن الترمذي، أبواب الرضاع / باب ما جاء في کراهیة الدخول علی المغیبات ۱/ ۲۲۱، مشکاۃ المصابیح ۲۶۹، صحیح بن حبان ۵/ ۳۳۰ رقم: ۵۵۸۶)

وإن غلب علی ظنه أنه یشتهي فهو حرام. (الفتاوی الهندیة ۵/ ۳۲۹) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱/۷/۱۴۲۰ھ

تعویذ حاصل کرنے کیلئے اَجنبی عورتوں کا بے پردہ بھیڑ لگانا؟

سوال (۷۹۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص تعویذ کا کام کرتا ہے، اُس کے پاس مرد بھی آتے ہیں اور عورتیں بھی بغیر پردہ اور بغیر برقع کے آتی ہیں، اور ایک ساتھ عرس کی طرح بھیڑ لگا کر تعویذات وغیرہ لیتی ہیں، اِس طریقہ سے تعویذات دینے کا کام کرنا کیسا ہے؟ اور یہ پردہ کے خلاف ہے کہ نہیں؟ اور اِس تعویذ دینے والے کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تعویذ کے لئے اَجنبی عورتوں کی بھیڑ لگانا بڑا مفسدہ اور خطرناک فتنہ ہے، جو شخص بھی اِس طرح کے فتنہ میں مبتلا ہو، وہ اُس وقت تک اِمامت کے لائق نہیں

جب تک کہ اِن بے احتیاطیوں سے پوری طرح توبہ نہ کرے۔

عن جابر رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا تلجوا على المغيبات، فإن الشيطان يجري من أحدكم مجرى الدم، قلنا: ومنک؟ قال: ومني، ولكن اللّٰه أعانني عليه فأسلم. (سنن الترمذي ۲۲۲/۱، مشكاة المصابيح / باب النظر إلى المخطوبة، الفصل الثاني ۲۶۹/۲)

إن الشيطان: أى كيده ووسواسه "يجري": أي يسري "من الإنسان": أي فيه، وقيل: عُدّى "يجري"، بـ "من" على تضمين معنى التمكن: أي يتمكن الإنسان في جريانه "مجرى الدم": أي في جميع عروقه ...... شبّه سريان كيده وجريان وساوسه في الإنسان بجريان دمه في عروقه وجميع أعضائه، فهو كناية عن تمكنه من إغواء الإنسان وإضلاله تمكنًا تامًا وتصرفه فيه تصرفًا كاملاً بواسطة نفسه الأمارة بالسوء الناشئ قواها من الدم ...... وقيل: إرادة الحقيقة، فإن الشياطين أجسام لطيفة قادرة بأقدار اللّٰه تعالىٰ على كمال التصرف ابتلاءً للبشر. (مرقاة المفاتيح، كتاب الإيمان / باب الوسوسة / الفصل الأول ۲۴۵/۲-۲۴۶ رشيدية)

عن جابر رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ألا! لا يتبين رجل عند امرأة ثيب إلا أن يكون ناكحًا أو ذا محرم. رواه مسلم. (مشكاة المصابيح، كتاب النكاح / باب بيان العورات ۲۶۸/۲)

عن عمر رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا يخلونّ رجل بامرأة إلا كان ثالثهما الشيطان. رواه الترمذي. (مشكاة المصابيح، كتاب النكاح / باب النظر إلى المخطوبة، الفصل الثاني ۲۶۹/۲)

وقال الحصكفي رحمه اللّٰه تعالىٰ: الخلوة بالأجنبية حرام (الدر المختار)

وقال ابن عابدين رحمه اللّٰه تعالىٰ: وأجمعوا أن العجوز لا تسافر بغير محرم، فلا تخلو

برجل، شابًا أو شيخًا. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الحظر والإباحة ٣٦٨/٦ كراچی، ٥٢٩/٩ زكريا)

وفيه النظر إلى ملاءة الأجنبية بشهوة حرام. (الدر المختار / كتاب الحظر والإباحة ٥٣٥/٩ زكريا)

ويكره إمامة عبد …… وفاسق. (الدر المختار) وفي الشامية: بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. (الدر المختار مع الشامي ٢٩٨/٢-٢٩٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۵/۷/۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نظر اور جادو برحق ہیں

سوال (۷۹۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: لوگ کہتے ہیں کہ نظر اور جادو برحق ہے، نظر ہو جائے تو کیا پہچان ہے؟ نظر اُتارنے کا کیا طریقہ ہے؟ کچھ لوگ مرچوں، پتھروں، کپڑوں اور ہنڈی سے اُتارتے ہیں، کیا یہ درست ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نظر لگنا برحق ہے؛ البتہ اُس کی پہچان کی کوئی علامت مقرر نہیں ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عن حية بن حابس التميمي حدثني أبي أنه سمع رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: …… العين حق. (سنن الترمذي، أبواب الطب / باب ما جاء أن العين حق والغسل لها ٢٦/٢ المكتبة الأشرفية ديو بند، صحيح البخاري ٨٥٤/٢ رقم: ٥٧٤٠)

مرچ، کپڑے وغیرہ پر آیاتِ قرآنی یا دیگر دعا وغیرہ پڑھ کر اُس کے ذریعہ نظر اُتارنا درست ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۵۰/۱۵)

اور جادو کا اثر بھی ممکن ہے اور یہ بھی دیگر اَسباب کی طرح ایک سبب ہے۔ بس فرق یہ ہے

کہ اُس کے اسباب عام لوگوں سے مخفی رہتے ہیں، آنکھوں سے نظر نہیں آتے اور جادو کو دفع کرنے کے لئے قرآن اور جائز عملیات کا استعمال شرعاً درست ہے۔ (مستفاد: معارف القرآن ۱/ ۲۱۷-۲۲۳)

اختلفوا اله (أي للسحر) تاثير فقط بحيث يغير المزاج، فيكون نوعًا من الأمراض أو ينتهي إلى الحالة، بحيث يصير الجماد حيوانًا مثلاً وعكسه؟ فالذي عليه الجمهور هو الأول. (فتح الباري، كتاب الطب / باب السحر ۱۰/ ۲۷۳ تحت رقم: ۵۷٦۳ دار الكتب العلمية بيروت)

ومنها: أن السحر والعين حق عندنا، خلافًا للمعتزلة لقوله عليه السلام: العين حق. (رواه البخاري رقم: ۵۷٤۰)

وفي رواية: وأن العين لتدخل الرجل القبر والجمل القِدرَ. (رواه أبو نعيم في الحلية ۷/ ۹۰)

وجاء في رواية: السحر حق، ويدل عليه قوله تعالىٰ: ﴿وما انزل على الملكين﴾ [البقرة، جزء آيت: ۱۰۲]

وقوله تعالىٰ: ﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِى الْعُقَدِ﴾ [الفلق: ۳]

وأما قوله تعالىٰ: ﴿يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ﴾ [طٰہٰ: ٦٦]

فهٰذا نوع من السحر. (شرح الفقه الأكبر / مسألة في أن السحر والعين حق ص: ۲٤۸ دار الكتب العلمية بيروت) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲/ ۱۱/ ۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نظر اُتارنے کے طریقے

سوال (۷۹۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اَحادیثِ شریفہ یا بزرگوں کے معمولات میں نظر اُتارنے کے کیا کیا طریقے اختیار کئے گئے

ہیں؟ اور اُس کا شرعی حکم کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اَحادیثِ شریفہ میں نظر کے اُتارنے کے طریقے لکھے گئے ہیں، جن میں ایک خاص انداز سے نظر لگانے والے کے بدن سے بہا ہوا پانی نظر لگنے والے کے بدن پر ڈالا جاتا ہے، اِس سے استدلال کرتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہر وہ تدبیر جس میں شرکیہ کلمات کا استعمال نہ ہو اور نہ ہی کسی اور حرام کا ارتکاب ہو، اُس کو بطور علاج اپنانے کی گنجائش ہے، مندرجہ بالا طریقے میں حسبِ تحریر سوال کیوں کہ کوئی بات شرکیہ نہیں پائی جاتی ہے؛ اِس لئے اُسے ناجائز نہیں کہا جائے گا؛ بلکہ یہ تجربات کی روشنی میں مباح علاج کی ایک صورت ہے؛ البتہ یہ ضروری ہے کہ اُسے دین یا عبادت کا رنگ نہ دیا جائے اور نہ ہی اُسے واجب یا فرض سمجھا جائے؛ بلکہ اس تدبیر کو تدبیر ہی کے درجہ میں رکھنا ضروری ہے۔

عن أبي أمامة بن سهل بن حنيف قال: رأی عامر بن ربيعة سهل بن حنيف يغتسل فقال: واللّٰه ما رأيت كاليوم ولا جلد مُخَبَّأةٍ قال: فلبط سهل، فأتي به رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم، فقيل له: يا رسول اللّٰه! هل لک في سهل بن حنيف؟ واللّٰه ما يرفع رأسه، فقال: هل تتهمون له أحدًا؟ فقالوا: نتهم عامرَ بن ربيعة، قال: فدعا رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم عامرًا فتُغُلِّظَ عليه، وقال علام: يقتل أحدكم أخاه؟ ألا بَرَّكْتَ، اغتسل له، فغسل له عامر وجهه ويديه ومرفقيه وركبتيه وأطراف رجليه وداخلة إزاره في قدح، ثم صُب عليه فراح مع الناس ليس به بأس. (رواه في شرح السنة ورواه مالک) وفي روايته: قال: "إن العين حق توضَّأَ له" فتوضأ له. (مشكاة المصابيح ۳۹۰)

وتحت هٰذا الحديث قال النووي: وصف وضوء العائن عند العلماء أن يوتى بقدح ماء، ولا يوضع القدح على الأرض، فيأخذ غرفة فيتمضمض، ثم

يمجها في القدح، ثم يأخذ منه ما يغسل به وجهه، ثم يأخذ بشماله ما يغسل به، كفه اليمنى ثم بيمينه ما يغسل به كفه اليسرىٰ، ثم بشماله ما يغسل به مرفقة الأيمن، ثم بيمينه ما يغسل به مرفقة الأيسر، ولا يغسل ما بين المرفقين والكفين، ثم يغسل قدمه اليمنىٰ ثم اليسرىٰ، ثم ركبته اليمنىٰ ثم اليسرىٰ على الصفة المتقدمة، وكل ذلک في القدح ثم داخلة إزاره، وإذا استكمل هذه صبه من خلفه على رأسه، وهٰذا المعنى لا يمكن تعليله، ومعرفة وجهه إذ ليس في قوة العقل الإطلاع على أسرار جميع المعلومات، ولا يدفع هٰذا بأن لا يعقل معناه. (مرقاة المفاتيح ۳۸۱/۸ تحت رقم: ۴۵۶۳ بيروت، ۳۶۵/۸-۳۶۶ المكتبة الأشرفية ديوبند) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۶/۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مرچوں کے ذریعہ نظر اُتارنا؟

سوال (۷۹۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ معاشرے میں عام طور پر یہ رواج عام ہے کہ عورتیں اور بعض لوگ چھ یا سات عدد مرچوں کو لے کر یا تھوڑا سا نمک لے کر اس پر الحمد شریف پڑھ کر نظر اتارا کرتے ہیں، کیا اس طرح نظر کا اتارنا درست ہے؟

کیا ایک عورت کسی غیر محرم مرد کی مرچوں سے نظر اتار سکتی ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں تسلی بخش جواب سے نوازیں، مہربانی ہوگی۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نظر اُتارنے کے لئے آیات قرآنیہ وغیرہ پڑھ کر بطور علاج مرچوں کو جلانا درست ہے۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ ۳۳۱/۲۸ ڈابھیل)

لا بأس بوضع الجماجم في الزرع والمطخة لدفع ضرر العين؛ لأن

العين حق تصيب المال والآدمي والحيوان، ويظهر أثره في ذلک. (شامي ٣٦٤/٦ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری ۲۵/۱۰/۱۴۳۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نظر بد سے بچانے کیلئے بچوں کے گلے میں تعویذ پہنانا؟

سوال (٧٩٦): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بچوں کی شرارت کم کرنے کے لئے اور اُن کو نظر سے بچانے کے لئے کیا بچوں کے گلے میں تعویذ پہنا سکتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بچوں کی شرارت کم کرنے کے لئے اور اُن کو نظر بد سے بچانے کے لئے گلے میں تعویذ پہنانا جائز ہے، بشرطیکہ وہ شرکیہ یا غیر شرعی کلمات پر مشتمل نہ ہوں۔

ولا بأس بالمعاذات إذا كتب فيها القرآن أو أسماء اللّٰه تعالىٰ، وإنما تكره العوذة إذا كانت لغير لسان العرب ولا يدرىٰ ما هو، ولعله يدخله سحر أو كفر أو غير ذٰلک، وأما ما كان من القرآن أو شيء من الدعوات فلا بأس به. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / قبيل: فصل في النظر والمس ٥٢٣/٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۶/۱/۱۴۳۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مرغ کو ذبح کر کے اُس کے خون سے تعویذ لکھنا؟

سوال (٧٩٧): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بعض تعویذ مرغ کو ذبح کر کے اُن کے خون سے لکھے جاتے ہیں، جن کے کلمات بعض مرتبہ

انبیاء کے اَسماء، فرشتوں کے نام اور اللہ تعالیٰ کے اسماء پر مشتمل ہوتے ہیں، تو کیا یہ عمل درست ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مرغ کے خون سے تعویذ لکھنا خصوصاً جب کہ اُن میں اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور انبیاء کرام علیہم السلام کے اسماء ہوتے ہیں، ناجائز وحرام ہے؛ کیوں کہ خون نجس ہے اور اِس سے تعویذ لکھنے میں اُن اسماء کی توہین وبے حرمتی لازم آتی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۲/۳۷۱، احسن الفتاویٰ ۸/۱۸)

إذا سال الدم من أنف إنسان و لا ينقطع حتى يخشى عليه الموتُ، وقد علم أنه لو كتب فاتحة الكتاب أو الإخلاص بذٰلك الدم على جبهته ينقطع فلا يرخص له فيه. (شامي ١/٣٦٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۸/۵/۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سونا چاندی کی ڈبیہ میں تعویذ رکھ کر گلے میں ڈالنا؟

سوال (۷۹۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: تانبا، پیتل، سونا یا چاندی کی ڈبیہ میں تعویذ رکھ کر گلے میں پہنتے ہیں، کیا یہ پہننا درست ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سونے چاندی کی تعویذ کے بارے میں حضرت تھانویؒ نے ممانعت کا قول نقل کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اِس کا حکم سونے اور چاندی کے برتنوں جیسا ہے نہ کہ زیور جیسا؛ لہٰذا لڑکیوں کے لئے بھی اجازت نہ ہوگی۔ (امداد الفتاویٰ ۴/۳۲۷)

اور تانبا پیتل کے تعویذ کے متعلق کوئی صریح جزئیہ احقر کی نظر سے نہیں گزرا۔

وفي الجوهرة: وأما الآنية من غير الفضة والذهب فلا بأس بالأكل والشرب فيها والانتفاع بها، كالحديد والصفر والنحاس والرصاص والخشب

والطین. (شامي ٦/٣٤٣ کراچی، ٩/٤٩٥ زکریا) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۳/۱۱/۱۴۱۳ھ

عمل کر کے غائب کی خبر دینا؟

سوال (۷۹۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بالقصد عمل کے ذریعہ اپنے لئے یا غیر کے لئے غائب کی خبر جان سکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عمل وغیرہ کے ذریعہ غیب کی خبریں جاننے کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں ہے، اِس پر یقین کرنا یا اِس کی بنیاد پر کسی کو مجرم قرار دینا ہرگز درست نہیں ہے، یہ سب چیزیں محض تخمینی ہوتی ہیں، اور عموماً غلط ثابت ہوتی ہیں، اِس لئے ایسی وہمی باتوں پر یقین کرنے اور عمل کرنے کی شریعت میں گنجائش نہیں ہے۔

الکهانة: وهي تعاطي الخبر عن الکائنات في المستقبل وادعاء معرفة الأسرار إلی قوله: ومنهم أنه یعرف الأمور بمقدمات یستدل بها علی موافقها من کلام من یسأله أو حاله أو فعله، وهٰذا یخصونه باسم العراف کالمدعي معرفة المسروق ونحوه الخ. (شامي ١/١٣٥ زکریا) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۸/۳/۱۴۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بغرضِ علاج آیت قرآنی بسکٹ وغیرہ پر لکھوا کر کھانا؟

سوال (۸۰۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے حسن پور میں لوگوں میں بحث چل رہی ہے کہ اعمالِ قرآنی (مصنفہ مولانا اشرف علی تھانویؒ) میں ایک آیت کا عمل لکھا ہوا ہے کہ روزانہ اِس آیت کو بسکٹ یا روٹی کے ٹکڑوں پر لکھ کر

چالیس دن کھانے سے بہت سے فائدے ہیں، جن کو میں نے لکھا نہیں ہے، تو کچھ لوگ تو یہ عمل بدعت کہتے ہیں کہ شریعتِ مطہرہ کے اندر اِس عمل کا نام ونشان بھی نہیں ہے؛ لیکن کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ اگر یہ عمل بدعت ہوتا تو اتنے بڑے مولانا ایسی بات کبھی بھی نہ لکھتے جو ہمیشہ شرک و بدعت کا رد کرتے رہے، آپ سے گذارش ہے کہ اِس کا جواب مرحمت فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: علاج کی غرض سے آیاتِ قرآنیہ لکھ کر کھلا دینے سے عرف میں قرآن کی بے حرمتی لازم نہیں آتی، اِس لئے شرعاً اِس طرح کے عمل کی اِجازت ہے، اور چوں کہ یہ عمل محض علاج کی نیت سے ہوتا ہے، کوئی دینی عبادت سمجھ کر انجام نہیں دیا جاتا؛ اِس لئے اِسے بدعت بھی نہیں کہہ سکتے، بریں بنا یہ عمل مباح کے درجہ کا ہے۔

وأخرج البیهقي في الدعوات : عن ابن عباس مرفوعًا في المرأة یعسره علیها، قال: یکتب في قرطاس ثم تستسقي. (الإتقان ٥٣٠)

وفي المجتبیٰ: اختلف في الاستشفاء بالقرآن بأن یقرأ علی المریض أو الملدوغ الفاتحة أو یکتب في ورق ویعلق علیه أو في طست ویغسل ویسقی ...... قال رضي اللّٰه عنه: وعلی الجواز عمل الناس الیوم وبه وردت الآثار. (شامي، کتاب الحظر والإباحة / قبیل فصل في النظر والمس ٣٦٤/٦ کراچی، ٥٢٣/٩ زکریا) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۳/۲/۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

فون پر دم کرنا؟

سوال (۸۰۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل اکثر عامل حضرات فون پر کال کے ذریعہ دم کرتے ہیں، اِس طرح دم کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا اس طرح کا دم مریض پر اثر انداز ہوتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: موبائل کے ذریعہ مریض پر دم کرنا بے اصل؛ بلکہ ایک طرح کا مذاق ہے؛ کیوں کہ دم کی اصل محض پڑھنا نہیں ہے؛ بلکہ پڑھ کر پھونکنا ہے، اور یہ پھونک موبائل کے ذریعہ مریض تک نہیں پہنچتی، اِس لئے یہ طریقہ بھی قابل ترک ہے، عامل حضرات کو چاہئے کہ وہ موبائل پر دم کرنے کے بجائے مریض کو کوئی آیت وغیرہ بتا دیں جو خود پڑھ کر دم کرلیا کریں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۷/ ۴۳ ڈابھیل)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كان ينفث على نفسه في المرض الذي مات فيه بالمعوذات، فلما تفل كنت أنفث عليه بهن وامسح بيد نفسه لبركتها، فسالت الزهري كيف كان ينفت؟ قال كان ينفت على يديه ثم يمسح بهما وجهه. (تفسير القرطبي ۳۱۷/۱۰)

وفي حديث طويل فجعل يقرأ أم القرآن يجمع بزاقه ويتفل فبرأ الرجل.

(صحيح مسلم ۲۲٤/۲)

وتحته في النووي فجعل يجمع بزاقه ويتفل، قال القاضي: فائدة التفل التبرك بتلك الرطوبة والهواء. (شرح النووي على مسلم ۲۲۳/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۲/ ۱۴۳۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مکان اور دوکان میں اَثرات اور جنات کی حقیقت

سوال (۸۰۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کا ایک مکان ہے جو تقریباً دس بارہ سال سے خالی پڑا ہوا ہے، اَب زید اُس مکان کو فروخت کرنا چاہتا ہے اور خالد اُس مکان کو خریدنا چاہتا ہے۔ خالد کو کسی نے بتایا کہ اِس مکان میں اثرات ہیں۔ اَب خالد چاہتا ہے کہ اس مکان کو کسی عامل کو دکھا کر اس کی خریداری کی بات کی

جائے، زید بھی اِس کے لئے تیار ہے۔ اَب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اثرات کی کیا حقیقت ہے اور کسی عامل کو دکھانا کیسا ہے؟ جب کہ عامل صاحب کہتے ہیں کہ جن میرے تابع ہیں، میں حالات معلوم کرکے بتادوں گا، عامل کا اِس طرح کہنا غیب دانی کا دعویٰ تو نہیں؟ حالاں کہ غیب کا جاننے والا تو صرف اللہ ہے۔ کتاب وسنت کی روشنی میں مدلل جواب تحریر فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عام طور پر ویران مکانات کے بارے میں آسیبی اثرات کا وہم لوگوں کو ہوجاتا ہے، اِس لئے اصل بات تو یہ ہے کہ بغیر کوئی چیز محسوس کئے ہوئے محض سنی سنائی باتوں پر اعتماد کرتے ہوئے ایسے مکان میں اثرات ہونے کا خیال دل میں نہیں لانا چاہئے؛ البتہ خالی پڑے ہوئے مکان میں جنات کا بسیرا کرنا کوئی بعید بھی نہیں ہے: لیکن یہ کیسے پتہ چلے کہ وہاں جنات ہیں بھی یا نہیں؟ اِس کا کوئی یقینی ذریعہ ہمارے علم میں نہیں ہے، اور اگر کوئی عامل اُس کا پتہ چلانے کا دعویٰ کرے تو اُس کی تصدیق یا تردید نہیں کی جاسکتی، اور اگر وہ اس کے متعلق کوئی بات بتائے تو اُس کو غیب کی بات بتانے والا نہیں کہا جائے گا؛ کیوں کہ غیب اُس علم کو کہا جاتا ہے جو بغیر کسی ذریعہ کے حاصل ہو اور یہاں عامل کو جو علم حاصل ہوتا ہے وہ ممکن ہے کہ اُن کے تابع جنات سے حاصل ہوا ہو، اِس لئے اُن پر غیب کا اطلاق نہیں ہوگا۔ (مستفاد: لباب الفتاویٰ ۳۳۶، دینی مسائل اور اُن کا حل ۴۰۶، جنات کے حالات واحکام ترجمہ اَحکام المرجان فی غرائب الاخبار واحکام الجان باب ۸ ص ۵۰، باب ۴۴ ص ۱۳۰)

ولهذا لا يعد أمثاله من علم الغيب عند العلماء؛ فإنه قد حصل لما نصب عليه من الأدلة نعم الإطلاع على شيء من علمه تعالىٰ، والإظهار على بعض غيوبه ممكن وواقع في حق بعض العباد إلا أنه من قبيل العرض الجزئي فقط، وليس هو من إحاطة أصول الغيب والعلم الكلي في شيء وهٰذا الإطلاع الجزئي إن وقع لغير الأنبياء عليه الصلاة والسلام فلا يقطع بصدقه وحفظه وعصمته من دسائس الشيطان أو التحليل النفساني وغيرهما. (فتح الملهم ۱۷۲/۱)

ومثل هٰذا عندي؛ بل هو دونه بمراحل علم النجوم ونحوه بواسطة أمارات عنده بنزول الغيث وذكورة الحمل أو أنوثته أو نحو ذٰلك ولا أرى كفر من يدعي مثل هٰذا العلم؛ فإنه ظن عن أمر عادي. (روح المعاني ١٦٩/١٢، لقمان الآية: ٣٣-٣٤)

الكهانة في اللغة من كهن يكهن كهانة قضا له بالغيب والكاهن هو الذي يتعاطى الخبر عن الكائنات في مستقبل الزمان ويدعي معرفة الأسرار ومطالعة الغيب. (الموسوعة الفقهية ١٧١/٣٥، ومثله في الشامية ١٣٥/١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری ۱۲/۶/۱۴۳۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مخصوص نقشہ کے مطابق تعمیر مکان کو مفلسی سے بچنے کا ذریعہ سمجھنا؟

سوال (۸۰۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: تعمیر مکان کی ترتیب کے سلسلہ میں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جس مکان میں قیام ہوتا ہے، اُس کی تعمیر ذیل کے نقشہ کی ترتیب پر ہونی چاہئے ورنہ مالک مکان مصائب مفلسی کا شکار ہو جائے گا۔

اَصل میں یہ غیر مسلموں کا نظریہ ہے بہت سے مسلمان بھی اِس کی طرف مائل ہو رہے ہیں، اپنے مکانات کو توڑ کر اسی ترتیب پر بنانا چاہتے ہیں، بعض لوگ سوالات بھی کرتے ہیں کہ یہ غیر مسلموں کا طریقہ ہے، اسلام میں اگر اِس کی کوئی اصل ہو تو بتاؤ؛ تاکہ ہم اِس ترتیب پر اپنے مکانات کی تعمیر کرائیں ورنہ اِس مسئلہ کا شریعت کی روشنی میں کوئی حل بتائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِسلامی شریعت میں مکان بنانے کا کوئی خاص طریقہ وارد نہیں ہے؛ بلکہ حسبِ سہولت اور حسبِ ضرورت آدمی اپنے مکان کا نقشہ بنا سکتا ہے، اُس میں چاہے جہاں مطبخ بنائے، اور جہاں چاہے بیت الخلاء وغیرہ بنایا جائے، اس میں کسی رخ اور جانب کی کوئی قید نہیں، آپ نے سوال میں جو نقشہ تحریر کیا ہے، اور اُس کے خلاف کرنے پر مصائب ومفلسی

کا خطرہ ظاہر کیا ہے یہ محض جاہلانہ خیال ہے، اور ٹونے ٹوٹکے کی حیثیت رکھتا ہے، کسی مسلمان کے لئے ایسی جاہلانہ باتوں پر یقین کرنے اور عمل کرنے کی ہرگز اِجازت نہیں ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا عدوىٰ ولا هامة ولا طيرة، وأحب الفأل الصالحَ. (صحيح مسلم، كتاب السلام / باب الطيرة والفأل وما يكون فيه من الشؤم ۲۳۱/۲ رقم: ۲۲۲۳ بيت الأفكار الدولية)

شرح مسلم للنووي: التطير التشاؤم، وأصله الشيء المكروه من قول، أو فعل، أو مرئي، ...... وفي حديث آخر: الطيرة شرك أي اعتقاد أنها تنفع أو تضر. (شرح النووي على صحيح مسلم ۲۳۱/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۹/۷/۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پڑھے ہوئے پانی سے بال دھونا؟

سوال (۸۰۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی نے بالوں کے لئے دعا بتائی ہے، جس سے بال نہ جھڑیں، وہ دعا پڑھ کر پانی میں پھونکنے کی ہے، اور اس پڑھے ہوئے پانی سے بالوں کو دھونا ہے، پانی زمین پر گرنے سے بے اَدبی تو نہیں ہوگی بتا دیجئے، یہ صحیح ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پڑھے ہوئے پانی سے بالوں کو دھونے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور اُس پانی کا زمین پر گرنا بے ادبی میں شمار نہیں، پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مرتبہ انگلیوں میں بچھو کے کاٹنے پر معوذتین پڑھتے ہوئے انگلی پر پانی بہایا تھا۔

عن علي رضي الله عنه قال: بينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات ليلة يصلي، فوضع يده على الأرض، فلدغته عقرب، فتناولها رسول الله صلى

اللّٰه عليه وسلم بنعله فقتلها، فلما انصرف قال: لعن اللّٰه العقرب ما تدع مصليًا ولا غيره، أو نبيًا ولا غيره إلا لدغتهم، ثم دعا بملح وماء فجعله في إناء، ثم جعل يصبه على إصبعه حيث لدغته ويمسحها ويعوذها بالمعوذتين. (المصنف لابن أبي شيبة ١٢/٧٦ رقم: ٢٤٠١٩ بيروت، مشكاة المصابيح ٣٩٠) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۴/۲/۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پنڈت کی نشان دہی پر چور سے چوری کی رقم لینا؟

سوال (۸۰۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شادی میں آیا نوتہ جو میری بکس میں رکھا تھا چوری ہوگیا، لوگوں کے مشورہ پر میں نے دھام پور ضلع بجنور میں ایک پنڈت سے جو نامہ نکلوایا، تو پنڈٹ نے سات لوگوں کی موجودگی میں محلّہ کی ایک عورت کا نام بتایا، کافی دباؤ ڈالنے پر اُس کے شوہر نے رقم واپس کردی، مگر اُس عورت نے اور اس کے شوہر نے چوری قبول نہیں کی، اور کہا کہ یہ ہماری محنت کی کمائی تھی جو ہم سے ظلم وزیادتی سے لی ہے، ہم اِس چوری سے بری ہیں، اہل بستی بھی مختلف الرائے ہیں، کچھ کہتے ہیں کہ سخت غریب محنت کش پر ظلم ہے، کچھ کہتے ہیں یہی چور ہے، اِس مسئلہ میں دوسوالوں کے جوابات مرحمت فرمائیں:

(۱) کیا غیب داں سے غیب کی بات معلوم کرنا اور اُس پر یقین وعمل کرنا جائز ہے؟

(۲) پنڈت کی بات پر چور سے لی گئی رقم کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہیں ہے؛ لہٰذا مسئولہ صورت میں جس پنڈت نے چور کی نشان دہی کی ہے اُس کی بات پر یقین کرنا اور اُس پر عمل کرنا قطعاً جائز نہیں ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول صلى الله عليه وسلم قال: من أتى

كـاهـنًـا فصدَّقه بـما يقول. أو أتى امرأته حائضًا، أو أتى امرأته في دبرها فقد برئ مـما أنزل على محمد. (سـنـن أبي داؤد، كتاب الطب / باب في الكاهن ٥٤٥/٢ رقم: ٣٩٠٤ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي / باب ما جاء في كراهية اتيان الحائض ٣٥/١ رقم: ١٣٥)

(۲) پنڈت کی بات پر یقین کرتے ہوئے مذکورہ عورت کے شوہر سے جو رقم لی گئی ہے، وہ سراسر ظلم ہے، وہ رقم فوری طور پر واپس کرنا لازم ہے۔

عـن أبـي حـرة الرقاشي عن عمه رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الـلّـه عليه وسلم: ألا لا تظلموا! ألا لا يحل مال امرء إلا بطيب نفس منه. (مشكاة الـمـصـابيـح / بـاب الغصب والعارية، الفصل الثاني ٢٥٥، مرقاة المفاتيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثـانـي ١١٨/٦ الـمـكتبة الأشرفية ديـوبند، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٧٢/٥، شعب الإيمان للبيهقي ٣٨٧/٤ رقم: ٥٤٩٢ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۶/۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

◆

کفار ومشرکین کے ساتھ میل جول کرنا

ہندؤوں کے تیوہار کنہیا جنم اِشٹمی میں مسلمانوں کا شرکت کرنا؟

سوال (۸۰۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہندوؤں کا کنہیا جنم اِشٹمی تہوار قریب ہے اور بعض مسلمان نام کے مسلم بھی ہندوؤں کی کنہیا جنم اشٹمی کفریہ مجلس میں شریک ہوتے ہیں اور اِس شرکت کو جائز ومستحسن سمجھتے ہیں، جب کہ مجلس مذکورہ میں کفری اَقوال واَفعال ادا کئے جاتے ہیں اور یہ شریک ہونے والے مسلمان اُن کفری اَقوال وافعال کو بنظر استحسان وبخوشی وبرضامندی دیکھتے وہنستے رہتے ہیں، نیز جب کہ کتبِ فقہ میں اِس کی تصریح موجود ہے کہ کفری اَقوال واَفعال پر راضی رہنا بھی کفر ہے، چناں چہ عالمگیری میں ہے کہ جو شخص کفر پر راضی ہے وہ بھی کافر ہے، اور اعلام میں ہمارے علماء کرام سے کفر متفق علیہ کی فصل میں منقول ہے: ''**من تلفظ بلفظ الکفر یکفر – إلیٰ قوله – وکذا کل من ضحک علیه أو استحسنه أو رضي به یکفر**'' (یعنی جو کفر کا لفظ بولے وہ کافر ہوا، اِسی طرح جو اس پر ہنسے یا اُسے اچھا سمجھے یا اُس پر راضی ہو کافر ہوجائے گا)

اور فتاویٰ بزازیہ ودرر وغرر اور فتاویٰ خیریہ اور مجمع الانہر اور درمختار وغیرہ معتمد کتابوں میں ایسے کافروں کے حق میں فرمایا کہ: ''جو شخص اُن کے کفریات پر مطلع ہونے کے بعد اُن کے کافر ومستحق عذاب ہونے میں شک کرے خود کافر ہے''۔

اور شفاء شریف میں فرمایا کہ: ''ہم اُسے کافر کہتے ہیں جو ایسے کو کافر نہ کہے یا اُن کے بارے میں توقف کرے یا شک لائے''۔ (درمختار ومجمع الانہر وعالمگیری وغیرہما)

اسفار میں ہے: ''من شک في کفره وعذابه فقد کفر''۔ بہرحال حضرت مفتی صاحب سے گذارش ہے کہ مذکورہ بالا کفریہ مجلس میں مسلمانوں کی شرکت کے متعلق ہمیں جواب افادہ کیجئے، اور بادشاہ حقیقی اللہ تعالیٰ سے بہت ثواب لیجئے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: اگر کوئی مسلمان بلا کسی عذر کے ہندوؤں کے تہوار کو اچھا سمجھتے ہوئے جنم اشٹمی کی ترتیب میں شریک ہو تو یقیناً یہ عمل اُس کو کفر تک پہنچا دے گا، جیسا کہ عباراتِ فقہاء اِس پر دال ہیں، اور غیر مسلم کی مذہبی تقریبات میں شریک ہونا مطلقاً گناہِ کبیرہ ہے، اور شریک ہونے والے مسلمان پر توبہ اور انابت الی اللہ لازم اور ضروری ہے۔

ومنها: أن استحلال المعصية صغيرة كانت أو كبيرة إذا ثبت كونها معصية بدلالة قطعية، وكذا الاستهانة بها كفر بأن يعدها هينةً سهلةً، ويرتكبها من غير مبالات بها، ويجريها مجرى المباهات في ارتكابها. وكذا الاستهزاء على الشريعة الغراءِ كفرٌ؛ لأن ذٰلک من أمارات تكذيب الأنبياء عليهم الصلاة والسلام. (شرح الفقه الأكبر / مسئلة استحلال المعصية ولو صغيرة كفر ص: ٢٥٤ دار الكتب العلمية بيروت)

ويكفر بخروجه إلىٰ نيروز المجوس لموافقته معهم فيما يفعلون في ذٰلک اليوم. (الفتاویٰ الهندية، كتاب السير / أحكام المرتدين ٢/٢٧٦ زكريا، البحر الرائق / أحكام المرتدين ٥/١٢٣ دار إحياء التراث العربي بيروت)

وفي مجمع النوازل: اجتمع المجوس يوم النوروز، فقال مسلم: سيرة حسنة وضعوها كفّر أي لأنه استحسن وضع الكفر مع تضمن استقباحه سيرة الإسلام. وفي الفتاویٰ الصغریٰ: ومن اشتریٰ يوم النيروز شيئًا، ولم يكن يشتريه قبل ذٰلک، أراد به تعظيم النوروز كفّر أي لأنه عظّم عيد الكفرة. (شرح الفقه الأكبر / فصل في الكفر صريحًا أو كنايةً ص: ٣٠٦ دار الكتب العلمية بيروت)

وقال في موضع آخر من الظهيرية: الرضاء بالكفر كفرٌ عند الحامدي. (شرح الفقه الأكبر / فصل في الكفر صريحًا أو كنايةً ص: ۲۹۲ دار الكتب العلمية بيروت) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۱/۲/۵ھ

کنہیا جنم اِشٹمی کفریہ مجلس میں باعثِ ثواب سمجھ کر شرکت کرنا؟

سوال (۸۰۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آپ کا اِرسال کردہ جواب موصول ہوا جو کہ آپ نے ۱۴۱۱/۲/۵ھ کو کنہیا جنم اِشٹمی کفریہ مجلس میں مسلمانوں کی شرکت کے متعلق تحریر فرمایا ہے، آپ اپنے فتویٰ میں لکھتے ہیں کہ اگر کوئی مسلمان بلا کسی عذر کے ہندوؤں کے تہوار کو اچھا سمجھتے ہوئے جنم اشٹمی کی تقریب میں شریک ہو تو یقیناً یہ عمل اُس کو کفر تک پہنچا دے گا، آپ کی مذکورہ عبارت کے متعلق تصریح چاہوں گا کہ اگر کوئی مسلمان بلا کسی عذر کے کنہیا جنم اِشٹمی کفریہ مجلس میں شرکت کرنا مستحب وباعثِ ثواب سمجھتے ہوئے شرکت کرتے ہیں، تو آیا یہ عمل اس کو کافر بنادے گا یا نہیں؟ اور اُس کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہوگا یا نہیں؟ جلد از جلد اسی پر جواب عنایت فرمائیں، مہربانی ہوگی۔ فقط والسلام

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چوں کہ صورتِ مسئولہ میں کفر وعدم کفر کا مدار نیت اور عقیدہ پر ہے، اِس لئے جو شخص جنم اشٹمی کے تیوہار میں شریک ہوا ہے اُسی سے معلوم کیا جائے کہ وہ کس مقصد سے اُس میں شریک ہوا تھا؟ اگر وہ یہ کہے کہ یہ بڑا اچھا کام ہے اور اَعمالِ کفار کی تحسین کرے اور دل سے اُس پر راضی ہو تو اُس کا یہ قول وعقیدہ باعثِ کفر ہوگا؛ لیکن اگر وہ اس میں محض شریک ہو، مذکورہ عقیدہ نہ رکھے تو اُسے زیادہ سے زیادہ عاصی اور گنہگار تو کہہ سکتے ہیں کافر اور غیر مسلم قرار نہیں دے سکتے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۳۴۵/۲۹ میرٹھ)

ولا يفتى بكفر مسلم أمكن حمل كلامه على محمل حسن. (كذا في الدر

المختار ٤/٢٢٩ كراچى، ٦/٣٦٧ زكريا، مجمع الأنهر ١/٦٨٨ دار الكتب العلمية بيروت، ٢/٢ ٥٠ مكتبة فقيه الأمة ديو بند، البحر الرائق ٥/١٢٥)

عن ابن مسعود رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من كثر سواد قوم فهو منهم، ومن رضي عمل قوم كان شريكًا في عمله. (كنز العمال / كتاب الصحبة من قسم الأقوال ٢/١١ رقم: ٢٤٧٣٠ بيروت)

ويكفر بخروجه إلى نيروز المجوس لموافقته معهم فيما يفعلون في ذٰلک اليوم. (الفتاویٰ الهندية ٢/٢٧٦-٦٧٧، البحر الرائق ٥/١٢٣) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۷/۲/۱۴۱۱ھ

جو شخص کنہیا جنم اِشٹمی میں شرکت کو مستحب اور کارِ ثواب سمجھ کر شریک ہو اس کا کیا حکم ہے؟

سوال (۸۰۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آپ کا ارسال کردہ جواب موصول ہوا، جس کا استفتاء نمبر ۸۸ ہے، اور جس کو آپ نے ۱۷/۲/۱۴۱۱ھ کو مرتب فرمایا ہے، آپ اپنے جواب میں کنہیا جنم اِشٹمی کفریہ مجلس میں شرکت کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ ''وہ اِس لئے جو شخص جنم اشٹمی کے تیوہار میں شریک ہوا ہے اُسی سے معلوم کیا جائے کہ وہ کس مقصد سے اُس میں شریک ہوا تھا؟ اگر وہ یہ کہے کہ یہ بڑا اَچھا کام ہے اور اعمالِ کفار کی تحسین کرے اور دل سے اُس پر راضی ہو تو اُس کا یہ قول وعقیدہ باعثِ کفر ہوگا''۔

یہ تھی آپ کی تحریر آپ کے فرمانے کے مطابق ہم لوگوں نے جنم اشٹمی کفریہ مجلس میں شریک ہونے والے اشخاص سے دریافت کیا، جو شریک ہونے والے اشخاص نے بلا تأمل فرمایا کہ مجلس مذکور میں شرکت کرنا بڑا اچھا ہے اور بہت ثواب کا کام ہے، اور مجلس مذکور میں جو بھی اَقوال واَفعال اَدا ہوتے ہیں وہ سب کی سب نہایت عمدہ اور ہم سب شریک ہونے والے اشخاص اس پر دل سے

راضی ہے، یہ تھے شریک ہونے والے اشخاص کے اَقوال وعقائد۔

بہرحال جناب مفتی صاحب سے گذارش ہے کہ کفریہ مجلس مذکور میں شریک ہونے والے اَشخاص نے تو اپنے عمل وعقیدہ کا تو اظہار فرمایا، اَب جناب مفتی صاحب بھی مذکورہ شخصوں کے متعلق جوابات سے نوازیں، تو عین بندہ نوازش ہوگی۔ فقط

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پچھلے استفتاء کے جواب میں اِس جز سے متعلق دونوں جہتیں واضح طور پر لکھ دی گئی تھیں، اِس کے باوجود متعین اشخاص کی تکفیر کا مطالبہ کرنا بے معنی ہے، اگر بالفرض آپ کے قول کے مطابق اُن لوگوں نے اعمالِ کفر کی تحسین کی ہے تو اُن پر وہی حکم لگے گا جو پچھلے فتویٰ میں لکھا جاچکا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۱/۲/۲۸ھ

اہلِ ہنود کی شادیوں میں شرکت کرنا کیسا ہے؟

سوال (۸۰۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اہلِ ہنود کے پروگرام شادی وغیرہ میں شریک ہونا اور اُن کے یہاں کھانا پینا درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: برادرانِ وطن کی شادی بیاہ کی تقریبات میں شرکت کرنا فی نفسہٖ درست ہے؛ البتہ کھانے پینے میں گوشت یا اُس سے بنی ہوئی چیزیں استعمال نہ کی جائیں، اور پاکی کا اہتمام رکھا جائے۔

عن عمرو بن الضريس الأسدي قال: سألت الشعبي قلت: إنا نغزو أرض أرمينية – أرض نصرانية – فما ترىٰ في ذبائحهم وطعامهم؟ قال: كنا إذا غزونا أرضًا سألنا عن أهلها، فإذا قالوا يهود أو نصارىٰ أكلنا من ذبائحهم وطعامهم

وطبخنا في آنيتهم. (المصنف لابن أبي شيبة ۷ / ۴۲۱ رقم: ۳۳۳۴۶ بيروت)

وفي التفاريق: لا بأس بأن يضيف كافرًا لقرابة أو لحاجة، كذا في التمرتاشي، ولا بأس بالذهاب إلى ضيافة أهل الذمة هٰكذا ذكره محمدؒ. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الرابع عشر ۵ / ۳۴۷ زكريا)

اور غیر مسلم کے جنازہ میں شرکت نہ کی جائے؛ کیوں کہ یہ ایک مذہبی عمل ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۴ / ۲۹۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹ / ۳ / ۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ہندوؤں کی شادی کا کھانا کھانا؟

سوال (۸۱۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: برادران وطن ہندو لوگ شادی میں مسلمانوں کو بھی مدعو کرتے ہیں، تو اُن کی دعوت کھانا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر کوئی قومی یا ملی یا دینی مصلحت ہو اور کھانے پینے کی اشیاء میں حرمت اور ناپاکی کا اندیشہ نہ ہو، مثلاً صرف سبزیوں وغیرہ ہی کا انتظام ہو تو غیر مسلموں کی شادیوں کا کھانا مسلمان کے لئے فی نفسہٖ حلال ہے۔ (دینی مسائل اور ان کا حل ۳۷۷، فتاویٰ رحیمیہ ۶ / ۲۸۲، فتاویٰ محمودیہ ۱۸ / ۳۱-۳۲ ڈابھیل)

عن أبي ثعلبة الخشني رضي اللّٰه عنه أنه سأل رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إنا نجاور أهل الكتاب وهم يطبخون في قدورهم الخنزير ويشربون في آنيتهم الخمر، فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إن وجدتم غيرها فكلوا فيها واشربوا، وإن لم تجدوا غيرها فارحضوها بالماء، وكلوا واشربوا.

(سنن أبي داؤد، كتاب الأطعمة / باب في استعمال آنية أهل الكتاب ۵۳۷/۲ رقم: ۳۸۳۹، سنن ابن ماجة ۲۰۳ رقم: ۲۸۳۱، سنن الترمذي ۲/۲ رقم: ۱۸۵۸، صحيح البخاري ۸۲۶/۲ رقم: ۵۸۸۲)

عن أبي وائل وإبراهيم قالا: لما قدم المسلمون أصابوا من أطعمة المجوس من جبنهم وخبزهم، فأكلوا ولم يسألوا عن شيءٍ من ذٰلک. (المصنف لابن أبي شيبة / كتاب السير ۴۱۶/۱۷ رقم: ۳۳۳۴۴ بيروت)

عن قيس بن سكن الأسدي قال: قال عبد اللّٰه: إنكم نزلتم بين فارس والنبط، فإذا اشتريتم لحمًا، فإن كان ذبيحة يهودي أو نصراني فكلوه، وإن ذبحه مجوسي فلا تأكلوه. (المصنف لابن أبي شيبة ۴۲۰/۱۷ رقم: ۳۳۳۶۲ بيروت)

ويكره الأكل والشرب في أواني المشركين قبل الغسل، ومع هٰذا لو أكل أو شرب فيها قبل الغسل جاز، ولا يكون أكلا ولا شاربًا حرامًا، وهٰذا إذا لم يعلم بنجاسة الأواني، …… ولا بأس بطعام المجوس كله إلا الذبيحة، فإن ذبيحتهم حرام. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الرابع عشر ۳۴۷/۵)

لا بأس بأن يضيف كافرًا لقرابة أو لحاجةٍ، ولا بأس بالذهاب إلى ضيافة أهل الذمة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الرابع عشر ۳۴۷/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۶/۷/۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ہندؤوں کی رام لیلا برات میں شرکت کرنا؟

سوال (۸۱۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں ایک درگاہ کا متولی ہوں، عقیدہ سنی حنفی ہے، میں اہل ہنود کو قریب لانے اور اِسلام کی تعلیمات سے روشناس کرانے کے لئے کوشاں رہتا ہوں، اللہ کا شکر ہے کئی حضرات مشرف بہ اسلام ہوچکے ہیں، جہاں درگاہ شریف واقع ہے وہاں سب کے سب اَفراد ہندو ہیں، اِس سال رام لیلا کی

برات اِدھر سے نکلی، مجھے ہندو صاحبان نے مدعو کیا، اور میں مجبوراً مصلحتاً آکر کھڑا ہوگیا، جب کہ میں نے نہ تو گل پوشی کی اور نہ ہار وغیرہ پہنائے، میں اپنی تقریروں سے کسی کی دل آزاری نہیں کرتا ہوں، نہ کسی عالم کی شان میں گستاخی، اِس پر چند فتنہ پرور مجھ سے سخت ناراض رہتے ہیں، تو رام لیلا برات میں مصلحتاً کھڑا ہونا باعثِ کفر ہے، یا حدودِ شرع کو غبور کیا ہے یا اور کوئی بات میرے لئے باعثِ شرم وغیرہ ہے؟ کیا مجھے اِس سلسلہ میں توبہ کرنی چاہئے؟ جب کہ میں اللہ کے حضور میں توبہ کرتا ہی رہتا ہوں؟ کیا تجدید ایمان کی ضرورت ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہندوؤں کی مذہبی تقریبات اور جلوس وغیرہ میں شرکت کرکے اُن کی رونق کو بڑھانا کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے، ہندوؤں سے راہ ورسم بس اِس حد تک رہنی چاہئے جس سے ہماری کسی دینی مسئلہ پر فرق نہ پڑے؛ تاہم اگر کوئی شخص اِس طرح شریک ہوجائے جب کہ اُس کا دل ایمان پر مطمئن ہو اور کفر کی تعظیم دل میں نہ ہو، تو وہ کافر نہ ہوگا، بس اُسے توبہ کرنی چاہئے اور آئندہ کے لئے احتیاط کرنی چاہئے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱/۲۰۸)

ویکفر بخروجه إلی نیروز المجوس والموافقة معهم فیما یفعلونه في ذٰلک الیوم تعظیمًا للنیروز لا للأکل والشرب وبإهدائه ذٰلک الیوم للمشرکین ولو بیضة تعظیمًا لذٰلک الیوم ولا یکفر بإجابة دعوة مجوس. (مجمع الأنهر، کتاب السیر / باب ألفاظ الکفر وأنواعه ٤/٥١٣ کوئٹہ، ١/٦٩٨ دار إحیاء التراث العربي بیروت)

ومن خرج إلی السدة أي مجتمع أهل الکفر في یوم النیروز کفر. (شرح الفقه الأکبر / فصل في الکفر صریحًا أو کنایةً ١٨٦ دار الکتب العلمیة بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۸/۱۱/۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر مسلم رشتہ داروں کی تقریبات میں شرکت؟

سوال (۸۱۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کیا زید اپنے غیر مسلم بھائی بہن اور ماں کے یہاں شادی، موت یا کسی اور طرح کے پروگرام میں شریک ہوسکتا ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: غیر مسلم اہل خاندان کی کسی مذہبی تقریب میں شرکت کرنا جائز نہیں؛ البتہ اِنسانی بنیادوں پر میل جول کی گنجائش ہے، اِس لئے اُن کی شادی بیاہ میں شرکت مباح ہے، اِسی طرح موت پر تعزیت کرنے میں بھی حرج نہیں ہے۔ (مستفاد: کفایت المفتی ۳۲۲/۹ جدید)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٥٥٩/٢ رقم: ٤٠٣١ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٣٧٥/٢)

قال القاري: أي من شبّه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم أو الخير عند اللّٰه تعالىٰ ...... الخ. (بذل المجهود، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٥٩/١٢ مكتبة دار البشائر الإسلامية، وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٢٥٥/٨ رقم: ٤٣٤٧ رشيدية، وكذا في فيض القدير شرح الجامع الصغير ٥٧٤٣/١١ رقم: ٨٥٩٣ نزار مصطفىٰ الباز رياض)

قال العلامة المناوي: "من تشبه بقوم": أي تزيا في ظاهره بزيّهم، وفي تعرفه بفعلهم، وفي تخلقه بخلقهم، وسار بسيرتهم وهديهم في ملبسهم وبعض أفعالهم: أي وكان التشبه بحق قد طابق فيه الظاهرُ الباطنَ فهو منهم. وقال بعضهم: قد يقع التشبه في أمور خارجية ...... قد تكون عادات في نحو طعام ولباس ومسكن ونكاح واجتماع. (فيض القدير شرح الجامع الصغير ١٢٨/٦-١٢٩ تحت رقم: ٨٥٩٣ دار الفكر بيروت)

ولا بأس بعيادة اليهودي والنصراني وفي المجوسي اختلاف كذا في

التهذيب، وعيادة الذمي كذا في التبيين. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الرابع عشر ٣٤٨/٥ دار إحياء التراث العربي بيروت)

ولا بأس بالذهاب إلى ضيافة أهل الذمة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الرابع عشر ٣٤٨/٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۷/۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر مسلموں کو اپنی تقریبات اور جنازہ میں شرکت کی دعوت دینا؟

سوال (۸۱۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اپنے یہاں شادی بیاہ اور موت میت یا کسی اور موقع پر غیر مسلموں کو شرکت کی دعوت دینا اور اپنے یہاں کی مجلس نکاح (جو عموماً مسجد میں ہوتی ہے) اور میت جنازے وغیرہ میں اُن کو شریک کرنا کہاں تک جائز ہے؟ کیوں کہ بعض حضرات کہتے ہیں کہ نزع کے وقت یا جنازے میں غیر مسلم کے رہنے سے رحمت کے فرشتے نہیں آتے، کیا یہ بات صحیح ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اپنے یہاں شادی بیاہ یا کسی اور موقع پر غیر مسلموں کو شرکت کی دعوت دینا بھی جائز ہے۔

ولا بأس بضيافة الذمي وإن لم يكن بينهما إلا معرفة، كذا في الملتقط.

(الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الرابع عشر ٣٤٧/٥ زكريا)

اور اگر غیر مسلم ظاہری نجاست سے پاک وصاف ہو تو مجلس نکاح میں شرکت کے لئے مسجد میں آ سکتا ہے؛ کیوں کہ اُس کی نجاست اعتقادی ہے۔

وجاز دخول الذمي مسجدًا ولو جنبًا كما في الأشباه – إلىٰ قوله – قال في الهداية: ولنا ما روي أنه عليه السلام أنزل وفد ثقيف في مسجده وهم كفار؛

ولأن الخبث في اعتقادهم فلا يؤدي إلى تلويث المسجد. (شامي ١١١/١ زكريا، الفتاوىٰ البزازية على هامش الهندية ٣٧١/٦)

نیز غیر مسلم کو جنازے میں شرکت کی باقاعدہ دعوت نہ دی جائے، اگر کوئی اپنی مرضی سے شریک ہو تو اُسے روکنے کی ضرورت نہیں؛ کیوں کہ جنازے میں اُس کا وجود نزول رحمت سے مانع نہیں ہے۔ یہ حکم صرف نزع (موت کے قریب) کے وقت بعض فقہاء نے لکھا ہے۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ ۲۳۴/۷)

وجه الإخراج ...... إخراجهم على سبيل الأولوية إذ كان عن حضورهم غني فلا ينافي ما ذكره الكاكي من أنه لا يمتنع حضور الجنب والحائض وقت الاحتضار، ووجه عدم الإخراج أنه قد لا يمكن الإخراج للشفعة أو للاحتياج إليهن، ونص بعضهم على إخراج الكافر أيضًا وهو حسن. (طحطاوي على مراقي الفلاح ٣٠٨) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۱/۸/۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسلمان کا ہولی کھیلنا کیسا ہے؟

سوال (۸۱۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہولی جو کافروں کا تیوہار ہے، اُس میں مسلمان کی شرکت کرنا اور اُن کے ساتھ رنگ کھیلنا مسلمان کے لئے جائز ہے یا نہیں؟ اُس میں شریک ہونا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہولی کے تیوہار میں کسی طرح بھی شرکت کرنا جائز نہیں ہے، یہ غیر مسلموں کا مذہبی شعار ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۳۵۱/۲۹ میرٹھ)

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٥٥٩/٢ رقم:

٤٠٣١ دارالفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٢/٣٧٥)

عن ابن مسعود رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من كثر سواد قوم فهو منهم، ومن رضي عمل قوم كان شريكًا في عمله. (كنز العمال / كتاب الصحبة من قسم الأقوال ٢/١١ رقم: ٢٤٧٣٠ بيروت)

ويكفر بخروجه إلى نيروز المجوس لموافقته معهم فيما يفعلون في ذٰلک اليوم. (الفتاویٰ الهندية ٢/٢٧٧ زكريا، البحر الرائق ٢/١٢٣ كوئٹه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۴/۹/۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دیوالی کے موقع پر مسلمانوں کو مٹھائی کا تحفہ دینا؟

سوال (۸۱۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: دیوالی کے موقع پر بعض ہندو جو مسلمانوں کے پڑوسی ہیں، یا اُن کا مسلمانوں سے کاروباری تعلق ہے جس کی بنا پر وہ مسلمانوں کو اپنے گھر یا دوکانوں پر مدعو کرتے ہیں، جسے ''پان سپاری'' کہتے ہیں، یا ہندو لوگ کچھ میٹھے پکوان مسلمانوں کے گھر بھیجتے ہیں، تو اُن کا کھانا کیسا ہے؟

مندرجہ بالا دو مسائل کا جواب ایک کتاب ''وہ مسائل جن میں ابتلاء عام ہے'' (مولف حضرت مولانا مفتی جعفر صاحب ملی رحمانی) میں ۱/۱۴۷-۱۴۶ شائع کردہ جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کواں موجود ہے؛ لیکن بعض حضرات کو اِس پر اشکال ہے۔

مفتی صاحب اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی صلاحیتوں سے نوازا ہے، اور آپ کا شمار ملک کے ثقہ مفتیانِ کرام میں ہوتا ہے، اور آپ کے فتویٰ کو بڑی اَہمیت حاصل ہوتی ہے: اَب آپ سے مؤدبانہ گذارش ہے مندرجہ بالا مسائل کا جواب عنایت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دیوالی کے موقع پر چڑھاوے کی مٹھائیاں وغیرہ کھانا

مسلمان کے لئے درست نہیں؛ البتہ اگر مٹھائیاں چڑھاوے کی نہ ہوں، اور اُن میں کوئی چیز حرام کی ملاوٹ بھی نہ ہو تو مصلحت کے وقت اُن کو لینے کی گنجائش ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۱۶۲/۸، دیہات وقصبات کے مسائل ۳۸۷، فتاویٰ محمودیہ ۳۳۳/۱۸ ڈابھیل، محقق ومدلل جدید مسائل ۴۶۱)

والإعطاء بسام النيروز والمهرجان لا يجوز، أي الهدايا باسم هٰذين اليومين حرام. (الدر المختار ٤٨٥/١٠ زكريا)

لا ينبغي للمؤمن أن يقبل هدية كافر في يوم عيدهم، ولو قبل لا يعطيهم وإلا يرسل إليهم. (فتاویٰ عبد الحئ ٤٠٣/١)

ولو أهدى لمسلم ولم يرد تعظيم اليوم؛ بل جرىٰ على عادة الناس لا يكفر، وينبغي أن يفعله قبله أو بعده نفيا للشبهة. (الدر المختار ٤٨٦/١٠ زكريا)

وما يهدي المجوس يوم النيروز من أطعمتهم إلى الأشراف، ومن كان لهم معرفة لا يحل أخذ ذلک على وجه الموافقة معهم، وإن أخذه لا علىٰ ذلک الوجه لا بأس به، والاحتراز عنه أسلم. (الفتاویٰ البزازية ٣٣٣/٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۱/۷/۱۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ہولی دیوالی کی مٹھائی؟

سوال (۸۱۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہولی دیوالی میں مٹھائی کا ڈبہ لے سکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہولی یا دیوالی پر محض تہوار کی خوشی میں جو مٹھائی بھیجی جاتی ہے، اسے لینے کی گنجائش ہے؛ لیکن اگر یہ پتہ چل جائے کہ وہ چڑھاوے کی ہے تو اُسے لینے کی اجازت نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۳۴/۱۸ ڈابھیل)

لا بأس بالذهاب إلىٰ ضيافة أهل الذمة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب

الرابع عشر في أهل الذمة والأحكام التي تعود إليهم ٣٤٧/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۶/۳/۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دیوالی کے موقع پر غیر مسلم کا مٹھائی ہدیہ کرنا؟

سوال (۸۱۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: دیوالی کے موقع پر اگر مسلم مٹھائی یا کوئی بھی چیز بطور ہدیہ دے تو اُس کا لینا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دیوالی کے موقع پر جو غیر مسلم مٹھائی بھیجتے ہیں، اگر یہ یقین ہو کہ یہ چڑھاوے کی نہیں ہے تو لینے کی گنجائش ہے، اور اگر چڑھاوے کا شبہ ہو تو قبول نہ کیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۴۸۹/۲۵ میرٹھ)

ولو أهدى لمسلم ولم يرد تعظيم اليوم بل جرىٰ على عادة الناس لا يكفر، وينبغي أن يفعله قبله أو بعده نفيا للشبهة. (الدر المختار ٧٥٤/٦ كراچی)

لا ينبغي للمؤمن أن يقبل هدية كافر في يوم عيدهم ولو قبل لا يعطيهم ولا يرسل إليهم. (فتاوىٰ عبد الحي ٤٠٣ بحواله محقق ومدلل جديد مسائل ٤٦١)

وأما الهدية للمشركين وقبول هداياهم فكل ذٰلک جائز. (إعلاء السنن / باب سقوط القبض إذا كان الموهوب في يد المتهب ١٤٦/١٦)

أهدىٰ إلىٰ رجلٍ شيئًا أو أضافه إن كان غالب ماله من الحلال فلا بأس، إلا أن يعلم بأنه حرام، فإن كان الغالب هو الحرام ينبغي أن لا يقبل الهدية، ولا يأكل الطعام إلا أن يخبره بأنه حلال. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثاني عشر ٣٤٢/٥ زكريا، المحيط البرهاني ١٠٠/٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۴/۱/۲۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر مسلم کے تیوہار پر مبارک باد دینے کیلئے اپنی تصویر بنوانا؟

سوال (۸۱۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عید مبارک کے علاوہ کوئی مسلمان غیر مسلم کے تیوہار جیسے دسہرہ دیوالی مبارک لکھ کر اپنی تصویر کے ساتھ بڑے بورڈ پر چوراہے پر لگائے، تو اُس مسلمان کے بارے میں اسلام اور شریعت کے اندر کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غیر مسلموں کے مذہبی تیوہاروں پر کسی مسلمان کا مبارک باد دینا جائز نہیں ہے، اور اس مبارک بادی کے لئے تصاویر چپکانا دوہرا گناہ ہے۔

اجتمع المجوس یوم النیروز، فقال: مسلم خوب سیرت منها وند یکفر.

(الفتاوی البزازیة ۳۳/۶، کتاب الفتاویٰ ۳۰۵/۱) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۱/۲۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر مسلم تیوہاروں کے موقع پر خرید وفروخت کرنا؟

سوال (۸۱۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: غیر مسلم کے مذہبی میلے میں شرکت یا خرید وفروخت شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟ گئو شالہ میلہ ہندوؤں کا مذہبی میلہ ہے یا نہیں؟ نیز غیر مسلم اپنے مذہبی تہواروں میں جو چیزیں بتوں کے نام پر چڑھاتے ہیں، مثلاً: ناریل، سیب، کیلا، گنا اور دیگر پھل اور سبزیاں وغیرہ۔ اِن چیزوں کا غیر مسلم کے مذہبی مقامات پر یا اُس کے قریب ہم مسلمانوں کے لئے بیچنا جائز ہے یا نہیں؟ واضح ہو کہ ہم لوگ راعین برادری سے تعلق رکھتے ہیں، ہمارا ذریعہ معاش یہی ہے کہ ہم غیر مسلموں کے تہواروں کے دن یاد رکھتے ہیں، اور اسی کے مطابق کھیتی کر کے یا خرید کر پھل وسبزی وغیرہ بیچتے ہیں؛ تاکہ زیادہ سے زیادہ قیمت میں فروخت ہو کر کثرتِ آمدنی کا سبب بنے، شرعاً وہ آمدنی حلال ہے یا حرام؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر غیر مسلموں کے میلہ میں کوئی ایسی چیز فروخت کی جائے جو شرعاً حلال ہو، جیسے پھل فروٹ یا سبزیاں وغیرہ، تو اُس کاروبار کی آمدنی حرام وناجائز نہ ہوگی؛ البتہ اِس طرح کے میلوں میں دوکان لگانے سے چوں کہ غیر مسلموں کی شان وشوکت میں اِضافہ ہوتا ہے، بریں بناء ایسی جگہوں پر کاروبار کرنے سے احتراز کرنا چاہئے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۵۵۹/۲ رقم: ٤٠٣١ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٣٧٥/٢)

قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: خالفوا المشركين. (مشكة المصابيح، باب الترجل / الفصل الأول ٣٨٠)

ولو استأجر الذمي مسلمًا ليبني له بيعة أو كنيسة جاز ويطيب له الأجر، كذا في المحيط. (الفتاویٰ الهندية ٤٥٠/٤ دار إحياء التراث العربي بيروت)

ولو استأجر الذمي مسلمًا ليبني له بيعةً أو صومعةً أو كنيسةً جاز ويطيب له الأجر. (الفتاویٰ التاتارخانية ١٣١/١٥ رقم: ٢٢٤٣٨ زكريا)

لكن الأولىٰ للمسلمين أن لا يوافقوا أهل الذمة على مثل هٰذه الأحوال لإظهار الفرح والمسرة. (خانية ٣٣٣/٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۳/۱۱/۱۴۳۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر مسلموں کی اَرتھی میں شرکت کرنا؟

سوال (۸۲۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہندوؤں کے مذہبی رسومات میں اَز راہ تعلق شرکت کا کیا حکم ہے؟ مثلاً بہت سے ہندو

مسلمانوں کے جنازوں میں شرکت کرتے ہیں۔ اِسی طرح بعض مسلمان بھی ہندوؤں کی اَرتھی وغیرہ میں شرکت کرتے ہیں، اِس صورت میں اُن مسلمانوں کے ایمان واِسلام کے بارے میں کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تعلق کی بنیاد پر بیمار کافر کی مزاج پرسی یا میت کافر کے گھر والوں کو دلاسہ دینے کے لئے ازراہِ تعلق اُس کے گھر جانا تو درست ہے؛ لیکن اَرتھی میں شرکت کرنا یا اُن کی کسی مذہبی تقریب میں شریک ہونا درست نہیں ہے۔ (امداد المفتیین ۱۰۱۸ کراچی، احسن الفتاویٰ ۴/ ۲۳۳)

عن ابن مسعود رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من كثر سواد قوم فهو منهم، ومن رضي عمل قوم كان شريكًا في عمله. (كنز العمال / كتاب الصحبة من قسم الأقوال ۲/ ۱۱ رقم: ۲٤۷۳۰ بيروت)

ويجوز عيادة الذمي، كذا في التبيين. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الرابع عشر ۵/ ۳٤۸) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۶/۷/۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

مسلمانوں کا تعاون کرنے والے غیر مسلم کی میت کے ساتھ مرگھٹ جانا؟

سوال (۸۲۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اہل ہنود میں سے ایک شخص کے اہلِ اسلام کے کچھ لوگوں سے دوستی ومحبت اور بھائی چارگی کے تعلقات تھے، اُن کی خوشی اور غم میں برابر شریک ہوتا تھا، یہاں تک کہ ایک موقع پر اسلامیہ مدرسہ کا کچھ مسئلہ تھا اُس کے قائم ہونے میں کچھ رکاوٹیں تھیں، اُس نے بڑی لگن اور بھاگ دوڑ سے مدرسہ کے اِس معاملہ کو نہایت خوش اُسلوبی سے انجام دیا اور مدرسہ قائم ہوگیا، جو آج بھی چل

رہا ہے؛ لہٰذا اُس کی موت پر جن جن مسلمانوں کی اُس سے دوستی تھی وہ لوگ اُس کی میت میں شریک ہوئے، یہاں تک کہ اُس کی برادری کے ساتھ اُس کے مرگھٹ تک گئے؛ لیکن مسلمانوں نے نہ اُس کی میت میں ہاتھ لگایا اور نہ اُس کو اٹھایا؛ لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ صورت میں اُن کے نکاح میں از روئے شرع کوئی کمی تو نہیں آئی؟ اور قرآن وحدیث کی روشنی میں اُن مسلمانوں پر کوئی گرفت ہوگی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اولیٰ تو یہ ہے کہ غیر مسلم کی مذہبی رسومات میں کسی طرح بھی شرکت نہ کی جائے؛ لیکن اگر کوئی شخص ضرورۃً شریک ہو جائے اور کوئی ایسی حرکت نہ کرے جس سے اُس کی طرف سے اس رسم کی پسندیدگی یا احترام ثابت ہوتا ہو تو اِس شرکت کی وجہ سے وہ کافر نہ ہوگا، اور نہ اُس کو تجدید نکاح کی ضرورت ہوگی۔ (کفایت المفتی ۱۹۱/۴، فتاویٰ دار العلوم ۲۸۳/۵، فتاویٰ محمودیہ ۴۷/۲/۱۶)

ولو قال لمجوسي: یا أستاذ تبجیلاً، کفر...... الخ. (الدر المختار) قال العلامة ابن عابدین رحمه اللّٰه: قوله: تبجیلاً: قید به؛ لأنه لو لم یکن کذٰلک؛ بل کان لغرض من الأغراض الصحیحة، فلا بأس به، ولا کفر. (الدر المختار مع الشامي، کتاب الحظر والإباحة / فصل في البیع ٤١٣/٦ کراچی) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۶/۴/۲۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

کافر دوست کی عیادت وتعزیت کرنا اور مذہبی رسومات میں شریک ہونا؟

سوال (۸۲۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: محمد بدرالدین کا دوستانہ تعلق بھروسہ سنگھ سے ہے اور وہ دونوں ایک دوسرے کے یہاں خوشی (شادی وغیرہ) وغم (موت وغیرہ) میں شریک ہوتے ہیں، پوچھنا یہ ہے کہ بدرالدین کا بھروسہ سنگھ

کے یہاں موت میں شرکت کرنا اور میت کے ساتھ جانا یا چلنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر چلا گیا تو شریعتِ مطہرہ کی نظر میں بدر الدین کیسا ہے، گنہگار ہوگا یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کافر کی عیادت وتعزیت کرنا تو جائز ہے؛ لیکن میت اور جنازہ لے کر چلنا اور اُن کے دیگر مذہبی رسومات کی ادائیگی میں شرکت کرنا جائز نہیں، اگر ایسا کرلیا تو اُس گناہ پر توبہ واستغفار ضروری ہے اور آئندہ اِس سے احتراز کرے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۸/۱۸۰، فتاویٰ محمودیہ ۱۴/۲۹۲، ۱۵/۳۴۵، ۱۶/۴۷۱، احسن الفتاویٰ ۴/۲۳۳)

عن ابن مسعود رضي اللّٰه عنه عن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم قال: من كثر سواد قوم فهو منهم، ومن رضي عمل قوم كان شريكًا في عمله. (كنز العمال / كتاب الصحبة من قسم الأقوال ٢/١١ رقم: ٢٤٧٣٠ بيروت) **فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۸/۶/۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

غیر مسلم کی عیادت، تعزیت اور تجہیز وتکفین میں حصہ لینا؟

سوال (۸۲۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی غیر مسلم کی عیادت، تعزیت، اُس کی تجہیز وتکفین، اُس کے جنازہ کے پیچھے ساتھ چلنے اور اُس کو جلانے میں شرکت کرنا یا اُن چیزوں میں اُس کا مالی تعاون کرنا شرعی طور پر کیا حکم رکھتا ہے؟ اگر کوئی مسلمان جان بوجھ کر یا لاعلمی میں یہ کام کرلے، تو دونوں صورتوں میں اُس کے ایمان وعمل میں کچھ کمی آئے گی یا نہیں؟ اور اَب اسلامی شریعت کے اعتبار سے اُس کو اپنا ایمان وعمل درست کرنے کے لئے کیا علاج کرنا ہوگا، نیز میت کے گھر والوں کے لئے تین دن تک کھانا پہنچانا سنت ہے، کیا اپنے محلّہ بستی کے غیر مسلم کے یہاں بھی پہنچانا جائز ہے؟ ایسے ہے اگر وہ کسی مسلمان میت والوں کے گھر پہنچائیں، تو کیا اُن سے کھانا لینا درست ہے؟ شریعت کی روشنی میں وضاحت سے جواب دیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غیر مسلم کی بیمار پرسی اور اُس کی موت پر گھر والوں سے تسلی کے کلمات کہنا فی نفسہٖ جائز ہے؛ لیکن اُس کی تجہیز وتکفین اور جنازہ کے ساتھ چلنے اور اُس کے جلانے میں شرکت کرنے یا اِس سلسلہ میں اُس کا مالی تعاون کرنے کی شرعاً اِجازت نہیں ہے؛ اِس لئے کہ یہ چیزیں اُن کے مذہبی شعائر میں شامل ہیں، جن میں مسلمانوں کو حصہ لینے کی قطعاً اجازت نہیں ہے، اگر کوئی مسلمان اِس طرح کے کسی طرح کے کام میں دانستہ یا نادانستہ طور پر شریک ہوگیا، تو اِس پر سچے دل سے توبہ اور استغفار لازم ہے، میت کے گھر والوں کے لئے ایک دن کھانا پہنچانا سنت اور پسندیدہ ہے؛ لیکن کافر میت کے گھر کھانا بھیجا جائے گا یا نہیں؟ اِس بارے میں کوئی صراحت نہیں ملی؛ تاہم اگر میت پڑوسی ہو تو اِنسانیت اور پڑوس کے ناطے اُس کے گھر کھانا بھیجنا ممنوع نہ ہونا چاہئے۔

قال اللّٰه تبارك وتعالىٰ: ﴿وَلاَ تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ اَبَدًا وَلاَ تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ﴾ [التوبۃ، جزء آیت: ۸۴]

في روح المعاني: قوله: ﴿وَلاَ تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ﴾ أي لا تقف عليه ولا تتول دفنه. (روح المعاني ٦/٢٢٥)

وفي الدر: وجاز عيادته بالإجماع، وفي المجوسي قولان: وفي الشامية: قال في العناية: فيه اختلاف المشايخ، فمنهم من قال به؛ لأنهم أهل الذمة، وهو المروي عن محمد رحمه الله، ومنهم من قال: هم أبعد عن الإسلام من اليهود والنصارىٰ …… قلت: وظاهر المتن كالملتقى وغيره اختيار الأول لإرجاعه الضمير في عيادته إلى الذمي …… وفي النوادر: جار يهودي أو مجوسي مات ابن له، أو قريب ينبغي أن يعزيه، ويقول: أخلف اللّٰه عليك خيرًا منه وأصلحك. (شامي ٩/٥٥٦ زكريا)

وبإتخاذ طعامٍ لهم، قال في الفتح: ويستحب لجيران أهل الميت والأقرباء

الأباعد تهئيةً طعام لهم يشبعهم يومهم وليلتهم لقوله عليه السلام: إصنعوا لآل جعفر طعامًا، فقد جاء هم ما يشغلهم، حسنه الترمذي. (شامي ۱۴۸/۳ زكريا)

قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿وَلاَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة، جزء آيت: ۲]

هو عام لكل بر وتقوىٰ وإثمٍ وعدوانٍ، هٰكذا قال المفسرون. (التفسير الأحمدية ۳۳۱ المكتبة الحقانية پشاور)

قال ابن كثير تحت هٰذه الآية: "يأمر تعالىٰ عباده المؤمنين بالمعاونة على فعل الخيرات وهو البر، وترك المنكرات وهو التقوىٰ. وينهاهم عن التناصر على الباطل والتعاون على المآثم والمحارم. (تفسير ابن كثير ۱۰/۲ دار السلام رياض)

كل ما أدي إلى ما لا يجوز، لا يجوز. (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ۳۶۰/۶ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۸/۷/۱۴۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کافروں کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھنا اور اُن کے یہاں کھانا؟

سوال (۸۲۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا کافروں کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھنا درست ہے، اُن کے یہاں کھانا پینا، اُن کو دعوت دینا، یا تہواروں میں اُن کے سامانوں کو لینا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی کافر سے ایسی دلی دوستی رکھنا کہ اُس کی وجہ سے دین میں مداہنت اور کافروں کے مذہبی طور طریقوں سے اُنسیت کا احساس ہو، قرآن وحدیث کی رو سے ممنوع ہے؛ لیکن کافروں سے دنیوی معاشرت اور معاملات میں حسنِ اخلاق کا برتاؤ کرنا؛ مثلاً خوشی اور غمی میں جائز حدود میں رہ کر شریک ہونا، نہ صرف جائز؛ بلکہ دعوت الی اللہ کی نیت سے

یہ عمل مستحسن ہے، خاص کر اگر وہ غیر مسلم پڑوسی یا رشتہ دار ہو، تو اُس کے ساتھ حسنِ سلوک، اِسلام کی عین تعلیم ہے۔

قال تعالیٰ: ﴿لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ﴾ [الممتحنة: ٨]

وفي الهندية: لا بأس بأن يكون بين المسلم والذمي معاملة، إذا كان مما لابد منه. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الرابع عشر ٣٤٨/٥ زكريا)

وفي البحر: ولا بأس بأن يصل الرجل المسلم المشرك قريبًا كان أو بعيداً محاربًا كان أو ذميًا، وأراد بالمحارب المستأمن. (البحر الرائق ٢٠٤/٨ كراچی)

وفي الهندية: لا بأس بأن يضيف كافرًا لقرابة أو لحاجة. (الفتاویٰ الهندية ٣٤٨/٥ زكريا ديو بند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۶/۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر مسلم کے ہاتھ کی پکی چیز کھانا؟

سوال (۸۲۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا غیر مسلم کے ہاتھ کی پکی ہوئی چیز کھا سکتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر اس بات کا اطمینان ہو کہ اُس نے کوئی ناپاک یا حرام چیز کھانے میں نہیں ملائی ہے، اور طبیعت مطمئن ہو، تو غیر مسلم کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا جائز ہے، پھر بھی احتیاط بہتر ہے۔

عن أبي ثعلبة الخشني رضي الله عنه قال: سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن قدور المجوس، قال: أُنقُوها غسلاً، واطبخوا فيها. (سنن الترمذي، أبواب

السير / باب ما جاء في الانتفاع بآنية المشركين ١/ ٢٨٤)

قال محمد رحمه اللّٰه: ويكره الأكل والشرب في أواني المشركين قبل الغسل، ومع هٰذا لو أكل أو شرب فيها قبل الغسل، جاز، ولا يكون آكلاً ولا شاربًا حرامًا. وهٰذا إذا لم يعلم بنجاسة الأواني، فأما إذا علم، فإنه لايجوز أن يشرب ويأكل منها قبل الغسل، ولو شرب أو أكل، كان شاربًا وآكلاً حرامًا.

(الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الرابع عشر في أهل الذمة ٣٤٧/٥ زكريا)

ولا يأكلون من أطعمة الكفار ثلاثة أشياء: اللحم، والشحم، والمرق. ولا يطبخون في قدورهم حتى يغسلوها. (النتف في الفتاوىٰ، كتاب الجهاد / باب ما لا يؤكل من أطعمة الكفار ٤٣٥ كراچی بحواله: فتاوىٰ محمودية ١٨/ ٣٨ ڈابھیل)

والأكل والشرب في أواني المشركين مكروه، ولا بأس بطعام المجوس إلا ذبيحتهم وفي الأكل معهم، وعن الحاكم عبد الرحمن: لو ابتلى به المسلم مرةً أو مرتين، لا بأس به، أما الدوام عليه فمكروه. (خلاصة الفتاوىٰ، كتاب الكراهية / الفصل الثالث فيما يتعلق بالمعاصي ٣٤٦/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۳/ ۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر مسلم باورچی کا پکایا ہوا گوشت کھانا؟

سوال (۸۲۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حلال جانور کو کسی مسلمان نے ذبح کیا؛ لیکن کسی غیر مسلم نے پکایا اور پکاتے وقت اُس کے پاس کوئی مسلمان موجود نہیں تھا، تو اُس گوشت کو استعمال کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر اِس بات کا گمان غالب ہو کہ وہ جانور مسلمان کا

ذبح کردہ ہے، تو اُس کا کھانا حلال رہے گا اگرچہ اُسے غیر مسلم باورچی پکائے؛ اِس لئے کہ حلت وحرمت کا تعلق پکانے سے نہیں؛ بلکہ ذبح کرنے سے ہے۔ اور مسئولہ صورت میں جب کہ مسلمان کا ذبیحہ ہونا معلوم ہے، تو باورچی کے غیر مسلم ہونے سے اُس میں حرمت نہ آئے گی، گو کہ پکاتے وقت اُس کے پاس کوئی مسلمان موجود نہ ہو، زیادہ سے زیادہ اُس میں غیر مسلم کے جھوٹے (سور) ہونے کا شبہ ہوسکتا ہے، تو اُس کا جھوٹا شرعاً ناپاک نہیں ہے، اِس لئے اُس کے پکائے ہوئے کھانے کو ناپاک نہیں کہا جائے گا۔

فسؤر آدمي مطلقًا ولو جنبًا أو كافرًا. (الدر المختار مع الشامي ۳۸۱/۱ زكريا)

من أرسل أجيرًا له مجوسيًا أو خادمًا فاشترى لحمًا، فقال: اشتريته من يهودي أو نصراني أو مسلم وسعه أكله؛ لأن قول الكافر مقبول في المعاملات.

(الهداية مع تكملة فتح القدير ۸/۱۰، الفتاوىٰ الهندية ۳۰۸/۵) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۹/۱۰/۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر مسلموں کے ہوٹل میں گوشت کھانا؟

سوال (۸۲۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل ہندوستان (دہلی) میں فائیو اسٹار ہوٹل میں تمام کام کرنے والے کافر ہوتے ہیں، اُن سے پوچھ تاچھ کے بعد کہ یہ حلال جانور کا ہے اور جامع مسجد کی سپلائی کا ہے، اور غیر ملکیوں کے ساتھ کھانا پڑتا ہے، تو کیا اِس کھانے کو کھانا جائز ہے یا نہیں؟ جیسا کہ ایکسپورٹر حضرات کو کرنا پڑتا ہے، اَب اگر احتیاطاً ٹماٹر کی سوپ یا دوسرے طرح کی سوپ سے کھانا کھاتا ہے اور شبہ ہوتا ہے کہ اِس میں حرام جانور کی چربی ملائی جاتی ہے، تو کیا اس کا کھانا حلال ہے یا حرام؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: غیر مسلموں کے ہوٹلوں میں گوشت کھانا کراہت سے

خالی نہیں ہے، اگر چہ وہ دعویٰ کریں کہ گوشت حلال ہے، حتی الامکان اُس کے کھانے سے بچنا چاہئے، سبزی یا فروٹ یا مچھلی وغیرہ حلال چیزیں کھالی جائیں، محض چربی کے شبہ سے اُنہیں نہ چھوڑیں۔

ولا يقبل قول الكافرين في الديانات إلا إذا كان قبول قول الكافر في المعاملات بتضمن قبوله في الديانات، فحينئذٍ تدخل الديانات في ضمن المعاملات، فتقبل قوله ضرورةً، كذا في التبيين. من أرسل أجيرًا له مجوسيًا أو خادمًا، فاشترىٰ لحمًا، فقال: اشتريته من يهودي أو نصراني أو مسلم، وسعه أكله الخ. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الأول في العمل بخبر الواحد ٣٠٨/٥ زكريا)

ولا يأكلون من أطعمة الكفار ثلاثة أشياء: اللحم، والشحم، والمرق. ولا يطبخون في قدورهم حتى يغسلوها. (النتف في الفتاوىٰ، كتاب الجهاد / باب ما لا يؤكل من أطعمة الكفار ٤٣٥ كراچی)

ومفاده أن مجرد كون البائع مجوسيًا يثبت الحرمة؛ فإنه بعد إخباره بالحل بقوله ذبحه مسلم كره أكله، فكيف بدونه. تأمل (شامي ٣٤٤/٦ كراچی، ٤٩٧/٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۹/۱۰/۱۴۱۳ھ

غیر مسلم کے گھر کھانا؟

سوال (۸۲۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شدت والی بھوک میں سفر کی حالت میں غیر مسلم کے گھر کا کھانا یا لنگر پرساد وغیرہ کھانا درست ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں تسلی بخش جواب سے نوازیں مہربانی ہوگی۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غیر مسلم کا پرساد کھانا کسی حال میں جائز نہیں اور اگر

پرساد کے علاوہ دیگر کھانے کی چیز ہو اور اس کے حلال اور پاک ہونے کا گمان غالب ہو، تو اس طرح کی چیز کھانے کی گنجائش ہے۔

قال محمدؒ: ويكره الأكل والشرب في أواني المشركين – إلىٰ قوله – وهٰذا إذا لم يعلم بنجاسة الأواني، فأما إذا علم فإنه لا يجوز أن يشرب ويأكل منها قبل الغسل. (الفتاویٰ الهندية ٣٤٧/٥ كوئٹه)

ولا بأس بطعام المجوس كله إلا الذبيحة، فإن ذبيحتهم حرام – إلىٰ قوله – إن ابتلي به المسلم مرة أو مرتين بلا بأس، وأما الدوام عليه يكره. (الفتاویٰ الهندية ٣٤٧/٥ كوئٹه)

إن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام، وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلىٰ ضرائح الأولياء الكرام تقربًا إليهم فهو بالإجماع باطل وحرام. (شامي ٤٣٩/٢ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۴/۱/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شیعہ اور اہلِ ہنود کے ساتھ کھانا پینا؟

سوال (۸۲۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہم لوگ زیادہ تر شیعہ اور اہلِ ہنود کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے ہیں، جس کی وجہ سے کھانا پینا بھی ہوتا ہے، آپ کی اپنی رائے کیا ہے؟ مطلع فرمائیں؛ تاکہ ہم لوگ اِسی طرح رہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بہتر یہ ہے کہ کفار کے یہاں کھانے سے احتراز کیا جائے؛ لیکن اگر ضرورت پڑ جائے اور ناپاکی اور حرام کی ملاوٹ کا علم نہ ہو تو کافر کے ساتھ کھانے کی بھی گنجائش ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۷۲/۵)

شیعہ کے یہاں کھانا بھی درست ہے، اِلا یہ کہ اِس بات کا علم ہوجائے کہ اُس نے نجاست ملائی ہے۔

عن أبي ثعلبة الخشني قال: سئل رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن قدور المجوس، قال: أنقوها غسلاً واطبخوا فيها. (جامع الترمذي، كتاب أبواب السير / باب ما جاء في الانتفاع بآنية المشركين ٢٨٤/١ كراچی)

قال محمد رحمه اللّٰه تعالىٰ: ويكره الأكل والشرب في أواني المشركين قبل الغسل، ومع هٰذا لو أكل أو شرب فيها قبل الغسل جاز، ولا يكون آكلاً ولا شاربًا حرامًا. وهٰذا إذا لم يعلم بنجاسة الأواني، فأما إذا علم فإنه لا يجوز أن يشرب ويأكل منها قبل الغسل، ولو شرب أو أكل كان شاربًا وآكلاً حرامًا. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الرابع عشر في أهل النمة ٣٤٧/٥ زكريا)

ولا يأكلون من أطعمة الكفار ثلاثة أشياء: اللحم، والشحم، والمرق. ولا يطبخون في قدورهم حتى يغسلوها. (النتف في الفتاوىٰ، كتاب الجهاد / باب ما لا يؤكل من أطعمة الكفار ٤٣٥ كراچی)

والأكل والشرب في أواني المشركين مكروه، ولا بأس بطعام المجوس إلا ذبيحتهم، وفي الأكل معهم. وعن الحاكم عبد الرحمٰن: لو ابتلى به المسلم مرةً أو مرتين، لا بأس به، أما الدوام عليه فمكروه. (خلاصة الفتاوىٰ، كتاب الكراهية / الفصل الثالث فيما يتعلق بالمعاصي ٣٤٦/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۵/۶/۱۴۱۵ھ

غیر مسلم کی دوکان کی چائے اور مٹھائی وغیرہ کھانا؟

سوال (۸۳۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: غیر مسلم اہل ہنود کی دوکان کی چیزیں مٹھائی، چائے وغیرہ کھانا پینا جائز ہے یانہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غیر مسلم جن برتنوں میں پکاتے ہیں اور جو پکاتے ہیں، اُن چیزوں کے متعلق نجاست کا علم ہو تو کھانا پینا حرام ہے، اِسی طرح خریدنا بھی حرام ہے، اگر شبہ ہو تو مکروہ ہے، اگر پاکی کا غلبہ ظن ہو تو درست ہے۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۴/۱۰۶)

قال محمد رحمه الله تعالىٰ: ويكره الأكل والشرب في أواني المشركين قبل الغسل، ومع هٰذا لو أكل أو شرب فيها قبل الغسل جاز، ولا يكون آكلاً ولا شاربًا حرامًا. وهٰذا إذا لم يعلم بنجاسة الأواني، فأما إذا علم فإنه لا يجوز أن يشرب ويأكل منها قبل الغسل، ولو شرب أو أكل كان شاربًا و آكلاً حرامًا.

(الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الرابع عشر في أهل الذمة ٣٤٧/٥ زكريا) **فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/ ۳/ ۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

اہلِ ہنود کے پیسہ سے کھانا پینا؟

سوال (۸۳۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں ایک سرکاری ملازم ہوں، میرے ساتھ مسلم وغیر مسلم کام کرتے ہیں، مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ غیر مسلم اہلِ ہنود کے پیسہ سے کھانا پینا جب کہ وہ رشوت بھی لیتے ہیں، جائز ہے یانہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غیر مسلم ساتھی اگر صرف حلال مال سے دعوت کرتے ہیں یا کھلاتے ہیں تو کھانا جائز ہے، اگر خاص رشوت کے مال سے کھلاتے ہیں تو درست نہیں؛ اِس لئے کہ رشوت اُن کے نزدیک بھی ناجائز ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۹/۳۶۸)

لا بأس بضيافة الذمي وإن لم يكن بينهما إلا معرفة. (الفتاوى الهندية، كتاب

الكراهية / الباب الرابع عشر ٥/٣٤٧)

روى محمد رحمه اللّٰه تعالىٰ في السير الكبير أخبارًا متعارضةً، في بعضها: أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قبل هدايا المشرك. وفي بعضها: أنه صلى اللّٰه عليه وسلم لم يقبل. فلا بد من التوفيق. واختلفت عبارة المشايخ رحمهم اللّٰه تعالىٰ في وجه التوفيق ...... ومن المشايخ من وفق من وجهٍ آخر، فقال: لم يقبل من شخص علم أنه لو قبل منه يقلّ صلابته وعزته في حقه ويلين له بسبب قبول الهدية، وقبل من شخص علم أنه لا يقلّ صلابته وعزته في حقه ولا يلين بسبب قبول الهدية، كذا في المحيط. (الفتاوىٰ الهندية / الباب الرابع عشر في أهل الذمة ٥/٣٤٧-٣٤٨ زكريا، وكذا في المحيط البرهاني / الفصل السادس عشر في معاملة أهل الذمة ٦/١٠٤ المكتبة الغفارية كوئته) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/۳/۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مندروں پر چڑھایا جانے والا پرشاد کھانا؟

سوال (۸۳۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مندروں میں چڑھاوا جیسے لڈو، برفی، گری، چھوہارا وغیرہ آتا ہے، اُس کو بطور پرشاد کھانا یا پھر خرید کر کھانا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مندروں کے چڑھاوے کو خرید کر یا بغیر خریدے کھانا جائز نہیں؛ کیوں کہ اِس کے ذریعہ غیر اللہ کی تعظیم کی جاتی ہے اور وہ ﴿وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ﴾ کے حکم میں آجاتا ہے۔ (جواہر الفقہ ۳/۲۶۵، فتاویٰ محمودیہ ۱۲/۱۴۴)

والنذر للمخلوق لا يجوز؛ لأنه عبادة، والعبادة لا تكون للمخلوق. (البحر

الرائق، کتاب الصوم / فصل في النذر ۲/ ۵۲۰ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۳/۲/۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مندر کے پاس پوجا پاٹ کا سامان یا مٹھائی فروخت کرنا؟

سوال (۸۳۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مندر کے پاس پوجا پاٹ کا سامان فروخت کرنا کیسا ہے؟

(۲) مندر کے پاس میوے اور مٹھائی فروخت کرنا کیسا ہے؟

(۳) ایسی دوکان میں ملازمت کرنا جس میں پوجا پاٹ کا سامان فروخت ہوتا ہو کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسا سامان جو پوجا پاٹ کے علاوہ کسی کام میں نہیں آتا اُس کو بیچنا مطلقاً منع ہے؛ لیکن اگر کوئی ایسی چیز ہے جس کو غیر مسلم پوجا کے لئے استعمال کرتے ہیں مگر اُسے پوجا کے علاوہ دوسرے کام میں بھی استعمال کرتے ہیں، مثلاً ناریل کافور، تو اُس کا بیچنا جائز ہے، اور غلط جگہ استعمال کی ذمہ داری استعمال کرنے والے پر ہوگی۔

إن ما قامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريمًا وإلا تنزيهًا. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء وغيره ۵٦۱/۹ زكريا)

(۲) ایسی مٹھائی جس میں بتوں کی تصویریں نہ بنی ہوئی ہوں اس کا فروخت کرنا ہر جگہ جائز ہے، اگر کوئی خریدار اُس کو پرشاد میں استعمال کرے تو یہ اُس کا فعل ہے، بیچنے والا اُس کا ذمہ دار نہیں۔

ولا يكره بيع الزنانير من النصارىٰ والقلنسوة من المجوسي. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء وغيره ۵٦۲/۹ زكريا، فتاوى خانية على هامش الهندية ٤۲۵/۳)

(۳) ایسی دوکان میں ملازمت کرنا جس میں مذکورہ سامان فروخت کرنا پڑتا ہو درست ہے۔

ولو آجر نفسه ليعمل في الكنيسة ويعمرها لا بأس به؛ لأنه لا معصية في

عين العمل. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء وغيره ٩/٥٦٢ زكريا، فتاوىٰ خانية على هامش الهندية ٣/٤٢٦) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۲/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

مسلمان شخص کا مندر میں بیٹھنا اور پوجا پاٹ کرنا؟

سوال (۸۳۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص پیدائشی مسلمان ہے، مگر اُس نے اپنے نام کے آگے بابو پنڈت لگا رکھا ہے، اور وہ مندر میں جاتا ہے، اور وہاں بیٹھتا ہے اور وہ سارے کام کرتا ہے جو غیر مسلم کرتے ہیں، مثلاً: پوجا پاٹ اور سفلی عمل کرتا ہے، دیوی وغیرہ کا جاپ کرتا ہے، اُس شخص کے رشتہ دار اُس کے یہاں کھا پی سکتے ہیں اور اُس سے تعلق رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ شخص کا ہندوانی طریقہ اختیار کرنا قطعاً ناجائز ہے، ایسے شخص سے قطع تعلق کی شرعاً گنجائش ہے؛ تاکہ خود اُسے اپنی برائی کا احساس ہوسکے اور دوسروں کو عبرت حاصل ہوسکے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۷/۲۹۹)

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا﴾ [النساء: ١١٦]

وفي حديث عبد اللّٰه بن مغفل رضي اللّٰه عنه ...... لا أكلمك كلمة كذا وكذا، قال النووي: فيه هجران أهل البدع والفسوق ومنابذى السنة مع العلم وأنه يجوز هجرانه دائمًا. (شرح النووي على صحيح مسلم ٢/١٥٢) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۶/۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

مندر کی تعمیر میں مسلمانوں کا مدد کرنا؟

سوال (۸۳۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے یہاں بس اَڈے کے پاس تین جانب مسلمانوں کی آبادی ہے، اور صرف ایک طرف چند غیر مسلم ہیں، خاص بس اَڈے کے پاس مسلمانوں کے درمیان ایک وسیع وعریض جگہ سرکاری گرام سماج کی ہے۔ عرض یہ ہے کہ مسلم پردھان اور چند مسلمان وہاں مندر بنانے کے لئے اِجازت دے رہے ہیں، اور مسلمان پردھان مندر کے لئے یہ جگہ آزاد کرنا چاہتے ہیں اور کچھ مسلمان مندر بنانے میں مدد کر رہے ہیں، اور دوسرے مسلمانوں سے جنہیں معلوم بھی نہیں ہے، اُن سے اَنگوٹھا لگوا رہے ہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس پردھان صاحب اور مندر کی مدد کرنے والے مسلمانوں کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر گرام سماج کی مذکورہ زمین پر مندر کی تعمیر فتنہ کا سبب ہو، تو اُس کی تائید کرنا کسی مسلمان کے لئے درست نہیں ہے۔

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ﴾

[هود، جزء آيت: ۱۱۳]

عن أبي سعيد الخدري رضي اللّٰه عنه قال: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: من رأى منكم منكرًا فليغيره بيده، فإن لم يستطع فبلسانه، فإن لم يستطع فبقلبه، وذٰلک أضعف الإيمان. (صحيح مسلم، كتاب الإيمان / باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان، وأن الإيمان يزيد وينقص الخ ۵۱/۱ رقم: ۴۹ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح / باب الأمر بالمعروف، الفصل الأول ۴۳۶/۲)

قال الملا علي القاري رحمه اللّٰه: ثم اعلم أنه إذا كان المنكر حرامًا وجب الزجر عنه، وإذا كان مكروهًا ندب. والأمر بالمعروف أيضًا تبع لما يؤمر

به، فإن وجب فواجب، إن ندب فمندوب، ولم يتعرض له في الحديث؛ لأن النهي عن المنكر شامل له؛ إذ النهي عن الشيء أمر بضده، وضد المنهي، إما واجب أو مندوب أو مباح، والكل معروف. وشرطهما أن لا يؤدي إلى الفتنة، كما علم من الحديث، وأن يظن قبوله، فإن ظن أنه لا يقبل فيستحسن إظهار الشعار بالإسلام. ولفظ "من" لعمومه شمل كل أحد رجلاً أو امرأةً، عبدًا أو فاسقًا أو صبيًا مميزًا إذا كان، وإن كان يستقبح ذٰلک من الفاسق، قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿اَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ﴾ وقال عزوجل: ﴿لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لاَ تَفْعَلُوْنَ﴾ …… قال النووي رحمه اللّٰه تعالیٰ في شرح مسلم: قوله: "فليغيره بيده" وقد تطابق على وجوبه الكتاب والسنة وإجماع الأمة، وهي أيضًا من النصيحة التي هي الدين …… فمن وجب عليه وفعله ولم يمتثل المخاطب، فلا عتب بعد ذٰلک عليه لكونه أدى ما عليه، وما عليه أن يقبل منه، وهو فرض كفاية، ومن تمكن منه وتركه بلا عذر أثم. (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب / باب الأمر بالمعروف، الفصل الأول ۳۲۹/۹ رقم: ۵۱۳۷ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۱۱/۱۴۲۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسلمان کا مندر کے لئے روپیہ دینا؟

سوال (۸۳۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مسلمان مندر کے لئے روپیہ دیتا ہے، مسلمان کا مندر کے لئے روپیہ دینا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: مندر بنوانے میں تعاون درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۳۶۱/۲۹ میرٹھ، امداد الفتاویٰ ۱۳۰/۳)

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وَلاَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة، جزء آيت: ۲]

هو عام لكل برٍ وتقوىٰ وإثم وعدوانٍ، هٰكذا قال المفسرون. (التفسيرات الأحمدية ۳۳۱ المكتبة الحقانية پشاور)

قال الحافظ ابن كثير رحمه اللّٰه: "يأمر تعالىٰ عباده المؤمنين بالمعاونة على فعل الخيرات وهو البر، وترک المنكرات وهو التقوىٰ. وينهاهم عن التناصر على الباطل والتعاون على المآثم والمحارم. (تفسير ابن كثير ۱۰/۲ دار السلام رياض)

قال العلامة الحصكفي رحمه اللّٰه تعالىٰ: ولا يصح وقف مسلم أو ذمي على بيعة أو حربي، وقيل: أو مجوسي (الدر المختار) وقال العلامة ابن عابدين رحمه اللّٰه تعالىٰ: أما في المسلم، فلعدم كونه قربةً في ذاته. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الوقف / مطلب في وقت المرتد والكافر ۳۴۲/۴ كراچی)

اگر ضرورت یا مجبوری ہوتو بلانیت تعمیر کسی ہندو کو دیدے جو اپنی جانب سے مندر میں لگادے۔

هدية المسلم للمشركين وهي جائزة. (فيض الباري، كتاب الهبة / باب هدية المسلم للمشركين ۳۷۹/۳ خضر راه ديوبند)

وأهل الذمة في حكم الهبة بمنزلة المسلمين. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الهبة / الباب الحادي عشر في المتفرقات ۴۰۵/۴) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۹/۴/ ۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

روافض کے مذہبی کاموں میں شرکت کرنا؟

سوال (۸۳۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص جو بظاہر اہلِ سنت والجماعت کی طرف میلان کا اظہار کرتا ہے، اور علماء اہلِ سنت کی تقریریں وغیرہ بھی سنتا ہے؛ لیکن اِس کے ساتھ ساتھ اُس کے یہاں محرم کے موقع پر شیعوں کی خرافات بھی انجام دی جاتی ہیں، اُس کے یہاں تعزیے اٹھتے ہیں، علم اور پنجے لائے جاتے ہیں،

تعزیوں سے منتیں مانی جاتی ہیں، محرم کا حلیم بنا کر تقسیم کیا جاتا ہے، نیز حالیہ دنوں میں شیعہ عالم نے اُس کے یہاں تقریر کی، اُس کے بعد کھلم کھلا اعلانیہ سینہ کوبی اور ماتم کیا گیا؛ نالہ وشیون اور شور وشغب اِس قدر بلند ہوا کہ قریب بیس فٹ کی دوری پر واقع مسجد میں عشاء کی نماز ہو رہی تھی، جس میں نمازیوں کو بے پناہ خلل خوا۔

واضح رہے کہ اس صورتِ حال اعلانیہ ماتم اور سینہ کوبی کا تقریباً تمام نمازیوں نے مشاہدہ کیا؛ لہٰذا کیا ایسا شخص اہلِ سنت والجماعت سے نکل کر شیعوں کی فہرست میں داخل ہو جائے گا؟ اور اس پر شیعوں کے احکام جاری ہوں گے؟ کیا ایسے شخص سے سلام وکلام کرنا جائز ہوگا؟ کیا ایسے شخص کی محرم کے علاوہ عام دنوں کی دعوتوں کو قبول کرنا اور اُس کے یہاں کھانا کھانا چائے پانی وغیرہ کرنا جائز ہوگا؟ کیا ایسے شخص سے ہر قسم کے تعلقات منقطع کر لینا واجب ولازم ہوگا؟ کیا ایسے شخص کی ایام محرم کی دعوتوں کو قبول کرنا اور اُس کے یہاں ایام محرم کی مجلسوں میں شرکت کرنا، اُس کے یہاں سے بھیجے ہوئے محرم کے حلیم اور دوسری کھانے پینے کی چیزوں کا ایام محرم میں لینا جائز ہوگا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال میں جو اُمور لکھے گئے ہیں وہ سب روافض کا شعار، بدعت اور گناہ ہیں، اِن اُمور میں کسی طرح کا تعاون اور شرکت جائز نہیں ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلاَ تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة، جزء آيت: ٢]

عن عبد اللّٰه بن أبي أوفى رضى اللّٰه تعالىٰ عنه قال: نهى رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم عن المراثي. (سنن ابن ماجة، أبواب ما جاء في الجنائز / باب ما جاء في البكاء على الميت ١١٤)

ثم إياه وإن يشغله ببدع الروافض ونحوهم من الندب والخيانة والحزن إذ ليس من أخلاق المؤمنين. (شرح سفر السعادة ٥٤٣، البداية والنهاية ٢٠٢/٨)

جو شخص اِن باتوں کا مرتکب ہے اُس کو حکمت کے ساتھ سمجھانے کی ضرورت ہے، اگر وہ کسی

طرح باز نہ آئے اور اس سے میل جول بند کرنے سے اُس کی اور دیگر لوگوں کی اصلاح کی امید ہو تو ایسے شخص سے میل جول ختم کرنے کی بھی اجازت ہے؛ تاہم محض اس بدعملی کی وجہ سے اُس کو شیعوں کی فہرست میں داخل نہیں کیا جائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ۵/۲۸۶)

ثم إن الهجران …… إذا كان بسبب فسق المرء وعصيانه فأكثر العلماء على جوازه. (تكملة فتح الملهم ٥/٣٥٥-٣٥٦) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۳/۱۴۲۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شیعوں کی تقریب میں شرکت کرنا اور اُن کے مقتداء کا اکرام کرنا؟

سوال (۸۳۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کبیر پورہ ضلع سابر کانٹھا کا ایک دیہات ہے جس میں تقریباً اہل حق، بریلوی، شیعہ وغیرہ تمام مکتب فکر کے لوگ رہتے ہیں، آپسی اتفاق الحمد للہ قابلِ تعریف ہے، خصوصاً اجتماعی مسائل میں نیز اکثریت اہل حق کی ہے؛ لہٰذا اُن کی رائے کا زیادہ دخل ہے، اِن تمام فرقوں کا آپسی تعلق الحمد للہ نہایت ہی عمدہ اور قابل تعریف ہے، خصوصاً حضرات شیعہ کو تو کسی کام میں بغیر اہلِ حق کے آنکھیں ہی نہیں کھلتی؛ لہٰذا استفتاء یہ ہے کہ شیعہ حضرات نے اپنے کسی بڑے پیر کی خلافت اُن کے بیٹے کو عطا کی اور خلیفہ بنایا، اس قوم میں پیر پرستی غالب ہونے کی وجہ سے پیر کے گاؤں جاکر مختلف انداز سے خوشیاں منائی گئیں، من جملہ اُن خوشیوں کے کچھ دنوں کے بعد ان حضرات نے کھانا پکا کر پورے گاؤں کی دعوت کی اِس دعوت میں مرد وعورت کا باقاعدہ معیاری انتظام تھا جو صرف اہل حق کی رعایت میں تھا، ورنہ وہ لوگ اپنے آپسی معاملات میں یہ انتظام نہیں کرتے، مرد وعورت ساتھ ہوا کرتے ہیں، نیز اس دعوت میں پیر کے نام کا نہ کوئی چڑھاوا تھا اور نہ کوئی نذر اور دعوت میں منجانب شیعہ کے نہ کوئی قباحت شرعی تھی، نیز اس گاؤں میں اِس خصوصی دعوت کے علاوہ تمام لوگ اپنی شادی بیاہ وغیرہ میں ایک دوسرے کے یہاں شرکت کرتے ہیں، نیز خوشی غمی موت ومیت وغیرہ

اُمور آپس میں بغرض تعزیت، دلجوئی، مبارک بادی وغم خواری وغیرہ اُمور میں ایک دوسرے کی خوب رعایت کرتے ہیں، خصوصاً حضرات شیعہ اہل حق سے زیادہ اُن اُمور کی رعایت کرتے ہیں، نیز بعض آپس میں ایک دوسرے کے قرابت دار ہیں؛ کیوں کہ چند سال قبل تمام ایک تھے، الحمد للہ دعوت ومدارس کی محنت سے بعض بڑے بڑے صراط مستقیم پر گامزن ہوئے، اور اہل حق میں شامل ہوگئے، نیز اہلِ حق کی مسجد کی زمینیں حضرات شیعہ کو مزارعت پر دی جاتی ہیں، اِسی طرح دیگر معاملات بیع وشراء وغیرہ بڑے اچھے انداز سے ہوتے ہیں، جن میں اہل حق کی بات غالب رہتی ہے، اور باقاعدہ باشرع مسلمانوں کی طرح وہ لوگ بھی معاملہ کرتے ہیں، خلاصہ یہ کہ الحمد للہ آپسی اُمور بڑے ہی اچھے ہیں نیز خود سائل کا مکان اُن کے قرب وجوار میں ہے تو کبھی کبھی پڑوس کے حق کی وجہ سے چھوٹی موٹی کھانے پینے کی چیزوں کا لین دین رہتا ہے، ہم لوگ اُن کی کھانے کی چیزوں کو استعمال نہیں کرتے؛ لیکن وہ لوگ ہماری کھانے کی چیزوں کو بہ طیب خاطر کھالیتے ہیں؛ لہٰذا اصل استفتاء یہ ہے کہ مذکورہ دعوت میں اہل حق شرکت کریں یا نہیں؟ قباحت صرف اتنی ہے کہ داعی شیعہ ہیں، اہلِ حق میں دو رائے ہیں منکرین حضرات کی یہ دلیل ہے کہ اُن حضرات نے اسلاف کے ساتھ ظلم وزیادتی کی تھی؛ لہٰذا کیا مخالفین کے ساتھ یہ رویہ روا ہوسکتا ہے؟ اور ظاہر ہے کہ شرکت نہ کرنے سے اُن کو تکلیف ہورہی ہے؛ کیوں کہ اُس کا یہ کہنا ہے کہ ہمیں آپ کی جماعت کی زیادہ قدر وقیمت ہے، اور آپ ہماری دعوت میں شریک نہیں ہوئے، حالاں کہ ہماری رعایت میں اُن حضرات نے تمام طرح کی رعایت کی تھی، نیز بعض عورتوں سے بعض منکرین کی طرف منسوب کرتے ہوئے حرمت تک کا قول سنا؛ لہٰذا اس مسئلہ میں ہماری رہبری فرمائیں، نیز شیعوں کے پیر سے سلام مصافحہ اور ملاقات کرنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: شیعوں کا جو فرقہ خلافِ شرع عقائد رکھتا ہو، اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور اسلاف عظام پر تبرا کرتا ہو (اور آج کل ہندوستان میں ایسے ہی شیعوں کی

اکثریت ہے جو ظاہرداری میں سنیوں سے بہت اچھا معاملہ کرتے ہیں؛ لیکن اندورنی طور پر مذہب اہل سنت اور صحابہ سے بغض رکھتے ہیں) تو ایسے لوگوں سے سنیوں کا میل جول اور اُن کی تقریبات وغیرہ میں اِس طرح شرکت کرنا کہ عوام کے ذہن سے اُن کے مذہب کی برائی نکل جائے ہرگز جائز نہیں ہے۔ اِسی طرح اُن کے کسی پیر یا مقتداء کا باقاعدہ اکرام بھی سنیوں کی طرف سے نہیں ہونا چاہئے، اور اُن سے قرابت اور رشتہ داری بھی درست نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۵/۶۷، ۶/۱۳۱، کفایت المفتی ۱/۶۲۷، ۱/۲۷۹، امدادیہ، احسن الفتاویٰ ۱/۵۷، ۱/۸۹)

الرافضي إن كان ممن يعتقد الألوهية في علي أو إن جبرئيل غلط في الوحي، أو كان ينكر صحبة الصديق، أو يقذف السيدة الصديقة، فهو كافرة لمخالفة القواطع المعلومة من الدين بالضرورة بخلاف ما إذا كان يفضل علياً أو يسب الصحابة؛ فإنه مبتدع لا كافر. (شامي ١٣٥/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۷/۱/۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شیعوں کے یہاں کھانا پینا؟

سوال (۸۳۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شیعہ حضرات کے یہاں حنفی حضرات کا کھانا پینا کیسا ہے؟ جب کہ یہ بات مشہور ہے کہ جب کبھی سنی حضرات شیعہ کے یہاں کچھ کھاتے پیتے ہیں تو وہ لوگ اُس میں تھوک دیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ سنی کو دھوکا دینا اُن کے یہاں ثواب ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کچھ سنی حضرات یہ کہتے ہیں کہ انفرادی طور پر نہیں کھانا چاہئے، اجتماعی دعوت ہو تو وہاں کھانا صحیح ہے، اِس کو واضح فرمادیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جو شیعہ اِسلام مخالف عقائد رکھتا ہو اُس سے میل جول رکھنا، اُس کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا اور کھانا پینا منع ہے، خواہ انفرادی ہو یا اجتماعی، سوال میں شیعوں کی

طرف سے سنیوں کے کھانے میں تھوکنے کی جو بات لکھی ہے اُس کے متعلق ہمیں تحقیق نہیں ہے۔

(مستفاد: کفایت المفتی ۱/۲۷۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۹/۱۱/۱۴۲۶ھ

شیعہ اور فاسق سے دوستی رکھنا؟

سوال (۸۴۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا کسی تارکِ صوم وصلوٰۃ اور حرام گوشت کھانے والے (حرام گوشت سے مراد جھٹکا ہے) شیعہ مسلمان سے دوستی رکھنا اور اُن کے ساتھ اکثر نشست وبرخاست خورد ونوش آمد ورفت رکھنا کسی اہلِ سنت مسلمان کے لئے جو بظاہر شراب نوشی نہیں کرتا؛ لیکن حرام گوشت کھانے والے کے ساتھ کھاتا پیتا ہے، تعلق رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور شریعت کی نظر میں یہ اہلِ سنت شخص جو کہ علماء اور تعلیم یافتہ ہے، اور سب کچھ جانتے ہوئے بھی قصداً شیعہ مسلمان کا ہم پیالہ وہم نوالہ بنا ہوا ہے، کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اہلِ سنت اور مسلم معاشرت میں مؤخر الذکر شخص کس سزا کا مستحق ہے، اس پر روشنی ڈالی جائے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شیعہ اور فاسق سے دلی دوستی رکھنا کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے، مذکورہ شخص پر توبہ اور ترک تعلق لازم ہے۔

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿وَلَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ﴾

[ھود، جزء آیت: ۱۱۳]

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰى اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ﴾ [المائدۃ، جزء آیت: ۵۱]

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ، وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ

مُؤْمِنِيْنَ﴾ [المائدة، جزء آيت: ۵۷]

ذهب الفقهاء إلىٰ أن أفضل الأعمال التي تقرب إلى اللّٰه، حب العلماء والصالحين وأهل العدل والخير …… كما يجب على المؤمن أن يبغض أهل الجور والخيانة؛ لأن هٰذا من محبة اللّٰه، فإن على المحب أن يحب ما يحب محبوبه ويبغض ما يبغض محبوبه، لحديث: ''وأن يحب المرء لا يحبه إلا للّٰه.

(الموسوعة الفقهية، مادة: محبة / محبة العلماء والصالحين وعموم المؤمنين ۳۶/۱۸۷-۱۸۸ وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية الكويت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۷/۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اَمریکی مسلمانوں کا ذریعہ معاش اور اُن کے ساتھ برتاؤ؟

سوال (۸۴۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ملک اَمریکہ میں بسنے والے مسلمان کے ذرائع معاش عام طور پر تین قسم کے ہیں:

(۱) شراب فروشی کے ٹھکانوں کے مالک ہیں، اور خوب دولت کمارہے ہیں۔

(۲) ایسے ہوٹلوں وغیرہ کے مالک ہیں جن میں سور کا گوشت اور دیگر ماکولات یعنی حرام وحلال دونوں قسم کے بنائے اور کھلائے جاتے ہیں۔

(۳) اِس میں مندرجہ بالا اَول اور دوم دونوں قسم کے ذرائع معاش شامل ہیں، سوال یہ ہے کہ کیا ایسے مسلمانوں کے مکان میں کھانا پینا اور رہائش جائز ہے؟ اور کیا ایسے مسلمانوں کی چندہ کی رقم مسجد ومدرسہ یا دیگر دینی اُمور میں استعمال کرنا جائز ہے؟ اور کیا ایسے مسلمانوں سے رشتہ داری وغیرہ برقرار رکھنی چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسلمان ہر حال میں اَحکامِ خداوندی کا تابع ہے، اس

کے لئے شراب اور خنزیر کی آمدنی سے بہر حال اجتناب ضروری ہے، اور جن لوگوں کی غالب آمدنی حرام ہو اُن کے یہاں کھانا وغیرہ کھانے سے اور اُن کا چندہ مدارس ومساجد میں استعمال کرنے سے احتیاط کرنی چاہئے؛ البتہ رشتہ داری توڑنا ضروری نہیں، ہوسکتا ہے کہ آئندہ یہی تعلق ہدایت کا ذریعہ بن جائے۔

اکل الربوا وكاسب الحرام أهدىٰ إليه أو أضافه وغالب ماله حرام لا يقبل ولا يأكل. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثاني عشر في الهدايا ۳٤۳/٥) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۷/۲/۲۴ھ

◆

معاصی ومنکرات

بڑے گناہوں میں سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟

سوال (۸۴۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہم حدیث میں وعید کو دیکھتے ہیں، کہیں آپ نے سود کے لین دین پر بڑا گناہ قرار دیا، کہیں جھوٹ پر کہیں شرابی کو، کہیں والدین کے نافرمان کو، کہیں تصویر کشی کرنے والے کو، کہیں شرک کرنے والے کو، سب سے بڑا عذاب ہے کرکے حدیث آئی ہے، تو اب یہ اشکال ہوتا ہے کہ گناہ کے سب سے بڑا ہونے میں ایک حدیث دوسری حدیث کے معارض ہے، تو کیسے معلوم ہوگا کہ کون سا گناہ کرنے والا سب سے بڑا گنہگار ہوگا، اُن اَحادیث کو جو معارض ہے اُن کو کیسے دفع کریں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِن گناہوں میں سب سے بڑا گناہ شرک ہے، اور بقیہ گناہوں میں جن کو الگ الگ اَشد یا اکبر کہا گیا ہے، ان کا مطلب یہ ہے کہ یہ سب بڑے درجہ کے گناہوں کے طبقہ میں شامل ہیں۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: أشد الناس عذابًا عند اللّٰہ المصورون. قال الملا علي القاري: قیل: الأولیٰ أن یحمل علی التہدید لأن قولہ: عند اللّٰہ یلَوِّحُ إلی أنہ یستحق أن یکون کذا، لکنہ محل العفو. وقال النووي: ہٰذا محمول علی من صور الأصنام لتُعبَدَ فلہ أشد العذاب؛ لأنہ کافر.

(مرقاۃ المفاتیح ۸/ ۳۳۰ تحت رقم: ۴۴۹۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۶/ ۱۱/ ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مکروہِ تحریمی کے بار بار ارتکاب سے کونسا گناہ ہوتا ہے؟

سوال (٨٤٣): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کراہتِ تحریمی بالاصرار کے ارتکاب سے گناہِ کبیرہ ہوتا ہے یا صغیرہ؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہر معصیت اور نافرمانی پر اگر اِصرار اور مداومت ہو تو وہ معصیت اور نافرمانی کبیرہ ہوجاتی ہے۔

وقيل: كل معصيةٍ أصر عليها العبد فهي كبيرةٌ. (شرح العقائد النسفي ١٠٧)

عن أبي بكر الصديق رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ما أصر من استغفر وإن عاد في اليوم سبعين مرةً. رواه الترمذي وأبو داؤد. (مشكاة المصابيح، كتاب الدعوات / باب الاستغفار والتوبة، الفصل الثاني ٢٠٤)

قال العلامة الملا علي القاري رحمه اللّٰه تعالىٰ تحته: قال بعض علمائنا: الـمُصرُّ هو الذي لم يستغفر ولم يندم على الذنب، والإصرار على الذنب إكثاره. وقال ابن الملك رحمه اللّٰه: الإصرار الثباتُ والدوام على المعصية، يعني: من عمل معصيةً ثم استغفر فندم على ذٰلک، خرج من كونه مصرًّا. (مرقاة المفاتيح، كتاب الدعوات / باب الاستغفار والتوبة، الفصل الثاني ٥/١٧١-١٧٢ رقم: ٢٣٤٠ رشيدية) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ١٣/٣/١٤١٧ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

اسلام میں دھوکہ، جھوٹ اور خیانت کرنے والے کا حکم

سوال (٨٤٤): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اِسلام میں دھوکہ، جھوٹ بولنے والے یا بے اِیمانی کرنے والے کو کیا کہتے ہیں؟ اور اِسی طرح اَمانت میں خیانت کرنے والوں کی دنیا میں سزا کیا ہے؟ اور آخرت میں کیا عذاب ہوگا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دھوکہ، جھوٹ، بے ایمانی اِسلام میں حرام ہے، حکومت اِس پر حسبِ ضابطہ سزا دے سکتی ہے، اور اگر ایسا شخص توبہ نہ کرے اور متعلقہ شخص کا حق ادا نہ کرے، تو آخرت میں اُسے سخت عذاب ہوگا۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من غشنا فليس منا . (صحيح مسلم، كتاب الإيمان / باب قول النبي ﷺ من غشنا فليس منا ٧٠/١ رقم: ١٠١ بيت الأفكار الدولية، سنن أبي داؤد ٤٨٩/٢ رقم: ٣٤٥٢، سنن الترمذي / باب ما جاء في كراهية الغش في البيوع ٢٤٥/١ رقم: ١٣١٥)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إذا كذب العبد تباعد عنه الملَكُ ميلاً من نتن ما جاء به الخ. (سنن الترمذي رقم: ١٩٧٢)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: إن الغادر ينصب له لواء يوم القيامة. (سنن الترمذي، أبواب السير / باب ما جاء أن لكل غادر لواءً يوم القيامة ٢٨٧/١ المكتبة الأشرفية ديو بند) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۷/۸/۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

فرقہ پرستی پھیلانا، دھوکہ دینا، جھوٹ بولنا؟

سوال (۸۴۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا اِسلامی شریعت میں مسجد کی انتظامیہ کمیٹی کو مسجد کے مذہبی اور غیر مذہبی کرایہ دار کو دھوکہ دینے کی نیت سے جھوٹا وعدہ کرنے، رشوت لینے یا کرایہ دار کے وعدہ یاد دلانے پر کرایہ دار کو تنگ وپریشان کرنے، ڈرانے دھمکانے اور مقدمہ بازی کرنے یا مسجد کے مذہبی وغیر مذہبی کرایہ داروں میں فرقہ پرستی استعمال کرنے کی اجازت ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بشرطِ صحتِ واقعہ فرقہ پرستی پھیلانا، کسی کو ناحق پریشان کرنا، جھوٹا وعدہ کرنا، دھوکہ دینا، تمام اُمور ناجائز اور علامت منافقین میں سے ہیں۔ حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من غشنا فليس منا. (صحيح مسلم، كتاب الإيمان / باب قول النبي ﷺ من غشنا فليس منا ۱/ ۷۰ رقم: ۱۰۱ بيت الأفكار الدولية، سنن أبي داؤد ۲/ ۴۸۹ رقم: ۳۴۵۲، سنن الترمذي / باب ما جاء في كراهية الغش في البيوع ۱/ ۲۴۵ رقم: ۱۳۱۵)

اور منافقین کی تین علامتیں بیان فرمائیں اُن میں سے ایک وعدہ خلاف بھی ہے۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: آية المنافق ثلاث: إذا حدث كذب، وإذا وعد أخلف، وإذا ائتمن خان. (صحيح البخاري، كتاب الإيمان / باب علامة المنافق ۱/ ۱۰ رقم: ۳۳ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، رقم: ۵۹ بيت الأفكار الدولية، سنن الترمذي، كتاب الأيمان / باب ما جا في علامة المنافق ۲/ ۹۱ رقم: ۲۶۳۱)

ذكر عند عامر أن المنافق الذي إذا حدث كذب، فقال عامر: لا أدري ما تقولون إن كان كذابًا فهو منافق. (المصنف لابن أبي شيبة ۵/ ۲۳۶ رقم: ۲۵۶۰۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۷/۵/۱۴۱۴ھ

آرڈر والوں اور کاری گروں سے مالک کا جھوٹ بولنا؟

سوال (۸۴۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اپنے بڑے بھائی کے ساتھ کاروبار کرتا ہوں، اور اُن کے پاس جب آرڈر والے یا کاری گر روپئے مانگنے آتے ہیں، تو وہ کہتے ہیں کہ کہہ دینا وہ نہیں ہیں یا کہیں گئے ہیں، اور وہ وہیں رہتے

ہیں، مجھے مجبوری میں کہنا پڑتا ہے اور اِس کے علاوہ میں کچھ کر بھی نہیں سکتا، جھوٹ بولنا پڑتا ہے، یہ شریعت کی نظر میں کیسا ہے؟ جائز یا ناجائز؟

نوٹ:- کیا یہ جھوٹ کے حکم میں ہے؟ میں ایسا کرسکتا ہوں یا نہیں؟ ویسے بھائی صاحب روپئے دیتے ہیں؛ لیکن وعدہ پورا نہیں کرتے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں آپ کے لئے صراحۃً جھوٹ بولنا جائز نہیں ہے؛ لہٰذا آپ آنے والوں سے کوئی ایسا جملہ کہہ دیں جو جھوٹ بھی نہ ہو اور آپ کا کام بھی ہوجائے؛ البتہ آپ موقع بموقع بھائی کو نصیحت کرتے رہیں کہ وہ وعدے کی پابندی کریں؛ تاکہ جھوٹ کی نوبت ہی نہ آئے۔

عن عمر بن الخطاب رضي اللّٰه عنه أنه قال: من معاريض الكلام ما يغني المسلم عن الكذب. وفيه دليل على أنه لا بأس باستعمال المعاريض للتحرز عن الكذب؛ فإن الكذب حرام لا رخصة فيه، والذي يروى حديث عقبة بن أبي معيط رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم رخص في الكذب في ثلاثة مواضع، في ''الرجل يصلح بين الناس، والرجل يكذب لامرأته، والكذب في الحرب''. تاويله في استعمال معاريض الرجال الكلام، فإن صريح الكذب لا يحل هنا كما لا يحل في غيره من المواضع. (المبسوط للسرخسي ٢١١/٣٠ دار الكتب العلمية بيروت)

قال عليه السلام: كل كذب مكتوب لامحالة إلا ثلاثة …… قال الطحاوي وغيره: هو محمول على المعاريض لأن عين الكذب حرام. (شامي / كتاب الحظر والإباحة ٩/٦١٢–٦١٣ زكريا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۱/۱/۲۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

اپنا جرم چھپانے کے لئے توریہ استعمال کرنا اور جھوٹی قسم کھانا؟

سوال (۸۴۷): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اپنے گناہ وجرم کو چھپانے کے لئے جھوٹ بولنا جائز ہے، اور جب جھوٹ بولنا جائز ہے تو اپنے گناہ کے چھپانے کے لئے اور عزت وآبرو بچانے کے لئے تو جھوٹی قسم بھی کھا سکتا ہے، بطور توریہ اختیار کر کے اگر قسم کھائے گا تو کیا گناہ تو نہیں ہوگا، اور کفارہ تو واجب نہیں ہوگا؟ اگر ایسا کرے گا تو اپنے گناہ اور عزت وآبرو بچانے کے لئے اگر کچھ گنجائش ہو تو شرعی حکم کے تحت مطلع کرنے کی زحمت گوارہ فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صریح جھوٹ بولنا اور جھوٹی قسم کھانا ہر حال میں گناہ ہے اور کسی حال میں جائز نہیں ہے؛ البتہ بعض صورتوں میں توریہ کی گنجائش ہے، یعنی ایسی بات بولنا جو اپنے اندر دو جہتیں رکھتی ہو، متکلم اُس سے ایک مطلب مراد لے اور مخاطب دوسرے معانی سمجھے۔

التعريض التلويح، وحقيقته إمالة الكلام إلى غرض يدل على التعريض منه، قوله عليه السلام: إن في المعاريض لمندوحة عن الكذب. (البناية شرح الهداية ٦٢٣/٥)

الكذب مباح لإحياء حقه ودفع الظلم عن نفسهٖ، والمراد التعريض؛ لأن عين الكذب حرام وهو الحق. قال تعالىٰ: ﴿قُتِلَ الْخَرَّاصُوْنَ﴾. (الدر المختار ٤٢٧/٦ كراچى)

والأصل في جواز المعاريض قوله تعالىٰ: ﴿وَلاَ جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ﴾ [البقرة، جزء آيت: ٢٣٥] فقد جوّز اللّٰه تعالىٰ المعاريض، ونهى عن التصريح بالخطبة بقوله عزوجل: ﴿وَلٰكِنْ لاَ تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّا اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلاً مَعْرُوْفًا﴾ [البقرة، جزء آيت: ٢٣٥] ثم بيان استعمال المعاريض من أوجه ...... والثاني: أنه يضمر في لفظ معنى سوى ما يظهره ويفهمه السامع من كلامه، وبيانه فيما روي أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال لتلك العجوز: إن

الجنة لا يدخلها العجائز فجعلت تبكي، فقال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم: أهل الجنة جردٌ مردٌ مكحَّلون أخبرها بلفظ أضمر فيه سوى ما فهمت من كلامه فدل أن ذٰلک لا بأس به. (المبسوط للسرخسي ٣٠/٢١٢)

جھوٹی قسم کھانے سے دنیا میں کفارہ لازم نہیں کرتا؛ البتہ آخرت میں سخت عذاب ہوگا، اگر جھوٹی قسم کھالی ہے تو بجز توبہ واستغفار کے کوئی چارہ نہیں۔

(قوله: فتلزمه التوبة) إذ لا كفارة في الغموس يرتفع بها الإثم فتعينت التوبة للتخلص منه. (شامي ٣/٧٠٦ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۴۱۳/۲/۴ھ

اپنے یا رشتہ داروں کے مفاد کے لئے جھوٹی گواہی دینا؟

سوال (۸۴۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا اپنے اور اپنے رشتہ دار کے مفاد کے لئے جھوٹی گواہی دے سکتا ہے؟ اگر جھوٹی گواہی دیتا ہے تو اُس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جھوٹی گواہی دینا سخت ترین گناہ ہے، قرآن وحدیث میں اُس کے بارے میں سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، اور جو شخص جھوٹی گواہی دیتا ہو وہ فاسق ہے، اُس پر سچی توبہ لازم ہے۔

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ﴾ [الحج، جزء آیت: ٣٠-٣١]

عن خريم بن فاتک رضي الله عنه قال: صلّى رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاة الصبح، فلما انصرف قام قائمًا، فقال: عُدلتُ شهادةُ الزور

بالإشراک باللّٰہ، ثلاث مراتٍ. ثم قرأ: ﴿فَاجْتَنِبُوْا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ. حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ﴾. (سنن أبي داؤد، کتاب الأقضية / باب في شهادة الزور ٥٠٦/٢ رقم: ٣٥٩٩ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي / أبواب الشهادات ٥٦/٢ رقم: ٢٢٩٩، مشكاة المصابيح، كتاب الإمارة والقضاء / باب الأقضية والشهادات، الفصل الثاني ٣٢٨/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۵/۱/۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مدرسہ کا متولی بننے کے لئے جھوٹ بولنا؟

سوال (۸۴۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کے والد کا انتقال ۱۹۳۷ء میں ہوا، اور پھر وہ اپنے مفاد کے لئے مردہ باپ کو ۱۹۸۲ء میں ایک مدرسہ کا متولی بناتا ہے تو اُس کے لئے کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: متولی بننے کے لئے زید کا جھوٹ بولنا جائز نہیں ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ﴾ [هود، جزء آیت: ١٨]

لأن عين الكذب حرام. (الدر المختار ٤٢٧/٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۶/۲/۱۴۱۳ھ

فرضی کاغذات پیش کر کے سرکاری مدرسہ میں صدر مدرس بننا؟

سوال (۸۵۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص جو اپنے آپ کو عالم وفاضل بھی کہتا ہے، اُس نے ایک سرکاری مدرسہ میں ملازمت کے لئے فرضی کاغذات پیش کر کے مدرسہ کے صدر مدرس کے عہدہ پر اپنا تقرر کرالیا، اُس کے بارے میں شریعت کا واضح حکم عنایت فرمائیں؟

موصوف نے مدرسہ کے ذمہ داران کو ڈھائی لاکھ روپئے بھی پیش کئے، اور کمیٹی نے منظور وقبول بھی کر لئے، ایسی کمیٹی کے بارے میں شرعی وضاحت مطلوب ہے، کیا شرعی نقطہ نظر سے ایسی کمیٹی کو مدرسہ کا ذمہ دار بنانا مناسب ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جھوٹ بول کر یا رشوت دے کر ملازمت حاصل کرنے کا عمل ناجائز اور گناہ ہے؛ تاہم اگر مذکورہ شخص مدرسہ کی طرف سے اُمور مفوضہ صحیح طرح انجام دیتا ہے، تو اُسے اپنی خدمات کے عوض تنخواہ لینا جائز ہے، اور جس کمیٹی کے ارکان رشوت لیں وہ سب گنہگار رہیں، اُنہیں اپنے فعل سے توبہ کرنی لازم ہے، اور رشوت کی رقم مالک کو واپس کرنی لازم ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۸/۱۹۸)

عن خريم بن فاتک رضي اللّٰه عنه قال: صلّى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم صلاة الصبح، فلما انصرف قام قائمًا، فقال: عُدلتْ شهادةُ الزور بالإشراک باللّٰه، ثلاث مراتٍ. ثم قرأ: ﴿فَاجْتَنِبُوْا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ. حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ﴾. (سنن أبي داؤد، كتاب الأقضية / باب في شهادة الزور ۲/۵۰۶ رقم: ۳۵۹۹ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي / أبواب الشهادات ۲/۵۶ رقم: ۲۲۹۹، مشكاة المصابيح، كتاب الإمارة والقضاء / باب الأقضية والشهادات، الفصل الثاني ۲/۳۲۸)

والكذب حرام إلا في الحرب للخدعة، وفي الصلح بين اثنين، وفي إرضاء الأهل، وفي دفع الظالم عن الظلم. والمراد التعريض؛ لأن عين الكذب حرام. قال في المجتبىٰ: وهو الحق. قال تعالىٰ: ﴿قُتِلَ الْخَرّٰاصُوْنَ﴾ وفي الوهبانية: وللصلح جاز الكذب، أو دفع ظلم، وأهل للترضي، والقتال ليظفروا. ويكره التعريض به إلا لحاجة. (مجمع الأنهر، كتاب الكراهية / فصل في المتفرقات ۲/۵۵۲ دار إحياء التراث العربي بيروت، ۴/۲۲۱ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء، فصل في البيع ٣٦٥/٦ كراچی، ٥٥٣/٩ زكريا)

ففي جميع الأحوال المال الحاصل له حرام عليه، ولكن إن أخذه من غير عقد لم يملكه، يجب عليه أن يرده على مالكه إن وجد المالک. (بذل المجهود ١٤٧/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۷/۱۱/۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دسویں بارہویں کا جعلی سرٹیفکیٹ بنواکر سرکاری نوکری کرنا؟

سوال (۸۵۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: دسویں یا بارہویں کا جعلی سرٹیفکٹ بنوانا اور اُس کے ذریعہ سرکاری ملازمت یا پرائیویٹ کمپنیوں میں ملازمت حاصل کرنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جعلی سرٹیفکیٹ بنوانا جھوٹ دھوکہ دہی ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے؛ لیکن اِس کے ذریعہ سے اگر ملازمت حاصل کی، اور جو کام اُس کے سپرد کیا گیا اُس کو بحسن وخوبی انجام دیتا ہو، تو اُس کی تنخواہ وآمدنی حلال ہے، یہ اُس کی محنت کی اُجرت ہے۔ (مستفاد از: جدید فقہی مسائل ۴۱۳/۱، احسن الفتاویٰ ۱۹۸/۸)

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وَلاَ تَكْتُمُوْا الشَّهَادَةَ، وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَإِنَّهٗ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ، وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ﴾ [البقرة، جزء آیت: ۲۸۳]

﴿وَلاَ تَكْتُمُوْا الشَّهَادَةَ﴾ أي لا تخفوها بالامتناع عن أدائها إذا دعيتم إليها، وهو خطاب للشهود المؤمنين، كما روي عن سعيد بن جبير وغيره، وجعله خطابًا لمديونين على معنى: لا تكتموا شهادتكم على أنفسكم بأن تقروا

بالحق عند المعاملة، أو لا تحتالوا بإبطال شهادة الشهود عليكم بالجرح ونحوه عند المرافعة خلاف الظاهر المأثور عن السلف الصالح. (روح المعاني [البقرة: ۲۸۳] ۶۳/۳ دار إحياء التراث العربي بيروت، ۱۰۲/۳ زكريا)

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من غشنا فليس منا. (صحيح مسلم، كتاب الإيمان / باب قول النبي ﷺ من غشنا فليس منا ۷۰/۱ رقم: ۱۰۱ بيت الأفكار الدولية، سنن أبي داؤد ۴۸۹/۲ رقم: ۳۴۵۲، سنن الترمذي / باب ما جاء في كراهية الغش في البيوع ۲۴۵/۱ رقم: ۱۳۱۵)

ولرب الدار والأرض طلب الأجر كل يوم، وللجمال كل مرحلة، وللقصار والخياط بعد الفراغ من عمله. (كنز الدقائق مع البحر الرائق ۳۰۱/۷ كراچى) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۹/۶/۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نام بدل کر پاسپورٹ بنوانا اور جھوٹی دستاویز دکھا کر ویزا لگوانا؟

سوال (۸۵۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: نام بدل کر پاسپورٹ بنوانا، جھوٹے دستاویز دکھلا کر ویزا لگوانا، اِس سب کارروائی کے متعلق جھوٹ خود بولنا اور دوسرے سے جھوٹ بلوانا جائز ہے؟ واضح کریں۔ یہ سب کارروائی دنیوی ترقی کی وجہ سے مقصود ہے، کیا شریعت اِس کی اجازت دیتی ہے، جب کہ اِس کے بغیر بھی کام چل سکتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال میں مذکورہ تمام صورتوں میں جھوٹ بولنا دوسرے سے جھوٹ بلوانا اور جھوٹ کا استعمال کرنا ناجائز ہے، اور جب کہ اِس کے بغیر بھی کام چل سکتا ہے تو اِس کی قباحت اور بڑھ جاتی ہے؛ لہٰذا اِس سے احتراز لازم اور ضروری ہے۔

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه

وسلم: ...... إياكم والكذب؛ فإن الكذب يهدي إلى الفجور، وإن الفجور يهدي إلى النار، وما يزال الرجل يكذِبُ ويتحرىَّ الكذب حتى يُكتَب عند اللّٰه كَذَّابًا.

(صحيح مسلم، كتاب البر والصلة / باب قُبح الكذب وحسن الصدق وفضله ٣٣٦/٢ رقم: ٢٦٠٧ بيت الأفكار الدولية، سنن الترمذي، أبواب البر والصلة / باب ما جاء في الصدق والكذب ١٨/٢)

لأن عين الكذب حرام. (الدر المختار مع الشامي ٦١٢/٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۹/۳/۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سرکار سے جھوٹ بول کر شرائط کے خلاف راشن کارڈ لینا؟

سوال (۸۵۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے یہاں اِسٹور میں جوکہ سرکار کی دوکان ہوتی ہے، وہاں مٹی کا تیل 9,50/- چاول 5,25/- گیہوں 7,00/- میٹھا تیل 25,00/- ہے، یہ چیزیں اُسی آدمی کو دی جاتی ہیں جس کے پاس راشن کارڈ سرکاری ہو، ورنہ یہ چیزیں نہیں ملیں گی، باہر اگر آپ اُن کو خریدنا چاہیں تو اُن کی قیمت ہوگی، مٹی کا تیل 28,00/- چاول 11,00/- گیہوں 12,00/- میٹھا تیل 40,00/- روپئے، تو یہ راشن کارڈ اُسی کو ملے گا جو قانونی اعتبار سے سال میں 33,000/- سے بھی کم کماتا ہو، اور اُس کے گھر میں گیاس (گیس سلنڈر) نہ ہو۔ اَب آپ بتائیے کہ آج کل کے ماحول میں کون 33,000/- روپئے سال میں کماتا ہے؟ اِس میں کہاں اُس کا گذارا ہوگا؟ گھر میں سات آٹھ افراد ہوتے ہیں، بچے پڑھنے والے اور کھانے کا خرچ بجلی بل، فون بل، وغیرہ کم از کم ہر ماہ پانچ ہزار سے کم خرچ نہیں ہوگا، اِس حساب سے سال کے 60,000/- ہوئے تو یہ 60,000/- والا شخص اگر جھوٹ کہے کہ میری کمائی صرف 30,000/- سالانہ ہے، اور گھر میں گیس سلنڈر بھی نہیں ہے، مجھے راشن کارڈ دے دو، تو کیا یہ جھوٹ بول کر راشن لے سکتا ہے؟ سرکار تو بڑی بے رحم ہے، غیروں کی رعایت کرتی ہے، اگر اُن کی کمائی سالانہ ایک لاکھ روپئے بھی ہو تو وہ راشن کارڈ بنوا لیتے

ہیں، جب کہ مسلمان بے چارہ غریب بھی ہے قرض دار بھی ہے، جب بھی گھر میں گیس سلنڈر ہونے کی وجہ سے راشن نہیں دیتے، تو کیا سرکار سے جھوٹ بول کر ہمارے یہاں گیس سلنڈر نہیں ہے؟ آپ ہمیں راشن دے دو کہنا اور اِس طرح لینا جائز ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ رعایت حاصل کرنے کے لئے جھوٹ بولنے کی اِجازت نہیں ہے۔

الكذب مباحٌ لإحياء حقه، ودفع الظلم عن نفسه، والمراد التعريض؛ لأن عين الكذب حرامٌ. (شامي ۹/۶۱۲ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۷/۳/۱۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ایڈمیشن کی رشوت سے بچنے کیلئے بڑی برادری والوں کا اپنے کو چھوٹی برادریوں کی طرف منسوب کرنا؟

سوال (۸۵۴): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بعض اِسکولوں اور کالجوں میں بڑی برادری کے لوگوں کا ایڈمیشن بغیر رشوت کے نہیں ہوتا؛ لہٰذا اگر رشوت سے بچنے کے لئے چھوٹی برادری کی طرف نسبت کرتے ہوئے اپنی برادری کی نسبت چھوڑ دے؛ تاکہ بچے کا داخلہ بغیر رشوت کے ہو جائے یا دوسری کوئی مراعات حاصل ہو جائیں، تو کیا ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نسبت بدل لینا کسی بھی شخص کے لئے قطعاً حلال نہیں؛ لہٰذا مسئولہ صورت میں اِسکول میں داخلہ کے لئے چھوٹی برادری کی طرف خلافِ واقعہ نسبت کرنا درست نہیں ہے، اَحادیثِ شریفہ میں نسبت بدلنے پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔

عن سعد بن أبي وقاص وأبا بكرة رضي الله تعالىٰ عنهما قالا: سمعنا النبي صلى الله عليه وسلم يقول: من ادعى إلى غير أبيه وهو يعلم أنه غير أبيه فالجنة عليه حرام. (صحيح البخاري، كتاب الفرائض / باب من ادعى إلى غير أبيه رقم: ٦٧٦٦ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب الإيمان / باب بيان حال إيمان من رغب عن أبيه وهو يعلم رقم: ٦٣ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح ٢٨٧)

وفي المرقاة: قال في النهاية: الدِعوة فالكسر في النسب، وهو أن ينتسب الإنسان إلى غير أبيه وعشيرته، وكانوا يفعلونه فنهوا عنه. (مرقاة المفاتيح ٦/ ٣٢٠)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۸/۷/۱۴۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اپنے مفاد کیلئے عدالت میں مردہ باپ کو زندہ لکھانا؟

سوال (۸۵۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی شخص کے باپ کا انتقال ۱۹۳۷ء میں ہوا ہوا اور وہ اپنے مفاد کے لئے ۵۰/سال کے بعد عدالت کو دھوکہ دیتا ہو، اور اپنے باپ کو زندہ ثابت کرتا ہو، تو اِس صورت میں ازروئے شرع کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسا شخص جھوٹا اور فریبی اور سخت گنہگار ہے۔

عن ابن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من غشنا فليس منا، والمكر والخداع في النار. رواه أبو نعيم في الحلية والطبراني في المعجم الكبير. (مرقاة المفاتيح ٦/ ٢٣٠٠ تحت رقم: ٣٥٣٠)

من غش أي خان والغش ستر حال الشيء فليس منا أي من متابعينا، قال الطيبي: لم يرد به نفيه عن الإسلام؛ بل نفى خلقه عن أخلاق المسلمين أي ليس

هو على سنتنا أو طريقتنا في مناصحة الأخوان. (فيض القدير ۶/ ۱۸۵ رقم: ۸۸۷۹)

لأن عين الكذب حرام. (الدر المختار ۶/ ۴۲۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۶/ ۲/ ۱۴۱۳ھ

نامعلوم بچے کے اندراج میں والدین کا نام فرضی لکھنا؟

سوال (۸۵۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص نے ہسپتال میں سے ایک بچہ حاصل کیا، جس کے ماں باپ کا کچھ پتہ نہیں، اَب اُس کو اسکول میں داخل کرانے کے لئے ماں باپ کا نام لکھنا پڑتا ہے، اَب یہ شخص باپ کی جگہ اپنا نام ڈال سکتا ہے یا نہیں؟ اور ماں کی جگہ کس کا نام ڈالیں گے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اُس بچہ کے سرپرست کی جگہ پر اپنا نام ڈالنے میں کوئی حرج نہیں ہے؛ البتہ والد اور والدہ کی جگہ پر اگر شدید ضرورت ہو تو ایسا فرضی نام لکھوا دیا جائے جو سب پر صادق آسکے، مثلاً عبداللہ، عبدالرحمٰن وغیرہ۔

ولكن يوليه من تولى، ويقول له: قد التزمت حفظه فأنت وما التزمت.

(الفتاوىٰ التاتارخانية ۵/ ۵۷۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۹/ ۷/ ۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کسی پر الزام اور بہتان لگانا؟

سوال (۸۵۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی بے گناہ شخص کو ان الزام لگانے والے کے لئے کہ جادوگر ہے، قاتل ہے، ناجائز کاروبار کرتا ہے اور ناجائز روزی کماتا ہے، زانی ہے، جب کہ وہ اِن تمام برائیوں سے پاک ہے۔

(۲) جب کہ الزام لگانے والا خود اِن تمام گناہوں کا مرتکب ہے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی پر بے جا تہمت اور بہتان لگانا شرعاً انتہائی سخت گناہ اور حرام ہے۔ ایک حدیث میں ارشادِ نبوی ہے:

لا ينبغي لصديق أن يكون لعانًا. (مشكاة المصابيح ۲/ ۴۱۱)

ترجمہ:- مسلمان کے لئے یہ روا نہیں کہ وہ لعن طعن کرنے والا ہو۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

لا يروي رجلٌ رجلاً بالفسوق ولا يرميه بالكفر إلا ارتدت عليه إن لم يكن صاحبه كذلك. (صحيح البخاري/ باب ما ينهى عن السباب واللعن ۲/ ۸۹۳ رقم: ۰ ۵۸۱، مشكاة المصابيح ۴۱۱)

یعنی جو شخص کسی دوسرے کو فسق کا طعنہ دے یا کافر کہے اور وہ کافر نہ ہو تو اس کا فسق اور کفر کہنے والے پر لوٹتا ہے۔

الغرض مسلمان پر بہتان باندھنے پر بڑی وعیدیں آئی ہیں، اِس لئے اِس عمل سے باز آنا چاہئے اور جس پر تہمت لگائی ہے اس سے معافی مانگنی چاہئے؛ تاکہ آخرت میں گرفت نہ ہو۔

(۲) لزام لگانے والا اپنے گناہوں کی سزا کا خود مستحق ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۲/۱۱/۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ایک دوسرے پر بہتان تراشنا اور جھوٹے مقدمات لگانا؟

سوال (۸۵۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے بکر کے خلاف جھوٹا مقدمہ کردیا، پھر بکر نے بھی زید کے خلاف آدھا جھوٹا اور آدھا سچا مقدمہ کردیا، تو زید نے بکر کے خلاف فتویٰ شائع کرکے سرعام بکر کی - جب کہ بکر جنازہ کی نماز

پڑھا رہا تھا - توہین کی، اور کہا کہ یہ شخص نماز جنازہ پڑھانے کے قابل نہیں ہے، اِس پر بکر اور اُس کے بھائی نیز اُس کے شاگرد اور گاؤں کے لوگ بھڑکے اور اِسی بات کو لے کر اگلے دن بکر اور اُس کے ایک بھائی اور چند شاگردوں نے زید کی لات اور گھونسوں سے پٹائی کردی جس پر زید اور اور اُس کے بھائی اور شاگردوں کے خلاف مار پیٹ کی دفعہ میں رپورٹ درج ہوئی، اور اُن کے خلاف کارروائی بھی ہوئی، مگر زید کی پیاس نہیں بجھی اور اُس نے شاطر وکلاء سے مل کر پولیس کے اعلیٰ افسران کے سامنے پیش ہوکر جھوٹا بیان دیا کہ مجھ کو بکر نے مار پیٹ کر =/35000 روپئے لوٹ لئے اور زید نے بکر اور اُس کے تین بھائیوں اور ایک خالہ زاد بھائی اور بکر کے دوست کے خلاف جھوٹی رپورٹ لوٹ اور ڈکیتی کی لکھوادی، اور اُن کو جھوٹے کیس میں پھانس دیا، جب کہ بکر کے باقی دو بھائی اور خالہ زاد بھائی اور دوست مارنے میں بھی نہیں تھے، بخدا یہ بات حقیقت ہے، جس کا زید اور اُس کے وکلاء کو بھی اعتراف ہے کہ کوئی لوٹ یا ڈکیتی نہیں ہوئی تھی، صرف مار پیٹ ہوئی تھی، اور اس پر پولیس نے کارروائی بھی کی تھی، مگر زید بکر وغیرہ کو کڑی سزا لوٹ اور ڈکیتی کی دلوانا چاہتا تھا۔ یاد رہے کہ بکر حافظ مولوی عالم فاضل ہے، اور مدرس و امام بھی ہے، اور دینی مدارس چلاتا ہے، اور اُس کے دوست اور ایک بھائی بھی حافظ ہیں، جس کو زید نے ڈکیتی اور مار پیٹ کا جھوٹا الزام لگایا ہے، ایسی صورت میں بکر اور اس کے بھائی کا کیا قصور ہے؟ اور اُن کی ازروئے شرع کیا سزا ہے؟ زید اور اُن کے وکلاء اور زید کے وہ حامی جو زید کی طرف سے جھوٹی گواہی دے رہے ہیں؟ اور حلفیہ بیان دے رہے ہیں، شریعت میں اُن کا کیا حکم ہے؟ اور اگر پنچ لوگ فیصلہ کریں تو وہ کس طرح کا فیصلہ کریں؟ کس پر کیا تاوان ڈالیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپسی تنازعات میں ایک دوسرے کی طرف سے بہتان تراشی جھوٹے الزامات اور مقدمہ بازی سخت گناہ ہے، اور جو لوگ جھوٹی گواہی دے کر کسی فریق کی تائید کرنے والے ہیں، وہ بھی انتہائی قابل مذمت ہیں، لازم ہے کہ فریقین مقدمہ بازی،

اور بہتان تراشی چھوڑ کر آپس میں صلح وصفائی کریں، اور پنچ حضرات کو چاہئے کہ وہ بھی صورتِ حال کا جائزہ لے کر حق بات کی تائید کریں، اور ناحق باتوں سے فریقین کو بچائیں۔

عن عبد الرحمٰن ابن أبي بكرة عن أبيه رضي اللّٰه عنه قال: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم فقال: ألا أنبئكم بأكبر الكبائر؟ ثلاثًا. قالوا: بلىٰ يا رسول اللّٰه! قال: الإشراک باللّٰه، وعقوق الوالدين، وشهادة الزور...... الخ. (صحيح البخاري، كتاب الشهادات / باب ما قيلَ في شهادة الزور ٣٦٢/١ رقم: ٢٦٥٤ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب الإيمان / باب بيان الكبائر وأكبرها ٦٤/١ رقم: ٨٧ بيت الأفكار الدولية)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ...... بحسب امرئ من الشر أن يحقِر أخاه المسلمَ، كل المسلم على المسلم حرامٌ دمه وماله وعرضه. (صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والآداب / باب تحريم ظلم المسلم وخذله واحتقاره ودمه وعرضه وماله ٣١٧/٢ رقم: ٢٥٦٤ بيت الأفكار الدولية، وهٰكذا في سنن الترمذي، أبواب البر والصلة / باب ما جاء في شفقة المسلم على المسلم ١٤/٢)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: المفلس من أمتي من يأتي يوم القيامة بصلاة وصيام وزكاة، ويأتي قد شتم هٰذا، وقذف هٰذا، وأكل مال هٰذا، وسفک دم هٰذا، وضرب هٰذا، فيعطي هٰذا من حسناته، وهٰذا من حسناته، فإن فنيت حسناته قبل أن يقضي ما عليه أخذ من خطاياهم فطرحت عليه ثم طرح في النار. (مشكاة المصابيح / باب الظلم ٤٣٥/٢، شعب الإيمان للبيهقي ١٣٦/١ رقم: ٣٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۴/ ۱۱/ ۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غلط الزام اور بہتان لگانے والے کا شریعت میں کیا حکم ہے؟

سوال (۸۵۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کیا حکم ہے مذہبِ اسلام میں ایسے مرد اور عورت یا دونوں کے لئے جو کسی پر ایسے غلط جھوٹے اور فحش الزامات لگائیں جو واقعتاً سراسر غلط اور بے بنیاد ہوں، جیسے کہ تم ایک غلط کردار کی عورت ہو، تمہارے شوہر کی غیر موجودگی میں غلط کردار کے لوگ تمہارے گھر آتے رہتے ہیں، تم ہمیں اور ہمارے گھر والوں کو گندی گندی گالیاں دیتی ہو، تم پڑوس کا ماحول خراب کر رہی ہو۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِسلام میں کسی بھی شخص پر جھوٹا الزام اور بہتان لگانا گناہ ہے، بالخصوص پاک باز مرد یا عورت پر بلا تحقیق بدکاری اور فحاشی کا الزام لگانا اتنا سخت جرم ہے کہ اِسلامی حکومت میں اگر کوئی شخص ایسا بہتان لگائے اور اپنے دعویٰ پر چار گواہ اور عینی شاہد پیش نہ کرے، تو اُس الزام لگانے والے پر حد قذف یعنی ۸۰؍ کوڑے مارنے کی سزا جاری کی جاتی ہے، اِس لئے ہر مسلمان کو بہتان تراشی اور گالم گلوچ سے احتراز کرنا لازم ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ﴾ [النور: ٤]

فلیس شيء من الذنوب أعظم من البهتان. (تنبيه الغافلين ٨٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۷/۳/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کسی پر ناحق تہمت لگانا؟

سوال (۸۶۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے مجمع کے اندر ایک مولوی قاسمی مستند کو ایک لاکھ پچیس ہزار روپئے کی تہمت لگائی، اور یہ کہا کہ میں نے تیرے اوپر مذکورہ رقم خرچ کی، اور یہ کہنا بالکل غلط ہے؛ لہٰذا زید مذکورہ پر شرعاً کیا حکم لگتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی پر ناحق تہمت لگانا درست نہیں ہے؛ لہٰذا مسئولہ

دونوں صورتوں میں زید نے تہمت لگا کر غیر شرعی کام کیا ہے۔

عن أبي ذرٍ رضي اللّٰه عنه قال: سمعت النبي صلی اللّٰه علیه وسلم یقول: لا یرمي رجل رجلاً بالفسوق ولا یرمیه بالکفر إلا ارتدت علیه إن لم یکن صاحبه کذلک. (مشکاة المصابیح، باب حفظ اللسان والغیبة والشتم / الفصل الأول ۲/ ٤۱۱، الأدب المفرد ۱/ ۱٥٤ رقم: ٥٤۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۳/۲/۶ھ

تہمت لگنے پر دوٹوک اَنداز میں صفائی پیش کرنی چاہئے

سوال (۸٦۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید پر ایک واقعہ کے مطابق ایک سنگین الزام لگایا گیا، اُس نے اس الزام کا غیر واضح اور مبہم طور پر انکار کردیا، جب سائل نے کہا کہ آپ واضح اور دوٹوک الفاظ میں جواب دیں؛ تاکہ مطمئن ہوجائیں، تو زید نے جواب دیا کہ واضح اور مفصل جواب دینا اور برہنہ صفائی پیش کرنا خلافِ سنت ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی برأت میں صرف ایک آیت نازل ہوئی تھی، اور صحابہ کرامؓ نے مان لیا تھا کہ یہ درست ہے کہ الزام کا واضح اور تفصیلی جواب دینا قرآن وسنت کے خلاف ہے؟ مذکورہ سوال محض فرض نہیں ہے؛ بلکہ بعض علماء وقائدین اِن اُمور میں عملاً ملوث ہوا کرتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب کسی شخص پر تہمت لگے خاص طور پر جب اُس کا تعلق ایمانیات سے ہو تو ایمانی غیرت کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ مؤمن پوری وضاحت کے ساتھ دوٹوک انداز میں اپنی صفائی پیش کرے، اور اِس سلسلہ میں کسی اِبہام کو جگہ نہ دے، اور مذکورہ شخص کا یہ کہنا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی برأت میں صرف ایک آیت نازل ہوئی، یہ بالکل جھوٹ ہے۔ قرآن کے دو رکوع اِس سلسلہ میں نازل ہوئے جن میں ۱۵/ آیتیں ہیں، اور پوری وضاحت کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی برأت کی گئی۔ وہ آیات درج ذیل ہیں:

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ. لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَّقَالُوْا هٰذَا اِفْكٌ مُّبِيْنٌ. لَوْلَا جَآءُوْا عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاِذْ لَمْ يَأْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ. وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْ مَا اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ. اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ. وَلَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَا اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ. يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ. وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيَاتِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ. اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ. وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ. يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ. وَلَا يَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسَاكِيْنَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ. يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ. يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ﴾ [النور: ۱۱–تا–۲۵] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۴/۲/۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا برسرِ عام تہمت لگانے والے کا برسرِ عام معافی مانگنا ضروری ہے؟

سوال (۸۶۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کسی آدمی نے کسی آدمی کو برسرِ عام ذلیل کیا ہو، یا تہمت لگائی ہو، تو معافی مانگنے کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ برسرِ عام معافی مانگے یا چپکے سے بھی معافی مانگ سکتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں چپکے سے معافی مانگنے سے متہم شخص مطلقاً معاف کردے، تو برسرِ عام معافی کی ضرورت نہیں؛ لیکن اگر وہ برسرِ عام معافی کا مطالبہ کرے تو چپکے سے معافی مانگنے سے کافی نہ ہوگی۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ ۱۸/۵۶۴ ڈابھیل، معارف القرآن ۷/۷۰۷)

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَجَزَآءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا، فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ﴾ [الشوریٰ، جزء آیت: ٤٠]

عن أسيد ابن حضير رضي اللّٰه عنه – رجل من الأنصار – بينما هو يحدِّث القومَ – وكان فيه مزاح – بينا يُضحكُهم، فطعنه النبي صلى اللّٰه عليه وسلم في خاصِرته بِعُودٍ، فقال: أصبِرني، فقال اصطَبِر، قال: إن عليك قميصًا، وليس علي قميص، فرفع النبي صلى اللّٰه عليه وسلم عن قمصيه فاحتضنه وجعل يقبل كَشْحَه، قال: إنما أردت هٰذا يا رسول اللّٰه! (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب في قبلة الجسد ٢/٧٠٩ رقم: ٥٢٢٤ دار الفكر بيروت)

وإن تعلقت بحقوق العباد لزم مع الندم والعزم إيصال حق العبد أو بدله، …… والاعتذار إليه إن كان إيذاء كما في الغيبة. (روح المعاني ١٥/٢٣٥ سورة التحريم زكريا ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۸/۷/۱۴۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نکاح سے قبل کنوارے پن میں زنا کرنا؟

سوال (۸۶۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: نکاح سے قبل کنوارے پن میں زنا کا صدور ہوجائے، تو اِسلام میں اُس کی کیا سزا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غیر شادی شدہ شخص سے زنا کا صدور بھی اِسلام میں قابل سزا جرم ہے، اگر اُس کا شرعی ثبوت ہوجائے تو اسلامی حکومت میں مجرم کو سو کوڑے مارنے کا حکم ہے، اور اِس بارے میں کسی اور رعایت کی گنجائش نہیں ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلاَ تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ﴾ [النور، جزء آیت: ۲]

عن عبادة بن الصامت رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: خذوا عني قد جعل اللّٰه لهن سبيلاً، البكر بالكبر جلد مائةٍ ونفي سنة، والشيب بالشيب جلد مائة والرجم. (سنن الترمذي، أبواب الحدود / باب ما جاء في الرجم على الثيب ۱/۲۶۵، المسند للإمام أحمد بن حنبل ۳۷/۳۳۸ رقم: ۲۲۶۶۶ ط: الرسالة)

قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم – في حديث طويل – أما والذي نفسي بيده لأقضين بينكم بكتاب اللّٰه تعالیٰ: أما غنمك وجاريتك فرد عليك، وجلد ابنه مائةً وغر بهٖ عامًا الخ. (المؤطا للإمام محمد ۱/۲۴۲ رقم: ۶۹۵)

وغر المحصن يجلد مائة إلا حرًا، ونصفها للعبد بدلالة النص. (الدر المختار ۶/۱۷ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۸/۵/۱۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دوسرے کی بیوی سے ناجائز تعلقات

سوال (۸۶۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ۱۸؍اپریل ۲۰۰۴ء بروز اتوار کی رات میں اپنے کھیت میں پانی دینے گیا تھا، اُسی دن پانچ بجے صبح سردار میاں اور درخت شاہ میرے گھر پر آئے اور میری بیوی کو بلا کر لے گئے، اور سردار میاں میری بیوی کو درخت شاہ کے مکان پر رکھنے لگے، اور اس کے ساتھ غلط کاری کرنے لگے، میں اُس کے جانے کے تین دن بعد اپنی بیوی کو بلانے گیا، تو اُس کے گھر کی عورتوں نے مجھے مارا اور دھمکیاں دیں، اِس کے بعد میں اکیلا گھر چلا آیا، پھر اِس کے تیرہ دن بعد میں دوبارہ اُسے بلانے گیا، تو اُسی محلّہ کی ایک عورت مریم کے مکان پر مجھ سے اُس کے گھر والوں نے جھگڑا کیا، اور عشرت خاں کی بیوی اور درخت شاہ دونوں نے مل کر مجھے مارا اور سردار میاں نے گالیاں دیں، اور کہا کہ میں بدمعاش ہوں، اَب اِدھر لوٹ کر آیا تو میں جان سے ماردوں گا، بہت سارے لوگ بھی وہاں جمع تھے اور اُس کے بارے میں پورے محلّہ والوں کو علم ہے، کسی سے بھی معلوم کراسکتے ہیں۔ اَب دریافت طلب امر یہ ہے کہ میری بیوی کا سردار میاں کے ساتھ اِس طرح رہنا شریعت کی رو سے کیسا ہے، جائز ہے یا ناجائز؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر سائل کے بیان کے مطابق واقعہ صحیح ہے، تو ایسی صورت میں سائل کی بیوی کے لئے اَجنبی مرد کے پاس رہنا قطعی طور پر حرام اور زنا کاری ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کا سخت خطرہ ہے، شرعاً اُس پر لازم ہے کہ فوراً اُس شخص سے علیحدگی اختیار کرکے اپنے شوہر کے پاس آکر رہے اور اُس اَجنبی شخص کے پاس رہنے کے لئے جو لوگ سائل کے خلاف اُس کی بیوی اور اَجنبی شخص کے درمیان ناجائز تعلقات میں تعاون کریں گے وہ بھی گنہگار رہوں گے، اور اُن پر بھی توبہ کرنا لازم ہوگا۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ﴾ [المؤمنون: ۷]

وقال تعالیٰ: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلًا﴾ [الإسراء: ۳۲]

ما من ذنب بعد الشرك أعظم من نطفةٍ وضعها رجل في رحمٍ لا يحل له.

(تفسیر ابن کثیر، [بني إسرائیل] ۳۸/۳ سهیل اکیڈمی لاهور)

عن جابر رضي اللّٰه عنه عن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم قال: لا تلجوا علی المغیبات، فإن الشیطان یجري من أحدکم مجری الدم. (سنن الترمذي ۲۲۲/۱، مشکاة المصابیح، باب النظر إلی المخطوبة / الفصل الثاني ۲۶۹)

الخلوة بالأجنبیة حرام. (الدر المختار، کتاب الحظر والإباحة / فصل في النظر والمس ۳۶۸/۶ کراچی، ۵۳۹/۹ زکریا)

أسباب التحریم أنواع …… منها تعلق حق الغیر بنکاح أو عدة. (الدر المختار ۹۹/٤-۱۰۰ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۶/۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کھلم کھلا غیر منکوحہ عورت کے ساتھ رہنے والے کے ساتھ معاملات کرنا؟

سوال (۸۶۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عمر جس کے گھر میں ایک بغیر نکاح عورت رہ رہی ہو، اور عمر اُس غیر منکوحہ سے صحبت بھی کرتا ہو، اِس صورتِ حال میں عمر کے گھر کا کھانا کھانا یا اور کسی قسم کا برتاؤ لین دین یا اُس کے گھر ذکر رسول میلاد و قرآن خوانی یا اور کوئی ذکر خیر کیا، تو اُن لوگوں کے بارے میں شریعتِ مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسا شخص جو کہ کھلم کھلا زنا کاری، بدکاری اور حرام کاری میں مبتلا ہو، تو با اثر لوگ اُس کو نہایت نرمی کے ساتھ سمجھائیں؛ تاکہ وہ اپنے اعمالِ بد سے توبہ کرلے اور اگر سمجھانے کے باوجود باز نہ آتا ہو، تو پھر ایسے شخص سے لین دین میل جول اور تعلقات شرعاً ختم کردینے کی گنجائش ہے؛ تاکہ اُس کو اِس طرح بائیکاٹ سے اپنے سنگین جرم کا احساس ہو اور اپنے

اعمالِ بد سے توبہ کرنے پر آمادہ ہوجائے، اور دوسرے لوگوں کو اِس سے عبرت حاصل ہوسکے۔

قوله: أحدثك أن رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم نهى عن الخذف ثم تخذف لا أكلمك أبدًا، فيه هجران أهل البدع و الفسوق ومنابذي السند مع العلم و أنه يجوز هجرانه دائمًا و النهي عن الهجران فوق ثلاثة أيامٍ، إنما هو فيمن هجر لحظ نفسه ومعايش الدنيا، وأما أهل البدع ونحوهم فهجرانهم دائمًا، وهٰذا الحديث مما يؤيده مع نظائر له كحديث كعب بن مالك وغيره. (شرح لنووي على مسلم ١٠٦/١٣ المكتبة الشاملة)

إن الهجران قد يجوز، ويجب إذا كان للّٰه بأن كان يتكلم بما هو معصية أو يخشى فتنة أو فساد عرضه بكلامه، فلا نسلم أن الشارع منع الهجران مطلقًا، فحيث حلف لا يكلمه لا يحكم إلا أنه وجد المسوِّغ، وإذا اعتبر الداعي فتفيد بصباه و شبيبته. (حاشية الشلبي على تبيين الحقائق ١٢٦/٣ المطبعة الكبرىٰ بولاق القاهرة)

ثم إن الهجران الممنوع إنما هو ما كان لسبب دنيوي، أما إذا كان بسبب فسق المرء وعصيانه، فأكثر العلماء على جوازه. (فتح الملهم ٣٥٥/٥-٣٥٦ المكتبة الأشرفية ديوبند)

وأما ما زاد على ذٰلك من الاجتناب وقطع الكلام جملة، فهٰذا لأهل الفسوق والمعاصي تاديبًا لهم؛ ولهٰذا ترجم البخاري على هٰذا الحديث وحديث المتخلفين الثلاثة: باب ما يجوز من الهجران لمن عصى، وأدخل حديث المتخلفين. ''باب ما يجوز في الهجران لمن عصى'' وأدخل حديث المتخلفين الثلاثة، ونهى النبي صلى الله عليه وسلم عن كلامهم. وذكر خمسين ليلة، ثم ذكر هٰذا الحديث ليس مما يجوز لغيرهم. (إكمال المعلم شرح صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة / باب في فضل عائشة رضي الله عنها ٤٤٦/٧ تحت رقم: ٢٤٣٩ دار الوفاء) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۵/۶/۱۵ھ

ثبوتِ زنا کے شرائط اور قطع تعلقی کا حکم

سوال (۸۶۶): -کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرعِ متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کچھ سال پہلے کی بات ہے کہ ناصر صاحب نے اپنی بیٹی سائرہ کا نکاح غنی نام کے شخص سے کیا، غنی کا ایک چھوٹا بھائی بھی ہے جس کا نام ساحل ہے، یعنی سائرہ کا دیور ساحل نے اپنی بھابھی سائرہ کی عصمت دری وآبرو ریزی کی، سائرہ نے یہ واقعہ اپنے شوہر غنی کو سنایا، شوہر نامدار کے علاوہ عزت لٹی ہوئی عورت کا زیادہ ہمدرد اور کون ہوسکتا ہے؟ واقعہ سننے کے بعد غنی نے اُلٹا اپنی عورت سائرہ کو ڈانٹا کہ تو میرے بھائی ساحل پر الزام لگا رہی ہے، تو اُس کو بدنام کر رہی ہے، تو جھوٹ بول رہی ہے، اور غنی نے یہ بات اپنے رشتہ داروں میں پھیلا دی، اور پھر سائرہ پر دباؤ ڈالا گیا کہ تو قرآن اُٹھا کر رشتہ داروں کے سامنے کہہ دے کہ ساحل نے میرے ساتھ کچھ نہیں کیا، جس عورت کا شوہر ہی اِس مصیبت کے وقت حمایت نہ کرے وہ عورت کر بھی کیا سکتی ہے، چناں چہ اُس نے قرآن اُٹھا کر جھوٹی قسم کھالی کہ ساحل نے میرے ساتھ کچھ نہیں کیا (جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ساحل سائرہ کے ساتھ وحشیانہ حرکتوں کی حد پار گیا) اِس کے بعد سائرہ پر مزید ظلم یہ ہوا کہ اُس کے شوہر غنی نے اُس کو طلاق بھی دے دی، اگرچہ سائرہ کا دوسرا نکاح کسی دوسرے شہر میں ہوچکا ہے، اور اچھی طرح اِزدواجی زندگی گذار رہی ہے؛ لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ اِس سال جب ناصر صاحب حج کو جانے لگے تو اِسی ساحل نے ناصر کی دعوت کی، اور ناصر صاحب اِس بدترین شخص کے گھر گئے اور دعوت کھائی، اور ساحل نے ایک جوڑا کپڑا بھی دیا، جو ناصر صاحب نے قبول کرلیا۔ اِسی طرح ساحل بھی ناصر کے یہاں گیا، اور ناصر نے بھی ساحل کو کپڑے دیئے، جب کہ اِسی ساحل نے ناصر صاحب کی لڑکی کی عصمت دری کی تھی، اور اِسی وجہ سے سائرہ کو طلاق ہوئی تھی۔ مذکورہ حالت میں:

(۱) کیا ناصر صاحب کا ساحل جیسے کمین شخص کی دعوت قبول کرنا، اُس کے گھر جانا، کپڑے قبول کرنا اور ساحل کو بھی دعوت دینا، کپڑے دینا، اُس کا اعزاز کرنا وعزت افزائی کرانا ازروئے شرع درست ہے؟

(۲) ناصر صاحب کے عاقل بالغ ذی شعور لڑکے بھی ہیں، اُن کو اِن حالات کا پورا علم ہے، اُن کی خاموشی کا حکم شرعی کیا ہے؟

(۳) غنی، ساحل اور اُس کے رشتہ دار جنھوں نے قرآن اُٹھا کر سائرہ سے جھوٹی قسم کھانے پر مجبور کیا اور دباؤ ڈالا، اُن کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَز روئے شرع کسی بھی شخص کے بارے میں زنا کا ثبوت اُس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک کہ چار معتبر گواہ واضح طور پر اِس بات کی گواہی نہ دیں یا خود زانی اِس کا اقرار نہ کرے۔ آپ نے سوال میں جو تفصیل ذکر کی ہے اُس میں اِس طرح کے ثبوت کا کوئی ذکر نہیں ہے؛ بلکہ محض ایک عورت سائرہ کا دعویٰ مذکور ہے، ظاہر ہے کہ اِس سے ساحل کے مجرم ہونے کا ثبوت نہیں ہوسکتا؛ لہٰذا اِس واقعہ اور اِس کے بعد پیش آمدہ واقعہ کے باوجود محض اِس الزام کی وجہ سے ناصر صاحب کو ساحل سے قطع تعلق کرنے کا حکم نہیں دیا جائے گا، اور اُس کے گھر آنے جانے اور اُس کا ہدیہ وغیرہ قبول کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہ ہوگا، اور مذکورہ مسئلہ میں سائرہ سے قسم لینے کی ضرورت نہیں تھی، جنھوں نے بھی اس سے جبراً قسم لی ہے، اُن کو اپنے گناہ سے توبہ کرنی چاہئے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ. حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ﴾ [الحج، جزء آیت: ۳۰-۳۱]

عن عبد اللّٰہ بن عمرو رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم: الكبائر الاشراک بالله وعقوق الوالدين، وقتل النفس واليمين الغموس. (صحيح البخاري ۲/۹۸۷)

عن عقبة بن عامر رضي الله عنه قال: لقيت رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال لي: يا عقبة بن عامر! صل من قطعک، وأعط من حرمک، واعف عمن ظلمک. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ۲۸/۶۵۴ رقم: ۱۷۴۵۲ ط: الرسالة)

ويثبت بشهادة أربعة رجالٍ في مجلس واحدٍ، فلو جاء وا متفرقين حدوا – إلى قوله – فإن بينوه، وقالوا: رأيناه وطئها في فرجها كالميل في المكحلة، وعدلوا سرًا، وعلانية إذا لم يعلم بحالهم حكم به وجوبًا ويثبت أيضًا بإقراره.

(شامي / كتاب الحدود ٨/٦ ١٠٠ زكريا)

ويثبت أي الزنا عند القاضي بشهادة أربعة فيه إيماء إلى أنه يشترط كونهم ذكورًا بالزنا لا بالوطء والجماع أي متلبسة بلفظ الزنا، وفيه إيماء إلى أنه لو شهد به إثنان وشهد آخران أنه أقر بهٖ لا يحد، وقالوا: رأيناه وطئها كالميل في المكحلة وعدلوا سرًا وجهرًا حكم به وبإقراره أربعًا في مجالسة الأربعة.

(النهر الفائق شرح كنز الدقائق / باب الشهادة على الزنا والرجوع عنها ١٢٦/٣ -١٢٩، وكذا في البحر الرائق / كتاب الحدود ٧/٥- ١٠ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۱/۱/۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

زنا کاری کرنے والے کو کنڈوم فروخت کرنا

سوال (۸٦۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر یقین یا ظن غالب سے معلوم ہوجائے کہ کنڈوم (نرودھ) کا استعمال زنا کے لئے ہوگا، تو ایسے شخص کو میڈیکل والا کنڈوم دے سکتا ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جس شخص کے بارے میں یقین اور ظن غالب ہو کہ وہ اِس سے بدکاری کرے گا تو ایسے شخص کو فروخت کرنا مکروہِ تحریمی ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ۳۲۱/۱۸ ڈابھیل)

ما قامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريمًا. (شامي ٥٦١/٩ زكريا)

إن ما قامت المعصية بعينه مكروه بيعه. (البحر الرائق ١٤٣/٥ كوئٹه)

بیع أمرد ممن یلوط به، وبیع سلاح من أهل الفتنة، لأن المعصیة تقوم بعینه. (الدر المختار مع الشامي ٩/ ٥٦١ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۲/۱۱/۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ناجائز کاموں سے روکنے کے لئے میڈیکل والے کا کنڈوم اور مسقط دواؤں کو نہ بیچنا؟

سوال (٨٦٨): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میڈیکل والا اِسقاطِ حمل اور قوتِ باہ کی دوا اور کنڈوم کو اگر ناجائز صورتوں میں نہیں دیتا ہے، اِس مقصد سے کہ دوا لینے والا ناجائز استعمال سے رک جائے، چاہے میڈیکل والے کی تجارت کا نقصان ہوجائے؛ لیکن وہ شخص تو پھر بھی مذکورہ دوائیں دوسرے میڈیکل سے حاصل کرلیتا ہے، میڈیکل والے کا مقصد گناہ سے بچانا تھا، وہ مقصد پورا نہیں ہوا، تو ایسی شکل میں میڈیکل والے کے لئے دوا دینے کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: میڈیکل والے کا برائیوں سے روکنے کی غرض سے مذکورہ اَشیاء کو فروخت کرنے سے احتیاط برتنا ایک قابل تحسین عمل ہے، اِس جذبہ پر ان شاء اللہ اجر وثواب ملے گا، پھر بھی اگر برائی کرنے والے کوئی اور راستہ اختیار کرتے ہیں، تو میڈیکل والے پر اُس کی کوئی ذمہ داری نہ ہوگی۔

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی﴾ [الزمر، جزء آیت: ٧]

إنما المعصیة بفعل المستأجر وهو مختار فیه فقطع نسبته عنه. (طحطاوي علی الدر ٤/ ١٩٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۲/۱۱/۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا شراب اور زنا سے توبہ کرنے والے کا اِیمان باقی رہتا ہے؟

سوال (۸۶۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص شراب پیتا ہے اور زنا بھی کرتا ہے، اور پھر توبہ کرتا ہے اور یہ عہد کرتا ہے کہ اگر ہم پھر شراب پئیں یا زنا کریں، گویا ایسا ہے کہ خنزیر کا گوشت کھائیں، پھر صحیح دل سے توبہ کرتا ہے، تو اَب ایمان باقی رہا یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسے شخص کا ایمان باقی ہے، اگر سچی توبہ کر لے اور اپنے برے اَعمال پر ندامت ہو، تو انشاء اللہ مغفرت کی بھی اُمید ہے۔

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: التائب من الذنب كمن لا ذنب له. (سنن ابن ماجة، كتاب الزهد / باب ذكر التوبة رقم: ٤٢٥٠ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح ٢٦/١، الدعاء للطبراني ٥١٠/١ رقم: ١٨٠٧)

والكبيرة لا تخرج العبد المؤمن من الإيمان ولا تدخله الكفر. قال التفتازاني تحته: ومجرد الإقدام على الكبيرة لغلبة شهوته أو حمية أو أنفة أو كسل، خصوصًا إذا اقترن به خوف العقاب ورجاء العفو، والعزم على التوبة لا ينافيه (أي الإيمان) نعم إذا كان بطريق الاستحلال والاستخفاف كان كفرًا لكونه علامةً للتكذيب. (شرح العقائد النسفية ٨٣ كراچی، وكذا في الفقه الأكبر للإمام الأعظم أبي حنيفة وشرحه للملا علي القاري رحمهما الله ٧١ - ٧٢، وكذا في شرح العقيدة الطحاوية ٢٩١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۴۱۵/۴/۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اپنے نفس کو خوش رکھنے کے لئے ہاتھ سے منی نکالنا؟

سوال (۸۷۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بہت سے لوگ اپنے نفس کو خوش کرنے کے لئے ہاتھ سے منی نکالتے ہیں، کیا یہ صحیح ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ عمل سخت گناہ کا موجب اور قابلِ لعنت ہے، اِس میں دینی، دنیوی، جسمانی اور روحانی ہر طرح کے مفاسد پائے جاتے ہیں، شریعت میں قطعاً اِس کی اجازت نہیں ہے؛ اِس لئے اِس سے بچنا لازم اور توبہ واستغفار ضروری ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُلٰئِکَ هُمُ الْعٰدُوْنَ﴾ [المعارج: ۳۱]

عن ابن عباس رضي اللّٰہ تعالیٰ عنهما قال: قال رجل: إني أعبث بذكري حتى أنزل، قال: إن نكاح الأمة خيرٌ منه، وهو خير من الزنا. (المصنف لعبد الرزاق ۳۹۰/۷ رقم: ۱۳۵۸۸)

عن جابر عن أبي الشعثاء رضي اللّٰہ تعالیٰ عنها قال: هو ماء ک فأهرقه. (المصنف لعبد الرزاق ۳۹۱/۷ رقم: ۱۳۵۹۱)

قال الشافعي رحمه اللّٰہ تعالیٰ: قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ. اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِهِمْ أوْ مَا مَلَکَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ. فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْعَادُوْنَ﴾ [المؤمنون: ۵-۶-۷] قال الشافعي: فلا يحل العمل بالذكر إلا في زوجة أو ملک يمين فلا يحل الاستمناء. (السنن الكبریٰ للبيهقي / باب الاستمناء ۳٤۰/۷ دار الحديث القاهرة)

واستدل به بعض المالكية على تحريم الاستمناء؛ لأنه أرشد عند العجز عن التزويج إلى الصوم الذي يقطع الشهوة، فلو كان الاستمناء مباحًا لكان الإرشاد إليه أسهل. (فتح الباري ۱۱۲/۹، تحفة الأحوذي ۱٦۹/٤)

عن أنس بن مالک رضي اللّٰه عنه عن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم قال: سبعةٌ لا ینظر اللّٰه إلیهم یوم القیامة ولا یزکیهم، ولا یجمعهم مع العالمین، ویدخلهم النار في أول الداخلین، إلا أن یتوبوا، ومن تاب تاب اللّٰه علیه: الناکح یده. **الحدیث** (تفسیر ابن کثیر [المؤمنون: ۷] ۲۳۹/۳ سهیل اکیڈمی لاهور، وکذا في حاشیة الصاوي علی تفسیر الجلالین [المؤمنون] ۱۵۸/٤ دار الباز مکة، وکذا في تفسیر المدارك [المؤمنون: ۷] ۲۹/۲)

قال القرطبي رحمه اللّٰه تعالیٰ تحت قوله تعالیٰ: ﴿اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ﴾ هٰذا یقتضي تحریم الزنا وما قلناه من الاستمناء. (الجامع لأحکام القرآن الکریم [المؤمنون: ٦] ۷۲/۱۲ دار الکتب العلمیة بیروت)

ناکح الید ملعون. (الدر المختار، کتاب الصوم / باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد ۳۹۹/۲ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۵/۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قتلِ ناحق پر وعیدیں

سوال (۱۷۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مسلمان کو ناحق قتل کرنے سے متعلق قرآن وحدیث میں کیا کیا وعیدیں مذکور ہوئی ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی مسلمان کا ناحق قتل کرنا بدترین اکبر الکبائر میں سے ہے، قرآنِ کریم اور اَحادیثِ شریفہ میں اِس جرم پر سخت ترین وعیدیں آئی ہیں، جس کو درست کرنا کسی مخلوق کے بس کی بات نہیں۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِیْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا﴾ [النساء: ۹۳]

وقال تعالیٰ: ﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا﴾ [المائدة، جزء آیت: ٢٦] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۱/۱/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کفار کے قتل کے بارے میں قرآن کا کیا حکم ہے؟

سوال (۸۷۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عمر کا کہنا ہے کہ قرآن میں اللہ کا حکم ہے کہ جب تک کافر ایمان نہ لے آئے اُن کو قتل کرتے رہو، کیا عمر کا یہ قول درست ہے؟ اگر قرآنِ پاک میں ایسا حکم نہیں ہے تو کیا عمر پر کفارہ واجب ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کفار دو طرح کے ہیں: ایک تو وہ ہیں جو مسلمانوں کے خلاف برسرِ پیکار رہوں، اور اُن سے جنگ جاری ہو، تو ایسے کافروں سے قرآنِ کریم میں سختی برتنے کا حکم دیا گیا ہے، اِس کے برخلاف وہ کفار جو مسلمانوں سے جنگ نہ کر رہے ہوں، یا کسی اِسلامی ملک میں اَمن لے کر رہتے ہوں، یا غیر اِسلامی جمہوری ممالک میں آپسی بھائی چارہ کے ساتھ رہتے ہوں، تو ایسے کافروں کے ساتھ قتل وقتال یا خون ریزی کا حکم نہیں ہے؛ بلکہ اُن کے ساتھ حسنِ اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہئے؛ تاکہ وہ اِسلام کے قریب آسکیں، اور اُن کے لئے ہدایت حاصل کرنا آسان ہو۔ مسئولہ صورت میں عمر کو صحیح علم حاصل کرنا چاہئے، اور اپنی دلیل بات سے رجوع کرکے توبہ کرنی چاہئے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ﴾ [الممتحنة، جزء آیت: ٨] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۷/۴/۱۴۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خودکشی کرنا؟

سوال (۸۷۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: خودکشی کرنا ایک گناہ ہے؛ کیوں کہ ایک دفعہ میں والدصاحب مرحوم سے لڑکر کے کنویں میں کود گیا تھا، پھر دوبارہ اِس کا اِرادہ کررہا ہوں کہ اللہ کا ڈر اور قبر کے عذاب سے ڈر لگتا ہے، اَب کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خودکشی کرنا حرام ہے، کسی حال میں اِس کی اجازت نہیں ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ [البقرة، جزء آیت: ۱۹۵]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۶/۶/۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا زنا بالجبر سے بچنے کیلئے عورت خودکشی کرسکتی ہے؟

سوال (۸۷۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: موجودہ دور میں دورانِ فساد غیر مسلم مسلمانوں کے گھروں پر حملہ کرتے ہیں، جس کے نتیجہ میں بعض جگہ عورتوں کے ساتھ جبراً زنا کیا جاتا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسی صورتِ حال میں عورت دوسرے کو اپنے اوپر قدرت دے یا اپنی عزت کو بچا کر جان بحق ہوجائے؟ قواعد فقہ کی روشنی میں یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ عورت جان نہ دے؛ بلکہ زنا کا ارتکاب کرے۔ **إذا ابتلیٰ بلیتین فلیختر أهونهما؟**

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسی نازک صورتِ حال میں بھی عورت کو خودکشی کی اِجازت نہیں، حتی الامکان اپنی عفت وعصمت کی حفاظت کرے اور اگر پھر بھی اُسے مجبور کردیا

جائے تو اُس پر گناہ نہ ہوگا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

إذا أُكرهت على الزنا من نفسها فمكنت من نفسها فلا إثم عليها. (الفتاوى الهندية، كتاب الإكراه / الباب الثاني ٤٨/٥)

وفي جانب المرأة يرخص لها الزنا بالإكراه الملجى. (شامي / كتاب الإكراه ١٣٧/٦ كراچی، ١٨٨/٩ زكريا)

وكذا يستفاد الحكم المذكور من عبارة الشامية: والمرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه، والفتوىٰ على أنه ليس لها قتله ولا تقتل نفسها؛ بل تفدي نفسها بمال. (شامي ٢٥١/٦ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۳/۳/۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

گالی دینا اور لعن طعن کرنا؟

سوال (۸۷۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جو لوگ گالی گلوچ بکتے رہتے ہیں اُن کی کیا سزا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: گالم گلوچ کرنا گناہ ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا کہ مسلمان لعن طعن کرنے والا نہیں ہوسکتا۔

عن ابن مسعود رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: ليس المؤمن بالطعان ولا باللعان ولا الفاحش ولا البذي. (مشكاة المصابيح ٤١٣/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱/۹/۱۴۱۳ھ

کسی کو گالی دینا کیسا ہے؟

سوال (۸۷۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی کو گالی دینا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: گالی دینے والا فاسق اور گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہے۔

عن ابن مسعود رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: سباب المسلم فسوق وقتاله کفر. (صحیح البخاري ۸۹۳/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۵/۵/۱۴۲۳ھ

میت کی غیبت کی تلافی کیسے ہوگی؟

سوال (۸۷۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حقوق العباد میں اگر کسی نے کسی کی غیبت کردی تو اُس سے معافی تلافی کرلے؛ لیکن کسی ایسے انسان کی غیبت کی ہے جس کی موت ہوچکی ہے، اُس کا کیا ہوگا؟ اُس کی تلافی میں کیا کرنا پڑے گا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مردہ کی غیبت کرنا اور اُس کی برائی کرنا زندوں کی غیبت سے بھی زیادہ سخت ہے، اُس کی تلافی کی شکل یہ ہے کہ غیبت کرنے والا اپنے گناہ سے توبہ واستغفار کرے، اور جس کی غیبت کی ہے لوگوں میں اُس کی خوبیاں بیان کرے، اُس کے لئے دعاء مغفرت کرے اور صدقہ خیرات تلاوت وغیرہ کرکے اُس کے لئے ایصالِ ثواب کردے، اُمید ہے کہ ان شاء اللہ کسی حد تک تلافی ہوجائے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ جدید ۴۹۶/۱۸)

سبّ الأموات یجري مجری الغیبة، فإن کان أغلب أحوال المرء الخیر، وقد تکون منه الفلتة، فالاغتیاب له ممنوع. وإن کان فاسقًا معلنًا فلا غیبة له،

فكذٰلک اليمت. ويحتمل أن يكون النهي ...... فلما مات، تركت ذٰلک، ونهت عن لعنه.

(فتح الباري، كتاب الجنائز / باب ما ينهى من سب الأموات ٢٥٩/٣ رقم: ١٣٩٣ مكتبة الرياض الحديثة)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: "أتدرون ما الغيبة"؟ قالوا: اللّٰه ورسوله أعلم، قال: "ذِكرُک أخاک بما يكره". قيل: أفرأيت إن كان في أخي ما أقول؟ قال: "إن كان فيه ما تقول فقد اغتبتَه، وإن لم يكن فيه فقد بهتّه". (صحيح مسلم، كتاب البر والصلة / باب تحريم الغيبة ٣٢٢/٢ رقم: ٢٥٨٩ بيت الأفكار الدولية)

وإذا لم تبلغه يكفيه الندم، وإلا شرط بيان كل ما اغتابه به، وفي الشامي: فإن غاب أو مات فقد فات أمره. ولا يدرک إلا بكثرة الحسنات لتوخذ عوضًا في القيامة، فإن مات الثاني قبل بلوغها إليه فتوبته صحيحة. (شامي ٥٨٨/٩ زكريا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۵/۱۱/۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیبت کا کفارہ؟

سوال (۸۷۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کوئی شخص کسی کا مزاق اُڑائے یا کسی کی پیٹھ پیچھے غیبت کرے اور اَب اپنے اِس فعل پر نادم ہے، تو کیا کوئی ایسا طریقہ ہے جس سے وہ عذابِ آخرت سے چھٹکارا پاسکے، اور آخرت میں اُس کی پکڑ نہ ہو؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جن لوگوں کے ساتھ آپ نے استہزاء یا غیبت کا معاملہ کیا ہے، اگر وہ زندہ ہوں اور اُن کا پتہ آپ کو معلوم ہو، تو اُن سے براہِ راست رابطہ قائم کر کے معافی کے طلب گار رہوں، اور اگر اُن سے رابطہ نہ قائم ہو سکے یا اُن کا کچھ پتہ نہ ہو یا وہ مرگئے ہوں، تو اُن کے لئے استغفار اور دعاء خیر کریں، یہی آپ کے لئے اِس گناہ کا کفارہ ہوگا۔

وما ذكر في غير الغائب والميت، أما فيهما فينبغي أن يكثر لهما الاستغفار. (روح المعاني ١٦٠/٢٦، معارف القرآن ١٢٣/٨)

والمراد أن يبيّن له ذٰلک ويعتذر إليه ليسمح عنه، بأن يبالغ في الثناء عليه والتودّد إليه ويلازم ذٰلک حتى يطيب قلبه. وإن لم يطب قلبه كان اعتذاره وتودّده حسَنةٌ يقابل بها سيئة الغيبة في الآخرة، وعليه أن يخلص في الاعتذار، وإلا فهو ذنب آخر، ويحتمل أن يبقى لخصمه عليه مطالبة في الآخرة ...... بل يستغفر اللّٰه له إن علم أن إعلامه يثير فتنةً ...... الخ. (رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع ٤١١/٦ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۱/۶/۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بول چال بند کرنا کیسا ہے؟

سوال (۸۷۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بول چال بند کرنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تین دن سے زیادہ بول چال بند کرنا سخت گناہ اور قطعاً حرام ہے۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: لا يحل لمسلم أن يهجر أخاه فوق ثلاثٍ، فمن هجر فوق ثلاثٍ فمات دخل النار. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب فيمن يهجر أخاه المسلم ٦٧٣/٢ رقم: ٤٩١٤ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح ٤٢٨/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۵/۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تین دن سے زیادہ قطع تعلق جائز نہیں

سوال (۸۸۰): - کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرعِ متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: احقر کے بڑے بھائی جو تقریباً ۳؍ سال کے عرصہ سے اپنے دل میں بغض رکھے ہوئے ہیں، بالکل بات نہیں کرتے، خود ہی سلام کرلو تو جواب دے دیتے ہیں۔

دراصل احقر سے یہ غلطی ہوئی تھی؛ کیوں کہ میرے بھائی میرے بچوں سے بالکل اُنسیت نہیں رکھتے اور بچے بھی اِس بات کو محسوس کرتے ہیں، میرے بھائی کے اپنی کوئی اَولاد نہیں ہے، ایک لڑکی لے پالک ہے، میں نے ایک مرتبہ ایک خط میں یہ تحریر کردیا تھا کہ تمہاری لے پالک لڑکی سے زیادہ حق تمہارے اوپر میرے بچوں کا ہے، اِس کے بعد سے وہ ناراض ہے، کچھ اور بھی غلط فہمیاں ہوسکتی ہیں، احقر نے کئی مرتبہ تحریری طور پر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے گذشتہ سال رمضان المبارک میں ودیگر صورتوں میں کوشش کی؛ لیکن وہ راضی نہیں ہوئے، والدہ صاحبہ سے بھی کئی مرتبہ احقر نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت داری سے معافی مانگی اور دل صاف کرنے کی عرض کی، مگر وہ بھی کچھ نہ کرسکے، جب کہ اُن کے پاس آپ کا آنا جانا برابر ہے، ایسی صورت میں احقر کے لئے کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ اپنی طرف سے بھائی صاحب کی غلط فہمیاں دور کرنے اور اُنہیں خوش کرنے کی کوشش کرتے رہیں، اِس طرح آپ پر بھائی سے قطع تعلق کا وبال نہ ہوگا اور اپنے تعلق نہ رکھنے پر آپ گنہگار نہ ہوں گے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا يحل لمؤمن أن يهجر مؤمنًا فوق ثلاث، فإن مرت به ثلاثٌ فليَلقَه فليسلم عليه، فإن رد عليه السلام فقد اشتركا في الأجر، وإن لم يردَّ عليه فقد باء بالإثم. زاد أحمد: وخرج المسلم من الهجرة. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب فيمن يهجر أخاه المسلم

٦٧٣/٢ رقم: ٤٩١٢ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح ٤٢٨)

یعنی مومن کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ کسی مؤمن سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرے؛ لہٰذا جب تین دن گذر جائیں تو اُن میں سے ایک دوسرے سے ملاقات کرے اور سلام کرے، اگر دوسرا جواب دے دے تو دونوں اَجر میں شریک ہوئے اور اگر جواب نہ دے تو وہ گنہگار رہوگا، جب کہ سلام کرنے والا قطع تعلق کے گناہ سے بچ جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۴۱۳/۹/۲۷ھ

بلاکسی عذرشرعی کے دل میں کینہ رکھنا اور مقاطعہ کرنا درست نہیں

سوال (۸۸۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک لڑکا جس کی عمر تقریباً ۲۲ر سال ہے، دوسرا شخص جس کی عمر تقریباً ۳۵ر سال ہے، اَچانک دونوں میں رغبت واُخوت کا سلسلہ شروع ہوگیا، ۲۲ر سال والا لڑکا اس وقت دینی زندگی سے بالکل عاری تھا اور ایک بھٹکی ہوئی زندگی گذار رہا تھا، اور دوسرا کافی حد تک دین دار تھا، دوسرے لڑکے نے پہلے والے کو دینی ماحول میں رکھا اور دینی اُمور کا پابند بنادیا اور سوءِ اتفاق ایک دن ایسا آیا کہ دونوں میں کچھ کاروباری سلسلہ میں ناچاقی ہوگئی، لڑائی میں گالم گلوچ بھی ہوگیا؛ لیکن اَب بھی یہ دوسرا شخص اُس سے بے حد محبت کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ پھر اُس کی سرپرستی کرے، تو ایسے حالات میں اُس شخص کا اِس لڑکے سے کنارہ کشی کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور کیا وہ شخص کنارہ کشی کرنے سے گنہگار رہوگا یا نہیں؟ اُس شخص پر شرعاً کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بلاکسی شرعی عذر کے کسی مسلمان بھائی سے دل میں کینہ رکھنا اور قصداً اُس سے میل جول نہ رکھنا شرعاً درست نہیں ہے، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

عن أنس رضي اللّٰه تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: لا تقاطعوا ولا تدابروا ولا تباغضوا ولا تحاسدوا وكونوا عباد اللّٰه إخوانًا، ولا يحل للمسلم أن يهجر أخاه فوق ثلاث. (سنن الترمذي، أبواب البر والصلة / باب ما جاء في الحسد ۲/ ۱۵ رقم: ۱۹۳۵)

یعنی آپس میں مقاطعہ مت کرو، غیبت نہ کرو، حسد نہ کرو، بغض نہ رکھو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ، اور کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن تک بول چال بند رکھے۔

اِس لئے ہر مسلمان کو اپنے محبوب آقا سرورِ کائنات فخرِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت اور حکم کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اِن اُمور سے پوری طرح احتراز کرتے رہنا چاہئے۔ مسئولہ واقعہ میں بہتر یہ ہے کہ ۳۵؍سال والا شخص ۲۲؍سال والے جوان کی غلطیوں کو درگذر کرتے ہوئے اُس کے ساتھ حسبِ سابق معاملہ کرے اور حسنِ اخلاق سے پیش آئے، یہ اللہ کے نزدیک بڑی سعادت کی بات ہوگی اور ایک مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کا سبب ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۴/۵/۸ھ

کاروباری نقصان کی وجہ سے سسر کا داماد اور بیٹی سے رشتہ توڑنا؟

سوال (۸۸۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرعِ متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص نے اپنے داماد کی شرکت میں کام شروع کیا تھا، کام میں نقصان ہوگیا، مار پیٹ کی نوبت آ گئی، اُس وقت سے اَب تک کئی سال ہوگئے ہیں، سسر اپنے داماد اور بیٹی سے رشتہ منقطع کئے ہوئے ہیں، حالاں کہ سسر اور داماد کا گھر تقریباً دس قدم کے فاصلہ پر ہے، اور سسر قطع تعلق کئے ہوئے ہے، ویسے تو سسر پانچ وقت کا نمازی ہے، اور حدیث بھی سنتے ہیں، ایسے شخص کے بارے میں اللہ اور رسول کے کیا احکامات ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: معمولی سی بات پر رشتہ داری کو منقطع کرنا اور برابر ناراض رہنا شرعاً جائز نہیں ہے، ایک عام مسلمان سے بھی تین دن سے زیادہ بول چال بند کرنے سے منع کیا گیا ہے، تو قریبی رشتہ دار سے بول چال بند کرنا کیسے جائز ہوسکتا ہے؛ لہٰذا سوال میں مذکورہ شخص پر لازم ہے کہ وہ جلد از جلد اپنی ناراضگی ختم کرے اور داماد اور بیٹی سے رشتہ بحال کرے، نیز داماد اور بیٹی پر بھی لازم ہے کہ سسر صاحب کی بڑائی کا خیال رکھتے ہوئے اُن سے معافی کی درخواست کریں اور اپنے عمل سے اُن کو راضی کرنے کی کوشش کریں، ورنہ وہ بھی گنہگار رہوں گے۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا هجرة فوق ثلاثٍ. (مسند البزار، البحر الزخار ۱۷/ ۱۳٤ رقم: ۹۷۲۳)

وزاد في رواية عنه: ومن هاجر فوق ثلاثٍ فمات دخل النار. (السنن الكبرىٰ للنسائي ۸/ ۲٦۱ رقم: ۹۱۱٤)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: لا يحل لمسلم أن يهجر أخاه فوق ثلاثٍ، فمن هجر فوق ثلاثٍ فمات دخل النار. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب فيمن يهجر أخاه المسلم رقم: ٤۹۱٤ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح ۲/ ٤۲۸ مكتبة سعد ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۶/۸/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

معاہدہ توڑنے والے سے قطع تعلق کرنا؟

سوال (۸۸۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے اور ایک شخص کے درمیان مکان کے پرنالہ کے متعلق ایک معاہدہ رجسٹری طے تھا، اَب وہ اِس معاہدہ پر عمل کرنے سے انکار کررہا ہے، کیا ایسے شخص سے عہد شکنی کی وجہ سے شرعاً قطع تعلق کرنا درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِس زمانہ میں قطع تعلق عموماً اِصلاح کا نہیں؛ بلکہ طرح طرح کے مفاسد کا ذریعہ بن جاتا ہے، اور ایک شخص سے کسی خاص بناء پر راہ ورسم ختم کرنے کا اثر بسا اَوقات پورے خاندان پر پڑتا ہے، اس لئے صورتِ مسئولہ میں قطع تعلق کا فتویٰ نہیں دیا جاسکتا، تعلق باقی رکھ کر افہام وتفہیم کا راستہ اپنانا چاہئے۔

عن أبي أیوب الأنصاري رضي اللّٰہ عنہ أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: لا یحل لرجلٍ أن یھجر أخاہ فوق ثلاث لیالٍ، یلتقیان فیُعرض ھٰذا ویعرض ھٰذا، وخیرھما الذي یبدأ بالسلام. (صحیح البخاري، کتاب الأدب / باب الھجرۃ رقم: ٦٠٧٧ دار الفکر بیروت، صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ / باب تحریم الھجر فوق ثلاث بلا عذر شرعي رقم: ٢٥٦٠ بیت الأفکار الدولیۃ، سنن الترمذي رقم: ١٩٣٢، سنن أبي داؤد، کتاب الأدب / باب فیمن یھجر أخاہ المسلم رقم: ٤٩١١ دار الفکر بیروت، مشکاۃ المصابیح ٤٢٨)

ترجمہ:- کسی مسلمان بھائی سے تین دن رات سے زیادہ ترک تعلق ہرگز جائز نہیں ہے۔

اِسی طرح آپ نے مقاطعہ سے منع فرمایا ہے اور صلہ رحمی کی تاکید فرمائی ہے۔ (ترمذی شریف ۲/۲۱، مستفاد: کفایۃ المفتی ۲/۱۹۲، فتاویٰ رحیمیہ ۶/۳۱۵) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۶/۳/۱۴۱۲ھ

مؤمن کا دوسرے مؤمن سے کہنا کہ میرے جنازہ میں ہاتھ نہ لگانا؟

سوال (۸۸۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کوئی مؤمن کسی دوسرے مؤمن سے کہے کہ میرے جنازہ میں ہاتھ نہ لگانا اور نہ سلام ودعا کرنا، اُس شخص کے لئے شریعتِ مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بلا کسی عذر شرعی کے کسی مسلمان سے سلام وکلام بند

کرنے کی اِجازت نہیں ہے؛ لہٰذا صورتِ مسئولہ میں مذکورہ کلمات کہنے والے شخص کو دوسرے شخص سے بات چیت کرکے ناراضگی ختم کرنی چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ آدمی کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن رات سے زیادہ بول چال بند کرے، پس یہ دونوں اِس طرح ملیں کہ ایک دوسرے سے اعراض کرتے ہوں اور اُن میں سب سے بہتر وہ ہے جو دوسرے سے سلام کی ابتدا کرے۔

عن عائشة رضي الله عنها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا يكون لمسلم أن يهجر مسلمًا فوق ثلاثة أيامٍ، فإذا لقيه سلَّم عليه ثلاث مرارٍ، كل ذٰلك لا يرد عليه، فقد باء بإثمه. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب فيمن يهجر أخاه المسلم رقم: ٤٩١٣ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح ٤٢٨/٢ مكتبه سعد ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۰؍۲؍۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

باہمی معاملات کو صاف کرنے کے لئے مقابل ومخاصم کے بااثر لوگوں کو بیچ میں ڈالنا؟

سوال (۸۸۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مخاصم اور مقابل سے معاملات کو صاف اور کشیدگی کو دور کرنے کی خاطر صلح صفائی کے لئے بیچ میں مقابل ومخاصم کے رشتہ داروں وبااثر لوگوں کو ڈالنا کیسا ہے؟ آیا اِس میں شرعاً کوئی گناہ ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپسی معاملات میں سدھار اور کشیدگی دور کرنے کی خاطر پنچ کے طور پر مخاصم ومقابل کے بااثر رشتہ داروں کو بھی بیچ میں ڈالنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے؛ بلکہ اگر یہ واقعۃً صلح ونیک اِرادہ کے پیشِ نظر ہو تو باعثِ اَجر بھی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپسی نزاعات خیر اور بھلائی کو ختم کر ڈالتے ہیں، اور آپسی صلح صفائی، نفلی نماز، روزہ، صدقہ

وخیرات سے بھی اَفضل ہے۔

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿وَالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾ [النساء، جزء آیت: ١٢٨]

وقال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِنْ اَهْلِهَا اِنْ يُرِيْدَا اِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا﴾ [النساء، جزء آیت: ٣٥]

عن أبي الدرداء رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ألا أخبركم بأفضلَ من درجة الصيام والصلاة والصدقة؟ قالوا: بلىٰ يا رسول اللّٰه! قال: إصلاح ذاتِ البين وفسادُ ذاتِ البين الحالقة. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب في إصلاح ذات البين ٦٧٣/٢ رقم: ٤٩١٩ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي رقم: ٢٥٠٩، مشكاة المصابيح ٤٢٨) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۸/۱/۱۴۲۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

مسجد میں بیٹھ کر مکان خالی کرنے کا وعدہ کیا، پھر نہیں کیا؟

سوال (٨٨٦): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: چھوٹے بھائی نے مسجد میں بیٹھ کر مالک مکان یعنی اپنے بڑے بھائی سے ایک شخص کے ساتھ عشاء کے بعد وعدہ کیا کہ میں صبح کو مکان خالی کردوں گا، یہ اُس مکان کا ذکر ہے جو اِس سے پہلے سوال میں ہے؛ لیکن چھوٹے بھائی نے اِس وعدہ کے بعد مکان خالی کرنے سے انکار کردیا کہ میں مکان خالی نہیں کروں گا، یہ بیٹھک مسجد میں اِس لئے ہوئی کہ دونوں بھائی اللہ کے گھر میں بیٹھ کر اپنے مسائل کو طے کرلیں، اِن دونوں شکلوں میں اسلامی قانون کیا کہتا ہے اور کیا سزا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: وعدہ خلافی کرنا سخت گناہ ہے اور منافق کی علامت ہے، چھوٹے بھائی پر لازم ہے کہ وہ اپنا وعدہ پورا کرے اور بڑے بھائی کا مکان خالی کردے۔

(مستفاد: مشکوٰۃ شریف ۱/۱۷)

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: آية المنافق ثلاث: إذا حدث كذب، وإذا وعد أخلف، وإذا ائتمن خان. (صحيح البخاري، كتاب الإيمان / باب علامة المنافق رقم: ۳۳ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، رقم: ۵۹ بيت الأفكار الدولية، سنن الترمذي، كتاب الأيمان / باب ما جا في علامة المنافق ۲/۹۱ رقم: ۲۶۳۱)

الخلف في الوعد حرام. (الأشباه والنظائر / كتاب الحظر والإباحة ۱۵۹ إشاعة الإسلام دهلي) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۹/۶/۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قرعہ اندازی کے بعد اُس سے اِنحراف کرنا؟

سوال (۸۸۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مخصوص قبیلہ نے لوکل باڈی کے الیکشن میں متحد ہوکر لڑنے کے لئے متحارب گروہ کے درمیان قرعہ اندازی کرکے ایک ہی شخص کو لڑنے کے لئے گولی ڈالی، سب نے درودِ پاک اور کلمہ پڑھ کر ایک بچہ سے گولی نکلوائی، ایک شخص کے نام کی گولی نکلی، اَب کچھ لوگ اِس قرعہ اندازی سے انحراف کررہے ہیں، ایسی شکل میں اُن کا انحراف کرنا شرعاً کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اتحاد کے بعد اختلاف وعدہ خلافی ہے جو شرعاً ممنوع ہے، حدیث میں وعدہ خلافی کو منافق کی علامت بتایا گیا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ۱/۱۷)

نیز یہ اختلاف موجودہ حالات میں عام مسلمانوں کے لئے بھی نقصان دہ ہے۔

عن أنس رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: تقبلوا لي ستًا اتقبل لكم بالجنة …… وإذا وعد فلا يخلف الخ. (المسند لأبي يعلىٰ رقم: ۴۲۵۷، المستدرك للحاكم ۴/۳۵۹، الترغيب والترهيب مكمل ص: ۶۲۷ رقم: ۴۵۲۷ بيت الأفكار الدولية)

عن عبادة بن الصامت رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: …… وأوفوا إذا وعدتم الخ. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ٥/٣٢٣)

عن أنس رضي اللّٰه عنه قال: ما خطبنا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إلا قال: لا إيمان لمن لا أمانة له، ولا دين لمن لا عهد له. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ٣/١٣٥، الترغيب والترهب مكمل: ٦٢٩ رقم: ٤٥٤٦ بيت الأفكار الدولية)

وخلف الوعد مذموم. (المبسوط للسرخسي / باب الاعتكاف ٣/١٢٥ دار الفكر بيروت) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۰/۶/۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

بیٹا پیدا ہونے پر حافظِ قرآن بنانے کا عہد کر کے اُس کے خلاف کرنا؟

سوال (۸۸۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے اللہ سے پکا وعدہ کیا کہ اُس کے یہاں بیٹا ہوگا، تو اُس کو حافظِ قرآن بنائے گا، مگر عمل اِس کے خلاف ہوگیا، تو ایسی صورت میں کیا ہوسکتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں اگر اُس نے اپنے بیٹے کو حافظِ قرآن بنانے کی کوشش نہیں کی، تو اُس پر وعدہ کی خلاف ورزی کا گناہ ہوگا؛ لہٰذا اُس پر لازم ہے کہ اگر وہ بیٹا باحیات ہو تو اُس کو حافظ بنانے کی فکر کرے۔

قال اللّٰه تبارک وتعالیٰ: ﴿وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عَاهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ﴾ [النمل: ٩١] فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۶/۱/۱۴۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

مقتدیٰ شخص کی توبہ

سوال (۸۸۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی مقتدیٰ شخص سے مجمع عام میں کوئی ایسی غلطی سرزد ہوجائے جو لوگوں کی گمراہی کا سبب بنے، تو علانیہ طور پر توبہ کرنا تکمیل توبہ کے لئے شرط قرار دیا جائے گا یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر مقتدیٰ شخص کی غلطی سے عوام کی گمراہی کا اندیشہ ہو اور بعد میں اس مقتدیٰ شخص کو اپنی غلطی کا احساس ہوجائے تو اسے برملا اپنی غلطی کا اظہار کرنا چاہئے؛ تاکہ گمراہی کا سد باب ہوسکے؛ لیکن یہ برملا اعلان توبہ کی تکمیل کے لئے شرط نہیں ہے؛ کیوں کہ حقوق العباد کے علاوہ چیزوں میں توبہ کے لئے عمومی اُصول یہ ہے کہ جو شخص سچے دل سے ندامت کے ساتھ اپنی کوتاہی سے توبہ کرے تو فیما بینہ وبین اللہ اُس کی معافی ہوجاتی ہے۔

قال الإمام النووي: التوبة ما استجمعت ثلاثة أمور: أن يقلع عن المعصية وأن يندم على فعلها وأن يعزم عزمًا جازمًا على أن لا يعود إلى مثلها أبدًا، فإن كانت تتعلق بآدمي لزم رد الظلامة إلىٰ صاحبها أو وارثه أو تحصيل البراءة منه، وركنها الأعظم الندم. وفي شرح المقاصد قالوا: إن كانت المعصية في خالص حق اللّٰه فقد يكفي الندم كما في ارتكاب الفرار من الزحف وترك الأمر بالمعروف، وقد تفتقر إلى أمر زائد كتسليم النفس للحد في الشرب وتسليم ما وجب في ترك الزكاة، ومثله في ترك الصلاة، وإن تعلقت بحقوق العباد لزم مع الندم، والعزم إيصال حق العبد أو بدله إليه إن كان الذنب ظلمًا كما في الغصب، والقتل العمد. ولزم إرشاده إن كان الذنب إضلالاً له والاعتذار إليه إن كان أيذاء كما في الغيبة إذا بلغته، ولا يلزم تفصيل ما اغتابه به إلا إذا بلغه على وجه أفحش، والتحقيق أن هٰذا الزائد واجب آخر خارج عن التوبة. (روح المعاني ۲۳۵/۱۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱/۲/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

توبہ کے بعد گناہ پر عار دلانا جائز نہیں

سوال (۸۹۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہماری بیٹی صوفیہ مہتاب عرف حنا ۱۰/اپریل کو ایک اجنبی لڑکے کے ساتھ بغیر گھر والوں کی اِجازت کے نکل گئی، پرتاپ گڈھ سے الٰہ آباد پھر کانپور پھر الٰہ آباد تقریباً اگلے دن ساڑھے گیارہ بجے رات دونوں احمد آباد پہنچے، رات گذرنے کے بعد صبح شرعی طریقہ سے نکاح کیا، اُس کے بعد کورٹ میرج کیا (کاغذات سب موجود ہیں) لڑکے لڑکی کا بیان ہے کہ نکاح سے پہلے ہم دونوں کے درمیان ہمبستری نہیں ہوئی، ہم دونوں شادی سے پہلے اِس گناہ سے پاک صاف رہے۔ لڑکی کا بیان ہے کہ سب سے بڑی میری غلطی یہ ہے کہ میں ماں باپ کی اجازت کے بغیر چلی گئی، اِس پر ہم نے اپنی غلطیوں کی اللہ سے توبہ کی۔ نکاح سے پہلے ہمارے مابین کوئی غلط تعلق قائم نہیں ہوا تھا، اِس پر ہم خدا کی قسم کھاکر کتاب اللہ ہاتھ میں لے کر صفائی دینے کے لئے تیار ہیں، جیسا کہ میں نے اپنے علاقہ کے معتبر عالم دین کے سامنے صفائی دی ہے، اور توبہ بھی کرلی ہے۔ اور ہم نے (لڑکی نے) پندرہ لوگوں کے سامنے سماجی توبہ بھی کرلی ہے۔ اَب مسئلہ یہ پوچھنا ہے کہ اِس ساری روداد کے بعد اور اپنی غلطی کے اعتراف کے باوجود کچھ لوگ اُلٹی سیدھی باتیں اور سماجی بائیکاٹ کی باتیں کررہے ہیں، اگر شریعت غلطی کا اعتراف کرنے کے باوجود کوئی سزا متعین کرتی ہے یا سماجی توبہ کا دوبارہ حکم دیتی ہے، تو ہم بخوبی اللہ اور رسول کو راضی کرنے کے لئے تیار ہیں، قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب اور وضاحت مطلوب ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حسبِ تحریر سوال جب کہ لڑکا اور لڑکی دونوں اپنی غلطیوں سے برسرعام توبہ کرچکے ہیں، اور شرعی طور پر اُن کے درمیان نکاح بھی منعقد ہوچکا ہے، تو اَب سابقہ غلطیوں کی بنیاد پر اُن کے خلاف تبصرے کرنا یا اُن کے گھر والوں کو ذلیل کرنا یا سماجی بائیکاٹ کرنا سب ناجائز ہے۔ اَحادیثِ شریفہ میں گناہ سے توبہ کرنے کے بعد اُس پر عار دلانے

پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، اِس لئے جو لوگ اِس معاملہ کو غلط رخ دے رہے ہیں اُنہیں اپنے ارادوں سے باز آنا چاہئے، اور کسی مسلمان کی عزت سے کھلواڑ نہیں کرنا چاہئے۔

عن معاذ بن جبل رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلی صلی الله علیه وسلم: من عيّر أخاه بذنب لم يمت حتى يعمله، قال أحمد: قالوا من ذنب قد تاب منه. (سنن الترمذي رقم: ٢٥٠٥)

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لا تؤذوا المسلمين ولا تعيروهم ولا تطلبوا عثراتهم. (ابن حبان ٧٥/١٣، بحواله: منتخب أحاديث ٥٥٢-٥٣٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۱۱/۱۴۳۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

◆

ٹیلی ویژن اور تصاویر وغیرہ

اِسلام میں موسیقی اور ناجائز تفریحات کا حکم

سوال (۸۹۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: محترم ایک سوال ہے جس نے کافی دنوں سے ذہن کو منتشر اور دل کو پریشان کررکھا ہے، بہت غور وفکر اور مشورہ کرنے کے بعد بس آپ ہی کے نام پر دل نے صاد کیا ہے، مجھے اُمید ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ اِس سوال کا تشفی بخش جواب صرف میرے لئے ہی نہیں؛ بلکہ اور بہت سے تشنگانِ علم دین کے لئے مفید ثابت ہوگا۔ (جواب مفصل عنایت فرمائیں)

سوال: ہمارے کچھ دوست ایسے ہیں کہ جب اُن سے میں کہتا ہوں کہ سنیما ''رقص'' وسرود ''موسیقی'' ورائٹی شو، ڈرامے وغیرہ میں حاضری دینا اِسلامی روح کے خلاف ہے؛ کیوں کہ یہ ساری چیزیں ہمیں کاہلی، تن آسانی اور عیاشی کی طرف مائل کرتی ہیں، اور اِس طرح ہمیں اپنے فرائض منصبی سے غافل کرتی ہیں، تو وہ کہتے ہیں کہ پھر تو اسلام بڑا ہی خشک مذہب ہے اور اِس میں تفریح کا کوئی تصور ہی نہیں ہے، ہر طرف بوریت ہی بوریت ہے، دل بہلانے کے لئے سب چیزیں اس میں ناجائز ہیں، اُن کا سب سے مضبوط استدلال یہ ہے کہ موسیقی کی طرف تو ہر اِنسان کا فطری رجحان ہے اور ہر روح وجد میں آجاتی ہے، پھر اِسلام جو فطری دین ہونے کا دعوے دار ہے، ہمیں فطرتِ انسانی کے اِس تقاضے سے کیوں باز رکھتا ہے؟ اور ہمیں اِس سے محظوظ ہونے کی اِجازت کیوں نہیں دیتا؟

پھر وہ کہتے ہیں کہ موجودہ زمانے میں مشینی دور کی وجہ سے ہر آدمی از حد مصروف ہے، اور

دن بھر کام کرنے کے بعد ہر آدمی کا دل تفریح کو چاہتا ہے، اور یہ ریڈیو پر موسیقی، سنیما اور کلبوں کی تفریح ایک آدمی کے لئے بہت حد تک بوریت کو ختم کرنے کا سامان مہیا کردیتی ہے، اِن سب باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ازراہ کرم مندرجہ ذیل سوالوں کے جوابات ارشاد فرمایئے۔

(۱) کیا اسلام میں اِس قسم کی تفریح کا کوئی تصور ہے؟

(۲) اگر نہیں تو اسلام اِس کا کیا متبادل پیش کرتا ہے؟

(۳) اگر کوئی متبادل بھی نہیں تو اسلام کی طرف سے اِس عام بیزاری کو دور کرنے کے کیا طریقے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مروجہ حرام تفریحات کی طرف سے دفاع کرتے ہوئے سوال نامہ میں جو بات اُٹھائی گئی ہے، وہ محض سطحیت اور کوتاہ بینی پر مبنی ہے۔ تفریح کا مطلب دل کا سکون اور طبعی بشاشت ہے، اور یہ بات سنیما بینی اور ناچ رنگ وغیرہ سے ہرگز حاصل نہیں ہوتی؛ بلکہ اِن چیزوں میں پڑ کر آدمی کا ذہن اور پراگندہ ہوجاتا ہے، جس سے طبعی بےچینی اور شہوانی جذبات برانگیختہ ہوجاتے ہیں؛ لہٰذا اِسلام ایسی نام نہاد تفریحات کی ہرگز اجازت نہیں دے سکتا۔ اِس کے برخلاف اِسلام کی تعلیم یہ ہے کہ بندے کا مزاج ایسا بننا چاہئے کہ ذکرِ خداوندی اور عبادتِ ایزدی اُس کے لئے دلی سکون کا سب سے بڑا ذریعہ بن جائیں، چناں چہ قرآنِ پاک میں فرمایا گیا ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾

[الرعد، آیت: ۲۸]

ترجمہ:- جو لوگ ایمان لائے اور اُن کے دل اللہ کی یاد سے مطمئن ہیں، اور خبردار رہو کہ اللہ کی یاد ہی سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوسکتا ہے۔

الغرض اسلام ایسے لہو ولعب اور فضول مشاغل کی ہرگز تائید نہیں کرسکتا، جن سے تفریح کے

بجائے تخریب رونما ہو، اور آدمی کا مقصدِ تخلیق داغ دار ہو جائے؛ تاہم شریعت میں ایسا کوئی مشغلہ منع نہیں ہے جو بامقصد ہو، مثلاً بیوی سے دل لگی کرنا، یا اِعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جسمانی ورزش کرنا، یا آلاتِ حرب کی مشق کرنا وغیرہ۔

خلاصۂ جواب یہ ہے کہ آج دنیا جن چیزوں کو تفریح کہہ رہی ہے، حقیقی نظر میں وہ تفریح نہیں ہیں؛ بلکہ وہ بے چینی بڑھانے کا سبب ہیں، اِس لئے اُن میں اشتغال کی قطعاً اِجازت نہیں دی جاسکتی۔

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ قال العلامة الآلوسي في تفسير قوله تعالیٰ: ﴿لَهْوَ الْحَدِيْثِ﴾ على ما روي عن الحسن كل ما شغلک عن عبادة اللّٰه تعالیٰ وذكره من السمر والأضاحيک والخرافات والغناء ونحوها. (روح المعاني ١٠٢/١٢ زكريا)

وفي فتح القدير قوله: ودلت المسئلة على أن الملاهي كلها حرام حتى التغني بضرب القضيب؛ لأن محمدًا رحمه اللّٰه أطلق اسم اللعب والغناء بقوله: فوجد ثمة اللعب والغناء، فاللعب وهو اللهو حرام، كذا في العناية. وهٰذا القدر من التعليل كاف في بيان دلالة المسئلة على أن الملاهي كلها حرام، هو الصحيح المختار عندي. (فتح القدير، كتاب الكراهية / فصل في الأكل والشرب ١٥/١٠ بيروت، وكذا في الدر المختار مع الشامي ٣٤٩/٦ دار الفكر بيروت، مجمع الأنهر، كتاب الكراهية / فصل في المتفرقات ٥٥٠/٢ دار إحياء التراث العربي بيروت)

وفي التكملة: فالضابط في هٰذا الباب ...... أن اللهو المجرد الذي لا طائل تحته، وليس له غرض صحيحٌ مفيد في المعاش ولا المعاد حرام، أو مكروه تحريمًا، ...... وما كان فيه غرض ومصلحة دينية أو دنيوية، فإن ورد النهي عنه من الكتاب أو السنة كما في النردشير، كان حرامًا أو مكروهًا تحريمًا، ...... وأما لم يرد فيه النهي عن الشارع وفيه فائدة ومصلحة للناس، فهو بالنظر الفقهي على نوعين:

الأول: ما شهدت التجربة بأن ضرره أعظم من نفعه، ومفاسده أغلب على منافعه، وأنه من اشتغل به ألهاه عن ذكر اللّٰه وحده وعن الصلوات والمساجد، التحق ذٰلك بالمنهي عن الاشتراك العلة، فكان حرامًا أو مكروهًا. (تكملة فتح الملهم ٤/٤٣٥)

وفي فتح القدير: فاللعب وهو اللهو حرام بالنص، قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: لهو المؤمن باطلٌ إلا في ثلاث: تأديبه فرسه. وفي رواية: ملاعبته بفرسه، ورميه عن قوسه، وملاعبته مع أهله. (فتح القدير ١٠/١٥ بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۳/۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

T.V اور V.C.D پر فلم وناچ گانا وغیرہ دیکھنا؟

سوال (۸۹۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: فلم دیکھنا، ٹی وی دیکھنا، اِسی طرح وی سی ڈی پر ناچ گانا دیکھنا اور ریڈیو سے گانا وغیرہ سننا کیسا ہے؟ نیز اِن چیزوں کے میکانک اور مستری کا کیا حکم ہے؟ اُس کی آمدنی جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فلم دیکھنا، ٹیلی ویژن پر ناچ گانے دیکھنا، اِسی طرح گانا سننا سب ناجائز ہے، اور گانے بجانے کے آلات کی مرمت کا پیشہ اور اُس کی آمدنی مکروہ ہے۔

(احسن الفتاویٰ ۶/۵۳۷)

عن جابر رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: الغناء ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء الزرع. رواه البيهقي في شعب الإيمان

(مشكاة المصابيح، كتاب الآداب / باب البيان والشعر، الفصل الثالث ٤١١)

قال العلامة الملا علي القاري رحمه اللّٰه: ''الغناء'' – بكسر الغين، ممدودًا: أي التغني – ''ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء الزرع''. يعني

الغناء سبب النفاق ومؤدٍ إليه، فأصله وشعبته، كما قال ...... وفي شرح السنة: قيل: الغناء رقية الزنا ...... وقال النووي في الروضة: غناء الإنسان بمجرد صوته مكروه، وسماعه مكروه، وإن كان سماعه من الأجنبية كان أشد كراهة. والغناء بآلات مطربة هو من شعار شاربي الخمر كالعود والطنبور والصنج والمعازف وسائر الأوتار حرامٌ، وكذا سماعه حرامٌ ...... وأطنب في دلائل تحريمه‘‘. (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب / باب البيان والشعر، الفصل الثالث ٥٥٧/٨-٥٥٨ رقم: ٤٨١٠ رشيدية، ١٣٤/٩ المكتبة الأشرفية ديوبند)

لا تجوز الإجارة على شيء من الغناء والنوح والمزامير والطبل أو شيء من اللهو. (حاشية كنز الدقائق ٣٦٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۵/۶/۷ھ

T.V دیکھنا کیوں منع ہے؟

سوال (۸۹۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہر انسان کو معلوم ہے کہ ٹی وی دیکھنا گناہ ہے؛ لیکن میں جاننا چاہتا ہوں کہ کیوں منع ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ٹی وی دیکھنا گناہ ہے؛ اِس لئے کہ اُس کے اکثر پروگرام ناچنے گانے، عریاں عورتوں کی تصویروں اور فواحش پر مشتمل ہوتے ہیں، جس کے بدترین اَثرات سے معاشرہ میں بے حیائی، بے غیرتی اور فتنہ وفساد کے جراثیم پھیلتے ہیں؛ لہٰذا معاشرہ کو تباہی سے بچانے کے لئے ٹی وی کے فحش پروگراموں سے بچنا لازم ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۳۰۱/۸)

وكره كل لهو، لقوله عليه الصلاة والسلام: ’’كل لهو المسلم حرام إلا ثلاثة‘‘. (الدر المختار) قال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ: (قوله: وكره

كـل لهـو): أي كـل لعب وعبث، فالثلاثة بمعنى واحد كما في شرح التاويلات، والإطلاق شامل لنفس الفعل، واستماعه كالرقص والسحرية والتصفيق وضرب الأوتـار مـن الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق، فإنها كـلهـا مكروهة؛ لأنها زي الكفار، واستماع ضرب الدف والمزمار وغير ذٰلك حرام". (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع ٦/٣٩٥ كراچی، ٩/٥٦٦ زكريا، الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب السابع عشر في الغناء واللهو ٥/٣٥٤ زكريا، الهداية، كتاب الكراهية / مسائل متفرقة ٤/٤٧٥ شركت علمية ملتان، وكذا في فتح القدير والعناية على هامش فتح القدير ١٠/٦٤ مصطفیٰ البابي الحلبي مصر، ٤/٤٧٨ مكتبة بلال ديو بند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۳/۵/۱۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ٹیلی ویژن دیکھنے پر کون سا گناہ ہوتا ہے؟

سوال (۸۹۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ٹیلی ویژن پر خبریں دیکھنا اور سننا، میچ دیکھنا اور ٹی وی گھر میں رکھنا کیسا ہے؟ اور اِس سے کونسا گناہ ہوتا ہے: کبیرہ یا صغیرہ؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ٹیلی ویژن اِس دور میں فحاشیت اور عریانیت کی اِشاعت کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، اِس لئے اُس کا گھر میں رکھنا اور اُسے دیکھنا بڑا گناہ ہے، اِس کے مفاسد اَظہر من الشّمس ہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ ۶/۲۹۲)

أما التلفزيون والفديو، فلا شك في حرمة استعمالهما بالنظر إلى ما يشتملان عليه من المنكرات الكثيرة: من الخلاعة والمجون، والكشف عن النساء المتبرجات أو العاريات، وما إلى ذٰلك من أسباب الفسوق.

(تكملة فتح الملهم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان ١٦٤/٤ مكتبة دار العلوم كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۸/۶/۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ٹیلی ویژن گھر میں رکھنا؟

سوال (۸۹۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا ٹیلی ویژن کا گھر میں رکھنا درست ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: ٹیلی ویژن اِس دور میں فواحش پھیلانے کا ذریعہ ہے، اِس لئے اِس کو گھر میں نہ رکھا جائے؛ تاکہ گھر والے فواحش سے محفوظ رہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۲۹۲/۶)

وكل ما أدى إلى ما لا يجوز؛ لا يجوز. (الدر المختار / كتاب الحظر والإباحة ٥١٩/٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۹/۱/۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ہوٹلوں میں ٹی وی وغیرہ لگانا؟

سوال (۸۹۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسلمانوں کے ہوٹلوں میں ''ٹی وی''، ''وی سی آر''، ''کیرم'' اور ''تاش'' وغیرہ کا رواج بڑھ رہا ہے، وہاں چائے وغیرہ پینا کیسا ہے؟ کیوں کہ نگاہ اسکرین کی طرف غیر اِرادی طور پر بھی چلی جاتی ہے، اِس سے دوکان داروں کی آمدنی میں اِضافہ ہوتا ہے، چھوٹے بڑے سبھی لوگوں کی بھیڑ لگی رہتی ہے، ہوٹل مالکان ایسی آمدنی سے زکوٰۃ، خیرات، صدقہ اور مسجد مدرسوں میں چندہ بھی دیتے ہیں، مذکورہ مدوں میں اُن کا روپیہ لیا جاسکتا ہے؟ اور چندہ لینے والوں کا یہ فعل صحیح ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جن ہوٹلوں میں مذکورہ منکرات پائے جاتے ہوں وہاں جانے سے احتراز لازم ہے، اگر کسی سخت ضرورت سے جانا پڑے تو نظریں جھکائے رکھے اور گانے کی طرف قطعاً دھیان نہ دے، اور ممکن ہو تو ہوٹل کے مالک کو اِن منکرات سے بچنے کی تلقین کرے؛ تاہم چوں کہ ہوٹل کی آمدنی کا مدار ٹیلی ویژن اور گانے بجانے پر نہیں ہوتا؛ بلکہ دیگر کھانے پینے کی اَشیاء کی خرید وفروخت سے ہوتا ہے، اِس لئے اُن کی آمدنی حرام نہیں کہی جاسکتی، اور مدارس ومساجد کے لئے اُن سے چندہ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عن جابر رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: الغناء ینبت النفاق في القلب کما ینبت الماء الزرع. رواه البیهقي في شعب الإیمان (مشکاة المصابیح، کتاب الآداب / باب البیان والشعر، الفصل الثالث ٤١١)

اختلفوا في التغني المجرد، قال بعضهم: إنه حرام مطلقًا، والاستماع إلیه معصیةٌ، وهو اختیار شیخ الإسلام. (الفتاویٰ الهندیة / الباب لسابع عشر في الغناء واللهو ٥/ ٣٥١)

قال العلامة الحصکفي رحمه اللّٰه: وفي السراج: ودلّت المسألة أن الملاهي کلها حرام، ویدخل علیهم بلا إذنهم، لإنکار المنکر. قال ابن مسعود رضي اللّٰه عنه: ”صوت اللهو والغناء ینبت النفاق في القلب کما ینبت الماء النبات“. قلت: وفي البزازیة: استماع صوت الملاهي کضرب قصب ونحوه حرام، لقوله علیه السلام: ”استماع الملاهي معصیة، والجلوس علیها فسق، والتلذذ بها کفر“: أي بالنعمة، فصرفُ الجوارح إلی غیر ما خُلق لأجله کفرٌ بالنعمة لا شکرٌ، فالواجب کل الواجب أن یجتنب کي لا یسمع، لما روي أنه علیه الصلاة والسلام: أدخل أصبعه في أذنه عند سماعه. (الدر المختار)

قال العلامة ابن عابدین رحمه اللّٰه تعالیٰ: ذکر شیخ الإسلام أن کل

ذٰلک مکروہ عند علمائنا، واحتجّ بقوله تعالیٰ: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ﴾ جاء في التفسير: أن المراد الغناء …… سماع غناء، فهو حرام بإجماع العلماء …… والحاصل: أنه لا رخصة في السماع في زماننا. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الحظر والإباحة ۳٤۹/٦ کراچی، كتاب الشهادات / باب القبول وعدمه ٤۸۲/٥ کراچی، الهداية، كتاب الشهادة / باب من يقبل شهادته ومن لا يقبل ٤١٠/٧ مصطفیٰ البابي الحلبي مصر، وكذا في الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب السابع عشر في الغناء واللهو ٣٥٤/٥ زكريا، وكذا في البحر الرائق، كتاب الكراهية / فصل في الأكل والشرب ٣٤٥/٨ زكريا)

وسببه أي سبب افتراضها ملك نصاب حولي. (الدر المختار مع الشامي ١٧٤/٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۴/۲/۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شوہر کا بیوی کو T.V دیکھنے اور شراب نکال کر دینے پر مجبور کرنا؟

سوال (۸۹۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی گناہ سے لاکھ عہد اور دعا کرنے کے بعد بھی پیچھا نہ چھوٹے تو کیا کریں؟ جب کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں ہر دعا قبول کرتا ہوں اور نہیں تو اُس کے بدلے کچھ اچھا دیتا ہوں، اس دعا کے بدلے کیا دیں گے؟ یہاں تو گناہ پیچھے لگا ہے اور اُلٹا سزا کے حق دار بن رہے ہیں، اور ہمارے اِس گناہ سے بچنے میں دعا کرنے کے باوجود اللہ میاں مدد نہیں کررہے ہیں، جب کہ اس گناہ سے ہم باوجود کوشش کے نہیں بچ سکتے ہیں؛ کیوں کہ ہمارا شوہر کہتا ہے ساتھ بیٹھو اور اِس گناہ کو کرنے میں میرا ساتھ دو، مثلاً: ٹی وی دیکھو، یا شراب نکال کر دو؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب سے نوازیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دعا کی قبولیت کا مطلب صرف یہی نہیں ہے کہ جو آپ

مانگیں وہ آپ کو مل جائے؛ بلکہ اصل دعا کی قبولیت یہ ہے کہ اُس عمل پر آخرت میں اَجر وثواب ملتا رہے؛ لہٰذا آپ اللہ سے ہرگز مایوس نہ ہوں، گناہ سے بچنے میں مدد کی دعائیں رائیگاں نہیں جائیں گی؛ بلکہ یقیناً وہ وقت آئے گا جب آپ کو اِن دعاؤں کا صلہ ملے گا، خواہ دنیا میں ہو یا آخرت میں۔ اور یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ اور اُس کے رسول کے حکم کے مقابلہ میں شوہر یا کسی بھی شخص کی تابع داری ہرگز جائز نہیں ہے، پس اگر شوہر اپنے ساتھ ٹی وی دیکھنے پر مجبور کرے تو آپ نظریں جھکالیں اور اگر شراب دینے کو کہے تو اُس کی بات ہرگز نہ مانیں اور کسی بھی ناجائز کام میں اُس کا تعاون نہ کریں، اگر آپ ثابت قدم رہیں گی تو اللہ کی مدد دیر سویر آپ کے ساتھ ہوگی۔

عن أبي سعيد الخدري رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ما من مسلم يدعوه بدعوة ليس فيها إثم ولا قطعية رحم إلا أعطاه اللّٰه بها إحدىٰ ثلاثٍ، إما يعجل له دعوته وإما أن يدخرها له في الآخرة وإما أن يصرف عنه من السوء مثلها. (المسند للإمام أحمد بن حنبل، مشكاة المصابيح / كتاب الدعوات ١٩٦)

عن بن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: السمع والطاعة على المرء المسلم فيما أحب وكره ما لم يؤمر بمعصية؛ فإن أمر بمعصية فلا سمع عليه ولا طاعة. (سنن الترمذي، أبواب الجهاد / باب ما جاء لا طاعة لمخلوق في معصة الخالق ١/ ٣٠٠)

عن علي رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا طاعة لمخلوق في معصية اللّٰه عزو جل. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ١/ ١٣١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۲/۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ٹیلی ویژن پر کھیل دیکھنا؟

سوال (۸۹۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کیا ٹیلی ویژن پر فٹ بال، ہاکی، والی بال اور کبڈی وغیرہ دیکھ سکتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ٹیلی ویژن آلۂ لہو ولعب ہے، اُس کا کوئی بھی پروگرام مفاسد اور منکرات سے خالی نہیں ہوتا، اِس لئے اُس کا دیکھنا مطلقاً ممنوع ہے۔

وكره كل لهو لقوله عليه الصلاة والسلام: كل لهو المسلم حرام إلا ثلاثة الخ. (شامي ٣٩٥/٦ كراچی، الدر المختار ٥٦٦/٩ زكريا)

ودلت المسألة أن الملاهي كلها حرام، ويدخل عليهم بلا إذنهم لإنكار المنكر. قال ابن مسعود رضي اللّٰه عنه: صوت اللهو والغناء ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء النبات (الدر المختار) وقال العلامة ابن عابدين رحمه اللّٰه تعالىٰ: "قوله: ودلت المسألة، الخ'' لأن محمدًا رحمه اللّٰه تعالىٰ أطلق اسم اللعب والغناء، فاللعب وهو اللهو حرام بالنص، قال عليه الصلاة والسلام: لهو المؤمن باطل إلا في ثلاث ...... الخ. وكذا قول الإمام ''ابتُليت'' دليل على أنه حارم، إتقاني. وفيه كلام لابن الكمال، فيه كلام، فراجعه متأملاً. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الحظر والإباحة ٣٤٨/٦ كراچی)

وكره كل لهوٍ، لقوله عليه السلام: كل لهو المسلم حرام إلا ثلاثةٌ (الدر المختار) وقال الشامي: قوله: وكره كل لهو: أي كل لعب وعبث، فالثلاثة بمعنى واحد، كما في شرح التاويلات. والإطلاق شامل لنفس الفعل، واستماعه كالرقص والسخرية والتصفيق وضرب الأوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق، فإنها كلها مكروهة؛ لأنها زي الكفار. واستماع ضرب الدف والمزمار وغير ذٰلک حرام. وإن سمع بغتةً يكون معذورًا، ويجب أن يجتهد أن لا يسمع. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع

٣٩٥/٦ كراچی، ٥٦٦/٩ زكريا، الهداية، كتاب الكراهية / مسائل متفرقة ٤٧٥/٤ شركت علمية ملتان، وكذا في الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب السابع عشر في الغناء واللهو ٣٥٤/٥ زكريا) **فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۱/۵/۱۶ھ

ٹی وی پر کرکٹ میچ دیکھنا؟

سوال (٨٩٩): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل ٹی وی پر میچ بہت کثرت سے دکھایا جا رہا ہے، اور عام طور پر لوگ اُس کو دیکھتے ہیں، تو میچ کو ٹی وی پر دیکھنا کیسا ہے، خاص کر ایسے لوگوں کو دیکھنا جو علماء وحفاظ ہوں، دینی خدمت میں لگے ہوں، بعض لوگ کہتے ہیں کہ میچ دیکھنا ٹی وی پر جائز ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: موجودہ دور میں ٹیلی ویژن کا کوئی بھی پروگرام فواحش سے خالی نہیں ہوتا، اِس لئے ٹیلی ویژن پر میچ یا اِس طرح کے کسی بھی پروگرام کو دیکھنے کی اِجازت نہیں ہے، بالخصوص علماء اور حفاظ کے لئے تو اس سے اجتناب زیادہ لازم ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ ٣٢٦/١٠، احسن الفتاویٰ ١٩٩/٨)

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ [لقمان، جزء آيت: ٦]

قال العلامة الآلوسي رحمه الله تعالىٰ: ﴿لَهْوَ الْحَدِيْثِ﴾ على ما روي عن الحسن "كل ما شغلك عن عبادة الله تعالىٰ وذكره من السمر والأضاحيك والخرافات والغناء ونحوها ...... الخ. (روح المعاني ١٠٢/١٢ زكريا، ٦٧/٢١ دار إحياء التراث العربي بيروت، وكذا في تفسير ابن كثير ٥٨٣/٣ مكتبة دار الفيحاء دمشق) **فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۷/۱۱/۲۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

ٹیلی ویژن پر خبریں سننا؟

سوال (۹۰۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا ٹیلی ویژن سے خبریں اور دیگر معلوماتی پروگرام سننا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ٹیلی ویژن پر سب کچھ دیکھنا اور سننا منع ہے؛ کیوں کہ اُس کا کوئی پروگرام منکرات سے خالی نہیں ہوتا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۲۹۲/۶)

أما التلفزيون والفديو، فلا شك في حرمة استعمالها بالنظر إلى ما يشتملان عليه من المنكرات الكثيرة: من الخلاعة والمجون، والكشف عن النساء المتبرجات أو العاريات، وما إلى ذٰلک من أسباب الفسوق. (تكملة فتح الملهم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان ١٦٤/٤ مكتبة دار العلوم كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۴/۵/۱۰ھ

ریڈیو میں خبریں سننا؟

سوال (۹۰۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ریڈیو میں خبر سننا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ریڈیو میں خبر سننا جائز ہے؛ البتہ گانا بجانا، فحش مکالمہ اور اُس جیسی چیزیں سننا جو خلافِ شرع ہوں؛ ناجائز ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۹۲/۱۵، کفایت المفتی ۲۱۱/۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۵/۴/۱۰ھ

ٹیلی ویژن کا دینی مقاصد کے لئے استعمال؟

سوال (۹۰۲): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اُمید کہ مزاج عالی بخیر وعافیت ہوں گے، برائے کرم درج ذیل سوال کا جواب کتاب وسنت اور اپنے علم وتحقیق کی روشنی میں حل کر کے ممنون فرمائیں:

(۱) ایسے دعوتی یا اِبلاغی (NEWS) ٹی وی چینل قائم کرنے کا کیا حکم ہے جو غیر تصویری ہوں؟ (یعنی ذی روح کی تصویر نہ دکھائی جائے)

(۲) اُس میں بغیر پائیدار کئے منعکس کرنے والے کیمرے سے نشریات ہوں اور اُس میں درج ذیل باتوں کا خیال رکھا گیا ہو:

الف:- وہی چیزیں نشر کی جائیں جن کا بغیر کسی آلہ کے دیکھنا جائز ہو، مثلاً: اصلاحی پروگرام جو فحش، عریانیت، یا بے پردگی سے خالی ہوں۔

ب:- وہی چیزیں نشر کی جائیں جن کا بغیر کسی آلہ کے سننا جائز ہو، مثلاً: وہ پروگرام جو موسیقی اور باجے سے خالی ہوں۔

ج:- اُس پر ہیجان انگیز، عریاں وفحش تصاویر نہ ہوں۔

د:- اُس میں جھوٹی اُداکاری کی چیزیں نہ ہوں، مثلاً: فلم وسیریل۔

(۳) یا اُس پر صرف راسخ علماء کرام کے بیانات کی ویڈیو کیسٹ دکھائی جائے، برائے کرم ’’میڈیا کے مسائل اور اُن کا حل‘‘ میں درج شدہ آراء وفتاویٰ، نیز حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کی کتاب ’’درسِ ترمذی‘‘، ’’تقریر ترمذی ۴/۳۴۹-۳۵۲‘‘ نیز مفتی باقر ارشد دیوبندی صاحب کی کتاب ’’عصر حاضر کے سلگتے مسائل ۱۱۷‘‘ کو بھی مدنظر رکھیں اور جواب سے مطلع فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسے غیر تصویری چینل جن میں صرف مفید باتیں ہوں، کوئی منکر پروگرام نہ ہو؛ قائم کرنے میں شرعاً کوئی رکاوٹ نہیں؛ لیکن متحرک تصاویر والے چینل کا

دینی مقاصد کے لئے استعمال علماء کے درمیان زیر بحث ہے، اِس وقت چوں کہ ٹیلی ویژن فواحش کی اِشاعت کا سب سے بڑا ذریعہ ہے؛ اِس لئے گنجائش والے پہلوؤں کے باوجود سدِّ للذرائع فواحش کے پہلوؤں کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ بریں بنا متدین علماء اِس موضوع پر بہت محتاط ہیں، اور جلد بازی میں کسی حتمی فیصلے تک پہنچنا مشکل معلوم ہوتا ہے۔

قال الحافظ ابن الحجر العسقلاني رحمه اللّٰه تعالیٰ: ”قال القرطبي رحمه اللّٰه: ليستا بمغنيتين“: أي ليستا ممن يعرف الغناء كما يعرفه المغنيات المعروفات بذٰلک. وهٰذا منها تحرز عن الغناء المعتاد عند المشتهرين به، وهو الذي يحرک الساكن ويبعث الكامن، وهٰذا النوع إذا كان في شعر فيه وصف محاسن النساء، والخمر وغيرهما من الأمور المحرمة، لا يختلف في تحريمه.

(فتح الباري شرح صحيح البخاري، كتاب العيدين / باب الحرب والدرق يوم العيد ٥٦٣/٢ رقم: ٩٤٨، وكذا في روح المعاني [سورة لقمان: ٥] ٧٠/٢١ دار إحياء التراث العربي بيروت)

أما التلفزيون والفديو، فلا شک في حرمة استعمالها بالنظر إلى ما يشتملان عليه من المنكرات الكثيرة: من الخلاعة والمجون، والكشف عن النساء المتبرجات أو العاريات، وما إلى ذٰلک من أسباب الفسوق. (تكملة فتح الملهم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان ١٦٤/٤ مكتبة دار العلوم كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۷/۱/۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ٹی وی پر علماء کرام کے بیانات؟

سوال (۹۰۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ٹی وی دیکھنے کو علماء کرام حرام کہتے ہیں اور آج کل علماء کرام ٹی وی کے پروگرام میں حصہ لیتے ہیں، اِس کو بنیاد بنا کر گھروں میں ٹی وی لاتے ہیں، کیا جو علماء کرام دین کی اِشاعت کے نام

پر پروگرام دیتے ہیں، اُن علماء کو حق کہا جائے یا سوء کہا جائے؟ اُن علماء کرام کی اِمامت کرنا کیسا ہے؟ اُن کے پیچھے نماز پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ اور جمعہ کا خطبہ دیتے ہیں، خطبہ دینا کیسا ہے؟ اِن پروگراموں کے ضمن میں ٹی وی میں بہت سے گندے پروگرام بھی دکھائے جاتے ہیں جس سے گھر کے لوگوں کا بچنا مشکل ہے، ایسے علماء کرام کی اِمامت وخطابت درست ہے یا نہیں؟ شرعی طور پر جواب ارسال فرمائیں؟ تاکہ دوسروں کو ٹی وی خریدنے سے روکا جاسکے۔ میں نے ایک کتاب میں دیکھا کہ ٹی وی سینما دیکھنے والے کی اِمامت مکروہ ہے؟ مجھ کو سمجھ میں آیا کہ پروگرام دینا الگ ہوگا اور دیکھنا الگ ہے، دونوں میں کیا فرق ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ٹیلی ویژن پر یا کسی بھی جگہ فحش پروگرام دیکھنا جائز نہیں۔ اور فواحش دیکھنے کا عادی شخص اِمامت کے لائق نہیں؛ لیکن اگر کسی دینی یا قومی وملی پروگرام کے ضمن میں کسی عالم کی تصویر ٹی وی پر آجائے تو ایسے عالم کو مطلق علماء سو میں شامل نہیں کریں گے۔

(مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ ۲۹۲/۶، کفایت المفتی ۷۴/۳)

لأن الأمور بمقاصدها. (الأشباہ والنظائر ۱۰۲/۱ رقم القاعدۃ: ۷۸) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۹/۱/۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

TV پر اِسلامی پروگرام دیکھنا اور سننا؟

سوال (۹۰۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ٹی وی کی خبریں سننا جائز ہے؟ کیا ٹی وی میں اسلامی پروگرام جیسے حج کا پروگرام اور رمضان شریف میں شبینہ سننا اور دیکھنا جائز ہے؟ اور کیا ایسا کوئی کھیل جو ستر چھپا کر کھیلا جاتا ہو، جیسے کرکٹ، ہاکی، فٹ بال وغیرہ دیکھنا جائز ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ٹیلی ویژن لہو ولعب اور گانے بجانے کا آلہ ہے، اُس

کے اندر فحش تصویروں کی بھرمار ہوتی ہے، مردوں کی نظر برہنہ عورتوں پر اور عورتوں کی نظر نیم عریاں مردوں پر پڑتی ہے، جو بنص قطعی حرام ہے؛ لہٰذا ٹی وی میں خبریں سننا اور حج کی فلم اور شبینہ اور کھیل وغیرہ بھی نہیں دیکھنا چاہئے، اگرچہ اُن میں ناچ گانا نہیں ہوتا ہے، مگر مردوں عورتوں کی تصویریں محفوظ ہوتی ہیں۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۴/۳۸۶، فتاویٰ رحیمیہ ۶/ ۲۹۲، فتاویٰ محمودیہ ۲۹/ ۳۱۸ میرٹھ)

عن الحسن مرسلاً قال: بلغني أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لعن اللّٰه الناظر والمنظور إليه. رواه البيهقي في شعب الإيمان (مشكاة المصابيح / باب النظر إلى المخطوبة، الفصل الثالث ٢٧٠)

وفيما إذا كان الناظر إلى المرأة الأجنبية هو الرجل، قال: فليجتنب بجهده، وهو دليل الحرمة. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن فيما يحل للرجل النظر إليه ٥/ ٣٢٧ زكريا)

استماع صوت الملاهي كضرب قضيب ونحوه حرام، لقوله عليه الصلاة والسلام: استماع الملاهي معصية والجلوس عليها فسق والتلذذ بها كفر. (الدر المختار ٦/ ٣٤٩ كراچى، ٩/ ٥٠٤ زكريا، بزازية على هامش الهندية ٦/ ٣٥٦، فتح القدير، كتاب الكراهية / قبيل فصل في اللبس ١٠/ ١٦ بيروت، الفتاوىٰ الهندية ٥/ ٣٥٢)

وكل ما أدى إلى ما لا يجوز؛ لا يجوز. (الدر المختار / كتاب الحظر والإباحة ٩/ ٥١٩ زكريا)

قال عليه السلام: غض بصرک إلا عن زوجتک وأمتک. (البحر الرائق، كتاب الكراهية / فصل في النظر واللمس ٨/ ٣٥٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۳/ ۷/ ۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

T.V پر حرم شریف کی تراویح، مناظرہ یا دینی پروگرام سننا؟

سوال (۹۰۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: حرم شریف کی تراویح، مناظرہ یا کوئی اور دینی پروگرام کو ٹی وی یا کمپیوٹر پر دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) حرم شریف کی تراویح اگر براہِ راست دکھائی جارہی ہے، تو کیا حکم ہوگا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اصل مسئلہ یہ ہے کہ جس چیز کو ٹی وی کے بغیر دیکھنا جائز ہے اُس کی تصویر یا اُس کے عکس کو ٹیلی ویژن یا اُس کی سی ڈی کمپیوٹر پر بھی دیکھنے کی گنجائش ہے، خواہ پروگرام ٹیپ شدہ ہو یا براہِ راست دکھلایا جارہا ہو؛ لیکن چوں کہ اِن چیزوں میں مشغول ہوکر عموماً لوگ اپنی حد پر نہیں رہتے؛ بلکہ ناجائز تصاویر دیکھنے کا ذریعہ اور بہانہ بنالیتے ہیں؛ اِس لئے مطلقاً ایسی چیزوں کو دیکھنے سے منع کیا جاتا ہے، اور صاحبِ احسن الفتاویٰ وغیرہ نے اِسی مصلحت سے اِن چیزوں کی ممانعت کا فتویٰ دیا ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۸/۱۹۹-۳۰۶)

قوله: "فكان يرتفق بهما في البيت" فيه دليل على أن الثوب الذي فيه صورة إذا اتخذ منه ما يفرش في موضع ممتهن؛ فإنه يجوز استعماله، وهو قول جمهور أهل العلم. (تكملة فتح الملهم ١٧٣/٤)

قال تعالىٰ: ﴿اِنَّكُمۡ وَمَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ﴾ قال العلامة الآلوسي: استدل بالآية على أن الطاعة إذا أدت إلى معصية راجحة وجب تركها، فإن ما يؤدي إلى الشرِّ شرٌّ. (روح المعاني ٣٦٥/٥-٣٦٦)

كل ما أدى إلى ما لا يجوز؛ لا يجوز. (الدر المختار ٥١٩/٩ زكريا)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من حسن إسلام المرء تركه ما لا يعنيه. (سنن الترمذي، أبواب الزهد / باب ما جاء من تكلّم بالكلمة ليضحك الناس ٥٨/٢ رقم: ٢٢١٧، شعب الإيمان للبيهقي ٢٥٥/٤، المعجم الكبير ١٢٨/٣ رقم: ٢٨٨٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۶/۷/۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خود تلاوت کرنے میں زیادہ ثواب ہے یا ٹیلی ویژن پر سننے میں؟

سوال (۹۰۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا ٹیلی ویژن پر ہونے والی قرآنی تلاوت وترجمہ سننا جائز ہے، جب کہ سامع اپنی تلاوت کررہا ہو، ایسے وقت میں اپنی تلاوت بند کردیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآنِ کریم کی خود تلاوت کرنے میں جتنا ثواب ہے وہ ٹیلی ویژن وغیرہ پر قرآن سننے سے حاصل نہیں ہوسکتا، اِس لئے اِن چیزوں سے تلاوت سننے کے بجائے خود اپنی تلاوت کا اہتمام کرنا چاہئے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿فَاقْرَأُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ [المزمل، جزء آیت: ۲۹]

عن عبد اللّٰہ بن مسعود رضي اللّٰہ عنه يقول: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ عليه وسلم: من قرأ حرفًا من كتاب اللّٰہ فله به حسنة، والحسنة بعشر أمثالها، لا أقول: الم حرف، ولكن ألف حرف، ولام حرف، وميم حرف. (سنن الترمذي ۲۵/۵ رقم: ۲۹۱۰ المكتبة الشاملة، المعجم الكبير للطبراني ۱۳۰/۹ رقم: ۸۶۴۸، شعب الإيمان للبيهقي ۳۳۳/۳ رقم: ۱۷۸۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۶/۱/۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سحری کے وقت دینی مضامین TV پر بیان کرنا؟

سوال (۹۰۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے علاقہ میں ایک عالم صاحب سحری کے وقت ٹی وی پر دینی مضامین بیان کرتے ہیں، اُن کی نیت کیا ہے معلوم نہیں، نیز اِس بیان پر اُجرت لیتے ہیں یا نہیں؟ معلوم نہیں۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ دینی ودنیاوی مضامین ٹی وی کے پردہ پر بیان کرنا کیسا ہے؟ کیا ٹی وی پر دینی مضامین بیان کرنا صحیح ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو شخص بھی ٹیلی ویژن پروگرام میں حصہ لے گا اُس کو اپنی تصویر بلاوجہ اور بلا عذر کھنچوانے کا گناہ ملے گا، جو بالکل جائز نہیں ہے، اگر ایسی ہی دینی ضرورت ہے تو ریڈیو پر دینی پروگرام پیش کیا جائے؛ تاکہ یہ خرابی لازم نہ آئے، ٹیلی ویژن جیسے آلہ لہو ولعب میں دینی باتیں پیش کر کے اُن باتوں کی بے عزتی نہ کرائی جائے۔

عن سعيد بن أبي الحسن قال كنت عند ابن عباس رضي اللّٰه عنهما إذ أتاه رجلٌ، فقال: يا ابن عباس! إني إنسان إنما معيشتي مِن صَنعةِ يدي وإني أصنع هٰذه التصاوير، فقال ابن عباس: لا أحدثك إلا ما سمعتُ من رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، سمعته يقول: ”من صوّر صورةً فإن اللّٰه مُعذِّبه حتى ينفُخَ فيها الروحَ وليس بنافخٍ أبدًا“. (صحيح البخاري، كتاب البيوع / باب بيع التصاوير التي ليس فيها روحٌ وما يكره من ذٰلك ۲۹۶/۱ رقم: ۲۲۲۵ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ رقم: ۲۱۱۰ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح ۳۸۶)

عن عبد اللّٰه ابن مسعود رضي اللّٰه عنه قال: سمعت النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: إن أشد الناس عذابًا عند اللّٰه يوم القيامة المصورون. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب عذاب المصورين يوم القيامة ۸۸۰/۲ رقم: ۵۹۵۰ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ۲۰۰/۲ رقم: ۲۱۰۹ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح ۳۸۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۸/۳/۱۴۲۲ھ

اِسلام اور مسلمانوں کے متعلق اعتراض کے جوابات TV پر نشر کرنا؟

سوال (۹۰۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: قابل تحریر اَحوال یہ ہے کہ پڑوسی ملک سے اسلام کے نام پر نشر ہونے والے ہمہ وقتی ٹی وی چینل سے پیدا ہونے والے مفاسد کی نشان دہی کرتے ہوئے ایک معروف دارالافتاء بریلی سے استفتاء کی، فتویٰ میں چینل کو غیر شرعی قرار دیا گیا، استفتاء اور فتویٰ کی نقول منسلک ہیں، آں مکرم سے درخواست ہے کہ یہ فتویٰ کس حد تک قابل عمل ہے، کتاب وسنت کی روشنی میں واضح فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہمارے ملک کے ٹی وی پروگرام اکثر منکرات وفواحش پر مشتمل ہوتے ہیں، گھر میں ٹی وی رہتے ہوئے اُن سے بچ پانا تقریباً ناممکن ہے؛ اِس لئے سدًّا للباب ٹی وی دیکھنے دکھانے کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ اَب رہ گئی ٹی وی چینل کی بات تو اگر اُس کے بہانے سے غلط پروگرام دیکھے جائیں تو اس سے بھی یقیناً منع کیا جائے گا؛ البتہ اگر کسی قومی وملی ضرورت کی وجہ سے یا اسلام اور مسلمانوں سے متعلق پھیلائی جانے والی غلط فہمیوں کے ازالہ کے لئے ٹی وی پر آکر کوئی بیان دیا جائے تو سخت ضرورت کے وقت علماء نے اِس کی اجازت دی ہے، جیسا کہ پاسپورٹ اور دیگر ضرورتوں کے لئے فوٹو کے استعمال کی اجازت دی گئی ہے۔ (مستفاد از: تجاویز آٹھواں فقہی اجتماع، ادارۃ المباحث الفقہیہ جمعیۃ علماء ہند منعقدہ ۱۷/۱۸/۱۹/ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ، بحوالہ فتاویٰ محمودیہ ۱۹/ ۴۴۹)

وإن تحققت الحاجة إلى استعمال السلاح الذي فيه تمثال، فلا بأس باستعماله؛ لأن المواضع للضرورة مستثناة عن الحرمة، كما في تناول الميتة.

(شرح كتاب السير الكبير / باب ما يكره في دار الحرب وما لا يكره ۳/ ۲۱۸ مكتبة عباس أحمد الباز)

الضرورات تبيح المحظورات، ومن ثم جاز أكل الميتة عند المخمصة، وإساغة اللقمة بالخمر، والتلفظ بكلمة الكفر للإكراه. (الأشباه والنظائر / الفن الأول في القواعد الكلية، القاعدة الخامسة ۱/ ۲۵۱ رقم القاعدة: ۵۶۸ إدارة القرآن كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۱/ ۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

صحابۂ کرام کی ہجرت اور غزوات کی فلم بنا کر TV پر دِکھانا؟

سوال (۹۰۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج ہندوستان میں ایک فلم جاری ہوئی، جس کا نام ''الرسالہ'' ہے، اُس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کی مقدس زندگی کی جھلک دکھائی گئی ہے، اُس میں ابتدائی مکی زندگی، صحابۂ کرام کا ابتدائی دور، اُن کی ثابت قدمی، ہجرتِ حبشہ، ہجرتِ مدینہ، غزوۂ بدر، غزوۂ احد، صلح حدیبیہ وغیرہ کے واقعات کو بتایا گیا ہے، نیز اُس کے لئے مصنوعی بیت اللہ، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ بھی بنایا گیا ہے؛ البتہ اُس میں نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفاءِ اَربعہ کی شبیہ نہیں بنائی گئی ہے، اور مرکزی کردار حضرت حمزہ، زید بن حارثہ اور بلال رضی اللہ عنہم کو بنایا گیا ہے، اِس فلم کا ہدایت کار ایک شامی ثراد مسلمان ''مصطفیٰ العقاد'' ہے، جس نے اِس فلم بنانے کا مقصد اپنے ایک انٹرویو میں تبلیغ اسلام اور ''بلغوا عني ولو آية'' پر عمل بتایا ہے، اور اَصلاً یہ فلم عربی اور انگریزی زبان میں بنائی گئی اور سب سے پہلے ۱۹۷۷ء میں مغربی جرمنی سے جاری ہوئی ہے، عربی فلم میں کام کرنے والے مشرق وسطیٰ کے رہنے والے ہیں، اور انگریزی میں کام کرنے اکثر ہالی ووڈ (اَمریکہ کی فلم بنانے والی مشہور زمانہ کمپنی) کے اَداکار ہیں، جو یہودی ونصرانی ہیں۔ اَب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا صحابۂ کرام کی اِس طرح فلم بنانے کا جواز حدودِ شرع میں رہتے ہوئے مل سکتا ہے؟ اگر نہیں تو کن نصوصِ شرعیہ کی بنا پر اِس کو ناجائز کہا جائے گا؟

(۲) ثانیاً اِس کا مقصد تبلیغ اسلام ہے، تو شریعت میں تبلیغ اِسلام کے لئے کیا حدبندیاں ہیں، نیز کیا اِس مقصد کے لئے فلم بنانا جائز ہے؟

(۳) اِس فلم کی تاریخی توثیق علماءِ اَزہر لبنان کی اعلیٰ شیعی کانگریس نے کی ہے، تو کیا اُس پر اعتماد کرتے ہوئے اِس کے جواز کا حکم لگایا جاسکتا ہے؟

(۴) اِس فلم کو دیکھنے، خرید وفروخت کرنے یا کسی بھی طرح سے اس میں دخل دینے کا حکم کیا ہے؟ براہ کرم باحوالہ مفصل ومدلل جواب تحریر فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال میں جس طرح کی فلم کا تذکرہ کیا گیا ہے، اُس کا بنانا، دیکھنا، دکھانا اور کاروبار کرنا سب ناجائز اور حرام ہے، اِس طرح کے کھیل تماشوں کے ذریعہ دین کو نہ کبھی ترقی ہوئی ہے اور نہ آئندہ کبھی ہوسکے گی، اس سے ذہنی عیاشی اور وقت کے ضیاع کے علاوہ کوئی مقصد حاصل نہ ہوگا، اِس لئے ہر مسلمان کو ایسے لہو ولعب سے بچنا لازم ہے، اور جن علماء عرب کی رائے کا سوال میں ذکر ہے ہم اس سے متفق نہیں ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۹/۱۱ ۵-۱۳ ۵-۵۲۲ ڈابھیل)

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ [لقمان، جزء آیت: ٦]

﴿لَهْوَ الْحَدِيْثِ﴾ على ما روي عن الحسن كل ما شغلک عن عبادة اللّٰه تعالیٰ، وذكره من السمر والأضاحيک والخرافات والغناء ونحوها. (روح المعاني ١٢/١٠٢ سورة لقمان)

ودلت المسئلة على أن الملاهي كلها حرامٌ حتى التغني بضرب القضيب (الهداية) وفي الفتح: لأن محمدًا أطلق اسم اللعب والغناء بقوله: فوجد ثمة اللعب والغناء، فاللعب وهو اللهو حرام، كذا في العناية. وهذا القدر من التعليل كافٍ في بيان دلالة المسألة على أن الملاهي كلها حرامٌ وهو الصحيح المختار عندي ……، فاللعب هو اللهو حرام بالنص، قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: لهو المؤمن باطل إلا في ثلاث: تأديبه فرسه ……، وملاعبته مع أهله. (فتح القدير ١٠/١٤-١٥ زكريا)

وظاهر كلام النووي في شرح مسلم: الإجماع على تحريم تصوير الحيوان، وقال: سواء صنعه لما يمتهن أو لغيره، فصنعته حرام بكل حال؛ لأن فيه مضاهاةٌ لخلق اللّٰه تعالیٰ. (شامي ٢/٤١٦ زكريا، ١/٦٤٧ دار الفكر بيروت)

فالضابط في هٰذا الباب أن اللهو المجرد الذي لا طائل تحته، وليس له غرض

صحيح مفيد في المعاش ولا المعاد حرام، أو مكروهٌ تحريمًا، وما كان فيه غرض ومصلحة دينية أو دنيوية، فإن ورد النهي عنه من الكتاب أو السنة كما في النردشير كان حرامًا، أو مكروهًا تحريمًا، وأما ما لم يرد فيه النهي عن الشارع، وفيه فائدةٌ ومصلحةٌ للناس، فهو بالنظر الفقهي على نوعين: الأول: ما شهدت التجربة بأن ضرره أعظم من نفعه، ومفاسده أغلب على منافعه، وأنه من اشتغل به ألهاه عن ذكر اللّٰه وحده، وعن الصلوات والمساجد، التحق ذٰلک بالمنهي عنه لاشتراک العلة فكان حرامًا أو مكروهًا. (تكملة فتح الملهم ٤/٤٣٥، ١٠/٨١ جديد أشرفية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۸/۱/۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

”سیریل ٹیپو سلطان“ نامی پروگرام کی حقیقت

سوال (۹۱۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: روزنامہ ”فیصل“ کے ۲۴/ اگست کے شمارے میں ایک صاحب (ڈاکٹر محمد اختر حسین رام پور) نے مراسلہ شائع کرایا ہے، جس کا عنوان ”سیریل ٹیپو سلطان مسلمانوں کے لئے خطرۂ ایمان“ ہے، مراسلہ اِس کاغذ کے ساتھ متصل ہے اور متعدد حضرات نے مراسلہ نگار کی صحیح بیانی کی ہے، تو کیا ایسے سیریل کو مسلمانوں کو دیکھنا چاہئے؟ اگر نہیں تو کیا اِس کے خلاف جدوجہد کرنی چاہئے، جدوجہد کا طریقۂ کار کیا ہونا چاہئے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب تحریر فرمائیں۔

ہمیں شک ہے کہ ”سیریل ٹیپو سلطان“ مسلمانوں کے ایمان کو خراب کرنے کی کوئی سازش ہے، مسلمانوں کا نام نہاد جدیدیت زدہ ایک بڑا طبقہ پہلے ہی اسی نوعیت کا اسلام اختیار کر چکا ہے، اَب رہے سہے مسلمانوں کے ایمان خراب کر کے اُن کو ”سیریل ٹیپو سلطان“ کے ذریعہ ملاوٹی مسلمان بنانے کی نہایت خوب صورت اور کامیاب کوشش کی گئی ہے، مثلاً کسی دستاویز کے آغاز میں بسم اللہ، نماز ادائیگی، کسی مہم پر جاتے وقت قرآن، ہوا دینا، اسلامی لباس، وضع قطع، اِسی کے ساتھ

کھلے عام عورت سے بغل گیر ہونا، عورت سے کھلے عام ہم بستری، عورت کے کھلے عام بچہ تولد ہونا، معاذ اللہ! اللہ کو لعن طعن کرنا، اللہ کو برا بھلا کہنا (معاذ اللہ) اللہ کو اپنی طعن وتشنیع کا نشانہ بنانا اور پھر اگلی قسط میں بیوی کے ٹوکنے پر یہ نہ کہنا کہ مجھ سے اتفاقاً یہ سہو ہوا تھا، میں اِس کی معافی اللہ تعالیٰ سے مانگ لی ہے۔ اَب آئندہ پھر کبھی ایسی لغزش نہ ہوگی؛ بلکہ یہ کہنا کہ میں ایسا کرتا ہوں اور پھر اللہ سے توبہ کر لیتا ہوں۔ دراصل ایسی چیزیں ہم نے غیر مسلموں کی فلموں ڈراموں میں دیکھی اور کہانیوں میں سنی ہیں کہ اپنے بھگوان کو اُٹھا کر پھینک دیا، توڑ ڈالا، یا یہ کہنا کہ میں فلاں واقعہ سے دل برداشتہ ہوکر دل میں معاذ اللہ بھگوان کو گالیاں دینے لگا، کہیں کیا ایک مسلمان کے لئے ایسی چیزوں کا شبہ برابر عمل تو کیا، تصور کی بھی گنجائش ہے، سب سے زیادہ تکلیف دہ وہ منظر تھا جس میں حیدر علی کی بیوی حیدر علی سے کہتی ہے کہ مستان اَولیاء نے مجھے دعا دی ہے کہ تیرے بیٹا پیدا ہوگا، اِس پر حیدر علی کہتا ہے کہ محض دعا سے پیدا ہوگا یا ہمیں بھی کچھ کرنا ہوگا اور پھر آنکھوں اور چہرہ پر شہوانی تأثر پیدا کر کے ہم آغوش ہوتے ہیں، اور ہم بستری کا عمل ہو جاتا ہے۔ اِن مناظر کو ہندوستان بھر کے لوگ دادا پوتی، پوتا، بہو، بیٹیاں، بیٹے، باپ اور چار چار سال کے بچے سب ایک ساتھ دیکھ رہے تھے، اور اُن میں صاحب احساس زمین میں دھنستے جاتے تھے، ایک دوسرے منظر میں حیدر علی کی بیوی کے لڑکا پیدا ہونے کا منظر اور پھر پاس بیٹھی خواتین کا اُس کے اَعضاء پوشیدہ کی طرف جھانک کر کہنا کہ مبارک ہو بیٹا پیدا ہوا ہے، ہم کو فکر اِس لئے پیدا ہوئی کہ ایسے ایک ساتھ دیکھنے کے بعد کیا ملک میں کوئی ڈسپلن قائم رہنے کی کوئی اُمید کی جاسکتی ہے؟ دوم ایسی بے حیائی اللہ کے قہر وغضب کو دعوت دیتی ہے، اور یہ بداخلاق اور گمراہ لوگ خود بھی مریں گے اور ساتھ میں ہمیں بھی مروائیں گے، کاش کوئی جناب وی پی سنگھ صاحب وزیر اعظم تک یہ بات پہنچائے کہ ملک وقوم کو بچانا ہے تو فی الفور ٹی وی اور فلموں میں ایسی خرافات کو بند کرائیں۔ (ڈاکٹر محمد اختر حسین محلّہ کٹ کوئیا رام پور)

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: ٹیلی ویژن آلہ لہو ولعب ہے، اس کو رکھنا ویسے بھی ناجائز

ہے اور خاص کر جب اُس میں حسبِ تحریر سوال حیا سوز اور عریاں پروگرام پیش کئے جائیں تو اُس کی شناعت اور حرمت اور بڑھ جاتی ہے۔ آج کل جاری ’’ٹیپو سلطان سیریل‘‘ کا اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں ہے؛ بلکہ اُس میں غلط سلط واقعات کو فلمایا گیا ہے، جس کا خاص مقصد جاہل اور بھولے بھالے عوام کو گمراہ کرنا ہے اور مسلمان بادشاہوں کے بارے میں بدگمانی پیدا کرنا ہے۔ مسلمانوں کو ایسے پروگرام دیکھنے اور اُن کو اِشاعت کرنے سے احتراز کرنا ضروری ولازم ہے، اِن فحاشیوں، بے حیائیوں اور عریانیت کے خلاف مؤثر آواز اٹھانا اور پرامن تحریک چلانا ہر مسلمان کا ملی فریضہ ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلاَ تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة، جزء آیت: ۲]

وفي التذكير: وكره كل لهو لقوله عليه الصلاة والسلام: كل لهو المسلم حرام إلا ثلاثة الخ، وتحته في الشامي: قوله: وكره كل لهو أي كل لعب وعبث، فالثلاثة بمعنى واحدٍ كما في شرح التأويلات، والإطلاق شامل لنفس الفعل، واستماعه كالرقص والسخرية والتصفيق وضرب الأوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق، فإنها كلها مكروهة؛ لأنها زي الكفار، واستماع ضرب الدف والمزمار وغير ذلک حرام وإن سمع بغتة يكون معذورًا، ويجب أن يجتهد أن لا يسمع، قهستاني. (شامي ۶/۳۹۵ كراچی، ۹/۵۰۴ زكريا، ۹/۵۶۶ زكريا، بزازية على هامش الهندية ۶/۳۵۹، الفتاوى الهندية ۵/۳۵۲، الهداية ۴/۴۵۵، البحر الرائق ۸/۲۰۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۴۱۱/۲/۶ھ

ریڈیو اور ٹیلی ویژن وغیرہ کی بیع وشراء کا حکم

سوال (۹۱۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: دورِ جدید میں ریڈیو، ٹی وی، ٹیپ ریکارڈ، واکمین سیٹ بی ڈی او وغیرہ جو کہ عیاری وفحاشی کا اصل ہے، اَب پوچھنا یہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے اِن چیزوں کا درست کرنا، مرمت کرنا، جب کہ

معلوم ہے کہ اِس سے گانا ہی سنا جائے گا، الا ما شاء اللہ ایک دو آدمی ایسے ہوں گے جو اس سے خبریں سنیں گے، اور ٹی وی کو دیکھنا اگر چہ منظر حج وعمرہ ہو، پھر بھی حرام ہے، کیا ایسی صورت میں ٹی وی کو صحیح کرنا شریعت کی روشنی میں جائز ہوگا یا نہیں؟ اِسی طرح اِن چیزوں کی تجارت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آج کل چوں کہ ٹیلی ویژن اور ریڈیو کا زیادہ تر استعمال ناجائز اُمور میں ہوتا ہے، اِس لئے اِس طرح کے آلات کی بیع وشراء اور مرمت وغیرہ مکروہ ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۷/۳۱۷)

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلاَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة، جزء آیت: ۲]

قیل: الإثم المعصیة. (تفسیر بغوي ۹/۲ رقم: ۷۴۲ دار إحیاء التراث العربي بیروت)

عن النواس بن سمعان رضي اللّٰہ عنه قال: سألت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم عن البر والإثم، فقال: البر حسن الخلق، والإثم ما حاک في صدرک وکرهت أن یطلع علیه الناس، واتقوا اللّٰہ أي احذروا اللّٰہ أن تعتدوا ما أمرکم به أو تجاوزوا إلی ما نهاکم عنه، إن اللّٰہ شدید العقاب، یعني لمن خالف أمره، ففیه وعید وتهدید عظیم. (تفسیر الخازن لباب التأویل ۷/۲)

وقال الإمام ابن کثیر الدمشقي: قوله: ﴿وَلاَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ یأمر اللّٰہ تعالیٰ عباده المؤمنین بالمعاونة علی فعل الخیرات وهو البر، وترک المنکرات وهو التقویٰ، وینهاهم عن التنامر علی الباطل والتعاون علی المآثم والمحارم. (تفسیر ابن کثیر ۳/۱۰ دار الکتب العلمیة بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۷/۱۱/۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

TV کی مرمت سازی اور خرید وفروخت کرنا؟

سوال (۹۱۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ٹی وی کی درستگی اور خرید وفروخت کا پیشہ اختیار کرنا جس میں لوگوں کو حرام کاری میں مدد وتعاون کرنا ہے جو کہ حرام ہے، یہ پیشہ اپنانا جائز ہے یا نہیں؟ اور اُس کی آمدنی کا کیا حکم ہے؟ نیز اُس کی کمائی ہوئی رقم کو مسجد یا مدارس میں استعمال کرنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ٹی وی کی درستگی اور خرید وفروخت کا کاروبار ایک گناہ ہیں، کسی درجہ میں تعاون کی وجہ سے مکروہ ہے؛ لیکن چوں کہ وہ فی نفسہٖ مال ہے اور اس کی درستگی میں قیمتی اَشیاء اور اپنی ذاتی محنت صرف ہوتی ہے؛ اِس لئے اُس کی آمدنی کو حرام نہیں کہا جاسکتا۔ بریں بنا ایسی آمدنی کا پیسہ مدرسہ یا مسجد میں لگانے کی گنجائش ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدۃ، جزء آیت: ۲]

وفي نوادر هشام عن محمد: رجل استأجر رجلاً ليصور له صورًا أو تماثيل الرجال في بيت أو فسطاط فإني أكره له ذٰلک واجعل له الأجرة، قال هشام: تاويله إذا كان الإصباغ من قبل الأجير. (الفتاویٰ الهندية ۴/۴۵۰)

لا تجوز الإجارة على شيء من الغناء والنوح والمزامير والطبل أو شيء من اللهو. (حاشية كنز الدقائق ۳۶۴/۶، احسن الفتاویٰ ۵۴۱/۶) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۱/۱/۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

کمپیوٹر پر قاری اور سامعین کے فوٹو والی سی ڈی یا کیسٹ دیکھنا؟

سوال (۹۱۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل مدارس میں ضرورت کی بنا پر کمپیوٹر استعمال کیا جاتا ہے، اور اُس میں بسا اَوقات درس کے علاوہ کے اَوقات میں طلبہ اور ماسٹر حضرات اور اَساتذۂ کرام قرآنِ پاک کی سی ڈی اور کیسٹ دیکھتے ہیں، جس میں تلاوت کرنے والے کا فوٹو اور سامعین کا فوٹو نظر آتا ہے، جو کہ مقصود

بالذات نہیں، تو کیا ایسی سی ڈی کیسٹ دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو کیا وہی کیسٹیں ٹی وی پر دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور بغیر فوٹو والی سی ڈی کمپیوٹر پر اور ٹی وی پر دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟ اِس لئے کہ عوام کا استدلال ہے کہ جب یہ کیسٹیں مدارس میں دیکھی جاتی ہیں تو پھر ٹی وی پر دیکھنا جائز ہونا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسی تصویر جس کا الگ سے دیکھنا جائز ہے، اُس کو کمپیوٹر یا ٹی وی کی اسکرین پر بھی دیکھنے کی گنجائش ہے؛ لیکن چوں کہ ٹیلی ویژن پر آنے والے پروگرام اکثر فواحش اور معصیت پر مشتمل ہوتے ہیں، اِس لئے سد اًللباب ابتلاء معصیت کے خطرہ سے مطلقاً ٹیلی ویژن پر کوئی بھی چیز دیکھنے کو منع کیا جاتا ہے؛ کیوں کہ اگر ٹیلی ویژن کے استعمال کی کھلی چھوٹ ہوجائے گی، تو پھر اُس کے مفاسد سے بچنا ممکن نہ رہے گا؛ لہٰذا مسئولہ صورت میں کمپیوٹر پر قرآن پاک سننے کی اِجازت ہے؛ کیوں کہ کمپیوٹر پر تلاوت سنتے وقت ضمناً بھی کوئی فحش پروگرام نہیں آتا ہے؛ لیکن ٹیلی ویژن کے استعمال کی اِجازت نہیں ہے۔ (مستفاد: جواہر الفقہ ۷/۲۱۵-۲۱۶ دیوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۹/۴/۱۴۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

لیپ ٹاپ پر مقرر کی تصویر دیکھ کر مردوں یا عورتوں کا بیان سننا؟

سوال (۹۱۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مولانا طارق جمیل صاحب یا کوئی اور بزرگ لیپ ٹاپ، کمپیوٹر یا موبائل میں بیان کرتے ہیں اور اُس میں اُن کی تصویر بھی دکھائی دیتی ہے اور اُن کو عورتیں دیکھتی ہیں، تو اُس کا دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور پاکستان کی عورتیں بیان کرتی ہیں اور اُن کی تصویر دکھائی دیتی ہے اور اُن کو غیر محرم مرد دیکھتے ہیں، تو اِس طرح عورتوں کو مردوں کی اور مردوں کو عورتوں کی تصویر دیکھ کر بیان سننا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو حکم مرد وعورت کو آمنے سامنے ایک دوسرے کو دیکھنے

کا ہے وہی حکم لیپ ٹاپ کمپیوٹر اور موبائل وغیرہ میں دیکھنے کا بھی ہے۔

اور اِس معاملہ میں تفصیل یہ ہے کہ مردوں کے لئے تو عورتوں کو دیکھنا یا اُن کی بات سننا مطلقاً ممنوع ہے؛ کیوں کہ اِس میں بہر حال فتنہ کا اندیشہ ہے؛ البتہ عورتوں کا مردوں کو دیکھنا علی الاطلاق ممنوع نہیں ہے؛ بلکہ اُسی وقت ممنوع ہے جب کہ فتنہ کا اندیشہ ہو اور احتیاط بہر حال لازم ہے۔

قال اللّٰه تعالی: ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ﴾ [النور: ۳۰]

وقال تعالیٰ في موضع آخر: ﴿وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ﴾ [النور، جزء آیت: ۳۱]

نظر المرأة إلی الرجل الأجنبي كنظر الرجل إلی الرجل الأجنبي …… وما ذكرنا من الجواز فيما إذا كانت المرأة تعلم يقينًا أنها لو نظرت إلی بعض ما ذكرنا في الرجل لا يقع في قلبها شهوة، فأما إذا علمت أنه يقع في قلبها شهوة أو شكت، ومعنی الشک استواء الظننين فأحب إلی أن تغض بصرها منه، هٰكذا ذكر محمدؒ، وقد ذكر الاستحسان فيما إذا كان الناظر إلی الرجل الأجنبي هي المرأة، وفيما إذا كان الناظر إلی المرأة الأجنبية هو الرجل، قال: فليجتنب بجهده علی ما يأتي بيانه، هو الحرمة وهو الصحيح. (الفتاویٰ التاتارخانية ۱۸/ ۹۰ رقم: ۲۸۱۳۰ زكريا، شامي، كتاب الحظر والإباحة/ فصل في النظر والمس ۹/ ۵۳۳ زكريا)

وأما النظر إلی الأجنبيات …… وفي شرح الكرخي: النظر إلی وجه المرأة الأجنبية الحرة ليس بحرامٍ ولكنه يكره بغير حاجة. (الفتاویٰ التاتارخانية ۱۸/ ۹۵ زكريا)

وشرط لحل النظر وإليها وإليه الأمن بطريق اليقين من شهوةٍ، ولا يخفی أن الأحوط عدمِ النظر مطلقًا. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الحظر والإباحة/ فصل في النظر والمس ۹/ ۵۲۵ زكريا)

فإن خاف الشهوة أو شک امتنع نظره إلی وجهها، فحل النظر مقید بعدم الشهوة وإلا فحرام، وهٰذا في زمانهم، وأما في زماننا فمنع من الشابة. (تنویر الأبصار مع الدر المختار، کتاب الحظر والإباحة / فصل في النظر والمس ۵۳۲/۹ زکریا)

فظهر الکف عورة علی المذهب والقدمین علی المعتمد، وصوتها علی الراجح (الدر المختار) وفي الشامي: قوله: علی الراجح، عبارة البحر عن الحلیة أنه الأشبه، وفي النهر: وهو الذي ینبغي اعتماده. ومقابله ما في النوازل: نغمة العورة عورة وتعلمها القرآن من المرأة أحب، قال علیه الصلاة والسلام: التسبیح للرجال والتصفیق للنساء، فلا یحسن أن یسمعها الرجل. وفي الکافي: ولا تُلبِّي جهرًا؛ لأن صوتها عورة …… صوت المرأة عورة …… ولا نجیز لهن رفع أصواتهن، …… ومن هٰذا لم یجُز أن تؤذِّن المرأة. (شامي ۴۰۶/۱ دار الفکر بیروت)

ویرفع صوته بالأذان والمرأة ممنوعة من ذلک لخوف الفتنة. (المبسوط للسرخسي ۱۳۳/۱ دار الکتب العلمیة بیروت)

إن غض البصر مما یحرم النظر إلیه واجبٌ ونظر الفجأة التي لا تعمد فیها معفو عنه. (روح المعاني ۲۰۴/۱۸ النور: ۳۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۵/۱/۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ویڈیو فلم بنانا جائز ہے یا نہیں؟

سوال (۹۱۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ویڈیو فلم بنانا جائز ہے یا نہیں؟ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اِس میں تصویر قائم نہیں ہوتی ہے؛ بلکہ جیسے کیسٹ میں رِیل کے ذریعہ آواز بھری جاتی ہے، ایسے ہی ویڈیو میں بھی رِیل کو جمع کیا جاتا ہے، اور جس وقت ویڈیو پر اِس کیسٹ کو لگایا جاتا ہے تو رِیل کے ذریعہ وہ سب تصویریں یا آوازیں

آنا شروع ہو جاتی ہیں، اور یہ تصویر قائم نہیں رہتی ہیں، جیسے سایہ یا آئینہ کی تصویر۔ اور اُن کا دعویٰ یہ ہے کہ اِس کے ماہرین سے اِس سلسلہ میں مراجعت کی گئی ہے، اُنہوں نے ایسا ہی بتایا ہے، پس جب یہ صورت غیر قائمہ ہے تو یہ جائز ہے؛ البتہ فحش اور خلافِ شریعت چیز اُس میں نہ ہو، اگر ہو گی تو ناجائز ہو گی، اُس کی وجہ سے اَب اگر یہ بات ٹھیک بھی ہو تو شادیوں وغیرہ میں اُس کا استعمال اِس وقت میں داخل ہو گا یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِسلام میں تصویر سازی کے اَحکامات نہایت سخت بیان کئے گئے ہیں، اور اِس پر عمل کرنے والے کو انتہائی موجبِ لعنت گردانا گیا ہے۔

عن عبد اللّٰه ابن مسعود رضي اللّٰه تعالیٰ عنه قال: سمعت النبي صلی اللّٰه علیه وسلم یقول: إن أشد الناس عذابًا عند اللّٰه یوم القیامة المصورون. (صحیح البخاري، کتاب اللباس / باب عذاب المصورین یوم القیامة ۸۸۰/۲ رقم: ۵۹۵۰ دار الفکر بیروت، صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة / باب تحریم تصویر صورة الحیوان الخ ۲۰۰/۲ رقم: ۲۱۰۹ بیت الأفکار الدولیة، مشکاة المصابیح ۳۸۵)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ”قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب مصوروں کو دیا جائے گا“۔

علماء حقانی کے نزدیک تصویر سازی کی نہی کے اندر ہاتھ سے بنائی ہوئی، کیمرے سے کھینچی ہوئی یا کسی اور ذریعہ سے محفوظ کی ہوئی، ہر طرح کے جاندار کی تصویریں شامل ہیں اور سب کا حکم یکساں ہے، صرف غیر ذی روح کی تصاویر کی اِجازت دی گئی ہے۔ (جواہر الفقہ ۲۰۸/۳-۲۰۹)

ویڈیو فلم کے بارے میں یہ کہنا کہ اُس کی تصاویر قائم نہیں رہتیں نرا مغالطہ ہے؛ کیوں کہ اگر وہ باقی نہ رہیں تو کیسٹ لگانے سے اُنہیں بار بار کیسے دیکھا جا سکتا ہے؟ دراصل اُس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی آدمی تصویر بنا کر اندھیرے میں رکھ دے، چناں چہ اندھیرے میں وہ نظر نہیں آئے گی؛

لیکن جب اُسے روشنی میں رکھا جائے گا تو وہ نظر آجائے گی، تو تصویر فی نفسہٖ ریل میں موجود رہتی ہے، پھر جب اُسے V.C.R میں رکھ کر روشنی دکھائی جاتی ہے تو وہ تصویریں ٹیلی ویژن کے آئینہ پر متحرک ہونے لگتی ہیں، یہ اِس بات کی کھلی دلیل ہے کہ کیسٹ کی ریل میں تصویریں مصور ہیں، یہ الگ بات ہے کہ اُنہیں بغیر مشین میں لگائے دیکھا نہیں جاسکتا؛ لہٰذا ویڈیو فلم بنانا بھی تصویر سازی کی حرمت میں داخل ہے، اور شادی وغیرہ کی تقریبات میں تو اِس کا استعمال انتہائی موجبِ فساد ہے؛ کیوں کہ غیر محارم کی تصویریں اس کے ذریعہ محفوظ کی جاتی ہیں، پھر اُنہیں سارے اعزاء واقرباء محرم وغیر محرم کو دکھایا جاتا ہے، جو بڑی بے شرمی اور بے حیائی کی بات ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۴۱۱/۳/۲۵ھ

دینی پروگرام کی ویڈیو کیسٹ بنوانا؟

سوال (۹۱۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: دینی اِجلاس یا دیگر پروگرام کے موقع پر ویڈیو کیسٹ کیمرہ کے ذریعہ بنانے کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بلا ضرورت محض شوق میں یا نام ونمود کے لئے کسی بھی پروگرام کی ویڈیو کیسٹ بنانا جائز نہیں ہے، خواہ دینی اِجلاس ہو یا دنیوی؛ البتہ اگر کوئی معقول ضرورت ہو، مثلاً تحفظ کی غرض سے یا حکومت کے سامنے اپنی طاقت کے مظاہرہ کا مقصد ہو، تو بقدر ضرورت اِس کی گنجائش ہوسکتی ہے۔ (مستفاد: جواہر الفقہ ۴/۶۳)

لكن هل يتأتى فيهما حكم التصوير، بحيث إذا كان التلفزيون والفيديو خاليًا من هٰذه المنكرات بأسرها، هل يحرم بالنظر إلى كونه تصويرًا؟ فإن لهٰذا العبد الضعيف عفا الله عنه فيه وقفة – إلى قوله – فتنزيل هٰذه الصورة بمنزلة الصورة المستقرة مشكل. (تكملة فتح الملهم ٤/١٦٤)

عن عبد اللّٰه ابن مسعود رضي اللّٰه تعالیٰ عنه قال: سمعت النبي صلی اللّٰه عليه وسلم يقول: إن أشد الناس عذابًا عند اللّٰه يوم القيامة المصورون. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب عذاب المصورين يوم القيامة ۸۸۰/۲ رقم: ۵۹۵۰ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ۲۰۰/۲ رقم: ۲۱۰۹ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح ۳۸۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۲/۷/۱۴۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مدارس کے پروگرام کو ویڈیو کی شکل دینا؟

سوال (۹۱۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی ضرورتِ شدیدہ ومصلحت کی بنیاد پر مدرسہ کے مفاد میں مدارس کے لوگ پروگرام کو ویڈیو کی شکل دے سکتے ہیں یا نہیں؟ مفصل ومدلل جواب دیں؟ کیوں کہ یہ مسئلہ مدارس میں یا عوام میں عروج پر ہے، ہم اہل مدرسہ کے لئے ایسا کرنا کس حد تک جائز وناجائز ہے؟ برائے کرم کتاب وسنت وفقہ کی روشنی میں جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِسلام میں تصویر سازی ناجائز ہے، صرف شدید ضرورت کے وقت اِس کی گنجائش دی جاتی ہے، جس کے بغیر چارۂ کار نہ ہو، مثلاً: پاس پورٹ، ویزا، تعارفی کارڈ یا ایسے ملی ضرورت کے پروگرام جن کا مقصد ہی اربابِ حکومت اور برادرانِ وطن تک اپنے مطالبات پہنچانا ہو وغیرہ، اِس کے برخلاف خالص دینی پروگرام جیسے تبلیغی اجتماعات یا مدارس وغیرہ کے اصلاحی جلسے، تو اُن میں تصویر سازی کی کوئی شرعی ضرورت نہیں پائی جاتی، اِس لئے اہلِ مدارس کو اِس سے احتراز کرنا لازم ہے، ورنہ وہ گنہگار ہوں گے۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ ۴۹۴/۱۹-۴۹۶، کفایت المفتی ۲۳۷/۹)

الضرورات تبيح المحظورات. (قواعد الفقه ص: ٨٩ رقم القاعدة: ١٧٠ دار الكتاب ديوبند، الأشباه والنظائر / الفن الأول في القواعد الكلية، القاعدة الخامسة ٢٥١/١ رقم: ٥٦٨ کراچی)

الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة أو خاصة. (قواعد الفقه ص: ٧٥ رقم القاعدة: ١٠٨ دار الكتاب ديوبند)

عن عبد الله ابن مسعود رضي الله تعالىٰ عنه قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: إن أشد الناس عذابًا عند الله يوم القيامة المصورون. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب عذاب المصورين يوم القيامة ٨٨٠/٢ رقم: ٥٩٥٠ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ٢٠٠/٢ رقم: ٢١٠٩ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح ٣٨٥)

قال النووي: قال أصحابنا وغيرهم من العلماء: تصوير صورة الحيوان حرامٌ شديد التحريم، وهو من الكبائر؛ لأنه متوعد عليه بهذا الوعيد الشديد المذكور في الأحاديث......؛ لأن فيه مضاهاة لخلق الله. (شرح النووي على صحيح مسلم ١٩٩/٢، ونحو ذٰلك في الفتاوىٰ الهندية ٣٥٩/٥)

ظاهر كلام النووي في شرح مسلم: الإجماع على تحريم تصوير الحيوان. (شامي، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة ٤١٦/٢ زكريا، وكذا في فتح الباري ٣٨٤/١٠) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۶/۷/۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

علماء کرام کا مہمانوں کے ساتھ ویڈیو بنوانا اور گلے میں پھول ڈالنا؟

سوال (۹۱۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: (۱) کیا علماء کرام باہر سے آئے ہوئے مہمانانِ کرام کے ساتھ فوٹو یا ویڈیو فلم بنوا سکتے ہیں؟

(۲) جو علماء کرام قوم کی ملی خدمات کرر ہے ہیں، اُن کی سیاسی مجبوری ہے کہ وہ فوٹو یا ویڈیو فلم بنوا سکتے ہیں یا ٹیلی ویژن پر آ کر مسلمان یا اسلام کے بارے جو شک وشبہ غیروں میں ہے، اس کے دفاع میں بیان دیں، کیا شریعت میں اِس کی گنجائش ہے؟ جب کہ شادی بیاہ میں علماء کرام منع فرماتے ہیں۔

(۳) علماء کرام کا پھولوں کے ہار سے مہمان کا استقبال کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ جب کہ شادی میں دولہا اور حج کے موقع پر حاجیوں کو منع فرماتے ہیں؟

(۴) جمعیۃ علماء ہند، مسلم پرسنل لاء بورڈ، فقہ اکیڈمی اور مدارس ومکاتب وغیرہ میں جلسے یا کانفرنس ہوتے ہیں، اُس میں فوٹو گرافی ویڈیو فلم بنواتے ہیں اور اخبار میں شائع کرتے ہیں، کیا شریعت میں اِس کی گنجائش ہے؟ معتبر کتابوں کے حوالے سے جواب تحریر فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خالص دینی مجالس اور پروگرام اِسی طرح شادی بیاہ کی تقریبات کا فوٹو لینا اور ویڈیو بنانا جائز نہیں ہے؛ البتہ کسی خاص واقعی دینی یا دُنیاوی ضرورت مثلاً جمہوری ملک میں اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے قوت کا مظاہرہ یا دشمنانِ اسلام کی طرف سے پیش کئے جانے والے اشکالات واعتراضات کا جواب دینا، اِس طرح کے مقاصد کی اگر تصویر کشی کی جائے تو بادلِ ناخواستہ اِس کی گنجائش ہوگی اور مہمان کا اکرام کرنا فی نفسہٖ مستحسن ہے، اور عرف میں جس طریقہ سے بھی اِکرام معروف ہو اُس کی بھی گنجائش ہے، اُس میں پھولوں کا ہار ڈالنا بھی شامل ہے؛ لیکن پھر بھی بہتر یہ ہے کہ اِس طریقہ سے اجتناب کیا جائے؛ تاکہ دیگر مواقع پر جواز کے لئے اُسے نظیر نہ بنایا جاسکے۔ (مستفاد: جواہر الفقہ ۳/ ۲۴۳، فقہی مقالات ۴/ ۱۳۱، احسن الفتاویٰ ۸/ ۱۵۳-۱۵۴، ایک جامع قرآنی وعظ ندائے شاہی ماہ جنوری ص ۶ تا ۱۳)

وفي التوضيح: قال أصحابنا وغيرهم: تصوير صورة الحيوان حرامٌ أشد التحريم وهو من الكبائر …… لأن فيه مضاهاةٌ بخلق اللّٰه. (عمدة القاري ۲۲/ ۷۰، شرح النووي على المسلم ۲/ ۱۹۹)

أما اتخاذ الصورة الشمسية للضرورة أو الحاجة كحاجتها في جواز السفر وفي التأشيرة وفي البطاقات الشخصية أو في مواضع يحتاج فيها إلىٰ معرفة هوية المرأ، فينبغي أن يكون مرخصًا فيه؛ فإن الفقهاء استثنوا مواضع الضرورة من الحرمة، قال الإمام محمد في السير الكبير : إن تحققت الحاجة له إلىٰ استعمال السلاح الذي فيه تمثال، فلا بأس باستعماله. (تكملة فتح الملهم ۱۶۴/۴)

الحاجة تنزل منزلة الضرورة. (الأشباه والنظائر ۲۶۷ زكريا)

إن التصوير الشمسي لا يخرج عن كونه نوعًا من أنواع التصوير – إلىٰ قوله – فينبغي أن يقتصر في الإباحة على حد الضرورة. (حكم الإسلام في التصوير ۱۵، بحواله فقهي مقالات ۱۲۸/۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری ۳/۵/۱۴۳۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نکاح کی ویڈیو بنانا؟

سوال (۹۱۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہم ایک مسجد میں اِمامت کرتے ہیں، اہل قصبہ نکاح پڑھانے کے لئے لے جاتے ہیں، جانے سے پہلے ہم شرط لگا دیتے ہیں کہ ویڈیو نہیں بنے گی؛ لیکن جب وہاں پہنچتے ہیں تو دیگر حضرات ویڈیو بنانے لگتے ہیں، تو اُس کو رکوا دیتے ہیں، تو وہاں ایک صاحب بحث کرنے لگے کہ ویڈیو تصویر نہیں سایہ ہے، اور یہ جائز ہے، حج کی ویڈیو بنتی ہے، مولانا علی میاںؒ کی ویڈیو بنتی ہے، دیگر علماء کے عمل سے استدلال کرنے لگے، اِس لئے بتائیے کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تصویر خواہ فوٹو کی شکل میں ہو یا ویڈیو کی شکل میں، عام حالات میں جائز نہیں ہے، صرف ضرورت یا مجبوری کے وقت بقدر ضرورت اِس کی گنجائش دی گئی

ہے، اور نکاح کی مجلس میں تصویر کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں، یہ محض ایک نفسانی شوق ہے؛ لہٰذا وہاں ویڈیو وغیرہ کی اِجازت نہیں دی جاسکتی، جو ایسا کرے گا سخت گنہگار ہوگا۔

عن عبد اللّٰہ ابن مسعود رضي اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال: سمعت النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول: إن أشد الناس عذابًا عند اللّٰہ یوم القیامۃ المصورون. (صحیح البخاري، کتاب اللباس / باب عذاب المصورین یوم القیامۃ ۸۸۰/۲ رقم: ۵۹۵۰ دار الفکر بیروت، صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ / باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان الخ ۲۰۰/۲ رقم: ۲۱۰۹ بیت الأفکار الدولیۃ، مشکاۃ المصابیح ۳۸۵)

لا تمثال إنسان أو طیر ...... لمحرمۃ تصویر ذي الروح. (شامي ۵۱۹/۹ زکریا)

یحرم تصویر ذوات الأرواح مطلقًا أي سواء کان للصورۃ ظل أو لم یکن، وھو مذھب الحنفیۃ والشافعیۃ والحنابلۃ. (الموسوعۃ الفقھیۃ ۱۰۲/۱۲)

قال أصحابنا وغیرھم من العلماء: تصویر صورۃ الحیوان حرامٌ شدید التحریم، وھو من الکبائر؛ لأنہ متوعَّد علیہ بھٰذا الوعید الشدید المذکور في الأحادیث، وسواء صنعہ بما یُمتَھَنُ أو بغیرہ فَصَنعَتُہ حرام بکل حالٍ؛ لأن فیہ مضاھاۃٌ لخلق اللّٰہ تعالیٰ، وسواء کان في ثوب أو بساط أو درھمٍ أو دینارٍ أو فلسٍ أو إناءٍ أو حائطٍ أو غیرھا. وأما تصویر صورۃ الشجر ورِحال الإبل وغیر ذٰلک مما لیس فیہ صورۃ حیوان، فلیس بحرام، ھٰذا حکم نفس التصویر.

(نووي علی مسلم ۱۹۹/۲، شامي ۶۴۷/۱ کراچی)

الضرورات تبیح المحظورات، وما أبیح لضرورۃ یتقدر بقدرھا. (الأشباہ والنظائر ۳۰۷-۳۰۸ مکتبۃ الفقیہ الأمۃ دیوبند، ۱۱۹/۱ إدارۃ القرآن کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۱/۱۴۳۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دینی مکالمات کو ڈرامے کی شکل میں پیش کرنا؟

سوال (۹۲۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بہت سے مدرسوں اور اسکولوں میں انجمنوں کے پروگراموں میں طلبہ وطالبات مکالمات کا پروگرام رکھتے ہیں، چناں چہ اِسی طرح کا ایک پروگرام خواتین کے مجمع میں ایک مدرسہ کی طالبات کرنا چاہتی ہیں، اِس مکالمہ کا حاصل یہ ہے کہ ایک طالبہ صحت مند بنے گی، دوسری مریض، تیسری بدعمل، چوتھی نیک عمل، ایک دولت مند، ایک غریب، ایک موت۔ اِس طرح اس میں دنیا کی اور دولت کی بے ثباتی نیک عمل کرنے کو کامیابی اور فلاح کا باعث بیان کیا جائے گا، صحت کو آدمی غنیمت جانے اور دولت پر نازاں نہ ہو، انجام کے اعتبار سے صرف نیک عمل ہی کام آئے گا؛ تاکہ سامعین کو نیک عمل کی رغبت ہو، صحت کو غنیمت جانیں اور اس کی قدر کریں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اِس طرح کے پروگراموں میں کوئی قباحت تو نہیں ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِصلاح اور مشق کا مدار اِس طرح کے پروگرام اور مکالموں پر نہیں ہے؛ بلکہ عموماً یہ پروگرام نصیحت کے بجائے تفریح اور دلچسپی کا سامان بن جاتے ہیں، اور ناظرین وسامعین اُسے محض ڈرامہ اور ناٹک کی نظر سے سنتے اور دیکھتے ہیں؛ لہٰذا دوسرا کوئی محظورِ شرعی مثلاً غیر مردوں کی موجودگی، بے پردگی، فرشتوں وغیرہ کی نقل جیسی حرام چیزیں نہ بھی ہوں، پھر بھی دینی مجلسوں میں اِس انداز کے پروگرام پیش کرنے سے احتراز لازم ہے۔ حضرت تھانوی قدس سرہٗ نے اِنہی خطرات کے پیشِ نظر حج کی فلم دیکھنے سے ممانعت فرمائی ہے۔ (امداد الفتاویٰ ۴/۳۸۶)

نوٹ: - احقر کی کوئی سابقہ تحریر اِس کے خلاف ہو تو اُسے کالعدم سمجھا جائے۔

من جلس على مكان مرتفع، والناس حوله يسألون منه بطريق الاستهزاء، ثم يضربونه بالوسائد أي مثلاً، وهم يضحكون، كفروا جميعًا أي لاستخفافهم بالشرع. وكذا لو لم يجلس على المكان المرتفع. ونقل عن الأستاذ نجم الدين

الكندي بسمرقند: أن من تشبه بالمعلم على وجه السخرية وأخذ الخشبة وضرب الصبيان كفر، يعني لأن معلم القرآن من جملة علماء الشريعة، فالاستهزاء به وبمعلمه يكون كفرًا. (شرح الفقه الأكبر للملا علي القاري / فصل في العلم والعلماء ١٧٣، وكذا في فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ الهندية، كتاب السير / الباب الثامن في الاستخفاف بالعلم ٣٣٧/٦ زكريا، وكذا في الفتاوىٰ الهندية، كتاب السير / الباب التاسع في أحكام المرتدين، مطلب: ومنها ما يتعلق بالعلم والعلماء ٢٧٠/٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۵/۱۱/۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

یومِ آزادی کے جلسہ میں مکالمہ اَسلاف کی قربانیاں کی شکل میں پیش کرنا؟

سوال (۹۲۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: یومِ آزادی کے موقع پر اَسلاف کی قربانیاں اور دینی ملی اور قومی خدمات کو ڈرامے اور ناٹک کی شکل میں پیش کرنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: پروگرام میں اَکابر واَسلاف کی دینی، قومی وملی خدمات کو تقریر وتحریر، مکالموں اور ترانوں کے ذریعہ پیش کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے؛ البتہ یہ خیال رہے کہ ڈراموں کی شکل نہ ہو اور بڑی بچیاں پروگرام میں شامل نہ ہوں، اِسی طرح گانے بجانے کا کوئی پروگرام نہ رکھا جائے۔

عن جرير بن عبد الله رضي الله عنه قال: ...... فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من سنّ في الإسلام سنةً حسنةً فله أجرها وأجر من عمل بها من بعده من غير أن ينقص من أجورهم شيء، ومن سن في الإسلام سنةً سيئةً كان

علیه وزرها ووزرُ من عمل بها من غیر أن ینقص من أوزارهم شيءٌ. (صحیح مسلم، کتاب الزکاة / باب الحث علی الصدقة ولو بشق تمرةٍ الخ رقم: ۱۰۱۷ بیت الأفکار الدولیة، سنن النسائي / باب التحریض علی الصدقة ۲۷۴/۱ رقم: ۷۵/۵، سنن ابن ماجة، کتاب السنة / باب من سن سنة حسنة أو سیئةً ۳۲۷/۱ رقم: ۲۰۳ دار الفکر بیروت، سنن الترمذي ۹۶/۲ رقم: ۲۶۸۴، مشکاة المصابیح ۳۳)

رجلٌ یجلس علی مکانٍ مرتفع ویتشبه بالمذکرین ومعه جماعةٌ یستاء لون ویضحکون منه، ثم یضربون بالمخراق فقد کفروا جملة استخفافهم بالشرع، وکذا لو لم یجلس علی مکانٍ مرتفع ولکن یستهزئ بالمذکرین، ویتمسخروا القوم یضحکون منه فقد کفروا. (الفتاویٰ التاتارخانیة ۳۳۶/۷ رقم: ۱۰۶۲۶ زکریا)

الرجل إذا کان یتشبه بالمعلمین في مجمع ویأخذ الخشب بیده ویجلس الصبیان حوله ویستهزئ بالمعلمین، والقوم یضحکون منه فقد کفروا. (الفتاویٰ التاتارخانیة ۳۳۶/۷ زکریا) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۶/۵/۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قاری رقیہ اور اُم حبیبہ کی کیسٹیں سننا؟

سوال (۹۲۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل عام طور سے لوگ اُم حبیبہ کی نعتیں اور قاری رقیہ کی قرأت ٹیپ ریکارڈ میں بھری ہوئی آواز کو سنتے ہیں، جس میں کسی قسم کا میوزک وغیرہ نہیں ہوتا اور اِن نعتوں اور قرأت کو سن کر کسی قسم کے فتنہ کا کوئی اندیشہ بھی نہیں ہوتا؛ بلکہ قرأت اور نعتیں سن کر ایمان میں جلا پیدا ہوتا ہے، تو کیا ٹیپ ریکارڈ میں بھری ہوئی آواز بعینہ عورت کی آواز ہے، جسے سننا جائز نہیں، اِس میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مردوں کے لئے قاریہ رقیہ اور اُم حبیبہ کی قرأت اور

نعت کی کیسٹ سننا جائز نہیں ہے؛ اِس لئے کہ اُن میں فتنہ کا سخت احتمال ہے، اُن کی آواز سن کر دل میں اُن کی محبت وغیرہ پیدا ہونا اِس زمانہ میں تقریباً متیقن ہے، حنفیہ نے اِسی طرح کے فتنہ کی بنا پر عورت کے اَذان دینے کو مکروہ کہا ہے۔

قال الجصاص: وفيه دلالة على أن المرأة منهية عن رفع صوتها بالكلام بحيث يسمع ذٰلك الأجانب، إذا كان صوتها أقرب إلى الفتنة من صوت خلخالها، ولذٰلك كره أصحابنا أذان النساء؛ لأنه يحتاج فيه إلى رفع الصوت، والمرأة منهية عن ذٰلك. (أحكام القران للجصاص ۳۱۹/۳)

نغمة المرأة عورة ...... ذكر الإمام أبو العباس القرطبي في كتابه في السماع: ولا يظن من لافطنة عنده أنا إذا قلنا صوت المرأة عورة، أنا نريد بذٰلك كلامها؛ لأن ذٰلك ليس بصحيح، فإنا نجيز الكلام مع النساء للأجانب ومحاورتهن عند الحاجة إلى ذٰلك، ولا نجيز لهن رفع أصواتهن ولا تمطيطها ولا تليينها وتقطيعها، لما في ذٰلك من استمالة الرجال إليهن وتحريك الشهوات منهم، ومن هٰذا لم يجز أن تؤذن المرأة، قلت: ويشير إلى تعبير النوازل بالنغمة. (رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة / باب شروط الصلاة، فصل في النظر واللمس ٤٠٦/١ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۶/۴/۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیسٹ میں قرآنِ کریم ٹیپ کر کے سننا؟

سوال (۹۲۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: موجودہ دور میں قرآنِ کریم کو کیسٹ وغیرہ میں ریکارڈ کر کے اُس کا سننا یا اُن کیسٹوں کی خرید وفروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ٹیپ ریکارڈ کی کیسٹ میں قرآنِ کریم کی تلاوت محفوظ کرنا، اُس کا سننا اور اُسے فروخت کرنا سب درست ہے۔ (مستفاد: ایضاح المسائل ۱۴۸)

الأمور بمقاصدها. (الأشباہ والنظائر ۵۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۹/۱۱/۱۴۲۶ھ

واک مین لگاکر تقریریں اور دینی باتیں سننا؟

سوال (۹۲۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کے نوجوانوں کو کان میں (واک مین) ٹیپ ریکارڈ لگاکر گانے سننے کی عادت ہے، کیا اُن کی یہ عادت چھڑانے کے لئے اُن کو اِس بات کی اجازت ہے کہ وہ گانے کے بجائے تلاوتِ کلام اللہ یا تقریر وبیان کی کیسٹ سنیں؛ تاکہ اِس بہانے سے فحش گانے کی کیسٹ سننے سے محفوظ ہوسکیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر محض تفریح اور وقت گذاری مقصود نہ ہو؛ بلکہ یکسوئی کے ساتھ عمل کے اِرادہ سے تقریر وبیان اور تلاوت کی کیسٹیں سنی جائیں تو اِس میں کوئی حرج نہیں ہے؛ بلکہ فضول گناہوں والی کیسٹوں کے بجائے کیسٹوں میں ایسے ہی دینی مضامین سننے چاہئیں۔ (ایضاح المسائل ۱۴۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۴/۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیمرے کی اِسکرین سے ملازمین کی نگرانی کرنا؟

سوال (۹۲۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: محمد طارق کی ذاتی ایک کاروباری جگہ جو کہ بیکری کی شکل میں ہے، کام کی نوعیت کے اعتبار

سے آفس میں بیٹھ کر کنٹرول کرنے کی غرض سے جدید نظام کے تحت کیمرہ کا انتظام چل رہا ہے، چوں کہ بیکری کی جگہ کشادہ رقبہ میں ہے، اور کئی جگہ کام کے کئی اُمور الگ الگ حل کئے جاتے ہیں، اگر شرعی طور سے اِجازت ہو تو میرے لئے کافی سہولت کا باعث ہو جائے گا؛ کیوں کہ لیبر کی چیکنگ اَشد ضروری ہے، اس مسئلہ کی رہنمائی فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کیمرے کی اِسکرین کے ذریعہ سے ملازمین کی نگرانی جائز اور درست ہے، مگر بلا ضرورت اُس کا پرنٹ آؤٹ نہ کرایا جائے۔

مستفاد: إن المرئية في المرأة مثاله بالانعكاس لا هو. (الدر المختار مع الشامي ١١٠/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۴/۱۴۳۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے ذریعہ اپنے پیغامات بھیجنا؟

سوال (۹۲۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل ہر جگہ کمپیوٹر اور انٹرنیٹ جیسا مواصلاتی نظام قائم ہوگیا ہے، کیا اِس ٹی وی کمپیوٹر پر انٹرنیٹ کے ذریعہ دینی پیغامات، مذہبی لٹریچر اور دعوت وتبلیغ کرنا اور اِن جیسی دیگر تعلیمی خدمات کرنا شریعت کی رو سے جائز ہے یا نہیں؟ یا یہ کہ اِس سے دور رہنے کی ضرورت ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شرعی حدود میں رہ کر (تصاویر اور فواحش سے بچتے ہوئے) دین کی ترویج واِشاعت اور اِصلاح ودعوت کے لئے جدید ذرائع ابلاغ کا استعمال جائز ہے؛ لیکن اُس میں بہت سی نزاکتیں بھی پائی جاتی ہیں؛ کیوں کہ آج کل بالخصوص انٹرنیٹ فواحش ومنکرات کے کھلے دروازے کی حیثیت رکھتا ہے؛ کہیں ایسا نہ ہو کہ انٹرنیٹ کا غیر محتاط استعمال ہدایت کے بجائے گمراہی ومعاصی کے غار میں نہ ڈھکیل دے؛ اِس لئے نفسانی اور شیطانی شرور سے ہمہ

وقت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

عن عبد اللّٰه بن عمرو رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: بلغوا عني ولو آية ...... الخ. (صحيح البخاري، كتاب أحاديث الأنبياء / باب ما ذكر عن بني إسرائيل ٤٩١/١ رقم: ٣٤٦١ دار الفكر بيروت)

عن عبد الرحمن بن أبي بكرة عن أبيه رضي اللّٰه عنه قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم في حديث طويل: ليبلغِ الشاهدُ الغائب. (صحيح البخاري، كتاب العلم / باب قول النبي ا رب مبلغ أوعى من سامعٍ ٢١/١ رقم: ٦٧ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب القسامة والمحاربين / باب تغليظ تحريم الدماء والأعراض والأموال ٦٠/٢ رقم: ١٦٧٩ بيت الأفكار الدولية)

عن النعمان بن بشير رضي اللّٰه عنه قال: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: الحلال بين، والحرام بين، وبينهما أمورٌ مشتبَهَة، فمن ترک ما شُبّه عليه من الإثم كان لما استبان له أترَکَ، ومن اجترأ على ما يُشَکُّ فيه من الإثم أوُشَکَ أن يواقع ما استبان، والمعاصي حمى اللّٰه، من يرتع حول الحمى يوشک أن يواقعه. (صحيح البخاري، كتاب البيوع / بابٌ الحلال بين والحرام بين وبينهما مشبّهات ٢٧٥/١ رقم: ٢٠٥١ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب المساقاة / باب أخذ الحلال وترك الشبهات ٢٨/٢ رقم: ١٥٩٩ بيت الأفكار الدولية، سنن أبي داؤد رقم: ٣٣٢٩ دار الفكر بيروت)

عن عبد اللّٰه ابن مسعود رضي اللّٰه تعالىٰ عنه قال: سمعت النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: إن أشد الناس عذابًا عند اللّٰه يوم القيامة المصورون. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب عذاب المصورين يوم القيامة ٨٨٠/٢ رقم: ٥٩٥٠ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ٢٠٠/٢ رقم: ٢١٠٩ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح ٣٨٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۳/۶/ ۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جاندار کی تصویر بنانا اور تصویر سازی کی اُجرت؟

سوال (۹۲۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: تصویروں کی تجارت اور اُن کا بنانا کیسا ہے؟ خواہ مٹی کی ہوں یا تانبہ یا پیتل کی؟ جواز وعدم جواز کی صورت میں اُن کی آمدنی کا کیا حکم ہوگا؟

(۲) جو لوگ تصویریں بناتے ہیں کیا وہ اُس وعید کے مستحق نہیں ہوں گے جس میں مصورین پر لعنت کی گئی ہے، اور قیامت کے دن اُن کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ تصویروں میں روح پھوکیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جاندار کی تصویر بنانا حرام ہے، اور بنانے والوں پر اَحادیث میں سخت وعید وارد ہوئی ہے اور اُس کی تجارت کرنا ناجائز ہے، اور تابنے پیتل کی تصویروں کی آمدنی مکروہ ہے، نیز مٹی کی تصویروں کی آمدنی ناجائز ہے۔ (مستفاد: جواہر الفقہ ۷/۲۶۳ زکریا)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: سمعت محمدًا صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: من صوَّر صورةً في الدنيا كُلِّف يوم القيامة أن يَنفُخ فيها الروح وليس بنافخ. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / بابٌ من صور صورةً الخ ۲/۸۸۱ رقم: ۵۹۶۳ دار الفكر بيروت)

عن عبد اللّٰه ابن مسعود رضي اللّٰه عنه قال: سمعت النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: إن أشد الناس عذابًا عند اللّٰه يوم القيامة المصورون. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب عذاب المصورين يوم القيامة ۲/۸۸۰ رقم: ۵۹۵۰ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ۲/۲۰۰ رقم: ۲۱۰۹ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح ۳۸۵)

عن نوازل بن رشدؒ ما نصه لا يحل عمل شيء من هٰذه الصور، ولا يجوز بيعها، ولا التجارة لها، والواجب أن يمنعوا من ذٰلك. (البلوغ ۱۲، بحواله: جواهر الفقه ۳/۲۳۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۱/۷/۱۴۲۶ھ

پیتل کے جانور بنانا؟

سوال (۹۲۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: پیتل کا کوئی بھی جانور بنانا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پیتل یا کسی بھی دھات وغیرہ کے ذریعہ جاندار کی تصویر اور مجسمہ بنانا ناجائز وحرام ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۹/۵۰۳ ڈابھیل، فتاویٰ رحیمیہ ۲/۴۰۷، جواہر الفقہ ۷/۲۶۳ زکریا)

قال العلماء: تصوير صورة الحيوان حرام شديد التحريم، وهو من الكبائر؛ لأنه متوعد عليه بهٰذا الوعيد الشديد المذكور في الأحاديث، سواء صنعه في ثوب أو بساط أو درهمٌ أو دينارٌ وغير ذٰلك. (مرقاة المفاتيح ٤/٨٣، فتح الباري ٢/٣٨٤، شرح النووي على صحيح مسلم ٢/١٩٩، ايضاح المسالك ١١٢)

عن عبد اللّٰه ابن مسعود رضي اللّٰه عنه قال: سمعت النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: إن أشد الناس عذابًا عند اللّٰه يوم القيامة المصورون. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب عذاب المصورين يوم القيامة ٢/٨٨٠ رقم: ٥٩٥٠ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ٢/٢٠٠ رقم: ٢١٠٩ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح ٣٨٥)

القول الثالث: أنه يحرم تصوير ذوات الأرواح مطلقًا أي سواءٌ كان للصورة ظل أو لم يكن، وهو مذهب الحنفية والشافعية والحنابلة. (الموسوعة الفقهية ١٢/١٠٢ كويت) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۳/۷/۱۴۲۱ھ

چاندی کے زیور میں تصویر بنانا؟

سوال (۹۲۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: سونا یا چاندی کے زیور میں مورت کے علاوہ کسی پرند یا کسی جانور کی تصویر بنانا کیسا ہے؟ نیز اگر اتنی چھوٹی تصویر بنائے کہ نیچے رکھ کر کھڑے ہوکر دیکھنے سے اُس کے اَعضاء صاف ظاہر نہ ہوں، تو کیا یہ جائز ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو حکم مورت کا ہے وہی عام تصویروں کا ہے۔

عن أبي طلحة رضي اللّٰه عنه قال: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: لا تدخل الملائكة بيتًا فيه كلب ولا تصاوير. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب التصاوير ۸۸۰/۲ رقم: ۵۹۴۹ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ۱۹۹/۲ رقم: ۲۱۰۶ بيت الأفكار الدولية)

قال الطيبي: والأظهر أنه عام في كل كلبٍ وكل صورة، وأنهم يمتنعون من الجميع لإطلاق الأحاديث. (شرح المشكاة للطيبي ۲۹۴۴/۹ تحت رقم: ۴۴۸۹ الشاملة)

قال النوويؒ: قال أصحابنا وغيرهم من العلماء: تصوير صورة الحيوان حرامٌ شديد التحريم وهو من الكبائر؛ لأنه متوعد عليه بهٰذا الوعيد الشديد المذكور في الأحاديث، وسواء صنعه بما يمتهن أو بغيره فصنعته حرام بكل حالٍ؛ لأن فيه مضاهاة لخلق اللّٰه تعالىٰ، وسواء ما كان في ثوبٍ أو بساطٍ أو درهمٍ أو دينارٍ أو فلسٍ أو إناءٍ أو حائطٍ أو غيرها. (شرح النووي على صحيح مسلم ۱۹۹/۲، كذا في فتح الباري ۳۸۴/۱۰ بيروت، عمدة القاري ۷۰/۲۲ بيروت، شرح سنن ابن ماجة للسيوطي ۲۶۰/۱ المكتبة الشاملة)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: أشد الناس عذابًا يوم القيٰمة الذين يضاهون بخلق اللّٰه. (مشكاة المصابيح ۳۸۵/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲/۶/۱۴۳۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مورتیوں کا صیقل وصفائی کرنا کیسا ہے؟

سوال (۹۳۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ممبئ میں میری دوکان ہے، جس میں صیقل وصفائی کا کام ہوتا ہے، صفائی کے لئے سونے چاندی کے زیورات اور سونے چاندی کی بنی ہوئی مختلف قسم کی مورتیاں آتی ہیں، تو کیا زیورات کے ساتھ مورتیوں کی صیقل وصفائی درست ہے یا نہیں؟ اور اِس سے حاصل ہونے والی رقم کے بارے میں کیا حکم ہے؟ یہ امر قابل لحاظ رہے کہ اگر صیقل وصفائی کے لئے صرف زیورات کو لیا جائے اور مورتیاں لینا بند کردیں، تو دوکان بالکل ٹھپ ہوجائے گی، تو کیا اِس مجبوری کی وجہ سے زیورات اور مورتیوں کی صفائی سے حاصل ہونے والی مخلوط رقم کو اپنے خرچ میں استعمال کرسکتا ہے؟ اگر نہیں تو پھر اَب تک جو اِس طرح کی رقم کو اپنے صرفہ میں لاتے رہے، اُس کے وبال سے بچنے کا کیا طریقہ ہوگا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مورتیوں کی صفائی کا عمل مکروہ ہے؛ تاہم اس کی آمدنی حلال ہے۔

وفي نوادر هشام عن محمد: رجل استأجر رجلاً ليصور له صورًا أو تماثيل الرجال في بيت أو فسطاط فإني أكره له ذٰلک واجعل له الأجرة، قال هشام: تاويله إذا كان الإصباغ من قبل الأجير. (الفتاویٰ الهندیة ٤/ ٤٥٠) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۱۰/۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سامانِ تجارت میں حیوانات کی تصویر بنانا اور ایسے کارخانوں کی ملازمت کا حکم

سوال (۹۳۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: مرادآباد ودیگر شہروں میں سامانِ تجارت میں تصاویرِ حیوان بنائی جاتی ہیں، اُن کا بنانا کیسا ہے؟ اور اُن کارخانوں میں کام کرنا کیسا ہے جہاں تصاویر بنائی جاتی ہیں؟ ازروئے شرع وضاحت فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سامانِ تجارت میں حیوانات کی تصویریں بنانا جائز نہیں، اور جن کارخانوں میں تصویر بنائی جاتی ہے وہاں اگر کوئی تصویر سازی کے کام پر مقرر ہے اور اُسی کی تنخواہ لیتا ہے تو اُس کی ملازمت مکروہ ہے۔ اور اگر کسی اور کام پر مقرر ہے، اپنے ہاتھ سے تصویریں نہیں بناتا تو جائز ہے۔ (ایضاح النوادر ر۸۱، جواہر الفقہ ۳/ ۱۷۵)

عن عبد اللّٰہ ابن مسعود رضي اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: سمعت النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول: إن أشد الناس عذابًا عند اللّٰہ یوم القیامة المصورون. (صحیح البخاري، کتاب اللباس / باب عذاب المصورین یوم القیامة ۲/ ۸۸۰ رقم: ۵۹۵۰ دار الفکر بیروت، صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة / باب تحریم تصویر صورة الحیوان الخ ۲/ ۲۰۰ رقم: ۲۱۰۹ بیت الأفکار الدولیة، مشکاة المصابیح ۳۸۵)

وظاهر کلام النووي في شرح مسلم: الإجماع علی تحریم تصویر الحیوان، وقال: وسواء صنعه لما یمتهن أو لغیره فصنعته حرام بکل حالٍ؛ لأن فیه مضاهاة لخلق اللّٰہ تعالیٰ، وسواءٌ کان في ثوب أو بساطٍ أو درهم وإناءٍ وحائطٍ وغیرها. (شامي / مطلب إذا تردد الحکم بین سنة وبدعة ۱/ ۶۴۷ دار الفکر بیروت، وکذا في البحر الرائق / باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها ۲/ ۴۸ زکریا) **فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۵/ ۷/ ۱۴۲۶ھ

آرٹ سبجیکٹ میں جاندار کی تصویر بنانا؟

سوال (۹۳۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کالج میں ڈرائنگ سبجیکٹ لیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ کیوں کہ اُس میں مٹی وغیرہ سے تصاویر بنانی پڑتی ہیں، انسانی شکل بنانی ہوتی ہے، جانوروں کی شکلیں بنانی ہوتی ہیں، برائے کرم صحیح بات سے مطلع فرمانے کی زحمت فرمائیں؟ کیا یہ سبجیکٹ ہمارے لئے مناسب ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ذی روح کی تصاویر بنانا شریعت میں جائز نہیں؛ لہٰذا تعلیم میں ایسا سبجیکٹ نہیں لینا چاہئے، جس میں ناجائز عمل کا ارتکاب لازم آئے۔

عن عبد اللّٰہ ابن مسعود رضي اللّٰہ عنہ قال: سمعت النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول: إن أشد الناس عذابًا عند اللّٰہ یوم القیامۃ المصورون. (صحیح البخاري، کتاب اللباس / باب عذاب المصورین یوم القیامۃ ۸۸۰/۲ رقم: ۵۹۵۰ دار الفکر بیروت، صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ / باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان الخ ۲۰۰/۲ رقم: ۲۱۰۹ بیت الأفکار الدولیۃ، مشکاۃ المصابیح ۳۸۵)

ظاھر کلام النووي في شرح مسلم: الإجماع علی تحریم تصویر الحیوان. (شامي، کتاب الصلاۃ / باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، مطلب إذا تردد الحکم بین سنۃ وبدعۃ ۴۱۶/۲ زکریا، ۶۴۷/۱ دار الفکر بیروت، وکذا في فتح الباري ۳۸۴/۱۰)

قال أصحابنا وغیرھم من العلماء: تصویر صور الحیوان حرامٌ شدید التحریم وھو من الکبائر؛ لأنہ متوعد علیہ بھٰذا الوعید الشدید المذکور في الأحادیث، یعني مثل ما في الصحیحین عنہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ”أشد الناس عذابًا یوم القیامۃ المصورون، یقال لھم أحیوا ما خلقتم“ …… وسواء کان في ثوب أو بساطٍ أو درھم ودینارٍ وفلس وإناءٍ وحائطٍ وغیرھا، فینبغي أن یکون حرامًا لا مکروھًا إن ثبت الإجماع أو قطیعۃ الدلیل لتواترہ. (البحر الرائق، کتاب الصلاۃ / باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا ۴۸/۲ زکریا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۱/۱۰/۲۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

اِشتہاری کیلنڈروں میں مورتیاں وغیرہ چھپوانا؟

سوال (۹۳۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کوئی شخص اپنی دوکان اور کمپنی کی تشہیر اور پرچار کے واسطے کیلنڈر اور اشتہار وغیرہ چھپواتا ہے، اور اُس میں غیر مسلموں کی مورتیوں، نیز اُن کے عقیدے کے مطابق متبرک کلمے مثلاً: اوم، گنیش وغیرہ لکھوا کر چھپوادے اور تقسیم کرے، تو اُس کے لئے اِس طرح کی تصاویر وکلمات کا چھپوا کر شائع کرانا کیسا ہے؟ اُس کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی مسلمان کے لئے یہ ہرگز جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے کیلنڈر یا اشتہار پر غیر مسلموں کے معبودوں کی تصویریں یا مذہبی نشانات چھپوائے۔

عن عائشة أم المؤمنين رضي اللّٰه عنها أنها اشترت نُمرُقَةً فيها تصاوير، فلما راٰها رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قام على الباب فلم يدخله، فعرفت في وجهه الكراهيةَ، فقلت: يا رسول اللّٰه! أتوب إلى اللّٰه وإلىٰ رسوله ماذا أذنبتُ، فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ”ما بال هٰذه النمرقة“؟ قلت: اشتريتها لک لِتقعُد عليها وتوسَّدها. فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ”إن أصحاب هٰذه الصور يوم القيامة يعذبون، يقال لهم: أحيوا ما خلقتم. وقال: ”إن البيت الذي فيه الصور لا تدخله الملائكة“. (صحيح البخاري، كتاب البيوع / باب التجارةِ فيما يكره لبسه للرجال والنساء رقم: ۲۱۰۵ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورةِ الحيوان الخ ۲۰۱/۲ رقم: ۲۱۰۷ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / باب التصاوير، الفصل الأول ۳۵۸)

وظاهر كلام النووى في شرح مسلم الإجماع على تحريم تصوير الحيوان …… والظاهر أنه يلحق به الصليب وإن لم يكن تمثال ذي روح. (شامي

٤١٦/٢-٤١٧ زكريا، ٦٤٧/١-٦٤٨ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۴/۱۱/۲۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اِشتہار اور ڈبوں کی تصویر کا کیا حکم ہے؟

سوال (۹۳۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اشتہار پر جو تصویر ہوتی ہے، یا کسی اور چیز پر جیسے دوائی کی شیشی یا جوتے کا ڈبہ، کیا اِن کی وجہ سے رحمت کے فرشتے داخل ہوں گے یا نہیں؟ اور اِن تصاویر کا کیا کیا جائے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دوا کی شیشیوں یا استعمالی سامانوں پر اگر چھوٹی چھوٹی تصاویر بنی ہوں، وہ رحمت کے فرشتوں کے لئے مانع نہیں ہیں؛ لیکن اگر بڑی تصاویر ہوں، جیسا کہ اکثر ہوتا ہے اور اُنہیں سجا کر رکھا جائے، جس کی طرف نگاہیں اُٹھتی ہوں، تو اِس طرح کی تصویروں کی وجہ سے ملائکہ رحمت کے گھروں میں آنے سے محرومی رہے گی، اِس لئے اِن تصاویر کو چھپا کر رکھنا چاہئے۔ (آپ کے مسائل اور اُن کا حل ۴۶۳/۸)

ولو كانت الصورة صغيرة بحيث لا تبدو للناظر لا يكره؛ لأن الصغار جدًا لا تعبد. (الهداية / فصل ويكره للمصلي ١٤٥/١ مكتبة بلال ديوبند)

إلا أن تكون صغيرةً؛ لأن الصغار جدًا لا تعبد، فليس لها حكم الوثن، فلا تكره في البيت، والمراد بالصغيرة لا تبدو للناظر على بُعد، والكبيرة التي تبدوا للناظر على بُعد، كذا في فتح القدير. ونقل في النهاية أنه كان على خاتم أبي موسىٰ ذبابتان، وأنه لما وجد خاتم دانيال عليه السلام في عهد عمر رضي الله عنه وجد عليه أسد ولبوة بينهما صبي يلحسانه …… وفي الخلاصة: من كتاب الكراهية. رجل صلى ومعه دراهم وفيها تماثيل ملك لابأس به لصغرها. (البحر

الرائق، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ٢/ ٥٠ زكريا، تبيين الحقائق، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ١/ ٤١٤ دار الكتب العلمية بيروت، ٢/ ٤١٤ زكريا)

ولو كانت الصورة صغيرة كالتي على الدراهم أو كانت في اليد أو مستترة أو مهانة مع أن الصلاة بذلک لا تحرم؛ بل ولا تكره. (شامي، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب: إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة ١/ ٦٤٧ كراچی)

روي أنه كان على خاتم صلى اللّٰه عليه وسلم أبي موسى ذبابتان، وكان لابن عباس رضي اللّٰه عنهما كانون محفوف بصور صغار. (العناية مع الهداية ١/ ٤٢٨ المكتبة الأشرفية ديوبند، ١/ ٤١٦ دار الفكر بيروت، البحر الرائق ٢/ ٥٠ زكريا)

وقد قيل في تاويل الحديث أيضًا أن تلک التماثيل كانت صغارًا لا تبدو للناظر من بُعد، ولا بأس باتخاذ مثل ذٰلک على ما روي أنه وجد خاتم دانيال عليه السلام في زمن عمر رضي اللّٰه عنه كان عليه نقش رجل بين أسدين يلحسانه، وكان على خاتم أبي هريرة ذبابتان، فعرفنا أنه لا بأس باتخاذ ما صغر من ذٰلک. (المبسوط للسرخسي ٢٤/ ٤٧ دار الفكر بيروت)

عن أبي طلحة رضي اللّٰه عنه قال: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: لا تدخل الملائكة بيتًا فيه كلب ولا تصاوير. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب التصاوير ٢/ ٨٨٠ رقم: ٥٩٤٩ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ رقم: ٢١٠٦ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح ٣٢٥ المكتبة الأشرفية ديوبند)

والمراد بهم الذين ينزلون بالبركة لا للحفظة. (حاشية چلپی على تبيين الحقائق ١/ ٤١٤)

قال العلماء: سبب امتناعهم من بيت فيه صورة كونها معصية فاحشة، وفيها مضاهاة لخلق اللّٰه تعالىٰ ...... فعوقب متخذها بحرمانه دخول الملائكة بيته وصلاتها فيه واستغفارها له وتبريكها عليه وفي بيته ودفعها أذى الشيطان، أما

هؤلاء الملائكة الذين لا يدخلون بيتًا فيه كلب أو صورة فهم ملائكة يطوفون بالرحمة والتبريک والاستغفار. (شرح النووي ٢/ ٢٠٠، شرح المشكاة للطيبي ٩/ ٢٩٤٤ تحت رقم: ٤٤٨٩، شرح أبي داؤد للعيني ١/ ٥٠٥ الشاملة، حاشية السيوطي على سنن النسائي ١/ ١٤٢ الشاملة، مرقاة المفاتيح ٧/ ٢٨٤٨ تحت رقم: ٤٤٨٩ الشاملة، ٨/ ٣٢٥ المكتبة الأشرفية ديوبند)

وبالجملة فإن غرض الشريعة الإسلامية إنما هو القضاء على الوثنية ومحو آثارها من جميع الجهات فكل ما يدنى منها أو يثير ذكراها فهو محرم، وما عدا ذلک فهو جائز، أما إذا كانت موضوعة في مكان محترم أو كانت كاملة الأعضاء؛ لأنها لا تحل. (الفقه على المذاهب الأربعة ٤٢٨-٤٢٩) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

كتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۵/۱/۱۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تصویر کشی کس صورت میں جائز ہے؟

سوال (۹۳۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: تصاویر کا حکم کس صورت میں جائز ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: واقعی ضرورت مثلاً پاسپورٹ، شناختی کارڈ وغیرہ کے لئے بقدرِ ضرورت تصویر کشی کی گنجائش ہے؛ لیکن کسی بھی تصویر کو اعزاز کے ساتھ کسی جگہ لگانا نہ تو جائز ہے اور نہ ہی ضرورت میں داخل ہے۔

وما أبيح للضرورة يقدر بقدرها. (الأشباه والنظائر ١/ ١١٩ إدارة القرآن كراچی)

اتخاذ الصورة الشمسية للضرورة، أو الحاجة كحاجتها في جواز السفر، وفي التأشيرة، وفي البطاقات الشخصية، أو في مواضع يحتاج فيها إلى معرفة هوية المرء، فينبغي أن يكون مرخصًا فيه، فإن الفقهاء رحمهم الله استثنوا

مواضع الضرورة من الحرمة. (تكملة فتح الملهم ١٦٤/٤ المكتبة الأشرفية)

وإن تحققت الحاجة إلى استعمال السلاح الذي فيه تمثال، فلا بأس باستعماله؛ لأن المواضع للضرورة مستثناة عن الحرمة، كما في تناول الميتة.

(شرح كتاب السير الكبير / باب ما يكره في دار الحرب وما لا يكره ٢١٨/٣ مكتبة عباس أحمد الباز)

الضرورات تبيح المحظورات، ومن ثم جاز أكل الميتة عند المخمصة، وإساغة اللقمة بالخمر، والتلفظ بكلمة الكفر للإكراه. (الأشباه والنظائر / الفن الأول في القواعد الكلية، القاعدة الخامسة ١١٨/١ رقم القاعدة: ٥٦٨ إدارة القرآن كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۱/۲۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اَعزہ کی جدائیگی کے وقت اُن کا فوٹو کھینچنا؟

سوال (۹۳۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کوئی شخص اپنے لڑکا یا لڑکی یا شوہر یا بیوی اِن سب کی ایک جدائیگی کے وقت فوٹو کھچوا کر اپنے پاس یا اپنے گھر میں رکھ سکتا ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِس مقصد سے فوٹو کھنچوانے کی بالکل اجازت نہیں ہے، اَحادیث میں تصویر کشی پر سخت ممانعت آئی ہے۔

عن عبد اللّٰه ابن مسعود رضي اللّٰه تعالیٰ عنه قال: سمعت النبي صلی اللّٰه عليه وسلم يقول: إن أشد الناس عذابًا عند اللّٰه يوم القيامة المصورون. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب عذاب المصورين يوم القيامة ٨٨٠/٢ رقم: ٥٩٥٠ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ٢٠٠/٢ رقم: ٢١٠٩ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح ٣٨٥)

عن سعيد بن أبي الحسن قال: كنت عند ابن عباس رضي اللّٰه عنهما إذ أتاه رجلٌ فقال: يا ابن عباس! إني إنسانٌ إنما معيشتي من صنعة يدي، وإني أصنع هٰذه التصاوير. فقال يا أبا عباس: لا أحدّثک إلا ما سمعتُ من رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، سمعته يقول: ”من صوّر صورةً فإن اللّٰه معذبه حتى يَنفُخَ فيه الروح، وليس بنافخ فيها أبدًا“. فرَبا الرجل رَبوةً شديدةً واصفرّ وجهُه، فقال: ويحک! إن أبيت إلا أن تصنع فعليک بهٰذا الشجر، وكل شيء ليس فيه روح. (صحيح البخاري، كتاب البيوع / باب بيع التصاوير التي ليس فيها روحٌ وما يُكره من ذلك ٤٥٣/١ رقم: ٢٢٢٥ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ رقم: ٢١١٠ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح / باب التصاوير، الفصل الثاني والثالث ٣٨٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۷/۷/۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

یادِ رفتگاں کے لئے تصویر کشی کرنا؟

سوال (۹۳۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: محض یادِ رفتگاں کے لئے تصویر کشی کرنا اور کرانا جائز ہے یا ناجائز؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یادگاری تصاویر کھینچنا یا کھنچوانا سب ناجائز ہے۔

عن عبد اللّٰه ابن مسعود رضي اللّٰه تعالىٰ عنه قال: سمعت النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: إن أشد الناس عذابًا عند اللّٰه يوم القيامة المصورون. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب عذاب المصورين يوم القيامة ٨٨٠/٢ رقم: ٥٩٥٠ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ٢٠٠/٢ رقم: ٢١٠٩ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح ٣٨٥)

عن عبد اللّٰه بن عمر رضي اللّٰه عنهما أخبره أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إن الذين يصنعون هٰذه الصور يُعذبون يوم القيامة، يقال لهم: أحيوا ما خلقتم. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب عذاب المصورين يوم القيامة ۸۸۰/۲ رقم: ۵۹۵۱ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ۲۰۱/۲ رقم: ۲۱۰۸ بيت الأفكار الدولية، المسند للإمام أحمد بن حنبل ۵۱/۸ رقم: ۴۴۷۵ ط: الرسالة) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۱/۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوی کو دکھانے کے لئے فوٹو کھنچوانا؟

سوال (۹۳۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شوہر کسی جگہ نوکری کرتا ہے، ماہانہ گھر آتا ہے، اِس وقفہ میں اگر بیوی شوہر کے فوٹو سے زیارت کا لطف حاصل کرے، تو کیا بیوی کو شوہر کا فوٹو رکھ کر دیکھنا شرعاً جائز ہوسکتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر کسی ضرورت کی وجہ سے شوہر کا فوٹو پہلے سے کھینچا ہوا موجود ہے، تو بیوی کے لئے اُس کا دیکھنا جائز ہے، خاص اِس مقصد سے تصویر کشی بالکل جائز نہیں ہے، اَحادیثِ شریفہ میں تصویر کشی کی سخت ممانعت وارد ہوئی ہے۔

عن عبد اللّٰه ابن مسعود رضي اللّٰه تعالىٰ عنه قال: سمعت النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: إن أشد الناس عذابًا عند اللّٰه يوم القيامة المصورون. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب عذاب المصورين يوم القيامة ۸۸۰/۲ رقم: ۵۹۵۰ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس و الزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ۲۰۰/۲ رقم: ۲۱۰۹ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح ۳۸۵)

عن عبد اللّٰه بن عمر رضي اللّٰه عنهما أخبره أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه

وسلم قال: إن الذين يصنعون هذه الصور يُعذبون يوم القيامة، يقال لهم: أحيوا ما خلقتم. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب عذاب المصورين يوم القيامة ۲/ ۸۸۰ رقم: ۵۹۵۱ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ۲/ ۲۰۱ رقم: ۲۱۰۸ بيت الأفكار الدولية، المسند للإمام أحمد بن حنبل ۸/ ۵۱ رقم: ٤٤٧٥ ط: الرسالة)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها أخبرته أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إن أشد الناس عذابًا يوم القيامة الذين يشبهون بخلق اللّٰه. (صحيح بن حبان ۱۳/ ۱۵۸ رقم: ۵۸٤۷)

وكثيرًا من أهل المعاصي منهم: المصورون ومن ادعى إلى غير أبيه وغير ذٰلك. (عمدة القاري / باب ما يكره من لعن شارب الخمر ۲۳/ ۲۷۰ المكتبة الشاملة)

قال أصحابنا وغيرهم من العلماء: تصوير صورة الحيوان حرامٌ شديد التحريم وهو من الكبائر. (مرقلة المفاتيح / باب التصاوير ۸/ ۳۲۳ بيروت، ۸/ ۳۲٦ المكتبة الأشرفية ديوبند، مشكاة المصابيح ۲/ ۳۸۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/ ۱۰/ ۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوہ کا شوہر کی تصویر دیکھنا؟

سوال (۹۳۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عدت کی حالت میں بیوی اپنے فوت شدہ شوہر کی تصویر موبائل میں یا فوٹو دیکھ سکتی ہے؟ ہمارا خیال ہے کہ عدت تک بیوی شوہر کے نکاح میں ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب سے نوازیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: عورت اپنے وفات شدہ شوہر کو دیکھ سکتی ہے، اور کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو اُس کی تصویر دیکھنا بھی جائز ہے؛ لیکن یہ یاد رہے کہ جس جگہ تصویر ہوتی ہے تو وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے، اِس لئے تصویروں کو محفوظ نہیں رکھنا چاہئے۔

عن أبي طلحة رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: لا تدخل الملائكة بيتًا فيه كلب ولا تصاوير. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب التصاوير ۸۸۰/۲ رقم: ۵۹۴۹ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ۲۰۰/۲ رقم: ۲۱۰۶ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح ۳۸۵)

ويمنع زوجها من غسلها ومسها لا من النظر إليها على الأصح، وهي لا تمنع من ذٰلک. (الدر المختار ۹۰/۳ زكريا، مجمع الأنهر ۲٦٦/۱ بيروت) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳۰/۴/۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

موبائل سم لینے کے لئے تصویر کھنچوانا؟

سوال (۹۴۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بلا ضرورت تصویر بنانا تو حرام ہے؛ لیکن آج کل ہمارے تمل ناڈو میں بی ایس این ایل موبائل کارڈ کی بہت ڈیمانڈ ہے؛ اِس لئے بہت سے لوگ **۲۰۰** کے کارڈ کو **۵۰۰**، **۱۰۰۰** تک بیچتے ہیں، نفع کے لئے لینے والوں کے پاس سم کارڈ یا لائسنس نہیں رہتا، حکومت کا قانون یہ ہے کہ کارڈ خرید نا ہو تو تصویر اور سم کارڈ دینا پڑے گا، بیچنے والا اپنی تصویر بنا کر اور اپنا سم کارڈ دے کر حکومت میں اپنے نام سے لے کر اُس کو دوسروں کو بیچتا ہے، کیا اُس وقت تصویر کا نکال کر دینا درست ہے؟ جب کہ نیت یہ ہے کہ اُس سے تجارت کرنا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِس دور میں موبائل کارڈ ایک اہم ضرورت زندگی کے درجہ میں آ گیا ہے؛ لہٰذا اُسے حاصل کرنے کے لئے تصویر کھنچوانے کی گنجائش ہے، جیسا کہ پاسپورٹ اور شناختی کارڈ کے لئے اس کی اِجازت دی گئی ہے، اور پری پیڈ موبائل کارڈ چوں کہ قانوناً کوئی بھی شخص استعمال کرسکتا ہے؛ لہٰذا اُس کا سم کارڈ اپنے نام سے نکلوا کر دوسروں کو اِضافہ

کے ساتھ بیچنے میں بھی شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ (مستفاد: ایضاح المسالک ۱۳۵)

ما أبيح للضرورة يقدر بقدرها. (الأشباه والنظائر ۱۱۹/۱ إدارة القرآن كراچی)

أما اتخاذ الصورة الشمشية للضرورة، أو الحاجة كحاجتها في جواز السفر، وفي التأشيرة، وفي البطاقات الشخصية، أو في مواضع يحتاج فيها إلى معرفة هوية المرء، فينبغي أن يكون مرخصًا فيه، فإن الفقهاء رحمهم الله استثنوا مواضع الضرورة من الحرمة. (تكملة فتح الملهم ١٦٤/٤ المكتبة الأشرفية)

وإن تحققت الحاجة إلى استعمال السلاح الذي فيه تمثال، فلا بأس باستعماله؛ لأن المواضع للضرورة مستثناة عن الحرمة، كما في تناول الميتة.

(شرح كتاب السير الكبير / باب ما يكره في دار الحرب وما لا يكره ٢١٨/٣ مكتبة عباس أحمد الباز)

الضرورات تبيح المحظورات، ومن ثم جاز أكل الميتة عند المخمصة، وإساغة اللقمة بالخمر، والتلفظ بكلمة الكفر للإكراه. (الأشباه والنظائر / الفن الأول في القواعد الكلية، القاعدة الخامسة ١١٩/١ إدارة القرآن كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۳/۱۱/۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

راشن کارڈ بنوانے کے لئے فوٹو کھنچوانا؟

سوال (۹۴۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: صوبائی حکومت نے راشن کارڈ سے متعلق ایک بل پاس کرنے کی خبر ”امر اُجالا اخبار“ میں ۳۰؍ جون ۲۰۰۰ء بروز جمعہ چھاپی ہے کہ اَب راشن کارڈ کی اَصلیت ماننے کے لئے کہیں فرضی کارڈ تو نہیں ہے، ہر کارڈ پر کارڈ کے ولی کا فوٹو لگنا ضروری ہے، خواہ وہ مرد ہو یا عورت؟ مسئلہ اِس کی اجازت دیتا ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: تصویر کھنچوانا عام حالات میں ناجائز ہے، ہاں اگر کوئی

قانونی مجبوری ہو جیسے پاسپورٹ یا راشن کارڈ یا شناختی کارڈ کی ضرورت ہو تو بوجہ ضرورت ایسی تصویر کھنچوانے کی اِجازت ہے۔ (مستفاد: ایضاح المسائل ۱۳۵، جواہر الفقہ ۲۳۲/۳)

وإن تحققت الحاجة إلى استعمال السلاح الذي فيه تمثال، فلا بأس باستعماله؛ لأن المواضع للضرورة مستثناة عن الحرمة، كما في تناول الميتة.

(شرح كتاب السير الكبير / باب ما يكره في دار الحرب و ما لا يكره ۲۱۸/۳ مكتبة عباس أحمد الباز مكة المكرمة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۴/۳/۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

فوٹو کھنچوا کر محفوظ رکھنا؟

سوال (۹۴۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا کم سنی میں کھنچوائے ہوئے فوٹو رکھنا درست ہے، شیر خوار بچہ کا فوٹو کھنچوانے کا گناہ کس کے ذمہ ہوگا، ماں باپ، یا فوٹو گرافر، یا بچہ پر؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: بلا شرعی ضرورت کے فوٹو کھنچوانا بچے یا بڑے کسی کے لئے جائز نہیں اور بچہ کے فوٹو کھنچوانے والے اور کھینچنے والے دونوں گنہگار رہوں گے۔ (جواہر الفقہ ۲۳۲/۳، فتاویٰ محمودیہ ۱۸۵/۵)

عن ابن عباس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صوّر صورةً عذبه الله حتى ينفخ فيها يعني الروح، وليس بنافخ فيها. (سنن الترمذي، أبواب اللباس / باب ما جاء في المصورين ۳۰۵/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۹/۱/۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

موبائل میں عورتوں یا چھوٹی بچیوں کا فوٹو رکھنا؟

سوال (۹۴۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: موبائل میں عورتوں کا فوٹو رکھنا یا چھوٹی بچیوں کا فوٹو رکھنا یادداشت کے لئے کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب باللّٰہ التوفیق: ''عورتوں'' اور ''چھوٹی لڑکیوں'' کے فوٹو کھینچنا اور اُن کو موبائل میں رکھنا ناجائز اور سخت فتنہ کا سبب ہے، اِس لئے اس سے احتراز لازم اور ضروری ہے، اور یادداشت کے لئے رکھنا کوئی ایسا عذر نہیں ہے جس کی وجہ اِس کی اجازت دی جائے۔

عن عبد اللّٰه ابن مسعود رضي اللّٰه تعالیٰ عنه قال: سمعت النبي صلی اللّٰه علیه وسلم یقول: إن أشد الناس عذابًا عند اللّٰه یوم القیامة المصورون. (صحیح البخاري، کتاب اللباس / باب عذاب المصورین یوم القیامة ۸۸۰/۲ رقم: ۵۹۵۰ دار الفکر بیروت، صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة / باب تحریم تصویر صورة الحیوان الخ ۲۰۰/۲ رقم: ۲۱۰۹ بیت الأفکار الدولیة، مشکاة المصابیح ۳۸۵)

وفیما إذا کان الناظر إلی المرأة الأجنبیة هو الرجل، قال: فلیجتنب بجهده، وهو دلیل الحرمة. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الکراهیة / الباب الثامن فیما یحل للرجل النظر إلیه ۳۲۷/۵) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری ۱۴۳۶/۳/۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

ایسی تصویریں لگانا جن میں شکل وصورت نظر نہ آئے؟

سوال (۹۴۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی مسجد یا گھر میں انسانی تصویر جو شکل وصورت نظر نہ آئے، جیسے حرم شریف کے نمازی کی حالت میں لی گئی تصویر بحالتِ رکوع یا سجدہ کے ایسے تصاویر کا لگانا مسجد میں کیسا ہے؟ یا گھر میں خانۂ

کعبہ کے چار طرف نماز پڑھتے ہوئے لی گئی تصویر کو گھر یا مسجد میں لگانا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسی تصاویر جن میں شکل وصورت نظر نہیں آتی، لگانا ممنوع نہیں ہے۔ (جواہر الفقہ ۳/ ۲۳۴)

روي أنه كان على خاتم أبي موسىٰ ذبابتان، وكان لابن عباس رضي اللّٰه عنهما كانون محفوف بصور صغار. (العناية على هامش فتح القدير / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/ ۴۱۶ دار الفكر بيروت)

أو مقطوعة الرأس أي ممحوة الرأس بخيط يخيطه عليه حتى لا يبقى للرأس أثر، أو يطليه بمغرة أو نحوه أو ينحته فبعد ذٰلك لا يكره؛ لأنها لا تعبد بدون الرأس عادة. (تبيين الحقائق، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/ ۴۱۵ دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق ۲/ ۵۰ زكريا)

أو مقطوعة الرأس أو الوجه أو ممحوّة عضو لا تعيش بدونه (الدر المختار) وقال الشامي: قوله: أو مقطوعة الرأس أي سواء كان من الأصل أو كان لها رأس ومحي، وسواء كان القطع بخَيطٍ خيط على جميع الرأس حتى لم يبق له أثر، أو يطليه بمغرة أو بنحته أو بغسله؛ لأنها لا تعبد بدون الرأس عادة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة، مطلب إذا تردد الحكم بين سنة وبدعةٍ ۱/ ۶۴۸ دار الفكر بيروت، ۲/ ۴۱۸ زكريا)

اگر تصویر میں صورت اور اَعضاء صاف نظر آتے ہوں تو اُن کا لگانا جائز نہیں ہے۔ (جواہر الفقہ ۳/ ۲۲۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۵/ ۵/ ۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سایہ کے مانند تصویر کے ڈھانچہ کا حکم؟

سوال (۹۴۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: تصویر کا گھر میں رکھنا جائز نہیں، تو کیا تصویر کے اس ڈھانچے کو جو آدمی کے سایہ کی شکل میں ہوتا ہے، اُس کو گھر میں رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور مسجد میں لٹکا سکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تصویر کا وہ ڈھانچہ جو آدمی کے سایہ کے مانند ہوتا ہے، اگر وہ اِس قدر واضح ہو کہ اُس پر انسانی شکل کا اِطلاق کیا جاسکتا ہو تو وہ تصویر کے حکم میں داخل ہے، بریں بنا اُس کو گھر یا مسجد میں لٹکانا جائز نہ ہوگا۔

وقيد بالرأس؛ لأنه لا اعتبار بإزالة الحاجبين أو العينين؛ لأنها تعبد بدونها، وكذا لا اعتبار بقطع اليدين أو الرجلين. (شامي، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة ۲/ ٤١٨ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۴/۱/۱۴۲۵ھ

مقدس اَشیاء اور مقامات کی تصاویر گھروں میں لگانا؟

سوال (۹۴۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کعبۃ اللہ، مواجہہ شریف، گنبد خضریٰ، حرم پاک کا دروازہ یا اِس قسم کے اور شعائر کی تصویر کمروں میں لگواتے ہیں، اور کمروں میں ناپاکی کی حالت میں اُس پر نظر پڑتی ہے، تو کیا یہ درست ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بیت اللہ شریف وغیرہ کی تصاویر کمروں میں لگانا بلاشبہ جائز ہے، اور ناپاکی کی حالت میں اُن پر نظر پڑنے میں کوئی کراہت نہیں؛ کیوں کہ بحالتِ ناپاکی اِن اشیاء کا دیکھنا ممنوع نہیں ہے۔

يجوز اقتناء واستعمال صور المصنوعات البشرية والجوامد والنباتات – إلى قوله – وسواء استعمل ذٰلک لحاجة ونفع، أو لمجرد الزينة والتجميل، فكل ذٰلک لا حرج فيه شرعًا. (الموسوعة الفقهية ۱۲/۱۱٦ كويت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۷/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بزرگ کی تصویر مکان میں لگانا؟

سوال (۹۴۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے ایک بزرگ ہیں وہ زندہ ہیں، کیا ہم اُن کی تصویر اپنے مکان یا دوکان میں لگا سکتے ہیں؟ اس کی وضاحت فرمائیں، ہمارے بزرگ کی طرف سے اجازت ہے کہ گھر میں لگالو؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: گھر یا دوکان میں بزرگ وغیرہ کی تصویر تعظیم کے ساتھ رکھنا حرام ہے، چاہے بزرگ کی طرف سے اجازت ہو یا نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۵/۲۰۸، احسن الفتاویٰ ۸/۱۹۱)

عن عبد اللّٰه ابن مسعود رضي اللّٰه تعالیٰ عنه قال: سمعت النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: إن أشد الناس عذابًا عند اللّٰه يوم القيامة المصورون. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب عذاب المصورين يوم القيامة ۲/۸۸۰ رقم: ۵۹۵۰ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ۲/۲۰۰ رقم: ۲۱۰۹ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح ۳۸۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۲/۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عید کی مبارک باد دینے کے لئے بورڈ پر تصویر لگانا؟

سوال (۹۴۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کیا اِس طرح کی تصاویر جو بڑے بورڈ کے شکل میں جس پر عید مبارک لکھا ہوا ہے، کسی مسلمان کے لئے جائز ہے؟ اگر کوئی مسلمان اِس طرح تصویر کشی کرکے چوراہے پر لگائے، تو اُس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عید کی مبارک باد دینے کے لئے بورڈ وغیرہ پر تصاویر لگانا شرعاً جائز نہیں ہے، جو شخص بھی ایسا کرے گا وہ سخت گنہگار ہوگا۔

عن عبد اللّٰہ ابن مسعود رضي اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: سمعت النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول: إن أشد الناس عذابًا عند اللّٰہ یوم القیامة المصورون. (صحیح البخاري، کتاب اللباس / باب عذاب المصورین یوم القیامة ۲/ ۸۸۰ رقم: ۵۹۵۰ دار الفکر بیروت، صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة / باب تحریم تصویر صورة الحیوان الخ ۲/ ۲۰۰ رقم: ۲۱۰۹ بیت الأفکار الدولیة، مشکاة المصابیح ۳۸۵)

قال النووي: قال أصحابنا وغیرهم من العلماء: تصویر صورة الحیوان حرامٌ شدید التحریم، وهو من الکبائر …… فصنعته حرام بکل حال. (شرح النووي علی صحیح مسلم ۲/ ۱۹۹، ونحو ذٰلك في الفتاویٰ الهندیة ۵/ ۳۵۹)

ظاهر کلام النووي في شرح مسلم: الإجماع علی تحریم تصویر الحیوان. (شامي، کتاب الصلاة / باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها، مطلب إذا تردد الحکم بین سنة وبدعة ۲/ ۴۱۶ زکریا، وکذا في فتح الباري ۱۰/ ۳۸۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۱/۱۴۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اخبار کی رپورٹنگ کرنا اور تصویر کشی کرکے اخبار میں نشر کرانا؟

سوال (۹۴۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: احقر پہلے اخبار والوں کو رپورٹ پہنچانے کا کام کرتا تھا، جس میں باہر سے خبریں وغیرہ لے کر اخبار والوں کو دیا کرتا تھا، اِس میں بعض وقت خبروں کو لینے کے ساتھ ساتھ آدمی کی تصویر بھی لینی پڑتی ہے، بعض لوگوں نے کہا کہ آدمی کی تصویر لینا درست نہیں ہے، اور یہ کمائی درست نہیں ہے؛ لہٰذا احقر نے اس کام کو چھوڑ دیا، مگر احقر آنجناب سے پوچھ رہا ہے کہ یہ چھوڑنا ٹھیک ہے یا نہیں؟ کیا میں اس کام کو کر سکتا ہوں؟

(۲) ایک اور کام مجھ کو ملا ہے، وہ یہ ہے کہ باہر سے خبریں لینا نہیں ہے؛ بلکہ ٹی وی وغیرہ کے اندر جو چیزیں نشر ہوتی ہیں، اُس کو مشینوں کے ذریعہ براہِ راست ٹی وی ہی سے محفوظ کرتے ہیں، اور دوسری جگہ پہنچاتے ہیں، اِس میں بھی بعض مرتبہ خبروں کے ساتھ تصویر بھی ٹی وی سے محفوظ کرنی پڑے گی، باہر سے جاندار کی تصویر لینی نہیں ہے؛ بلکہ ٹی وی میں جو تصویر آتی ہے اُس کو خبروں کے ساتھ محفوظ کرنا پڑے گا، شریعت کی رو سے یہ پیشہ درست ہے یا نہیں؟ اگر کچھ قیودات کے ساتھ یہ پیشہ درست ہوسکتا ہے، تو اُس کو بھی درج کر دیں، احقر کا اور کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہاں دو چیزیں الگ الگ ہیں، ایک یہ کہ آپ کا رپورٹنگ کرنا اور اُس کے ساتھ تصویر وغیرہ کھینچ کر بھیجنا اور اُس پر مقررہ اُجرت لینا، تو یہ اُجرت فی نفسہٖ حلال ہے، سود اور جوئے کی طرح حرام نہیں۔ دوسری چیز یہ ہے کہ تصویر کھینچنا، محفوظ کرنا اور اخبار کو بھیجنا۔ تو اِس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر ناگزیر ضرورت کی وجہ سے تصویر کھینچی جا رہی ہے تو اِس کی گنجائش ہے، اور اگر بلا ضرورت محض رواج یا نام وری کے لئے تصویر کھینچی جائے، جیسا کہ عام معمول ہے، تو یہ جائز نہیں۔ خلاصہ یہ نکلا کہ مسئولہ صورت میں آپ کی آمدنی مکروہ تحریمی لغیرہ ہے؛ لہٰذا جلد از جلد کوشش کر کے بے غبار اور غیر مشتبہ آمدنی کا ذریعہ اپنانا چاہئے، اور جب تک دوسرا ذریعہ معاش نہ ہو تو استغفار وندامت کے ساتھ اس مشغلہ میں لگے رہنے کی گنجائش ہے۔

عن الحسن قال: حفظت من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: دع ما

يريبک إلى ما لا يريبک، فإن الصدق طمانينة وإن الكذب ريبة. (سنن الترمذي، أبواب صفة الجنة ٧٨/٢ رقم: ٢٥١٨)

عن أبي قتادة وأبي الدهماء قالا: قال رجلٌ من أهل البادية: حفظت عنه – صلى اللّٰه عليه وسلم – إنک لا تدع شيئا اتقاء اللّٰه إلا أعطاک اللّٰه خيرًا منه. (شعب الإيمان للبيهقي ٥٣/٥ رقم: ٥٣٦٤)

ظاهر كلام النووي في شرح مسلم: الإجماع على تحريم تصوير الحيوان. (شامي، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة ٤١٦/٢ زكريا، وكذا في فتح الباري ٣٨٤/١٠)

وفي نوادر هشام عن محمد: رجل استأجر رجلاً ليصور له صورًا أو تماثيل الرجال في بيت أو فسطاط فإني أكره له ذٰلک واجعل له الأجرة، قال هشام: تاويله إذا كان الإصباغ من قبل الأجير، كذا في الذخيرة …… وإن استأجره لينحت له طنبورًا أو بربطًا ففعل طاب له الأجر إلا أنه يأثم به، كذا في فتاویٰ قاضي خان. (الفتاویٰ الهندية ٤٥٠/٤)

إذا استأجر رجلاً ليحمل له الخمر فله الأجر في قول أبي حنيفةؒ. (الفتاویٰ الهندية ٤٤٩/٤)

الحاجة تنزل منزلة الضرورة. (الأشباه والنظائر ٢٦٧ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۱/۱۱/۲۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اِمتحان میں کامیابی کے لئے ڈرائنگ کا مضمون لینا؟

سوال (۹۵۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: خالد BA کا طالب علم ہے، اسکول میں بھول سے ڈرائنگ (تصویر سازی) کا مضمون لے

لیا، اَب خالد کو امتحان میں اِس مضمون کے پرچہ میں جاندار کی تصویر بنانی پڑ رہی ہے، خالد نہیں چاہتا ہے، مگر فیل ہوجائے گا، آئندہ کے لئے خالد عہد کرتا ہے کہ تصویر سازی کا مضمون نہیں لے گا۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا اَب خالد کو تصویر سازی کی گنجائش مل سکتی ہے؟ فقہاء کے یہاں اگر کوئی گنجائش ہو تو تحریر کریں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: محض امتحان میں کامیابی کی غرض سے تصویر سازی کی گنجائش شریعت میں نہیں، اور یہ مستقل گناہ ہے، اگر ایسا کرلیا تو توبہ واستغفار لازم ہے۔

عن عبد اللّٰہ ابن مسعود رضي اللّٰہ عنہ قال: سمعت النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول: إن أشد الناس عذابًا عند اللّٰہ یوم القیامۃ المصورون. (صحیح البخاري، کتاب اللباس / باب عذاب المصورین یوم القیامۃ ۲/ ۸۸۰ رقم: ۵۹۵۰ دار الفکر بیروت، صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ / باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان الخ ۲/ ۲۰۰ رقم: ۲۱۰۹ بیت الأفکار الدولیۃ، مشکاۃ المصابیح ۳۸۵)

قال النوويؒ: قال أصحابنا وغیرہم من العلماء: تصویر صورۃ الحیوان حرامٌ شدید التحریم وہو من الکبائر؛ لأنہ متوعد علیہ بہٰذا الوعید الشدید المذکور في الأحادیث، وسواء صنعہ بما یمتہن أو بغیرہ فصنعتہ حرام بکل حالٍ؛ لأن فیہ مضاہاۃ لخلق اللّٰہ تعالیٰ، وسواء ما کان في ثوبٍ أو بساطٍ أو درہمٍ أو دینارٍ أو فلسٍ أو إناءٍ أو حائطٍ أو غیرہا. (شرح النووي علی صحیح مسلم ۲/ ۱۹۹، کذا في فتح الباري ۱۰/ ۳۸۴ بیروت، عمدۃ القاري ۲۲/ ۷۰ بیروت، ۱۴/ ۱۲۴ زکریا، شرح سنن ابن ماجۃ للسیوطي ۱/ ۲۶۰، مرقاۃ المفاتیح ۸/ ۳۲۶ المکتبۃ الأشرفیۃ دیوبند)

واتفقوا علی أن التوبۃ من جمیع المعاصي واجبۃ، سواءٌ کانت المعصیۃ صغیرۃ أو کبیرۃ. (شرح النووي علی صحیح مسلم ۲/ ۳۵۴ المکتبۃ الأشرفیۃ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۷/۲/۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جلسہ میں چندہ کے لئے تصویر کھینچنا؟

سوال (۹۵۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جس طرح حج اور شناختی کارڈ کے لئے تصویر کشی جائز ہے، اِسی طریقہ مدرسہ کے سالانہ جلسہ کی تصویر کشی (جس کی وجہ سے طلبہ کی نشان دہی اور عوام کی شرکت کا ثبوت ہوتا ہے) چندہ کے لئے جائز ہے یا نہیں؟ کثرتِ مدارس کی وجہ سے آج کل بغیر تصویر کے موقع پر اعتماد نہیں کیا جاتا۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: تصویر کشی ناجائز ہے، پاسپورٹ وغیرہ میں ضرورۃً اس کی گنجائش دی گئی ہے؛ لیکن چندہ اِس پر موقوف نہیں ہے؛ لہٰذا اِس مقصد سے تصویر کشی کی بالکل اِجازت نہیں ہے، بے شمار ایسے مدارس ہیں جن میں کبھی کوئی تصویر نہیں کھینچی گئی، پھر بھی اُن کا مالی تعاون بدستور جاری ہے، مدرسہ کے ثبوت کے لئے محض اُس کی عمارت کا فوٹو دینا بھی کافی ہوسکتا ہے؛ اِس لئے جلسہ میں تصویر ہرگز نہ لی جائے۔

عن عبد الله ابن مسعود رضي الله عنه قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: إن أشد الناس عذابًا عند الله يوم القيامة المصورون. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب عذاب المصورين يوم القيامة ٢/٨٨٠ رقم: ٥٩٥٠ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ٢/٢٠٠ رقم: ٢١٠٩ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح ٣٨٥)

وحكم المقتضي أنه يثبت بطريق الضرورة فيقدر بقدر الضرورة. (أصول الشاشي / بحث كون القبول ركنًا في باب البيع ١/١١٢ المكتبة الشاملة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۱۱/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اَخباری نمائندوں کا عید کی نماز پڑھتے لوگوں کا فوٹو کھینچنا؟

سوال (۹۵۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: عیدگاہ میں عید کی نماز کے موقع پر اخباری نمائندے اور ٹیلی کاسٹ والے تصویر کشی کرتے ہیں، جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: وہ نمائندے خود اپنے فعل کے ذمہ دار ہیں، جو شخص اُنہیں منع کرنے پر قادر ہو، اُسے منع کرنا چاہئے، ورنہ کم از کم خود اُن کے کیمرے کی گرفت سے بچا رہے۔

عن أبي سعید الخدري رضي اللّٰہ عنہ قال: سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول: من رأی منکم منکرًا فلیغیرہ بیدہ، فإن لم یستطع فبلسانہ، فإن لم یستطع فبقلبہ، وذٰلک أضعف الإیمان. (صحیح مسلم، کتاب الإیمان / باب بیان کون النھي عن المنکر من الإیمان، وأن الإیمان یزید وینقص الخ ۶۹/۱ رقم: ۴۹ بیت الأفکار الدولیۃ، مشکاۃ المصابیح / باب الأمر بالمعروف، الفصل الأول ۴۳۶/۲) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۱۱/۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

دینی تقریبات اور جلسوں میں تصویر کشی کا حکم؟

سوال (۹۵۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل تصویر کشی کا سلسلہ اتنا عام ہو چلا ہے کہ دنیوی تقریبات جلسے جلوس اور پروگراموں کی تصویر کشی کی طرح دینی تقریبات، مدرسوں کے جلوس، قرآنی مسابقوں، مسلم تنظیموں کے اجلاس، اِصلاحِ معاشرہ کے پروگراموں میں بھی تصویر کشی کی جاتی ہے اور ویڈیو گرافی بھی، تنظیمات کے ذمہ داران میڈیا کے نام پر ٹی وی، ویڈیو گرافی، اور تصویر کشی کو عملاً اختیار کرتے ہیں، اِسی طرح بعض اہلِ مدارس بھی سی ڈی، اور ویڈیو گرافی کے دور دراز علاقوں میں اہل خیر حضرات کو پیش کر کے اُن کو اعتماد میں لے کر چندہ کی فراہمی کا کام انجام دیتے ہیں، حتیٰ کہ مدرسہ میں جانور کو ذبح کرتے ہوئے، طلبہ کو کھاتے ہوئے، مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے، مدرسہ میں صبح کا ترانہ پڑھتے

ہوئے تصویر لی جاتی ہے اور اہل خیر و اہلِ ثروت کو دکھایا جاتا ہے، اور بعض مرتبہ اہلِ خیر اس کا مطالبہ بھی کرتے ہیں۔ اگر مسجد، مدرسہ کا فوٹو بلا تصویر دیکھا جائے تو اُن کو اطمینان نہیں ہوتا ہے اور یہ بتلانے پر کہ ناجائز ہے، اُن مدارس و مساجد کے فوٹو پیش کرتے ہیں جن میں نمازی اور طلبہ کی تصویر ہوتی ہیں، اور یہ کہتے ہیں کہ تم ہی مولوی ہو؟ یہ لوگ بھی تو مولانا مفتی ہیں، تو کیا عموم بلویٰ کی وجہ سے تصویر کشی ''الضرورات تبیحح المحظورات'' کی بنا پر جائز کہا جاسکتا ہے یا حرام ہی رہے گی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دینی تقریبات، قرآنی سابقات وغیرہ میں تصویر کشی بےضرورت ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے؛ البتہ ہندوستان جیسے ممالک میں ملی مسائل کے لئے جو پروگرام کئے جائیں، جن کا مقصد اَربابِ حکومت تک اپنے مطالبات پہنچانا اور اپنی قوت کا مظاہرہ کرنا ہوتا ہے، تو اُس میں ضرورت کی بنا پر تصویر کشی کی گنجائش ہوگی، اور چوں کہ اس وقت بہت سے مدارس فرضی دعویٰ لے کر اَربابِ خیر کے اعتماد کا غلط استعمال کرتے ہیں، اِس لئے اگر اربابِ خیر مدرسہ کی سرگرمیوں کے بارے میں اظہار اطمینان کے لئے تصویر یا ویڈیو کی شرط لگائیں، تو ایسا کرنا درست ہوگا، اس کی حیثیت شناختی کارڈ وغیرہ میں لگائی جانے والی تصویروں کے مانند ہوگی۔

عن عبد اللّٰه ابن مسعود رضي اللّٰه تعالیٰ عنه قال: سمعت النبي صلی اللّٰه عليه وسلم يقول: إن أشد الناس عذابًا عند اللّٰه يوم القيامة المصورون. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب عذاب المصورين يوم القيامة ۲/۸۸۰ رقم: ۵۹۵۰ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ۲/۲۰۰ رقم: ۲۱۰۹ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح ۳۸۵)

قال النوويؒ: قال أصحابنا وغيرهم من العلماء: تصوير صورة الحيوان حرامٌ شديد التحريم وهو من الكبائر؛ لأنه متوعد عليه بهٰذا الوعيد الشديد المذكور في الأحاديث، وسواء صنعه بما يمتهن أو بغيره فصنعته حرام بكل

حالٍ؛ لأن فيه مضاهاة لخلق اللّٰه تعالیٰ، وسواء ما كان في ثوبٍ أو بساطٍ أو درهمٍ أو دينارٍ أو فلسٍ أو إناءٍ أو حائطٍ أو غيرها. (شرح النووي على صحيح مسلم ۱۹۹/۲، كذا في فتح الباري ۳۸٤/۱۰ بيروت، عمدة القاري ۷۰/۲۲ بيروت، ۱۲٤/۱٤ زكريا، شرح سنن ابن ماجة للسيوطي ۲٦۰/۱، مرقاة المفاتيح ۳۲٦/۸ المكتبة الأشرفية ديوبند)

الضرورات تبيح المحظورات. (الأشباه والنظائر ۱۱۹/۱ كراچی، قواعد الفقه ۸۹)

ما أبيح الضرورة يتقدر بقدرها. (الأشباه والنظائر ۱۱۹/۱ إدارة القرآن كراچی، قواعد الفقه ۸۹ دار الكتاب ديوبند، شامي ۵۳۳/۹ زكريا) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۹/۷/۱۴۳۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دینی پروگراموں میں عورتوں کے مجمع میں اِسکرین لگانا؟

سوال (۹۵۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ٹی وی، ویڈیوگرافی، سی ڈی اور اسکرین جس کا استعمال ہوٹلوں، کارخانوں اور دوکانوں میں بے دھڑک کیا جارہا ہے، سب کے احکام یکساں ہیں یا مختلف؟ بہت تیزی کے ساتھ اسکرین کا استعمال دینی جلسوں اور خاص کر عورتوں کے مجمع میں کیا جانے لگا ہے، اور بہانہ یہ بنایا جاتا ہے کہ عورتیں بے پردگی کی مرتکب نہ ہوں؛ بلکہ وہ پردہ کے پیچھے بذریعہ اسکرین خطیبوں، شاعروں اور شرکاء جلسہ کو دیکھتی رہیں، اِس کے استعمال سے اُن عورتوں کو بھی آئندہ ٹی وی وغیرہ کی تحریک ہوتی ہے، اور بے خطر عورتیں اور مرد اس کو دلیل بنا کر دیگر موقعوں میں بھی استعمال کریں گے کہ فلاں فلاں دینی جلسوں میں لگایا گیا، اور علماء کرام نے نکیر نہیں کی، اور اِس کو نہ روکا نہ بند کرایا؛ لہٰذا جائز ہے۔

اِس لئے براہِ کرم بتلایا جائے کہ دینی جلسوں اور اصلاحِ معاشرہ کے پروگراموں کو اسکرین کے ذریعہ عورتوں کو دکھانا (جب کہ اُس میں غیر مردوں کی تصویر پر ہمہ وقت نگاہ رہتی ہے اور مقررین وشعراء کے طرزِ ادا سے محظوظ ہونا ظاہر ہے) جائز ہے یا ناجائز؟

اگرنا جائز ہے تو سرپرست جلسہ، صدر جلسہ اور مقررین حضرات پر نکیر کرنا لازم وضروری ہے یا نہیں؟ جب کہ نکیر نہ ہونے سے عوام جواز پر استدلال کرتی ہے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: دینی پروگراموں میں عورتوں کے مجامع میں اسکرین لگا کر ویڈیو کے ذریعہ سے مقررین کی تصویریں دکھانا ہرگز درست نہیں ہے، یہ ناجائز ہونے کے ساتھ ساتھ سخت فتنہ کا باعث ہے اور اِس پر نکیر کرنا ضروری ہے، اور ہوٹلوں اور کارخانوں میں جو حفاظتی کیمرے لگا کر نگرانی کی جاتی ہے اُس کا حکم اِس سے مختلف ہے۔

إن النساء مأمورات بغضِ البصر عن الرجال الأجانب، كما أن الرجال مأمورون بغضِ البصر عن النساء الأجنبيات. (أحكام القرآن للتهانوي ٣/٤٣)

الأصل أن نظر المرأة من الرجل الأجنبي بمنزلة نظر الرجل إلى محارمه؛ لأن النظر إلى خلاف الجنس أغلظ. (شامي / كتاب الحظر والإباحة ٩/٥٣٣ زكريا)

إن المرئي في المرآة مثاله لا هو. (شامي ٤/١١٠ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۹/۷/۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد میں دینی پروگرام کے دوران تصویرکشی کرنا؟

سوال (۹۵۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر مسجد شرعی میں کوئی دینی جلسہ یا مسابقہ قرآنی ہوتا ہو تو مسجد کے اندر ویڈیو گرافی کرنا، اور کامیاب طلبہ کا ہر طرف سے کیمرہ یا موبائل کے ذریعہ تصویر لینا، عام مجلسوں کا حکم ہے یا مسجد کے اندر ایسے عمل کا کوئی اور حکم ہوگا؟ یہ بات مدنظر رہے کہ عرب ممالک میں بھی یہ سب کام ہوتے ہیں اور اُن کو نکیر کی دستی، لسانی اور قلبی قوت حاصل ہے، پھر بھی نکیر نہیں ہوتی، تو کیا اہل ہند کے لئے اُن کا یہ عمل جواز کی دلیل بن سکتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد شرعی میں کیمرہ یا موبائل وغیرہ کے ذریعہ تصویر کشی کا گناہ عام جگہوں پر تصویر کشی سے زیادہ ہے؛ کیوں کہ اُس میں مسجد کی بے حرمتی بھی شامل ہے اور عرب ممالک میں اِس بات پر نکیر نہ کیا جانا کوئی شرعی دلیل نہیں ہے۔

عن عبد اللّٰہ ابن مسعود رضي اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال: سمعت النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول: إن أشد الناس عذابًا عند اللّٰہ یوم القیامۃ المصورون. (صحیح البخاري، کتاب اللباس / باب عذاب المصورین یوم القیامۃ ۲/ ۸۸۰ رقم: ۵۹۵۰ دار الفکر بیروت، صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ / باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان الخ ۲/ ۲۰۰ رقم: ۲۱۰۹ بیت الأفکار الدولیۃ، مشکاۃ المصابیح ۳۸۵)

إن السیئات تضاعف فیہ. (أحکام المساجد بأحکام المساجد ۲۹۰، الموسوعۃ الفقهیۃ ۲۳۴/۳۷ کویت)

عن کعب بن الأحبار یقول: السیئات تضاعف فیہ أي تزداد قبحًا وفحشًا؛ لأن المعاصي في زمان أو مکان شریف أشد جرأۃ وأقل خوفًا من اللّٰہ تعالیٰ.

(أحکام المساجد بأحکام المساجد ۲۹۰، الموسوعۃ الفقهیۃ ۲۳۴/۳۷ کویت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۳/۷/۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد میں درسِ تفسیر کی ویڈیو ریکارڈنگ کرنا؟

سوال (۹۵۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہماری مسجد میں ایک معروف عالم دین جناب مفتی محمد اقبال احمد قاسمی بعد نماز عشاء بیس منٹ تفسیرِ قرآنِ کریم کرتے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ اس کی ویڈیو ریکارڈنگ کرا کر یوٹیوب پر ڈال دوں، اور اُس کی سی ڈی بنوا کر تقسیم کردی جائے؛ تاکہ اُمت کے زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے

فائدہ اٹھاسکیں، خاص طور پر وہ طبقہ جس کا زیادہ وقت انٹرنیٹ کمپیوٹر وغیرہ پر صرف ہوتا ہے، تو کیا اس کام کے لئے مسجد میں باقاعدہ ویڈیو ریکارڈنگ کی گنجائش ہوگی، جب کہ بہت سی مسجد میں باقاعدہ آڈیو ریکارڈنگ ہوتی ہے، جیسا کہ حیدرآباد کے حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب کی مسجد میں ہر جمعہ کو ہوتی ہے، پھر اُن کی تقریر اُن کی ویب سائٹ میں ڈال دی جاتی ہے اور لوگ اُسے سنتے ہیں، اور کوئی اعتراض بھی نہیں کرتا، جب کہ ہماری مسجد میں لوگ ویڈیو ریکارڈنگ پر اعتراض کررہے ہیں، کیا آڈیو اور ویڈیو تصویر کا حکم الگ الگ ہوگا، جب کہ مقصد صرف اُمت کو اِس جدید دور میں جدید آلات اور ذرائع ابلاغ سے قرآن کی تفسیر میں پہنچانا ہے، جیسا کہ میرے بھائی نے تفسیر کا ایک ویڈیو یوٹیوب پر ڈالا ہے، جو کہ انگلش میں بسم اللہ کے نام سے پڑا ہے، نیز بہت سے اَکابرین اِن آلات کو دین کی خدمت کے لئے اپنا رہے ہیں، براہِ کرم وسعت اور احتیاط پر نظر رکھتے ہوئے جواب تحریر فرمائیں، کیا انٹرنیٹ پر ڈالنے کے لئے مسجد میں تفسیر کی ریکارڈنگ کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کوئی متبادل طریقہ بتلادیں؛ تاکہ لوگوں تک قرآن کی بات پہنچ سکے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اچھی بات زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے کا جذبہ قابلِ تعریف ہے اور جائز حدود میں رہ کر اُس کی کوشش کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے اور درسِ تفسیر اور اصلاحی مواعظ وخطبات میں اصل مقصد مفسر یا واعظ کی آواز پہنچانا ہوتا ہے اور یہ مقصود آڈیو (یعنی بلا تصویر آواز کی ریکارڈنگ) سے بخوبی حاصل ہوجاتا ہے، اِس لئے اِس مقصد کی خاطر مسجد میں ویڈیوگرافی کی اجازت نہیں دی جاسکتی؛ بلکہ صرف آواز ریکارڈ کرکے اُس کو انٹرنیٹ پر ڈال دیا جائے یا سی ڈی بنا کر تقسیم کردی جائے۔ (کتاب الفتاویٰ ۶/۱۶۸-۱۷۰)

عن عبد اللّٰہ ابن مسعود رضي اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: سمعت النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول: إن أشد الناس عذابًا عند اللّٰہ یوم القیامة المصورون. (صحیح البخاري، کتاب اللباس / باب عذاب المصورین یوم القیامة ۲/۸۸۰ رقم: ۵۹۵۰ دار الفکر بیروت،

صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ٢٠٠/٢ رقم: ٢١٠٩ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح ٣٨٥)

قال النووي: قال أصحابنا وغيرهم من العلماء: تصوير صورة الحيوان حرامٌ شديد التحريم، وهو من الكبائر؛ لأنه متوعد عليه بهٰذا الوعيد الشديد المذكور في الأحاديث، وسواء صنعه بما يمتهن أو بغيره فصنعته حرام بكل حال؛ لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالىٰ. (نووي على مسلم / باب تحريم تصوير صورة الحيوان ١٩٩/٢ المكتبة الأشرفية ديوبند)

لا تمثال إنسان أو طير (الدر المختار) لحرمة تصوير ذي الروح. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ٥١٩/٩ زكريا)

يحرم تصوير ذوات الأرواح مطلقًا أي سواء كان للصورة ظل أو لم يكن، وهو مذهب الحنفية والشافعية والحنابلة. (الموسوعة الفقهية ١٠٣/١٢، شامي ٦٤٧/١ كراچی)

الضرورات تبيح المحظورات ...... وما أبيح للضرورة يتقدر بقدرها. (الأشباه والنظائر ص: ٣٠٧-٣٠٨ مكتبة فقيه الأمة ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۵/۳/۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

انٹرنیٹ پر تصویر بھیجنا؟

سوال (۹۵۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: انٹرنیٹ پر تصویر بھیجنا صحیح ہے اگر گھر والے ضد کریں کہ فوٹو بھیج دو کسی کو نہیں دکھائیں گے صرف ہم لوگ دیکھیں گے، تو کیا انٹرنیٹ کے ذریعہ تصویر بھیج سکتے ہیں، گناہ تو نہیں ہوگا؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں بتا دیجئے کہ مجھے کیا کرنا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: انٹرنیٹ پر تصویر بھیجنا جائز نہیں، اگر کوئی بھیجے گا تو

گنہگار رہوگا۔

عن عبد اللّٰه بن عمر رضي اللّٰه تعالیٰ عنهما أخبره أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: إن الذین یصنعون هٰذه الصور یعذبون یوم القیامة، یُقال لهم: أحیوا ما خلقتم. (صحیح البخاري، کتاب اللباس / باب عذاب المصورین یوم القیامة ۲/ ۸۸۰ رقم: ۵۹۵۱ دار الفکر بیروت، صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة / باب تحریم تصویر صورة الحیوان الخ رقم: ۲۱۰۸ بیت الأفکار الدولیة)

عن عبد اللّٰه ابن مسعود رضي اللّٰه تعالیٰ عنه قال: سمعت النبي صلی اللّٰه علیه وسلم یقول: إن أشد الناس عذابًا عند اللّٰه یوم القیامة المصورون. (صحیح البخاري، کتاب اللباس / باب عذاب المصورین یوم القیامة ۲/ ۸۸۰ رقم: ۵۹۵۰ دار الفکر بیروت، صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة / باب تحریم تصویر صورة الحیوان الخ ۲/ ۲۰۰ رقم: ۲۱۰۹ بیت الأفکار الدولیة، مشکاة المصابیح ۳۸۵)

عن عون بن أبي جحیفة عن أبیه رضي اللّٰه عنه قال: إن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم نهی عن ثمن الدم وثمن الکلبِ وکسب البغيِّ ولعن آکل الربا وموکله والواشمة والمستوشمة والمصوِّر. (صحیح البخاري، کتاب اللباس / باب من لعن المصور ۲/ ۸۸۱ رقم: ۵۹۶۲ دار الفکر بیروت) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۸/۵/۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حجاج کو عملی مشق کرانے کیلئے بیت اللہ کی تصویر بنانا؟

سوال (۹۵۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عازمین حج کی تربیت کے لئے خانۂ کعبہ زادہا اللہ شرفاً وعظمۃً کا ایک تین چار فٹ اونچا لکڑی کا ماڈل یعنی خانۂ کعبہ بنا کر اُس کے اطراف طواف کرتے ہوئے عملی مشق کرنا یا کسی ایک آدمی کا

اُس کے اَطراف طواف کرتے ہوئے عملی مشق کرنا یا کسی ایک آدمی کا اس کے اطراف طواف کرتے ہوئے عملی تربیت دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عازمین حج کی تربیت کے لئے کعبہ معظّمہ کا ماڈل بنانا مناسب نہیں ہے؛ اِس لئے کہ اندیشہ ہے کہ آگے چل کر ناواقف عوام اِس ماڈل کی تعظیم وتکریم شروع کردیں اور پھر فتنہ کو روکنا مشکل ہو؛ لہٰذا شروع ہی سے اِس بارے میں احتیاط کرنا لازم ہے، اگر کوئی بات سمجھانی ناگزیر ہو تو بیت اللہ شریف اور مسجد حرام کی مطبوعہ تصاویر دکھا کر اِس ضرورت کو پورا کیا جاسکتا ہے۔

قاعدة: – إذا تعارض المانع والمقتضي يقدم المانع. (قواعد الفقه ٥٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۳/۱۰/۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طواف وسعی کے دوران مووی بنانا؟

سوال (۹۵۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: طواف وسعی کرتے وقت کعبہ شریف اور اپنی مووی بنانا کیسا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں تسلی بخش جواب سے نوازیں مہربانی ہوگی۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دورانِ طواف وسعی اپنی مووی بنانا یا ویڈیوگرافی کرنا ہرگز جائز نہیں ہے؛ بلکہ بڑی محرومی اور سخت گناہ کی بات ہے، احادیثِ شریفہ میں تصویر کشی پر سخت وعیدیں وارد ہیں۔

عن عبد اللّٰه ابن مسعود رضي اللّٰه عنه قال: سمعت النبي صلى اللّٰه عليه

وسلم يقول: إن أشد الناس عذابًا عند اللّٰه يوم القيامة المصورون. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب عذاب المصورين يوم القيامة ۲/ ۸۸۰ رقم: ۵۹۵۰ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ ۲/ ۲۰۰ رقم: ۲۱۰۹ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح ۳۸۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری ۲۵/ ۱۰/ ۱۴۳۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ وغیرہ میں تصویر کشی اور تصویر نمائی کے موضوع پر ایک تحقیقی مضمون

> اِدارۃ المباحث الفقہیہ جمعیۃ علماء ہند کے فقہی اجتماع منعقدہ ۱۷-۱۸-۱۹/ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۷-۲۸-۲۹/ اپریل ۲۰۰۵ء بمقام بنگلور میں ’’ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کے دینی مقاصد میں استعمال وغیرہ کے موضوع پر حضرت الاستاذ نے درج ذیل تحقیقی مقالہ تحریر فرمایا تھا، جو قارئین کے اِفادہ کے لئے درج ذیل ہے۔ (مرتب)

نحمدہ ونصلي علی رسولہ الکریم اما بعد!

سائنس کی ترقی اور جدید ٹیکنیکل آلات کی ایجاد نے بہت سے شرعی مسائل میں پیچیدگیاں پیدا کردی ہیں، جن میں تصویر کا زیر بحث مسئلہ بھی ہے۔ اِسلامی شریعت کی خصوصیت اور اُس کا امتیاز یہ ہے کہ وہ دنیا میں شرک وبت پرستی، منکرات اور فواحش کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکنے کے لئے پوری سنجیدگی کے ساتھ فکر کرتی ہے اور اپنے ماننے والوں کو ایسے احکامات پر عمل کرنے کا پابند بناتی ہے، جو واقعۃً دنیا میں فواحش ومنکرات پر بند لگانے کا مؤثر ذریعہ بن سکیں، اِنہیں اَحکامات میں سے ایک حکم تصویر کی ممانعت کا بھی ہے۔

تصویر کسے کہتے ہیں؟

صورت/تصویر:- شئ کی اُس خاص ہیئت کا نام ہے، جس سے وہ دوسروں سے

ممتاز ہو سکے۔ "الموسوعۃ الفقہیہ" میں تحریر ہے:

صورة الشيء هي الهيئة الخاصة التي يتميز بها عن غيره.

شئ کی صورت وہ اس کی خاص ہیئت ہے، جس کے ذریعہ سے اُسے غیر سے ممتاز کیا جاتا ہے۔

(الموسوعة الفقهية ١٢/٩٢ كويت)

اِس تعریف کے اعتبار سے صورت کا اطلاق ہر تصویر پر ہوسکتا ہے، خواہ وہ مجسم ہو یا مسطح، دائمی ہو یا غیر دائمی، سایہ والی ہو یا بلا سایہ والی۔

تصویر اور عکس میں فرق

تصویر اور عکس کے درمیان فرق یہ ہے کہ تصویر مستقل موجود رہتی ہے، جب کہ عکس میں نظر آنے والی تصویر معکوس کے سامنے سے ہٹتے ہی کالعدم ہو جاتی ہے۔ مثلاً: آدمی جب تک آئینہ کے سامنے یا صاف پانی کے کنارے کھڑا رہے گا، تو اِس کی صورت آئینہ اور پانی میں نظر آتی رہے گی، اور جب ہٹ جائے گا تو اُس کی صورت باقی نہیں رہے گی۔ الموسوعۃ الفقہیہ میں اِس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے :

إن الصورة – بالإضافة إلى ما ذكرناه من الصور الثابتة – قد تكون صورةً موقتةً كصورةِ الشيء في المرأة، وصورته في الماء والسطوح اللامعة؛ فإنها تدوم ما دام الشيء مقابلاً للسطح، فإن انتقل الشيء عن المقابلة انتهت صورته. (الموسوعة الفقهية ١٢/٩٣)

مذکورہ ثابت شدہ تصاویر کے علاوہ کبھی تصوریں وقتی اور عارضی بھی ہوتی ہیں۔ جیسے شیشہ، پانی اور چمک دار سطح پر کسی چیز کا عکس آجانا کہ جب تک وہ چیز سطح کے بالمقابل رہے گی اُس وقت تک عکسی تصویر دکھائی دے گی، اور جب وہ شئ سامنے سے ہٹ جائے گی، تو اُس کی تصویر بھی ختم ہوجائے گی۔

تقریباً یہی بات حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے "آلاتِ جدیدہ کے

شرعی اَحکام ۱۵۰‘‘ پر اور حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ نے ’’احسن الفتاوی ۸/۳۰۲‘‘ میں لکھی ہے۔ اور عکس کا شرعی حکم یہ ہے کہ جو چیز اصل حالت میں دیکھنی جائز ہے اُس کا عکس دیکھنا بھی جائز ہے اور جس چیز کو اصلی حالت میں دیکھنا جائز نہیں اس کا عکس دیکھنا بھی منع ہے۔ آج کل جو نگرانی والے کیمرے فرموں یا اِداروں میں لگائے جاتے ہیں جس سے ایک جگہ بیٹھ کر پورے علاقہ کی نقل وحرکت پر نظر رکھی جاتی ہے اُن کو جب تک محفوظ نہ کیا جائے وہ عکس کے حکم میں ہیں، اور اُن کا استعمال جائز حدود میں درست ہے۔ یہی حکم ٹیلی ویژن پر براہِ راست نشر ہونے والے پروگراموں کا ہے کہ اگر انہیں محفوظ نہ کیا جائے تو وہ برقی لہروں سے منتقل ہونے والے عکس کے درجہ میں شمار ہوں گے۔

تصویر کی ممانعت کیوں؟

فطری طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ شریعتِ اسلامیہ میں تصویر کو کیوں منع کیا گیا ہے؟ تو اِس بارے میں اَحادیثِ شریفہ کا جائزہ لینے سے پانچ باتیں معلوم ہوتی ہیں:

(۱) **پہلی وجہ:- اللہ تعالیٰ کی صفتِ تخلیق کی ہمسری کا دعویٰ:** یعنی جاندار کی تصویر بنا کر گویا کہ مصور یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرح مختلف اَعضاء وجوارح رکھنے والا بدن بنا سکتا ہوں۔ چناں چہ ایسے لوگوں کے بارے میں حدیث میں سخت ترین وعیدیں ارشاد ہوئیں، مثلاً:

(۱) في رواية عائشة رضي الله تعالىٰ عنها: قال رسول الله ﷺ: أشد الناس عذابًا يوم القيٰمة الذين يضاهون بخلق الله. (صحيح البخاري ۲/۸۸۰ رقم: ۵۹۵۴)	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب اُن لوگوں کو ہوگا جو اللہ کی صفتِ خلق کے ذریعہ فخر ومباہات کرتے ہیں۔
(۲) في حديث ابن عباس رضي الله عنه:	حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت

قال رسول الله ﷺ: من صوّر صورة في الدنيا كلف يوم القيٰمة أن ينفخ فيها الروح وليس بنافخٍ. (صحيح البخاري ۸۸۱/۲ رقم: ۵۹۶۳)

میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دنیا میں کسی جاندار کی تصویر بنائے گا تو اُسے قیامت کے دن اِس بات پر مجبور کیا جائے گا کہ وہ اُس میں جان ڈالے حالاں کہ وہ جان نہ ڈال پائے گا۔

(۳) عن عبد اللّٰه بن عمر رضي الله عنه قال: إن رسول الله ﷺ قال: إن الذين يصنعون هٰذه الصور يعذبون يوم القيٰمة، يقال لهم: أحيوا ما خلقتم. (صحيح البخاري ۸۸۰/۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ پیغمبر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو لوگ یہ تصویریں بناتے ہیں اُنہیں قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ جو تم نے بنایا تھا اُس میں جان ڈالو۔

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تصویر بنانے والوں کو سخت ترین وعید کیوں سنائی گئی؟ تو اِس کا جواب دیتے ہوئے شراحِ حدیث نے فرمایا ہے کہ یہ شدت یا تو خاص کر اُس شخص کے لئے ہے جو عبادت کے لئے کوئی تصویر مثلاً بت یا مورتی بنائے یا اِس سے وہ مصور مراد ہے جو اپنی تصویر کے ذریعہ خدا کی صفتِ تخلیق میں شریک ہونے کا چیلنج کرے، اور ظاہر ہے کہ یہ دونوں ہی باتیں کفر تک پہنچانے والی ہیں اور سخت عذاب کا موجب ہیں۔ (نووی علی مسلم ۲۰۲/۲ مکتبہ اشرفیہ دیوبند)

فقيل: هي محمولة على من فعل الصورة لتعبد وهو صانع الأصنام ونحوها، فهٰذا كافرٌ وهو أشدُ عذابًا، وقيل: هي فيمن قصد المعنى الذي في الحديث من مضاهاة خلق الله تعالىٰ واعتقد ذٰلك فهٰذا كافر له من أشد العذاب ما للكفار، ويزيد عذابهت بزيادة قبح كفره، فأما من لم يقصد بها العبادة ولا المضاهاة فهو فاسق صاحب ذنب كبير، ولا يكفر كسائر المعاصي. (شرح النووي على صحيح مسلم ۱۹/۱٤ المكتبة الشاملة، ۲۰۹/۲ النسخة الهندية)

اور بعض شارحین نے کچھ دیگر توجیہات بھی کی ہیں، سب کا حاصل یہ ہے کہ مصورین پر تشدید عذاب کی وعید علی الاطلاق نہیں ہے؛ بلکہ اس میں تخصیص ہے۔ (حاشیہ: بخاری شریف ۲/۸۸۰)

(۲) **دوسری وجہ**:- **غیر اللہ کی تعظیم میں غلو**: اِسلام میں تصویر کی ممانعت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ تصویر بنانے سے رفتہ رفتہ شرک کا دروازہ کھل جاتا ہے، جیسا کہ قومِ نوح میں ہوا کہ اُنہوں نے اپنے بزرگوں کی تصاویر اور مجسمے بنالئے اور بعد میں اُنہی کی پوجا ہونے لگی، اِس لئے شریعت نے تصویر ہی پر پابندی لگائی؛ تاکہ بات آگے نہ بڑھے۔ چناں چہ اُم المؤمنین حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب آپ کے سامنے حبشہ کے ایک گرجا گھر اور اُس میں رکھی ہوئی تصاویر کا ذکر کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أولئک قوم كانوا إذا مات فيهم العبد الصالح أو الرجل الصالح بنوا على قبره مسجدًا وصوروا فيه تلک الصور أولئک شرار الخلق عند اللّٰه. (صحيح البخاري ۲/۸۸۰ رقم: ٤٣٤، صحيح مسلم رقم: ٥٢٨، السنن الكبریٰ للنسائي رقم: ۷۸۵، صحيح ابن خزيمة رقم: ۷۸۹)

یہ لوگ وہ ہیں کہ جب اُن میں کوئی نیک شخص وفات پاجاتا ہے، تو وہ اس کی قبر پر مسجد بنادیتے ہیں اور اُس میں یہ تصویریں لگادیتے تھے، یہ اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں۔

خود ہمارے سامنے بھی یہ باتیں آرہی ہیں، لوگ آج بھی اپنے رہنماؤں کی تصویریں بڑے اعزاز کے ساتھ اپنے مکانوں، کمروں اور دوکانوں میں سجاتے ہیں اور رفتہ رفتہ اُنہیں معبود کا درجہ حاصل ہوجاتا ہے۔ جیسے نرنکاری بابا، سائی بابا وغیرہ کی تصاویر جابجا نظر آتی ہیں، ظاہر ہے کہ یہ تصویر کا بڑا مفسدہ ہے۔

(۳) **تیسری وجہ** :- **تصاویر عبادات میں غفلت کا ذریعہ ہیں**: تصویر کی

ممانعت کی ایک وجہ یہ ہے کہ اُس کے دیکھنے میں عبادات کا خشوع جاتا رہتا ہے اور عبادات میں یکسوئی جو مطلوب ہے اُس میں تصویریں خلل ڈالتی ہیں۔ بخاری شریف میں ایک روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک تصویر دار پردہ اپنے گھر میں لٹکا رکھا تھا، تو اُسے دیکھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أميطي عني؛ فإنه لا تزال تصاويره تعرض لي في صلاتي.	اِس کو میرے سامنے سے ہٹالو، کیوں کہ اِس کی تصویریں برابر میری نماز میں خلل ڈالتی ہیں۔

(صحيح البخاري ٨٨١/٢ رقم: ٥٩٥٩،

مسند أحمد ٤٢١/١٢ رقم: ١٤٠٢٢ الرسلة)

اس سے معلوم ہوا کہ تصویروں کے دیکھنے سے آدمی کا ذہن بٹتا ہے اور اُس کی یکسوئی باقی نہیں رہتی، اور آج اسے ثابت کرنے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں؛ کیوں کہ اَب ایسے ایسے ہیجان انگیز مناظر کی تصویریں بنائی جانے لگی ہیں جن کا اثر دیکھنے کے وقت تک ہی محدود نہیں رہتا؛ بلکہ وہ مناظر ذہن میں اِس طرح راسخ ہوجاتے ہیں کہ وہ بعد میں بھی عبادات میں خلل ڈالتے رہتے ہیں۔

(۴) **چوتھی وجہ :- تصاویر ملائکہ رحمت کے داخلہ سے مانع ہیں**: شریعتِ اسلامی میں تصاویر کی ممانعت کی ایک اَہم وجہ یہ بھی ہے کہ جس جگہ تصاویر اعزاز کے ساتھ رکھی اور لٹکائی جاتی ہیں وہاں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اُنہوں نے ایک تصویر دار غالیچہ خریدا تھا، جب اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر پڑی، تو آپ دروازے ہی پر ٹھہر گئے اور اندر داخل نہیں ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر ناگواری کے آثار محسوس کر لئے اور عرض کیا کہ میں اللہ اور اُس کے رسول سے معافی مانگتی ہوں، مجھ سے کیا گناہ ہوگیا؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسمل نے فرمایا کہ یہ غالیچہ کیا ہے؟ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ یہ میں نے اِس لئے خریدا ہے؛ تا کہ آپ اِس پر تشریف رکھیں اور اِس کو تکیہ بنائیں، یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إن أصحاب هٰذه الصور يعذبون يوم القيٰمة ويقال لهم: ''أحيوا ما خلقتم''. وقال: إن البيت الذي فيه الصور لا تدخله الملٰئكة.

(صحيح البخاري ٨٨١/٢ رقم: ٥١٨١)

اِن تصویر والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور اُن سے کہا جائے گا کہ جن صورتوں کو تم نے بنایا ہے اُن میں جان ڈالوں، اور یہ بھی فرمایا کہ جس گھر میں تصویریں ہوتی ہیں اُس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

ظاہر ہے کہ ایک مسلمان کے لئے یہ کس قدر محرومی کی بات ہے کہ اُس کے گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہ ہوں، اِس لئے سرے سے تصویر ہی کی ممانعت کی گئی؛ تاکہ یہ سببِ شر ہی باقی نہ رہے۔

(۵) پانچویں وجہ :- تصاویر فواحش کی اِشاعت کا ذریعہ ہیں: تصاویر کی حرمت کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ اُن کے ذریعہ تمام عالم میں کثرت کے ساتھ فواحش کا رواج ہو رہا ہے، اور اَب تو نت نئے کیمرے اِس انداز کے آ گئے ہیں کہ کوئی عورت کسی جگہ کیمرے کی زد سے محفوظ نہیں ہے، اور اُس کی وجہ سے معاشرہ میں جو تعفن پھیل رہا ہے وہ کسی بھی صاحبِ نظر سے مخفی نہیں ہے۔ صاحب ''الفقہ علی المذاہب الاربعۃ شیخ عبدالرحمٰن الجزیریؒ'' فرماتے ہیں:

إنما حرم في نظر الشارع إذا كان لغرضٍ فاسدٍ كالتماثيل التي تصنع لتعبد من دون الله؛ فإن فاعل هٰذا له أسوأ الجزاء، وكذلك إذا ترتّب عليها تشبه بالتماثيل أو تذكر لشهوات فاسدة؛ فإنها في هٰذه الحالة تكون كبيرة من الكبائر، فلا يحل عملها ولا بقاءها ولا التفرج عليها. (الفقه على المذاهب الأربعة ٤٢٨)

شریعت کی نظر میں حرمت اُس وقت ہے جب کہ کسی غرضِ فاسد سے تصویر بنائی جائے جیسے وہ مورتیاں جنہیں غیر اللہ کی پوجا کے لئے بنایا جاتا ہے، تو اِس عمل کا مرتکب بدترین سزا کا مستحق ہے، اِسی طرح جب کہ اُس تصویر میں مورتیوں کی مشابہت یا فاسد شہوات کی یاد دہانی کا مفسدہ پایا جائے تو اِس حالت میں وہ کبیرہ گناہ قرار پائیں گی۔

یہ علت ایسی ہے جو ہر طرح کی تصویروں میں پائی جاتی ہے، خواہ وہ ہاتھ سے بنائی جائیں یا جنہیں جدید آلات سے بنایا جائے۔

تصویر کی حرمت کس حد تک قطعی ہے اور کس حد تک ظنی؟

تصویر سازی کی حرمت کے بارے میں اَحادیثِ شریفہ واضح طور پر دلالت کرتی ہیں؛ لیکن اِس موضوع کی تمام روایات کو ملا کر جو نتیجہ نکلتا ہے، وہ یہ ہے کہ دراصل تصاویر کی تین قسمیں ہیں :

(۱) **تصاویر مجسمہ معظمہ** :- یعنی وہ تصاویر جو باقاعدہ طول وعرض وعمق رکھنے والی ہوں، جسے مورتی، یا اسٹیچو سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

(۲) **تصاویر مجسمہ ممتہنہ** :- جیسے بچوں کے کھلونے اور کھانے پینے کی چیزوں سے بنائی ہوئی تصویریں۔

(۳) **تصاویر مسطحہ**:- یعنی وہ تصاویر جو کسی سطح پر بنائی گئی ہوں، اُن میں طول وعرض تو ہو؛ لیکن عمق نہ ہو، جیسے دیوار، کاغذ، یا کپڑے وغیرہ پر بنائی گئی تصویریں۔

تو اِن قسموں میں سے پہلی قسم یعنی تصاویر مجسمہ کی حرمت قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ ہے۔ تصویر کی حرمت کی نصوص سے اُن مورتیوں کو خارج نہیں کیا جاسکتا۔ جب کہ تصاویر مجسمہ ممتہنہ ومسطحہ کے بارے میں حرمت کے ثبوت ودلالت دونوں میں ظنیت پائی جاتی ہے؛ اِس لئے کہ اِن دونوں طرح کی تصویروں کے بارے میں حرمت کی مطلق روایات کے خلاف روایاتِ صحیحہ موجود ہیں۔

مجسمہ ممتہنہ کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ کی روایت ہے کہ وہ گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی۔

عن عائشة رضي الله عنها أنها كانت تلعب بالبنات عند رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت: وكانت تأتيني صواحبي فكن ينقمعن من رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت: فكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يسر بهن إليّ، قوله: ينقمعن أى يتغيبن حياء منه وهيبةً. (شرح محمد فواد عبد الباقي على مسم ١٨٩/٤ تحت رقم: ٢٤٤٠ المكتبة الشاملة)

جب کہ تصاویر مسطحہ کے بارے میں حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس میں حرمت سے استثناء إلا رقما في ثوب سے کیا گیا ہے۔ (مسلم شریف رقم: ۲۱۰۶، طحاوی شریف ۳۶۴/۲، بخاری شریف رقم: ۵۹۵۸)

عن زيد بن خالد عن أبي طلحة رضي الله عنه صاحبُ رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ''إن الملائكة لا تدخل بيتًا فيه صورة''. قال بسر: ثم اشتكى زيد بعدُ فعُدناهُ فإذا على بابه سِتر فيه صورةٌ، قال: فقلت لعبيد الله الخولاني ربيب ميمونة زوج النبي صلى الله عليه وسلم: ألم يُخبرنا زيد عن الصورة يوم الأول؟ فقال عبيد الله: ألم تسمعه حين قال: إلا رقمًا في ثوبٍ. (صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ رقم: ٢١٠٦ بيت الأفكار الدولية، صحيح البخاري رقم: ٣٢٢٦ دار الفكر بيروت)

تصاویر کی اَقسام کا تجزیہ

موجودہ دور میں اگر ہم تصاویر کی واقعاتی تقسیم کرنا چاہیں تو معلوم ہوگا کہ بنیادی طور پر دنیا میں دو طرح کی تصویریں پائی جاتی ہیں:

الف:- ہاتھ سے بنائی جانے والی تصاویر۔

ب:- مشین کے واسطے سے بنائی جانے والی تصویریں۔

پھر ہاتھوں سے بنائی جانے والی تصویروں کی دو قسمیں ہیں:

(۱) مجسمہ کی شکل میں بنائی جانے والی تصاویر۔

(۲) نقوش کی شکل میں بنائی جانے والی تصویریں۔

اِن میں سے مجسم تصاویر کی حرمت پر با تصویر کھلونوں کے استثناء کے ساتھ اکثر علماء کا اتفاق ہے، جب کہ نقوش کی صورت میں بننے والی تصویروں کے بارے میں قدرے اختلاف ہے، راجح مذہب حرمت ہی کا ہے۔

اور جو تصویریں مشینوں کے ذریعہ بنائی جاتی ہیں ان کا تحقق پانچ صورتوں میں ہوتا ہے:

(۱) فوٹو گرافی:- یعنی نگیٹو پر اُتاری جانے والی جامد تصویریں، جس میں اولاً باقاعدہ تصویر نگیٹو پر بنتی ہے، پھر وہی تصویر کاغذ پر مسالہ کے ذریعہ اُتاری جاتی ہے۔

(۲) سنیما کی متحرک تصویریں:- سنیما کی ریل پر تو تصویریں جامد ہوتی ہیں؛ لیکن اُنہیں ایک خاص رفتار سے چلانے سے پردے پر وہ تصویریں متحرک نظر آتی ہیں (البتہ اگر ویڈیو کیسٹ سے فلم دکھائی جارہی ہو تو اس ویڈیو کیسٹ میں آنکھوں سے تصویر دکھائی نہیں دیتی)

(۳) ویڈیو گرافی اور ٹیلی ویژن کی تصویریں:- یعنی مقناطیسی اور بجلی کے اثر سے نظر آنے والی متحرک تصویریں۔

(۴) شعاعی تصاویر:- جیسے: ''اِیکسرے'' وغیرہ، کہ برقی شعاعوں کے ذریعہ اس میں تصویر بنائی جاتی ہے۔ (مستفاد: میڈیا کے مسائل اور اُن کا حل ۳۱، بحوالہ مضمون: محمد بن احمد علی واصل)

(۵) براہِ راست ٹیلی کاسٹ:- اگر کیمرے سے منظر اَخذ کر کے براہِ راست اُسے نشر کیا جائے تو اس طرح ٹیلی ویژن کی اسکرین پر ظاہر ہونے والی تصویریں دراصل عکس کے حکم میں ہوتی ہیں، نگرانی والے کیمرے بھی اِسی زمرہ میں آتے ہیں۔

ٹیلی ویژن پر تصویریں کیسے بنتی ہیں؟

اگر کیسٹ/سی ڈی یا کمپیوٹر ہارڈ ڈسک کے ذریعہ ٹیلی ویژن کی اسکرین پر کوئی پروگرام دکھایا جارہا ہے، تو یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ یہ تصاویر محفوظ نہیں ہیں؛ بلکہ یہ پوری طرح محفوظ ہوتی ہیں اور اُنہیں جب چاہیں خاص برقی عمل سے گذار کر بار بار دیکھنا ممکن ہے، ماہر سائنس داں ڈاکٹر ابو عظمی لکھتے ہیں:

> ''کیمرہ جو منظر کشی کی عکاسی میں استعمال ہوتا ہے، ایک تختی پر منظر کی برقی تصویر تیار کرتا ہے، اور یہ تختی روشنی کے چمک دار اور دھندلے ذرات کو مضبوط اور کمزور برقی ذرات میں تبدیلی کردیتی ہے، پھر کیمرہ کا دوسرا حصہ برقی نشانوں کو پڑھتا ہے جو آگے

پیچھے تیزی سے حرکت کرتے ہوئے منظر کو لکیروں میں نمایاں کرتا ہے الخ"۔ (ماخوذ: میڈیا کے مسائل اور اُن کا حل ۳۱)

تو یہاں دکھائی دینے والے منظر کو تو عکس کہہ سکتے ہیں؛ لیکن محفوظ ذروں کو جن کے ذریعہ یہ عکس نمایاں ہورہا ہے، تصویر سے خارج کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ بس اتنی بات ہے کہ یہ ذرے ایسے اندھیرے میں ہیں کہ جب تک خاص انداز میں ان پر برقی لہر نہ گذرے اُنہیں دیکھا نہیں جاسکتا۔

کیا ہاتھ کی بنائی ہوئی اور کیمرے کی تصویر میں واقعی فرق ہے؟

جب کیمرے کی ایجاد ہوئی اور عکسی تصاویر بننے کا سلسلہ شروع ہوا، تو عرب کے بہت سے علماء (جن میں شیخ محمد بخیت مفتی اعظم مصر کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے) نے کیمرے کی تصویر کو عکس قرار دے کر اُسے ممنوع تصویر کے حکم سے خارج کردیا؛ لیکن عرب کے معتبر اور محتاط علماء (جن میں محمد علی صابونی، شیخ مصطفیٰ الحمامی، شیخ ناصر الدین البانی اور شیخ محمد رمضان البوطی وغیرہ قابل ذکر ہیں) (تکملہ فتح الملہم ۴/۱۶۲-۱۶۳)

اور برصغیر کے اکثر علماء و مفتیان نے ہاتھ سے اور کیمرے سے بنائی ہوئی تصویر کی حرمت میں کوئی فرق نہیں کیا، اور جن بعض علماء نے شروع میں اِس معاملہ میں کچھ نرم پہلو اپنایا تھا، اُنہوں نے بھی بعد میں رجوع کرلیا، جن میں حضرت مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا ابوالکلام آزادؒ مشہور ہیں۔ چناں چہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اِس موضوع پر ایک مبسوط اور مدلل رسالہ تالیف کیا، اور مذکورہ دونوں بزرگوں کے رجوع کا تذکرہ کیا، اور ثابت کیا کہ کیمرے کی تصویر کا بھی حکم وہی ہے جو ہاتھ سے بنائی جانے والی تصویر کا ہے۔ (دیکھئے: جواہر الفقہ جلد ۳ "رسالہ: اسلام میں تصویر کا حکم")

اور بلاشبہ مذکورہ علماء اُمت کے سخت موقف کی وجہ سے بہت سے دینی فکر رکھنے والے مسلمان تصویر کے ذریعہ پھیلنے والی برائیوں سے محفوظ رہے ہیں اور ابھی تک ٹیلی ویژن کو شجر ممنوعہ سمجھتے ہیں۔ **فجزاهم الله تعالىٰ أحسن الجزاء۔**

دوبارہ غور کی ضرورت

لیکن اَب معاملہ اِس درجہ تک پہنچ چکا ہے کہ پورے عالم میں کوئی بھی ذریعۂ ابلاغ تصویر سے بڑھ کر نہیں ہے، ریڈیو کو لوگ بھولتے چلے جا رہے ہیں اور ٹیلی ویژن نے گھر، محلّہ، شہر اور گاؤں کی حدود سے باہر نکل کر پورے عالم کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے، اور ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ مستقبل قریب میں ٹیلی ویژن کے علاوہ اپنی بات پہنچانے کا کوئی مؤثر ذریعہ نہیں رہے گا۔ اِس لئے اَب برصغیر کے محتاط اور متقی علماء بھی اِس موضوع پر بحث کرنے اور از سرِ نو غور کرنے کے لئے آمادہ نظر آتے ہیں۔ اور ضرورت محسوس کرتے ہیں کہ جب اِس میں ابتلاء عام آخری حد تک ہو چکا تو اَب اُصولِ شریعت: ”الأمر إذا ضاق اتسع وإذا اتسع ضاق“۔ (الاشباہ) کے تحت مسئلہ کی پوری نوعیت سامنے لا کر تجزیہ کیا جائے کہ کس حد تک اِس کے استعمال کی اجازت ہے اور کس حد تک ممنوع ہے؟ لیکن چوں کہ ٹیلی ویژن کا استعمال اِس کثرت سے فواحش کی اِشاعت میں ہو رہا ہے کہ اُس سے مثبت فائدہ کا تصور ہی ذہنوں سے مٹ گیا ہے، اور تھوڑی سی گنجائش بھی معاشرہ کو بے لگام کرنے کے لئے کافی ہو سکتی ہے، اِس لئے کوئی بھی مفتی گنجائش کے پہلوؤں کو اُجاگر کرنے کی ہمت نہیں کر پاتا۔

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی کا موقف

احقر کے علم میں اس موضوع پر برصغیر کے علماء میں سب سے پہلے محقق العصر حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے اپنی رائے صاف طور پر ظاہر فرمائی، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ کیمرے دو طرح کے ہوتے ہیں:

(۱) وہ کیمرے جس میں نیگیٹو کی ریل لگائی جاتی ہے، ایسے کیمروں سے تصویر کھینچتے ہی تصویر کا تحقق ہو جاتا ہے؛ اس لئے کہ نیگیٹو میں تصویر آ جاتی ہے، اگرچہ وہ بھدی ہی کیوں نہ ہو۔

(۲) ڈیزیٹل کیمرے (جیسے بعض موبائلوں میں بھی اِس طرح کے کیمرے لگے ہوتے ہیں، اُن کو بعد میں کمپیوٹر سے جوڑ کر اسکرین پر تصویر دیکھی جا سکتی ہے) اِسی طرح ویڈیو کیمرے

(جن میں ٹیپ ریکارڈ کی طرح فیتے پر مشتمل ایک کیسٹ لگائی جاتی ہے) اِن دونوں طرح کے کیمروں سے ضبط کردہ تصاویر جب تک پرنٹ کر کے کاغذ پر نہ اُتاری جائے، تصویر کے حکم میں نہیں؛ بلکہ عکس کے حکم میں ہیں۔

مفتی صاحب موصوف نے اپنی اِس رائے کا اظہار تکملہ فتح الملہم ۴/ ۱۵۵، فقہی مقالات جلد: ۴، اور تقریر ترمذی جلد: ۱ میں وضاحت سے کیا ہے، نیز راقم الحروف نے بھی براہِ راست مفتی صاحب موصوف سے اِس موضوع پر گفتگو کی تھی، تو آں موصوف نے اِسی پر اپنے شرحِ صدر کا اظہار کیا تھا کہ ویڈیو کیمرے کی تصاویر جب تک کیسٹ کے درجہ میں رہیں یا اِس انداز میں محفوظ ہوں کہ اُنہیں ٹیلی ویژن یا کمپیوٹر کی اسکرین کے علاوہ کہیں نہ دیکھا جا سکتا ہو، اُن پر تصویر کا اطلاق نہیں کیا جائے گا۔

یہ موقف بھی اشکال سے خالی نہیں

لیکن اَبھی تک احقر اِن تصاویر کو تصویر کے حکم سے خارج کرنے پر مطمئن نہیں ہے، کوئی منظر اگر ٹیلی ویژن پر براہِ راست ٹیلی کاسٹ ہو اور اس کی فلم محفوظ نہ کی جائے تو اُس پر تو عکس کا اطلاق سمجھ میں آتا ہے کہ گویا ٹی وی کیمرے نے برقی لہروں کے ذریعہ اس منظر کا عکس پورے عالم میں نشر کر دیا ہے؛ لیکن اس عکس کو قرار نہیں ہے۔ جیسا کہ بعض اِداروں، فرموں اور دفاتر میں نگرانی کیمرے لگے رہتے ہیں، اور حرمین شریفین میں جا بجا اِس طرح کے کیمرے لگائے گئے ہیں؛ تاکہ کنٹرول روم سے بیک وقت ہر جگہ کی نگرانی کی جاتی رہے۔ تو اِس طرح اسکرین پر نظر آنے والی تصاویر جب تک محفوظ نہ ہوں اُن پر تصویر کا اطلاق واقعۃً سمجھ میں نہیں آتا؛ لیکن سوال یہ ہے کہ جس تصویر کو ڈیزیٹل کیمرے کی چپس میں یا ویڈیو کیمرے کی کیسٹ میں یا کمپیوٹر کی ہارڈ ڈسک اور سی ڈی میں اس طرح ضبط کر لیا جائے کہ جب چاہیں اُسے اسکرین پر دیکھ سکیں اُسے تصویر کے حکم سے کس طرح خارج کیا جائے؟ اِس لئے کہ اگر یہ محفوظ نہ ہوتیں تو اُنہیں صاحبِ تصویر کے ہٹ جانے کے بعد بار بار دیکھا جانا ممکن نہ ہوتا، اور رہ گئی یہ بات کہ یہ تصویر کیسٹ یا سی ڈی وغیرہ میں رہتے ہوئے آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتی، تو محض یہ بات اس کے تصویر نہ ہونے کے لئے کافی نہیں ہے؛

کیوں کہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ تصویر گویا کہ اندھیرے میں ہے، جب اُس پر خاص انداز میں لائٹ ڈالی جائے گی تبھی یہ دکھائی دے گی۔ چناں چہ نئی تکنیک کے مطابق کپڑے کے پردہ پر لائٹنگ کے ذریعہ ویڈیو کیسٹ میں محفوظ مناظر بار بار دکھائے جاتے ہیں۔ بعض ہوائی جہازوں میں بھی اِس طریقہ پر فلمیں دکھائی جانے کا معمول ہے؛ لہٰذا اِس محفوظ منظر نامہ کو تصویر سے خارج کرنے کی رائے محل اشکال ہے، اور واضح مشاہدہ اور عرف کے خلاف ہے۔

چھوٹی تصاویر کے استعمال کی اِجازت

اگر اتنی چھوٹی تصاویر ہوں کہ انہیں زمین پر رکھنے کی صورت میں کھڑے ہوئے شخص اُن کے اعضاء کے درمیان امتیاز نہ کر سکے، تو ایسی تصاویر کا استعمال حنفیہ کے نزدیک درست ہے، یعنی ایسی تصویروں کا ہٹانا ضروری نہیں ہے، اور نہ ایسی تصویریں ملائکہ کے داخل ہونے سے مانع ہیں۔ اِس سلسلہ میں حنفیہ کا استدلال ان آثارِ صحابہ سے ہے جن میں بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی انگوٹھی پر جانداروں کی صورت نقش کرا رکھی تھی، اِس سلسلہ کی متعدد روایات امام طحاویؒ نے شرحِ معانی الآثار میں نقل فرمائی ہیں۔

ما نقل عن بعض الصحابة والتابعين من استعمال الصور في الستو وغيرها من المسطحات. من ذٰلک استعمال زيد بن خالد الجهني رضي الله عنه للستور ذات الصور، وحديثه في الصحيحين واستعمله أبو طلحة رضي الله عنه وعند الترمذي والنسائي، واعتمدوا على ما رووه عن النبي صلى الله عليه وسلم من قوله: إلا رقمًا في ثوب، وأخرج ابن أبي شيبة عن عروة بن الزبير أن عروة كان يتكئ على المرافق (الوسائد) التي فيها تصاوير الطير والرجال. وروى الطحاوي بأسانيده أن نقش خاتم عمران بن حصين الصحابي رضي الله عنه كان رجلاً متقلدًا سيفًا، وأن نقش خاتم النعمان بن مقرن رضي الله عنه قائد فتح فارس كان أيلاً قابضًا إحدى يديه باسطًا الأخرىٰ.

وعن القاسم قال: كان نقش خاتم حذيفة بن اليمان رضي الله عنه كره كبيان.

وروي أن نقش خاتم أبي هريرة رضي الله عنه ذبابتان.

ونقل ابن أبي شيبة بسنده عن ابن عون أنه دخل على القاسم بن محمد بن أبي بكر الصديق رضي الله عنهم، وهو بأعلى مكة ببيته، قال: فرأيت في بيته مجلة فيها تصاوير القندس والعنقاء. قال ابن حجر والقاسم بن محمد: أحد فقهاء المدينة. وهو راوي حديث عائشة وكان من أفضل أهل زمانه. (الموسوعة الفقهية ١٠٩/١٢، شرح معاني الآثار ٣٥٢/٢ المكتبة الآصفية دلهي، المصنف لابن أبي شيبة ٥٠٩/٨، فتح الباري ٣٨٨/١٠، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٣٢٠/١ المكتبة الشاملة)

تصویر سازی کے بارے میں علماء کی آراء کا خلاصہ

تصویر سازی/ تصویر کشی کے سلسلہ میں علماء کی آراء کا خلاصہ علامہ ابن العربیؒ نے اَحکام القرآن میں اس طرح بیان فرمایا ہے:

حاصل ما في اتخاذ الصور أنها إن كانت ذا أجسامٍ حرم بالإجماع، وإن كانت رقمًا بأربعة أقوالٍ: الأول: يجوز مطلقًا على ظاهر قوله في حديث الباب إلا رقمًا في ثوب. الثاني: المنع مطلقًا حتى الرقم. الثالث: إن كانت الصورة باقية الهيئة قائمة الشكل حرم، وإن قطعت الرأس أو تفرقت الأجزاء جاز، قال:

تصاویر بنانے کے اَحکامات کا خلاصہ اور نچوڑ یہ ہے کہ اگر وہ تصویریں مجسم ہیں تو بالاجماع حرام ہے، اور اگر کپڑے وغیرہ پر نقش ہیں تو اِس بارے میں علماء کے چار اَقوال ہیں: (۱) مطلقاً جائز ہیں، جیسا کہ حدیث باب إلا رقمًا في ثوبٍ سے ظاہر معلوم ہوتا ہے (۲) مطلقاً ناجائز ہے خواہ کپڑے پر نقش کیوں نہ ہو (۳) اگر تصویر اپنی ہیئت پر باقی ہو اور اُس کی شکل پوری موجود ہو تو وہ حرام ہے۔ اور اگر اس کا سر کاٹ دیا گیا یا اعضاء الگ الگ کردئے گئے تو جائز ہے، یہی

هٰذا هو الأصح. الرابع: إن كان مما يمتهن جاز، وإن كان معلقًا لم يجز. (فتح الباري ۱۳/٤٧٨-٤٧٩)

قول صحیح ترین ہے (۴) چوتھے یہ کہ اگر وہ تصاویر ذلت والی جگہ پر ہوں تو جائز ہے اور اگر اُنہیں لٹکایا جاتا ہو تو جائز نہیں ہے۔

بحث کا تجزیہ

اُوپر تصاویر کی تعریف، اُس کی رائج صورتوں اور اَحکامات پر مباحث اختصار کے ساتھ سامنے آچکے ہیں، اَب ضرورت ہے کہ اِس بحث کو سمیٹا جائے؛ تاکہ کسی فیصلہ تک پہنچنے میں آسانی ہو، تو ہم درج ذیل چار عنوانات پر اپنی توجہ مرکوز کریں گے:

(۱) تصویر بنانا (۲) تصویر بنوانا (۳) تصویر دیکھنا (۴) تصویر والی اشیاء کا استعمال کرنا۔

ہم کوشش کریں گے کہ اِن موضوعات پر قرآن وسنت اور فقہ حنفی کی روشنی میں صرف خلاصہ بیان کریں۔

تصویر بنانا اور کھینچنا

دلائل حرمت کی روشنی میں جمہور علماء کے نزدیک مجسم تصاویر بنانا حرام ہے؛ البتہ بعض فقہاء وشارحینِ حدیث کے کلام میں بچوں کے باتصویر کھلونے بنانے کی اِجازت ملتی ہے۔ (جواہر الفقہ ۳/۲۰۹)

اور منقش صورتوں کے بارے میں فقہاء کے اختلاف کا خلاصہ یہ ہے:

(۱) مالکیہ کے نزدیک مسطح تصاویر بنانا مکروہ ہے اور اگر اُنہیں ذلت والی جگہ کے استعمال کے لئے بنایا جائے تو مکروہ بھی نہیں ہے۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ ۱۲/۱۰۷)

حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک منقش تصاویر بنانا اِسی طرح حرام ہے جیسے مجسم تصاویر بنانا؛ کیوں کہ روایاتِ حرمت مطلق ہیں اور اُن کی حرمت میں ہر طرح کی تصاویر شامل ہیں۔ اور اَحادیثِ رخصت کا تعلق صرف استعمال سے ہے بنانے سے نہیں۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ تصویر کی بحث کے اَخیر میں بطور تنبیہ ارشاد فرماتے ہیں:

هٰذا كله في اقتناء الصورة، أما فعل التصوير فهو غير جائزٍ مطلقًا؛ لأنه مضاهاة لخلق الله تعالىٰ كما مر. (رد المحتار ٣٦٢/١)

یہ سب بحث صورت والی چیز کے استعمال کے بارے میں ہے، رہ گیا صورت بنانے کا فعل تو وہ جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ صفتِ خلق میں ہمسری کے دعویٰ کے مرادف ہے۔

ہمارے اَکابر نے بھی یہی موقف اپنایا ہے۔ چناں چہ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے اَمالی میں تحریر ہے:

واعلم أن فعل التصوير حرامٌ مطلقًا أي تصوير الحيوان، سواء كانت صغيرة أو كبيرة، مجسمةً أو مسطحةً ممتهنة أو موقرة. (فيض الباري ٣٨٢/٤)

اور جان لیجئے کہ جان دار کی تصویر بنانا مطلقاً حرام ہے، چاہے وہ چھوٹی ہو یا بڑی، مجسم ہو یا مسطح، ذلیل ہو یا باعزت۔

اور فوٹوگرافی کی جامد تصویریں بھی اِسی حکم میں داخل ہیں، عالم اسلام کے مشہور عالم شیخ محمد علی صابونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

إن التصوير الشمسي لا يخرج عن كونه نوعًا من أنواع التصوير فما يخرج بالآلة يسمى صورةً، والشخص مصورًا فهو وإن كان لا يشمله النص الصريح؛ لأنه ليس تصويرًا باليد وليس فيه مضاهاة لخلق الله إلا أنه لا يخرج عن كونه ضربًا من ضروب التصوير فينبغي أن

عکسی تصویر بھی تصاویر کے اقسام میں سے ایک قسم ہونے سے خارج نہیں کی جاسکتی؛ اس لئے کہ جو تصویر کیمرے کے ذریعہ کھینچی جاتی ہے اُسے بھی تصویر ہی کہتے ہیں، اور اُس کے کھینچنے والے کو مصور کہا جاتا ہے؛ لہٰذا اگرچہ نص صریح اِس نص کو شامل نہیں؛ کیوں کہ یہ ہاتھ سے بنائی ہوئی تصویر نہیں ہے اور اِس تصویر میں اللہ تعالیٰ کے عمل پیدائش سے مشابہت اختیار کرنا بھی نہیں پایا جاتا؛ لیکن اِس کو تصویر کی ایک قسم ہونے سے

يقتصر في الإباحة على حد الضرورة. (حكم الإسلام في التصوير ١٥، بحواله فقهى مقالات مولانا مفتى محمد تقى عثمانى ١٢٨/٤)

خارج نہیں کرسکتے؛ لہٰذا صرف ضرورت کی حد تک ہی اس کی اِباحت کو محدود کرنا مناسب ہے۔

البتہ اگر تصویر سرکٹی ہو، یا الگ الگ اَعضاء ہوں، تو اُن کو بنانے کی گنجائش ہے۔

وروى أحمد بسنده عن المسور بن مخرمة رضي الله عنه قال: دخلت على ابن عباس رضي الله عنهما أعوده من وجع كان به، قلت: فما هٰذه التصاوير في الكانون؟ قال: ألا ترى قد أحرقناها بالنار، فلما خرج المسور، قال: اقطعوا رؤوس هٰذه التماثيل، قالوا: يا أبا العباس! لو ذهبت بها إلى السوق كان أنفق لها، قال: لا. فأمر بقطع رؤوسها. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ٣٢٠/١، لموسوعة الفقهية ١٠٩/١٢)

وفي كلام ابن عابدين ما يدل على أن ظاهر مذهب الحنفية: أن كل صورة لا يكره إبقاء ها في البيت لا تمنع دخول الملائكة، سواء الصور المقطوعة أو الصور الصغيرة أو الصور المهانة أو المغطاة ونحو ذٰلك؛ ولأنه ليس في هٰذه الأنواع تشبه بعبادها؛ لأنهم لا يعبدون الصور أو المهانة؛ بل ينصبونها صورة كبيرة، ويتوجهون إليها. (شامي ٤٣٧/١ بيروت، الموسوعة الفقهية ١١٥/١٢)

اَب یہاں یہ مسئلہ رہ جاتا ہے کہ ضرورت کے وقت جس طرح کی تصویروں کا بنانا علماء نے جائز قرار دیا ہے، مثلاً پاسپورٹ یا ویزے یا شناختی کارڈ وغیرہ کے لئے تصویر کھنچوانا، تو اِن تصاویر کو کھینچنا فوٹو گرافر کے لئے جائز ہوگا یا نہیں؟ تو فقہاء احناف کی مذکورہ بالا عبارات سے تو بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ گو کہ کھنچوانا جائز ہو مگر کھینچنا درست نہ ہو، جیسا کہ مجبوری کے وقت رشوت دینے والے کے لئے دینا تو جائز ہوتا ہے مگر لینے والے کے لئے لینا جائز نہیں ہوتا۔

لیکن دوسرا پہلو یہاں یہ بھی ہوسکتا ہے کہ فوٹو کی تصویر پر اَحادیثِ وعید کی دلالت قطعی نہیں؛

بلکہ ظنی ہے؛ لہٰذا حاجت کے وقت جس طرح کھنچوانا جائز ہے، اِسی طرح کھینچنے کی بھی گنجائش ہونی چاہئے۔

یہ تو ہوئی ہاتھ سے اور عام کیمروں سے بنائی جانے والی تصویروں کی بحث۔ اَب بات رہ جاتی ہے ڈیزیٹل اور ویڈیو کیمروں کی تصویروں کی، تو جیسا کہ پہلے آچکا ہے کہ مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے یہ رائے پیش کی ہے کہ اُنہیں جب تک پرنٹ نہ کیا جائے اُن پر تصویر کا حکم نہ ہوگا؛ لیکن یہ رائے محل اشکال ہے؛ کیوں کہ تصاویر بہرحال اِن آلات میں محفوظ ہوجاتی ہیں اور جب چاہیں اُن کا عکس ٹیلی ویژن اور کمپیوٹر کی اسکرین پر دیکھا جاسکتا ہے۔ تو اِس منظر کو محفوظ کرنا اُصولاً اور عرفاً تصویر کے حکم میں داخل ہونا چاہئے؛ البتہ یہ بات درست ہے کہ یہ محفوظ تصویر خود اِسکرین پر ظاہر نہیں ہوتی؛ بلکہ برقی لہروں کے ذریعہ اُس محفوظ تصویر کا عکس اسکرین پر نمایاں ہوتا ہے، اور اُسے بار بار نمایاں کیا جاسکتا ہے، اِس لئے ضرورت کے مواقع کے علاوہ اِس عمل کی اجازت نہیں دینی چاہئے، اور اُنہیں سند جواز دینے کے بجائے کم از کم مشتبہ اُمور کی فہرست میں رکھنا چاہئے۔ واللہ اعلم

تصویر کھنچوانا

(۱) موجودہ زمانہ میں جہاں شناخت کی ضرورت ہو، مثلاً: پاسپورٹ، شناختی کارڈ، ایڈنیٹی کارڈ، داخل فارم وغیرہ، تو ایسے ضروری مقاصد کے لئے تصویر کھنچوانے کی اِجازت ہے۔ (جواہر الفقہ ۳/۲۳۳، فقہی مقالات ۱۳۱)

(۲) جس جگہ فتنہ فساد کا خطرہ ہو، وہاں نگرانی کے لئے ویڈیو کیمرے لگا کر منظر محفوظ کرنے کی بھی گنجائش معلوم ہوتی ہے؛ تاکہ بعد میں مجرمین کو گرفتار کرنے میں مدد مل سکے؛ اِس لئے کہ لوگوں کی جان و مال کا تحفظ اور اَمن کا قیام ایک اہم ضرورت ہے۔

(۳) اِسی طرح کسی اَہم قومی مسئلہ میں پریس کے سامنے اپنا موقف رکھنے کے لئے میڈیا کے لوگوں سے گفتگو کرنا اور اس گفتگو کو باتصویر ریکارڈ کرانا بھی بسا اَوقات ضروری ہوجاتا ہے، اس کے ضرورت ہونے پر علماء و مفتیانِ کرام کو غور کرنا چاہئے۔

(۴) قومی وملی یا دینی پروگرام کو ٹیلی ویژن پر براہِ راست ٹیلی کاسٹ کرانے کے لئے

انتظام کرنا بظاہر جائز معلوم ہوتا ہے، بشرطیکہ اسے محفوظ نہ کیا جائے؛ اِس لئے کہ یہ محض عکس ہے تصویر نہیں ہے۔ واللہ اعلم

تصویر دیکھنے کا شرعی حکم

جو صورتیں فواحش پر مشتمل ہوں، یا شرک وبت پرستی پر مبنی ہوں، اُن کو قصداً دیکھنا تمام ائمہ کے نزدیک منع ہے؛ لیکن جو صورتیں مذکورہ منکرات سے خالی ہوں، اُن پر نظر ڈالنے کے بارے میں مالکیہ اور شافعیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر وہ تصاویر محرمہ نہ ہوں؛ بلکہ مباح الاستعمال ہوں، جیسے سرکٹی یا ذلیل جگہ بنی ہوئی تصویریں، تو اُن کی طرف نظر کرنا درست ہے۔ جب کہ حنابلہ کا مذہب یہ ہے کہ کامل بنی ہوئی تصویروں کو دیکھنا بھی درست ہے (جب کہ اُن میں کوئی منکر نہ ہو) البتہ حنفیہ سے اس بارے میں کوئی خاص جزئیہ نظر سے نہیں گذرا، بظاہر یہی رائے اَنسب معلوم ہوتی ہے کہ جس چیز کو اِصالۃً دیکھنا جائز ہے، اُس کی تصویر کو دیکھنا بھی جائز ہو۔

يحرم التفرج على الصور المحرمة عند المالكية والشافعية؛ لكن إذا كانت مباحة الاستعمال، كما لو كانت مقطوعة أو مهانة، فلا يحرم التفرج عليها. قال الدردير في تعليل تحريم النظر: لأن النظر إلى الحرام حرام، ولا يحرم النظر إلى الصورة المحرمة من حيث هي صور عند الحنابلة.

ونقل ابن قدامة أن النصارىٰ صنعوا لعمر رضي اللّٰه عنه حين قدم الشام طعامًا فدعو، فقال: أين هو؟ قال: في الكنيسة، فأبى أن يذهب، وقال لعلي رضي اللّٰه عنه: امض بالناس فيغدوا، فذهب علي بالناس، فدخل الكنيسة، وتغدى هو والناس، وجعل علي ينظر إلى الصورة، وقال: ما على أمير المؤمنين لو دخل فأكل، ولم نجد نصًا عند الحنفية في ذٰلک؛ لكن قال ابن عابدين: هل يحرم النظر بشهوة إلى الصورة المنقوشة؟ محل تردد، ولم أره، فليراجع. (الموسوعة الفقهية ١٢٣/١٢ كويت)

اِس سے معلوم ہوا کہ اگر ٹیلی ویژن پر ایسی منظر کشی کی جارہی ہے جس کے اَصل کو دیکھنا

جائز ہے تو اُس کو ٹیلی ویژن کی اسکرین پر بھی دیکھنا درست ہونا چاہئے، اور اِس طرح تصویر دیکھنے کی دلیل دو روایتیں ہیں:

(۱) پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تصویر ایک ریشم کے کپڑے پر دکھائی گئی۔ (بخاری شریف ۲/۷۶۸ حدیث: ۵۱۲۵)

(۲) بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے حبشہ کے گرجا گھر میں انبیاء سابقین کی تصویریں دیکھیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تصویر دیکھنے کے بارے میں نکیر نہیں فرمائی۔ (بخاری شریف ۱/۶۲ حدیث: ۴۳۴)

تصویر والی اَشیاء کا استعمال

اگر تصاویر معظم ومحترم ہوں تو اُن کا استعمال کسی طرح جائز نہیں ہے؛ البتہ درج ذیل صورتوں میں استعمال کی گنجائش ہے:

(۱) **بچوں کے باتصویر کھلونے:-** اِس بارے میں اختلاف ہے، بعض نے منع کیا ہے، بعض نے گنجائش دی ہے، بہرحال اِس میں شدت نہیں ہے۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ ۱۲/۱۱۲، ۷/۲۶۰ زکریا)

(۲) **بہت چھوٹی تصویریں:-** (جن کی حد یہ ہے کہ اگر آدمی کھڑا ہو تو زمین پر رکھی ہوئی تصویر پوری طرح واضح نہ ہو) ایسی تصویروں کا گھر میں رکھنا یا استعمالی چیزوں میں ایسی چھوٹی تصویروں کا ہونا ممنوع نہیں ہے۔ (جواہر الفقہ ۷/۲۵۸ زکریا)

(۳) **ذلت والی جگہوں پر بنی ہوئی تصویریں:-** مثلاً فرش یا بستر کی چادر پر بنی ہوئی تصویروں کے استعمال کی اِجازت ہے۔ (جواہر الفقہ ۷/۲۵۹ زکریا)

(۴) **پوشیدہ تصویریں:-** جو تصاویر کسی غلاف وغیرہ میں چھپی ہوئی ہوں یا اخبار وغیرہ میں شائع شدہ ہوں، اُن کو چھپا کر رکھنا بھی درست ہے۔ (جواہر الفقہ ۷/۲۶۳ زکریا)

(۵) **تصاویر کی تجارت:-** اگر خود تصویریں اصل مقصود ہوں، مثلاً مورتی یا فوٹو،

تو اُس کا بیچنا ناجائز ہے؛ البتہ اگر تصویر اصل مقصود نہ ہو، مثلاً تصویر دار اخبار یا مصور ڈبے والی کوئی استعمالی چیز، تو ایسی چیزوں کی بیع وشراء درست ہے۔ (جواہر الفقہ ۷/۲۶۳ زکریا)

سوال نامہ کے اِجمالی جوابات

مذکورہ بحثوں اور تجزیات کو پیش نظر رکھ کر اَخیر میں سوال نامہ کا اِجمالی جواب ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

سوال (۱):- شریعت میں تصویر کی تعریف کیا ہے؟

جواب:- تصویر اُس نقشہ کو کہتے ہیں جس سے ایک شئ دوسری شئ سے ممتاز ہوجائے۔

سوال (۲):- ٹیلی ویژن کی اسکرین پر آنے والی صورتوں پر تصویر کا اطلاق ہوتا ہے یا نہیں؟ واضح ہو کہ ٹیلی ویژن پر کبھی پروگرام کو براہِ راست نشر کیا جاتا ہے اور کبھی پروگرام کو کیمرہ میں محفوظ کر کے بعد میں نشر کیا جاتا ہے، دونوں کا حکم یکساں ہے یا کوئی فرق ہے؟

جواب:- اگر براہِ راست پروگرام نشر ہو تو وہ تصویر نہیں ہے۔ اور اگر اُسے محفوظ کر کے نشر کیا جائے تو اسکرین پر نظر آنے والی تصاویر کیسٹ، سی ڈی یا ڈیزیٹل چپس یا ہارڈ ڈکس میں محفوظ تصویروں کا عکس ہیں۔

سوال (۳):- اگر ٹیلی ویژن کی اسکرین پر آنے والی صورتیں تصویر میں داخل ہیں، تو اُس کی حرمت قطعی ہے یا ظنی؟ ہر ایک کی دلیل مطلوب ہے۔

جواب:- اسکرین پر محفوظ تصاویر کا عکس نظر آتا ہے، اُس پر تصویر کا اطلاق ظنی ہے؛ کیوں کہ یہ عکس اسکرین پر پائیدار نہیں، اگرچہ کیسٹ وغیرہ میں پائیدار ہے۔

سوال (۴):- کیا کسی دینی ضرورت مثلاً باطل عقائد ونظریات کی تردید، صحیح عقائد ونظریات کی ترویج، ناواقف لوگوں کو دین سکھلانے اور اسلامی تعلیمات کی اشاعت وتبلیغ کے لئے ٹیلی ویژن کے استعمال کی گنجائش نکل سکتی ہے یا گنجائش کی کوئی شکل نہیں ہے؟

الف:- بصورت گنجائش اُس کی حدود کیا ہوں گی؟ اور کیا یہ ضرورت غیر مشروع طریقہ

کار کی اِباحت کے لئے کافی ہوگی؟

ب:- عدم گنجائش کی صورت میں ٹیلی ویژن کے ذریعہ باطل عقائد ونظریات کے فروغ کی روک تھام کیسے ہوگی؟

جــواب:- جب یا جس جگہ یہ ضرورت متحقق ہو جائے کہ ٹیلی ویژن کے علاوہ دین کی نشر و اِشاعت یا باطل افکار وخیالات کی تردید کا کوئی اور موٴثر ذریعہ باقی نہ رہے، تو ایسی مجبوری کی حالت میں دینی مقاصد کے لئے ٹیلی ویژن کے استعمال کی ضرورۃً اجازت ہونی چاہیے۔

سـوال (۵):- کیا ٹیلی ویژن کو اِس بنیاد پر کہ وہ آلۂ لہو ولعب ہے، اِس کا استعمال ہمیشہ کے اسلامی نشریات کے لئے بھی ناجائز قرار دیا جائے گا یا اِس اصل کے اندر تبدیلی کر کے اسلامی نشریات کے لئے استعمال کی گنجائش نکل سکتی ہے؟

جواب:- ضرورت کے وقت گنجائش نکل سکتی ہے۔

ســـوال (۶):- مذکورہ دینی مقاصد کے لئے مسلمان اپنا علیحدہ ''اِسلامی ٹی وی چینل'' قائم کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر اسلامی چینل قائم کر سکتے ہیں تو اُس کی کیا کیا حدود ہونی چاہیے؟

جــواب:- جب چینل کے قیام کے علاوہ کوئی اور ذریعہ نہ رہ جائے، تو اُس کے قیام کی اِجازت دی جاسکتی ہے، مگر اِس میں براہِ راست ٹیلی کاسٹ کا اہتمام کرنا ہوگا۔

ســـــوال (۷):- ملی جماعتوں کے پروگراموں اور اجلاس کے پیغام کو ملک وقوم تک پہنچانے کے لئے ''ویڈیو اور ٹی وی'' کا استعمال کس حد تک جائز ہے؟

جواب:- اگر اِس سے مخالفین پر رعب ڈالنے یا اپنا پیغام غیروں تک براہِ راست پہنچانا مقصود ہو، تو اِس کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

سـوال (۸):- انٹرنیٹ اور اُس کے پروگراموں کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جـــــواب:- انٹرنیٹ ایسا مجموعۂ معلومات ہے کہ اِس سے آدمی خیر اور شر ہر طرح کی معلومات حاصل کر سکتا ہے، تو اس کا استعمال خیر میں خیر ہوگا اور شر میں شر۔

سوال (۹):- اسلام کے تعارف و اِشاعت، صحیح عقائد ونظریات کی ترویج اور باطل عقائد ونظریات کی تردید اور فقہ وفتاویٰ کی سہولت کے لئے انٹرنیٹ کا استعمال درست ہے یا نہیں؟

جواب:- بلاشبہ درست ہے۔

سوال (۱۰):- علماءِ حق کے بیانات اور قرآنِ کریم کی تلاوت وتفسیر انٹرنیٹ پر باتصویر شائع کرنا کیسا ہے؟

جواب:- باتصویر کے بجائے بلاتصویر شائع کرنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۰/۳/۱۴۲۶ھ

ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کے بارے میں ایک متفقہ فیصلہ

اِدارۃ المباحث الفقہیہ جمعیۃ علماء ہند کے فقہی اجتماع منعقدہ ۱۷-۱۸-۱۹/ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۷-۲۸-۲۹/ اپریل ۲۰۰۵ء بمقام: مفتی کفایت اللہ ہال عیدگاہ جدید ٹیانری روڈ بنگلور میں ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کے دینی مقاصد کے لئے اِستعمال کے موضوع پر درج ذیل تجاویز منظور کی گئیں، جو قارئین کے اِفادہ کے لئے پیش ہیں:

(۱) آج ٹیلی ویژن پر زیادہ تر فحاشی، عریانیت اور مخربِ اخلاق پروگراموں کا غلبہ ہے، ۲۴/ گھنٹے مختلف چینلوں پر رقص وسرود اور حد درجہ شرمناک مناظر دِکھائے جاتے ہیں، پھر ڈِش انٹینا اور پرائیویٹ کیبل چینلوں نے تو تمام اخلاقی اور اِنسانی حدود کو پار کر دیا ہے، اور آج ٹی وی زدہ معاشرہ جن شرمناک حرکتوں میں ملوث ہے، وہ ناقابل بیان ہیں، اور جس گھر میں ٹیلی ویژن ہو، وہاں کے لوگوں کو اس کے مخربِ اخلاق پروگراموں سے بچنا تقریباً محال ہے؛ لہٰذا ٹیلی ویژن گھر میں رکھنا اور اُس کے پروگراموں کو دیکھنا شرعاً ناجائز ہے، جس کی اِجازت نہیں دی جاسکتی۔

(۲) اِسلام میں بلاضرورت شرعی تصویر کھنچوانا ناجائز ہے؛ لیکن اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ٹیلی ویژن اور دیگر ذرائع ابلاغ پر اعداءِ اسلام یا شرپسند فرقہ پرست طاقتوں کی طرف سے کوئی ایسی چیز سامنے آئے، جس سے اِسلامی عقائد اور اَحکام واَقدار پر زد پڑتی ہو اور اُس کا

مناسب جواب نہ دینے سے اِسلام کی شبیہ بگڑنے یا مسلمانوں کے حقوق کے ناقابل تلافی نقصان کا اندیشہ ہو، تو اُس کے دفاع کے لئے ٹیلی ویژن کے کسی پروگرام پر آنے کی ضرورۃً گنجائش ہے۔

(۳) اِسلامی ٹی وی چینل قائم کرنے کو اگرچہ موجودہ دور کی ضرورت کہا جاتا ہے؛ لیکن مختلف پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد یہ فقہی اجتماع اِس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ اولاً تو علیحدہ اِسلامی ٹی وی چینل قائم کرنا عملاً مشکل ترین امر ہے، اور اگر ایسا چینل وجود میں آ بھی جائے تو اُس کے ذریعہ سے فوائد کے مقابلہ میں نقصانات کہیں زیادہ ہیں؛ کیوں کہ اِس طرح کے چینلوں کو بہانا بنا کر لوگ ٹیلی ویژن کے فحش پروگراموں تک بآسانی رسائی حاصل کرلیں گے، اور دیگر باطل فرقوں کے چینلوں سے اُس کا امتیاز بھی دشوار ہوگا۔ نیز عام لوگوں کی دلچسپی کی چیز شامل کئے بغیر خالص اِسلامی چینل کے ناظرین کی تعداد غیر معمولی حد تک کم ہوگی اور متوقع فوائد حاصل نہ ہوسکیں گے۔ اِن وجوہات سے اِسلامی چینل قائم کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(۴) انٹرنیٹ اِس دور میں ایسا معلوماتی ذریعہ ہے جس میں ہر طرح کے اچھے اور برے پروگرام پائے جاتے ہیں، گو کہ آج زیادہ تر اِس ذریعہ کو ناجائز اور حرام چیزوں میں استعمال کیا جارہا ہے؛ لیکن اِس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اِس کو اگر شرعی حدود میں رہ کر استعمال کیا جائے تو منکرات وفواحش سے بچتے ہوئے اس سے عظیم تعلیمی، تجارتی اور انتظامی وغیرہ فوائد حاصل کئے جاسکتے ہیں، اِس لئے یہ فقہی اجتماع انٹرنیٹ کے جائز حدود میں استعمال کو جائز قرار دیتا ہے، اور اِس کے ناجائز استعمال کو ناجائز اور حرام قرار دیتا ہے۔

* * *

لہولعب اور کھیل کود

کیرم بورڈ کو کرایہ پر دینا؟

سوال (۹۶۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر ہم کیرم بورڈ خرید کر بھاڑا چلائیں، تو کیا یہ بھاڑے کا پیسہ جائز ہے یا ناجائز؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کیرم بورڈ آلہ لہوولعب ہے، اور عموماً اِس میں جوا کھیلا جاتا ہے؛ لہٰذا اِس کے کرایہ سے حاصل شدہ آمدنی کراہت سے خالی نہیں ہے۔

استفید: رجل استأجر رجلاً یضرب الطبل إن کان للهو لا یجوز. (الفتاویٰ الهندية ٥/٤٥٠) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۱/۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شطرنج کھیلنا؟

سوال (۹۶۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شطرنج کھیلنا شرعاً کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شطرنج کھیلنا مکروہ تحریمی ہے، اور اگر اُس میں ہار جیت کی شرط لگادی جائے تو جوا اور قطعاً حرام ہے۔ (عزیز الفتاویٰ ۱۳۷، امداد الفتاویٰ ۴/۲۴۰)

وكره تحريمًا اللعب بالنرد وكذا الشطرنج. قوله: والشطرنج معرب شدرنج، وإنما كره؛ لأن من اشتغل به ذهب عناؤه الدنيوي، وجاءه العناء الأخروي فهو حرام، وكبيرة عندنا. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع ٦/ ٣٩٤ كراچی)

ويكره اللعب بالنرد والشطرنج …… وعن علي رضي اللّٰه عنه أنه قال: الشطرنج ميسر الأعاجم، وعن النبي صلى اللّٰه أنه قال: ما ألهاكم عن ذكر اللّٰه فهو ميسر، وأما اللعب فلقوله عليه السلام: كل لعب حرام إلا ملاعبة الرجل امرأته وقوسه وفرسه. (بدائع الصنائع ٥/ ١٢٧، الهداية ٢/ ٣٦٤، تبيين الحقائق ٦/ ٣١ المكتبة الشاملة)

وهٰذا إذا لم يقام ولم يداوم ولم يخل بواجب، وإلا فحرام بالإجماع. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع ٦/ ٣٩٤ دار الفكر بيروت)

ويحرم عند الجمهور غير الشافعية أيضًا الشطرنج. (الفقه الإسلامي وأدلته / المبحث الرابع ٤/ ٢٦٦٣ رشيدية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۱/۸/۱۴۱۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تعلیمی تاش کھیلنا کیسا ہے؟

سوال (۹۶۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کہتا ہے کہ تعلیمی تاش کھیلنا درست ہے؛ اِس لئے کہ اِس سے الفاظ اور لغت یاد ہوجاتی ہے، جب کہ بکر کا کہنا ہے کہ کھیلنا بہتر نہیں ہے؛ اِس لئے کہ اس میں وقت کو جو قیمتی شئ ہے ضائع کرنا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ فائدہ کے لئے تعلیمی تاش کھیلنے کی گنجائش ہے؛ لیکن اِس میں اتنا اشتغال کہ ضروری اُمور اور نماز وغیرہ میں کوتاہی ہونے لگے تو اِس کی اجازت نہیں ہے۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۴/ ۲۴۰)

قولہ: أو یقامر بالنرد والشطرنج أو تفوته الصلاة بسببهما؛ لأن كل ذٰلک من الکبائر. (البحر الرائق ۷/۹۱ مکتبۃ سعید پاکستان) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۷/۴/۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بغیر شرط لگائے تاش کھیلنا؟

سوال (۹۶۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مطلقاً تاش کھیلنا حرام ہے یا شرط لگا کر حرام ہے؟ مثلاً اگر زید سے کہا جائے کہ تاش کھیلنا حرام ہے، تو وہ جواب دے رہا ہے کہ ٹائم پاس کرنے کے لئے کھیل رہا ہوں، تو کیا اگر بغیر شرط لگائے ہوئے صرف ٹائم پاس کرنے کے لئے تاش کھیلنا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شرط لگا کر تاش کھیلنا ناجائز ہے، اور بلا شرط کھیلنے میں بھی ٹائم پاس کرنا یہ کوئی غرض صحیح نہیں ہے، اِس لئے اِس طرح ضیاعِ وقت سے منع کیا جائے گا۔

(مستفاد: امداد الفتاویٰ ۴/۳۴۰، فتاویٰ محمودیہ ۱۵/۳۵۶)

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ﴾ [المؤمنون: ۳]

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من حسن إسلام المرء تركه ما لا يعنيه. (سنن الترمذي، أبواب الزهد / باب ما جاء من تكلّم بالكلمة ليضحك الناس ۲/۵۸ رقم: ۲۲۱۷، شعب الإيمان للبيهقي ٤/٢٥٥، المعجم الكبير ۳/۱۲۸ رقم: ۲۸۸٦)

قال العلامة الحصكفي: كل ما أدى إلى ما لا يجوز؛ لا يجوز. (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ٦/٣٦٠ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۷/۵/۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تاش یا لوڈو کھیلنا؟

سوال (۹۶۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: تاش اور لوڈو کھیلنا شرعاً کیسا ہے؟ جائز یا ناجائز؟ اگر جائز ہے تو کس صورت میں؟ اور اگر ناجائز ہے تو کیوں؟ نیز اگر کوئی شخص قلبی انشراح اور تضیع اَوقات کے لئے بغیر بازی لگائے تاش اور لوڈو کھیلے، تو کیا شریعت میں اس کی گنجائش ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے فلاح یاب مؤمنین کی صفت یہ بیان فرمائی ہے کہ: ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ﴾ [المؤمنون: ۳] یعنی فلاح یاب مؤمنین وہ ہیں جو لغو اور فضول باتوں سے الگ رہتے ہے۔

لہٰذا ہر ایسا کام جس سے کوئی دینی فائدہ نہ ہو اُس میں اپنا قیمتی وقت ضائع کرنا درست نہیں ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من حسن إسلام المرء تركه ما لا يعنيه. (سنن الترمذي، أبواب الزهد / باب ما جاء من تكلّم بالكلمة ليضحك الناس ۲/۵۸ رقم: ۲۲۱۷، شعب الإيمان للبيهقي ۴/۲۵۵، المعجم الكبير ۳/۱۲۸ رقم: ۲۸۸۶)

یعنی انسان کے اسلام کی خوبی اُس کا بے فائدہ چیزوں کا چھوڑ دینا ہے۔

لہٰذا تاش اور لوڈو کھیل کر اپنا قیمتی وقت کو ضائع کرنے کی شریعت اجازت نہیں دیتی۔

(مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ ۱۰/۳۲۶)

وأما الشطرنج فإنه وإن أفاد علم الفروسية لكن حرمته عندنا بالحديث، لكثرة غوائله بأكباب صاحبه عليه، فلا بقي نفه بضرره كما نصوا عليه، بخلاف ما ذكرنا.

(الدر المختار وحاشية ابن عابدين، كتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع ۶/۴۰۴ دار الفكر بيروت)

وكره تحريمًا اللعب بالنرد وكذا الشطرنج (الدر المختار) وإنما كره؛ لأن

من اشتغل به ذهب عناءه الدنيوي وجاءه العناء الأخروي فهو حرام وكبيرة عندنا. (رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع ٤/٦ ٣٩ دار الفكر بيروت)

ويحرم اللعب بالنرد أو الشطرنج وكل لهوٍ، لقوله عليه السلام: كل لعب ابن آدم حرام. (مجمع الأنهر ٣/٢ ٥٥ دار إحياء التراث العربي بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۱/۱۱/۲۷ھ

فٹ بال اور کرکٹ کھیلنا اور دیکھنا؟

سوال (۹۶۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: فٹ بال اور کرکٹ کھیلنا کیسا ہے؟ کیا فٹ بالا میچ اور کرکٹ میچ ٹی وی پر دیکھنا جائز ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آج کل ٹی وی پر میچ دیکھنے کی وَبا ایک مرض بن گیا ہے، اُس پر جوا اور ہار جیت کی شرط لگائی جاتی ہے، جو بنص قرآن حرام ہے، عورتیں اور نوجوان لڑکیاں بے شرمی اور بے پردگی کے ساتھ اُسے دیکھنے کے لئے آتی ہیں، نمازیں قضا ہوتی ہیں اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ اخلاق کا جنازہ نکل جاتا ہے، اِس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ اِس لغو اور بے کار چیز کو بالکل چھوڑ دیں، اور عمر کے قیمتی لمحات کو بہت غنیمت سمجھیں، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اِس عمر کے بارے میں بھی سوال کرے گا کہ تم نے اپنی عمر عزیز کہاں اور کن کاموں میں صرف کی؟ اِس لئے وقت کو غنیمت جان کر حسن کا موقع آنے سے پہلے آخرت کی تیاری کی جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۱/۲۲۷)

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ [المائدة: ٩٠]

فالضابط في هٰذا الباب ...... أن اللهو المجرد الذي لا طائل تحته، وليس له غرض صحيح مفيد في المعاش ولا المعاد حرامٌ أو مكروهٌ تحريمًا ...... وما

كان فيه غرض ومصلحة دينية أو دنيوية، فإن ورد النهي عنه من الكتاب أو السنة …… كان حرامًا أو مكروهًا تحريمًا …… وأما ما لم يرد فيه النهي عن الشارع، وفيه فائدة ومصلحة للناس، فهو بالنظر الفقهي على نوعين: الأول: ما شهدت التجربة بأن ضرره أعظم من نفعه، ومفاسده أغلب على منافعه، وأنه من اشتغل به ألهاه عن ذكر اللّٰه وحده، وعن الصلوات والمساجد، التحق ذٰلك بالمنهي عنه، لاشتراك العلة، فكان حرامًا أو مكروهًا. والثاني: ما ليس كذٰلك، فهو أيضًا إن اشتغل به بنية التلهي والتلاعب فهو مكروهٌ. وإن اشتغل به لتحصيل تلك المنفعة، وبنية استجلاب المصلحة فهو مباح؛ بل قد يرتقي إلى درجة الاستحباب أو أعظم منه …… وعلى هٰذا الأصل فالألعاب التي يقصد بها رياضة الأبدان أو الأذهان جائزة في نفسها ما لم تشتمل على معصية أخرىٰ، وما لم يؤد الانهماك فيها إلى الإخلال بواجب الإنسان في دينه ودنياه. والله سبحانه أعلم. (تكملة فتح الملهم / قبيل كتاب الرؤيا ٤٣٥/٤ المكتبة الأشرفية ديو بند)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من حسن إسلام المرء تركه ما لا يعنيه. (سنن الترمذي، أبواب الزهد / باب ما جاء من تكلّم بالكلمة ليضحك الناس ٥٨/٢ رقم: ٢٢١٧، شعب الإيمان للبيهقي ٢٥٥/٤، المعجم الكبير ١٢٨/٣ رقم: ٢٨٨٦)

عن أبي بردة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا تزول قدما عبدٍ يوم القيامة حتى يسأل عن أربع: عن عمره فيما أفناه؟ وعن علمه ما عمِل به؟ وعن ماله من أين اكتسبه وفيما أنفقه، وعن جسمه فيما أبلاه. (سنن الترمذي رقم: ٢٤١٧، الترغيب والترهيب مكمل، كتاب البعث وأهوال يوم القيامة / فصل في ذكر الحساب وغيره رقم: ٥٣٩٢ بيت الأفكار الدولية، جامع بيان العلم وفضله ٦٨٦ رقم: ١٢٠٨) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

٢٥/١١/١٤٢١ھ

کرکٹ اور چڑیا بلا کھیلنا؟

سوال (۹۶۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کرکٹ اور چڑیا بلا کھیلنا کیسا ہے، جب کہ کھیلنے والوں کا مقصد صرف ورزش ہو؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ورزش کے مقصد سے یہ کھیل مباح ہیں، بشرطیکہ کسی محظور شرعی (کشف ستر وغیرہ) پر مشتمل نہ ہوں۔ (امداد المفتیین ۱۰۰۱)

قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: روّحوا القلوب ساعةً فساعةً.

(الجامع الصغير للسيوطي مع فيض القدير ۵/۷ ۳٤۱ رقم: ٤٤٨٤ مكتبة نزار مصطفى الباز رياض)

قال العلامة المناوي رحمه اللّٰه تعالىٰ تحت قوله: "روحوا القلوب ساعةً فساعةً": وفي رواية: ''ساعةً وساعةً'': أي أريحوها بعض الأوقات من مكابدة العبادات بمباح لا عقاب فيه، ولا ثواب. قال أبو الدرداء رضي اللّٰه عنه: إني لأجم فؤادي ببعض الباطل: أى اللهو الجائز لأنشط للحق. وذكر عند المصطفىٰ صلى اللّٰه عليه وسلم القرآن والشعر، فجاء أبوبكر رضي اللّٰه عنه، فقال: أقراءة وشعر؟ فقال: نعم! ساعةً هٰذا وساعةً ذاك. وقال علي كرم اللّٰه وجهه: اجمعوا هٰذه القلوب، فإنها تمل كما تمل الأبدان: أي تكل. وقال بعضهم: إنما ذكر المصطفىٰ صلى اللّٰه عليه وسلم لأولٰئك الأكابر الذين استولت هموم الآخرة على قلوبهم، فخشي عليها أن يحترق. (فيض القدير شرح الجامع الصغير ۵/۷ ۳٤۱-۳٤۱٦ رقم: ٤٤٨٤ مكتبة نزار مصطفىٰ الباز رياض)

وحاصل الكلام: ترويح القلب وتفريحه، وكذا تمرين البدن من الارتفاقات المباحة والمصالح البشرية التي لا تمنعها الشريعة السمحة برأسها، نعم! تمنع الغلو والانهماك فيها بحيث يضرّ بالمعاش أو المعاد. (تكملة فتح الملهم،

كتاب الشعر / باب تحريم اللعب بالنرد شير، حكم الألعاب في الشريعة ٤٣٤/٤ المكتبة الأشرفية ديوبند)

قال أبو الدرداء: إني لأجم فؤادي ببعض الباطل: أي اللهو الجائز لأنشط للحق. (فيض القدير ٣٤١٥/٧ مكتبة نزار مصطفىٰ الباز رياض) **فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۲۵/۱۲/۱۴۱۳ھ

ورزش کرنا؟

سوال (۹۶۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کچھ ورزش دورِ حاضر میں صحت کے لئے مفید نظر آتی ہے؛ لیکن اِن ورزشوں میں سے اکثر کا طریقہ کتاب وسنت میں نہیں ملتا ہے، اگر کوئی مسلمان محض حصولِ تندرستی اور دفاعِ امراض کی نیت سے ایسی ورزش کرے اور اُنہیں اَوقات کو اللہ کے ذکر کے ساتھ بھی متصف کردے، تو کیا یہ ورزش اور یہ ذکرِ الٰہی کرنا صحیح ہوگا یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسی ورزشیں جن سے کوئی منکر شرعی لازم نہ آتا ہو، مثلاً ستر نہ کھولا جاتا ہو، اور وہ کسی خاص قوم کا شعار بھی نہ ہو، نیز اُن سے کوئی مقصد وابستہ ہو، مثلاً صحت جسم وغیرہ، تو درست ہے۔ (عزیز الفتاویٰ ۷۵۱)

أما ما لم يرد فيه النهي عن الشارع، وفيه فائدة ومصلحة للناس فهو بالنظر الفقهي على نوعين: الأول: ما شهدت التجربة بأن ضرره أعظم من نفعه، ومفاسده أغلب على منافعه، وأنه من اشتغل به ألهاه عن ذكر اللّٰه، وعن الصلوات والمساجد، التحق ذٰلك بالمنهي عنه، لاشتراك العلة، فكان حرامًا أو مكروهٌ. والثاني: ما ليس كذٰلك فهو أيضًا إن اشتغل به بنية التلهي والتلاعب فهو مكروهٌ، وإن اشتغل به لتحصيل تلك المنفعة وبنية استجلاب المصلحة

فهو مباحٌ؛ بل قد يرتقي إلى درجة الاستحباب أو أعظم منه. (تكملة فتح الملهم، كتاب الشعر / باب تحريم اللعب بالنردشير ٤/٤٣٥ المكتبة الأشرفية ديو بند)

اور ورزشوں کے اَوقات کو زبانی ذکر الٰہی کے ساتھ متصف کرنا مناسب نہیں؛ کیوں کہ اِس حالت میں یکسوئی نہیں رہتی؛ البتہ دل میں خدا کی یاد رہنی چاہئے اور نماز کے اَوقات وغیرہ کا اہتمام برقرار رہنا چاہئے۔

قال العلماء: ينبغي أن يكون الموضع الذي يذكر الله فيه نظيفًا خاليًا، وأن يكون الذاكر على أكمل الصفات المتقدمة. (حصن حصين ١٩) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۳؍۷؍۱۴۲۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کسرت خانوں میں جا کر ورزش کرنا؟

سوال (۹۶۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کے دور میں جو ورزش خانے کھولے ہوئے ہیں اور وہاں پر گانے بجائے جاتے ہیں اور لڑکے اپنے ستر کھول کر ریاضت وکسرت کرتے ہیں، کیا یہ جائز ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: گانا بجانا اور ستر کھولنا دونوں سخت گناہ ہیں؛ لہٰذا ایسے کسرت خانوں میں حصہ لینا اور وہاں آنا جانا جہاں یہ دونوں کام ہوتے ہوں قطعاً جائز نہیں ہے۔

في هٰذه الآية: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ﴾ عن ابن عباس رضي الله عنه قال: الغناء وشرى المغنية. (المصنف لابن أبي شيبة ١١/١٠١ رقم: ٢١٥٣٨)

قال مجاهد: هو الغناء، والغناء منه، والاستماع إليه. (المصنف لابن أبي شيبة ١١/١٠١ رقم: ٢١٥٣٩ المجلس العلمي)

قال إبراهيم: الغناء ينبت النفاق في القلب. وقال مجاهد: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ﴾ – الغناء – . (المصنف لابن أبي شيبة ١١/١٠٢ رقم: ٢١٥٤٥)

قال ابن مسعود رضي اللّٰه عنه: صوت اللهو والغناء ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء النبات. (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة/ فصل في اليع ۵۰۲/۹ زكريا)

والرابع: ستر عورته ووجوبه عام ولو في الخلوة على الصحيح. قال الشامي: قوله: ولو في الخلوة أي إذا كان خارج الصلاة يجب الستر بحضرة الناس إجماعًا. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الصلاة / مطلب في ستر العورة ۷۵/۲ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۲۱/۳/۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ویڈیو گیم کی کمائی؟

سوال (۹۶۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ویڈیو گیم جس کے ذریعہ بچے کھیل وغیرہ کھیلتے ہیں، اُس کی کمائی کا کیا حکم ہے؟ کیا اُس کی کمائی بلا کراہت درست ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: ویڈیو گیم ایک لایعنی اور فضول اور وقت کو ضائع کرنے والا آلہ ہے؛ لہٰذا اُس کے ذریعہ سے کمائی کم از کم مکروہ ضرور ہے، اِس مشغلہ کو چھوڑ کر جائز اور طیب طریقہ پر کمائی کرنی چاہئے۔

لا يجوز على الغناء والنوح والملاهي؛ لأن المعصية لا يتصور استحقاقها بالعقد، فلا يجب الأجر. (تبيين الحقائق / باب الإجارة الفاسدة ۱۱۸/۶-۱۱۹ بيروت)

وعلىٰ هٰذا يخرج الاستئجار على المعاصي أنه لا يصح؛ لأنه استئجار على منفعةٍ غير مقدورة الاستيفاء شرعًا، كاستئجار الإنسان للعب واللهو، وكاستئجار المغنية والنائحة للغناء والنوح الخ. (بدائع الصنائع ۳۹/۴ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۲۱/۵/۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

لوڈو کھیلنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال (۹۷۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: لوڈو کھیلنا جائز ہے یا نہیں؟ لوڈو کھیلنا کس صورت میں جائز نہیں ہے اور کس صورت میں جائز ہے؟ وضاحت کریں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر ہار جیت میں لین دین کی شرط کے ساتھ لوڈو کھیلا جائے، تو جوا ہونے کی وجہ سے قطعاً حرام ہے، اور اگر ہار جیت کی شرط نہ ہو اور کبھی کبھار تفریحِ طبع کے لئے کھیلا جائے تو گنجائش ہوسکتی ہے؛ لیکن عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ اِس طرح کے کھیلوں میں اتنا انہماک ہوجاتا ہے کہ نماز اور دیگر فرائض میں خلل پڑنے لگتا ہے؛ اِس لئے ایسے کھیلوں سے مطلقاً منع کیا جائے گا۔ (احسن الفتاویٰ ۸/۲۴۳، کتاب الفتاویٰ ۶/۱۶۰)

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ [المائدة: ٩٠]

عن عبد اللّٰه بن عمرو رضي اللّٰه عنه أن نبي اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم نهى عن الخمر والميسر. (سنن أبي داؤد ٢/٥١٩)

وسمي القمار قمارًا؛ لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلىٰ صاحبه، ويجوز أن يستفيد من مال صاحبه، وهو حرام بالنص. (شامي ٩/٥٧٧-٥٧٨ زكريا)

وحاصل الكلام أن ترويح القلب وتفريحه، وكذا تمرين البدن من الارتفاقات المباحة والمصالح البشرية التي لا تمنعها الشريعة السمحة برأسها، نعم تمنع الغلو والإنهماك فيها بحيث يضر بالمعاش أو المعاد. (أحكام القرآن للتهانوي ٥/١٢٢، تكملة فتح الملهم ٤/٤٣٤ مكتبة دار العلوم كراچی)

ما شهدت التجربة بأن ضرره أعظم من نفعه، ومفاسده أغلب على

منـافـعه، وأنه من اشتغل بها، ألهاه عن ذكر الله وحده عن الصلوات والمساجد التحق ذلك بالمنهي عنه لاشتراك العلة، فكان حرامًا أو مكروهًا. (أحكام القرآن ١٢٦/٥، تكملة فتح الملهم ٤٣٥/٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۷/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ہوزری اور تمبولہ کھیل کا حکم؟

سوال (۱۷۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہوزری یا تمبولہ ایک ایسا کھیل ہے، جس میں کچھ گنتیاں لکھی ہوئی ہوتی ہیں، الگ لوگوں کو ملتی ہیں، پھر ایک اناؤنس کرنے والا ہر لائن سے گنتی بولتا ہے، جس کو وہ شخص کاٹتا چلا جاتا ہے، جس کے پاس وہ گنتی ہوتی ہے، جس کی سب سے زیادہ گنتی کٹ جاتی ہے، وہ جیت جاتا ہے، پھر اُس کو انعام ملتا ہے، یہ ایسے ہی مزے کے لئے آج کل نوجوان بچے کھیلتے ہیں، لین دین کوئی نہیں بس انعام شوقیہ ہوتا ہے، کیا یہ صورتِ حال جائز ہے؟ کوئی غلطی تو نہیں ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: سوال نامہ میں جس کھیل کا تذکرہ ہے، یہ وقت کا ضیاع ہے، ایسے بے فائدہ کھیلوں سے احتراز کرنا چاہئے۔

عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من حسن إسلام المرء تركه ما لا يعنيه. (سنن الترمذي، أبواب الزهد / باب ما جاء من تكلّم بالكلمة ليضحك الناس ٥٨/٢ رقم: ٢٢١٧، شعب الإيمان للبيهقي ٢٥٥/٤، المعجم الكبير ١٢٨/٣ رقم: ٢٨٨٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۱/۱۱/۱۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

❖

شعر و شاعری اور نعتیہ مقابلہ

مجلس کے آغاز میں کلام پاک کی تلاوت اور نعت شریف پڑھنا؟

سوال (۹۷۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی بھی مجلس کے انعقاد پر کلام اللہ شریف ایسے ہی اُس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں نعتِ پاک کا پڑھنا اس کے جواز میں تو شک نہیں؛ اِس لئے کہ متدین علماء کی موجودگی میں یہ انجام پاتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مجلس کے آغاز میں برکۃً کلامِ پاک اور نعت شریف پڑھنا جائز ہے، اِس میں شرعاً کوئی حرج نہیں؛ لیکن لازم نہیں۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: كل كلام أو أمر ذي بال لا يفتح بذكر اللّٰه عز وجل فهو أبتر، أو قال: أقطع.

(المسند للإمام أحمد بن حنبل ٣٩٥/٨ رقم: ٨٦٩٤،)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: كل أمر ذي بال لا يبداء فيه بالحمد اللّٰه أقطع. (شعب الإيمان للبيهقي ٣٠٠/٤)

وتحته: فيه جواز إنشاد الشعر في المسجد إذا كان متضمنًا لمدح النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، أو الرد على الكفار. (تكملة فتح الملهم ٢٤٠/٥ المكتبة الأشرفية ديوبند)

وفي النووي: وفيه جواز إنشاد الشعر في المسجد إذا كان مباحًا

لاستحبابه إذا كان في ممادح الإسلام و أهله في هجاء الكفار. (شرح النووي على صحيح مسلم ۲/ ۳۰۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۸/۷/۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

محفلِ قرأت اور مظاہرۂ قرأت کی مجلسوں کا شرعی حکم

سوال (۹۷۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بعض مقامات پر سال دو سال میں محفلِ قرأت کے نام سے کل ہند اجلاس ہوتا ہے، جس کا نام محفلِ قرأت یا صوت القرآن رکھا جاتا ہے، عمدہ عمدہ قراء حضرات بڑے بڑے اداروں کے مجودین تشریف لاتے ہیں، اِس جلسہ کے منتظمین کی بظاہر یہ نیت ہوتی ہے کہ لوگ قرآنِ کریم سن کر محظوظ ہوں اور قرآنِ کریم پڑھنے اور پڑھانے کا جوش پیدا ہو، مگر اس کے انتظام کے سلسلہ میں ذرا اِشکال ہوتا ہے، بایں طور کہ:

(۱) انتظام میں کچھ اِفراط ہوتا ہے، مثلاً سجاوٹ بناوٹ وغیرہ ضرورت سے زیادہ، جیسا کہ عموماً جلسوں میں دیکھنے کو ملتا ہے۔

(۲) قرآنِ پاک کی مائک سے تلاوت کی جاتی ہے، تین چار گھنٹہ سے زیادہ یہ پروگرام چلتا ہے، قرآنِ پاک کا سننا فرض ہے، لوگ اپنے گھروں اور بازاروں میں باتیں کرتے پھرتے ہیں، ہر آدمی نہ جلسہ میں آکر باادب قرآن سنے گا، اور نہ ہر شخص گھر میں رہ کر قرآن کی تلاوت کا اَدب کرے گا۔

(۳) قراء حضرات اکثر پڑھنے میں تصنع اور بناوٹ سے کام لیتے ہیں، مثلاً کان پر ہاتھ رکھ کر پڑھنا، تو یہ جلسہ بلا قباحت بلا کراہت جائز ہوگا؟ اِس میں دامے درمے امداد کرنا باعثِ اَجر وثواب ہوگا یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر مظاہرۂ قرأت کی یہ مجلسیں موانع شرعیہ، ریاکاری،

اِسرافِ بے جا، شہرت پرستی اور قرآنِ کریم کی بے حرمتی سے خالی ہوں تو اُس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں؛ بلکہ یہ ایک امر مستحسن ہے؛ اِس لئے کہ اِس کے ذریعہ سے لوگوں کو قرآنِ کریم کی تلاوت اور اُس کی صحت قرأت کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من استمع إلى آية من كتاب اللّٰه كُتِبت له حسنةٌ مضاعفةٌ، ومن تلاها كانت له نورًا يوم القيامة. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ٢/ ٣٤١، الترغيب والترهيب مكمل، كتاب قراءة القرآن / الترغيب في قراءة القرآن في الصلاة وغيرها الخ ص: ٣٢٥ رقم: ٢٢٠٩ بيت الأفكار الدولية)

عن عمران بن حصين رضي اللّٰه عنه أنه مر على قارئ يقرأ، ثم سأل فاسترجع ثم قال: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: من قرأ القرآن فليسأل اللّٰه به، فإنه سيجيء أقوام يقرؤن القرآن يسألون به الناس. (سنن الترمذي ٢/ ١١٩ رقم: ٢٩١٧، الترغيب والترهيب مكمل، كتاب قراءة القرآن / الترغيب في قراءة القرآن في الصلاة وغيرها الخ ص: ٣٢٨ رقم: ٢٢٣١ بيت الأفكار الدولية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۴/۱۴۱۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جلسۂ قرأت میں قرأت سننے کی نیت سے جانا؟

سوال (۹۷۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کوئی جلسہ میں محض قرأت سننے کی غرض سے جائے تو یہ درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: درست ہے؛ البتہ سماع کے آداب یعنی سکون ووقار اور انصات کا لحاظ رکھنا لازم ہے۔

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهُ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ

تُرْحَمُوْنَ﴾ [الأعراف: ۲۰۴] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۲/۳/۱۵ھ

نعت شریف پڑھنا کیسا ہے؟

سوال (۹۷۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی بھی دینی پروگرام میں مسجد کے اندر یا باہر کہیں بھی ہوں، نعت شریف جو کہ افراط وتفریط سے مبرہ ہو، جائز ہے یا نہیں؟ ہم نے بزرگوں سے سنا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اَشعار کی تعریف فرمائی، جیسے حمد ونعت وغیرہ، اور بعض اشعار کی مذمت فرمائی، جیسے بے ہودہ گانے یا غزلیات وغیرہ، اور یہ بھی سنا ہے کہ آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ مبارک میں بڑے بڑے بزرگوں نے بھی قصیدے لکھے اور پڑھے ہیں، حتی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی اکثر قصیدے حمدیہ نعتیہ لکھے، خصوصاً حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی شاعر تھے، اور آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ممبر پر کھڑا کرکے ان سے قصیدے سماعت فرمائے، یہ کہاں تک صحیح ہے؟ بعض لوگ نعت شریف پڑھنے کو ناجائز کہتے ہیں؛ لہٰذا نعت شریف پڑھنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَدب کے دائرہ میں رہتے ہوئے نعت یا حمد کے اَشعار مسجد یا غیر مسجد میں پڑھنا جائز ہے۔

قال الإمام النووي: فيه جواز إنشاد الشعر في المسجد إذا كان مباحًا، واستحبابه إذا كان في ممادح الإسلام وأهله. (شرح النووي على صحيح مسلم ۲/۳۰۰)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۷/۹/۲ھ

نعت گوئی اور ترنم کا شرعی حکم اور مدارس میں مشاعرہ کی مجلس قائم کرنا؟

سوال (۹۷۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے علاقہ ترکیسر کے مدرسہ میں چند سالوں سے ایک نعتیہ مسابقہ اور جلسہ منعقد کیا جاتا ہے، جس کی شکل یہ ہوتی ہے کہ مسابقہ سے تقریباً ایک مہینہ پہلے اعلان کیا جاتا ہے، اَساتذۂ کرام کی نگرانی میں طلبہ کو ترنم کے ساتھ نعت ونظم پڑھنے کی مشق کرائی جاتی ہے، اَساتذہ بار بار طلبہ کی یاد کردہ نعت کو سنتے ہیں، اُنہیں مناسب لب ولہجہ میں نعت پڑھنے کا انداز بتاتے ہیں، پھر اُسی مسابقہ اور نعتیہ جلسہ کا انعقاد ہوتا ہے، اِس مسابقہ میں شعراء کو بھی مدعو کیا جاتا ہے، اُن میں سے بعض تو شرعی حیثیت سے بالکل آزاد بے ریش ہوتے ہیں اور بعض کے معمولی کچھ داڑھی ہوتی ہے، اور یہ سب پیشہ ور ہر طرح کے مشاعروں میں شرکت کرنے والے شعراء ہوتے ہیں، اور مدرسہ کے نائب مہتمم مالیگاؤں از خود جاکر اُنہیں دعوت دیتے ہیں، اُن کی تعداد ایک دو نہیں سات آٹھ تک ہوتی ہے، اُن سب کو آمد ورفت کے کرایہ کے علاوہ بنام ہدیہ بھی شاید مزید رقم دی جاتی ہے، اور مسابقہ میں شریک ممتاز طلبہ کو ایک اچھی رقم بشکل انعام دی جاتی ہے، اور اِس تمام صرفہ کا بار مدرسہ پر ڈالا جاتا ہے، پھر اس مسابقہ اور نعتیہ جلسہ کے لئے کم از کم دو یا تین نشستیں رکھی جاتی ہیں، ایک نشست دن میں تعلیمی اَوقات میں ہوتی ہے، دوسری مغرب کے بعد اور تیسری عشاء کے بعد۔ پہلی نشست میں نعت ونظم کی اَہمیت، ترنم ولب ولہجہ میں نعت پڑھنے کے جواز ہی نہیں؛ بلکہ ضرورت کے دلائل پر مشتمل ایک بڑے استاذ کی لمبی تمہید وتقریر ہوتی ہے، پھر طلبہ ترنم والے لہجوں میں اپنی نعتیں سناتے ہیں، اُن میں بالغ، نابالغ اور اَمرد سبھی قسم کے طلبہ ہوتے ہیں، اچھے ترنم اور لہجہ میں پڑھنے والے طالب علم کو اَناؤنسر صاحب اور سامعین کی طرف سے خوب داد بھی دی جاتی ہے، مشاعرہ کا اچھا خاصا منظر ہوتا ہے، اَساتذہ کی موجودگی میں داد کی آواز سے پورا ہال گونج جاتا ہے، اور اَساتذۂ کرام کے لئے اس جلسہ میں شرکت کسی نہ کسی درجہ میں لازم بھی ہوتی ہے، اِس سے غیر حاضری مشکل ہوتی ہے، اور اس پروگرام میں طلبہ واساتذہ کے علاوہ گاؤں کے عوام بھی شریک ہوتے ہیں۔ دوسری اور تیسری

نشست میں باہر سے آئے ہوئے شعراء اپنا کلام سناتے ہیں، جو اِس پروگرام کا دلچسپ حصہ ہوتا ہے۔ عشاء کے بعد گیارہ بارہ بجے تک پروگرام چلتا ہے، شعراء ترنم میں نعت ونظم سناتے ہیں اور بعض تو ایسے گیت بھی سناتے ہیں جس کا انداز بالکل گانے کا ہوتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ یہ عام مشاعروں کے مقابلہ میں ایک مہذب انداز کا نعتیہ جلسہ ہوتا ہے، جس کی صرف پہلی نشست مسابقہ کی ہوتی ہے۔ اَب سوال ہے کہ:

(۱) کیا مدرسہ میں اِس طرح کے نعتیہ مشاعرے، مسابقے اور جلسے کے انعقاد کا کوئی علمی دینی فائدہ ہے؟ اور کیا اَکابر اپنے مدرسوں میں اِس طرح کے جلسوں کی اِجازت دیتے ہیں؟

(۲) نعت کا ترنم کے ساتھ پڑھنا مطلقاً جائز ہے، یا اِس کے لئے کچھ شرائط ہیں؟ اگر ہیں تو وہ شرائط ہمارے اِس مسابقہ میں پائے جاتے ہیں یا نہیں؟

(۳) ترنم سے اَشعار پڑھنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ صرف مباح ہے، یا مستحب ومسنون وغیرہ؟ اگر صرف مباح ہے تو کیا اِس قدر اہتمام کی گنجائش ہے؟

(۴) کیا اِس نعتیہ مسابقہ کی شرعاً اتنی اہمیت ہے کہ تعلیمی اَوقات میں اس کو منعقد کیا جائے؟

(۵) کیا نابالغ اَمرد سے ترنم میں اشعار کا سننا جائز ہے؟ اگر مقصود اُس کی آواز سے تلذذ نہ ہو تو کیا حکم ہے؟ اور کیا تلذذ کا اِرادہ نہ ہونے کی صورت میں فتنہ کا اندیشہ نہیں ہوگا؟ کیا سارے مجمع کی طرف سے اِس بات کی ضمانت دی جاسکتی ہے کہ اُن میں سے کسی کے لئے بھی فتنہ کا خطرہ نہیں ہے؟ اِسی طرح فاسق کی نعت سننے کا کیا حکم ہے؟

(۶) کیا اِس جلسہ اور مسابقہ کے لئے مدرسہ والوں کی یہ دلیل صحیح ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی نعتیہ اَشعار سننا ثابت ہے، اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر ہم طلبہ کو مشق نہیں کرائیں گے تو وہ غلط اَشعار غیر مناسب لب ولہجہ میں پڑھیں گے، جس سے غلط نعت ونظم کا رواج ہوگا، تو کیا اُن کی یہ دلیل اِس مسابقہ کے جواز کے لئے کافی ہے؟ کیا اِس مسابقہ کے بغیر طلبہ کی اِصلاح اور صحیح اَشعار پڑھنے کی مشق نہیں ہوسکتی؟ کیا اس کی ضرورت ہے؟

(۷) کیا مدرسہ کی رقم اِس مسابقہ اور جلسہ پر خرچ کی جاسکتی ہے؟ آخر میں گذارش ہے کہ اِن تمام سوالوں کا جواب مفصل ومدلل تحریر فرماکر احسان عظیم فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) اچھے نعتیہ اَشعار کہنا اور پڑھنا گوکہ شرعاً پسندیدہ ہے؛ لیکن اِس کا ذوق پیدا کرنے کے لئے مدارس میں مشاعرہ اور مسابقہ کے جلسے منعقد کرنا مفید نہیں ہے، یہ ضرورت ضمنی طور پر دیگر جلسوں میں نعتیں پڑھوانے سے بدرجہ اَتم پوری ہوسکتی ہے، اس طرح کے نعتیہ پروگراموں سے یقیناً وہ مفاسد پیدا ہوتے ہیں، جن کا ذکر سوال کی تمہید میں کیا گیا، اِس لئے اکابرؒ نے اِس طرح کے پروگراموں کو مدارس میں رائج نہیں فرمایا ہے۔

الثالثة: أن الاجتماع عليها لما أن صار من عادة أهل الفسق، فيمنع من التشبه بهم؛ لأن من تشبه بقوم، فهو منهم. (احياء العلوم ۱۵۷/۲)

(۲) نعت کو ترنم میں پڑھنے کی اِجازت مطلق نہیں ہے؛ بلکہ اُس میں یہ شرط ہے کہ شرعی طور پر کوئی فتنہ انگیزی نہ ہو، مثلاً اشعار سنجیدہ ہوں، ترنم گانے اور عشقیہ اشعار کے مشابہ نہ ہو، پڑھنے والے کی صورت اور آواز موجبِ فتنہ نہ ہو۔

والصوت الصيب الموزون غير حرام، فإذا لم يحرم الآحاد فمن أين يحرم المجموع، نعم ينظر فيما يفهم منه، فإن كان فيه أمر محظورٌ حرم نظمه ونثره، وحرم التصويت به، سواء كان بإلحان أو لم يكن. (احياء العلوم ۱۵۳/۲)

(۳) اگر کوئی فتنہ نہ ہو، تو اچھے اشعار ترنم سے پڑھنے یا سننے میں شرعاً کوئی حرج نہیں؛ بلکہ حدود میں رہتے ہوئے یہ امر پسندیدہ ہے؛ لیکن اس کا حد سے زیادہ اہتمام کرنا صحیح نہیں ہے۔

إن الشعر كالنثر يحمد حين يحمد ويذم حين يذم ولا بأس باستماع نشيد الإعراب وهو إنشاد الشعر من غير لحن. (شامي ۴۳۳/۲ زكريا، فتح الباري ۵۴۷/۱۰)

(۴) مدارس میں نعتیہ مسابقہ تعلیمی یا غیر تعلیمی کسی بھی وقت میں مناسب نہیں ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من حسن إسلام المرء تركه ما لا يعنيه. (سنن الترمذي، أبواب الزهد / باب ما جاء من تكلّم بالكلمة ليضحك الناس ۵۷/۲ رقم: ۲۲۱۷، شعب الإيمان للبيهقي ۲۵۵/٤، المعجم الكبير ۱۲۸/۳ رقم: ۲۸۸٦)

(۵) جہاں فتنہ کا گمان غالب ہو، وہاں نابالغ بچوں سے ترنم کے ساتھ اشعار سننا منع ہے۔ اور فاسق شخص اگر صحیح اشعار پڑھے تو اُس کا سننا اگرچہ جائز ہے، مگر خلافِ اولیٰ ہے۔

أن يكون المسمع امرأة لا يحل النظر إليها، وتخشى الفتنة من سماعها، وفي معناها الصبي الأمرد الذي تخشى فتنة، وهٰذا حرامٌ. (احياء العلوم ۱۵۷/۲)

وأما الفاسق فقد علّلوا كراهة تقديمه بأنه لا يتهم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه، فقد وجب عليهم إهانته شرعًا. (مستفاد: شامي ۲۹۹/۲ زكريا)

(٦) طلبہ کو نعت کی مشق کرانے کے لئے مسابقہ ہی لازم نہیں؛ بلکہ انجمن میں تقریری پروگراموں کے ذریعہ سے بھی یہ مقصد حاصل کیا جاسکتا ہے؛ لہٰذا مسابقہ پر اصرار کی اجازت نہیں۔

(۷) اِس طرح کے مضر پروگراموں پر مدرسہ کی رقم خرچ کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۵/۷/۱۴۲۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مشاعرہ کی مجلس میں شرکت کرنا؟

سوال (۹۷۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل مروجہ مشاعرے کہ جن میں لغویات وممنوعاتِ شرعیہ کا ہونا بس ناگزیر ہے، مثلاً مستورات کی شرکت اور اُن کا دیدار، نماز وغیرہ دینی اُمور سے غفلت اور مالی تبذیر۔ ایسے مشاعروں کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اِس طرح کے مشاعروں کا انعقاد قطعاً جائز نہیں ہے،

نیز ایسی مجلسوں میں اِعانت اور اُن کی رکنیت قبول کرنا بھی اِعانت علی المعصیت ہے، اور ناجائز ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدۃ، جزء آیت: ۲]

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغٰوٗنَ. اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ﴾ [الشعراء: ۲۲۴-۲۲۵]

وقال علي بن أبي طلحة عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما: أكثر قولهم يكذبون فيه، وهٰذا الذي قاله ابن عباس رضي اللّٰه عنه هو الواقع في نفس الأمر. فإن الشعراء يتبجّحون بأقوال وأفعال لم تصدر منهم، ولا عنهم فيتكثرون بما ليس لهم. (تفسیر ابن کثیر ۱۵۷/۶ دار الکتب العلمیة بیروت)

عن جابر رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: الغناء ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء الزرع. (مشكاة المصابيح، كتاب الآداب / باب البيان والشعر، الفصل الثالث ۴۱۱)

قال الملا علي القاري رحمه اللّٰه تعالىٰ: "الغناء" بكسر الغين، ممدودًا: أي التغني – "ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء الزرع". يعني الغناء سبب النفاق ومؤدٍ إليه، فأصله وشعبته، كما قال ...... وفي شرح السنة: قيل: الغناء رقية الزنا ...... وقال النووي في الروضة: غناء الإنسان بمجرد صوته مكروه، وسماعه مكروه. وإن كان سماعه من الأجنبية، كان أشد كراهة. والغناء بآلات مطربة هو من شعار شاربي الخمر كالعود والطنبور والصنج والمعازف وسائر الأوتار حرام، وكذا سماعه حرام ...... وأطنب في دلائل تحريمه. (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الآداب / باب البيان والشعر، الفصل الثالث ۵۵۷/۸-۵۵۸ رقم: ۴۸۱۰ رشيدية، ۱۳۴/۹ المكتبة الأشرفية ديوبند)

وفي النوازل: قراءة شعر الأديب إذا كان فيه ذكر الفسق والخمر والغلام يكره. (الفتاویٰ الهندية ۳۵۱/۵)

﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ كُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ﴾ لأن أكثر مقدماتهم خيالات لا حقيقة لها، وأغلب كلماتهم في النسيب بالحرم والغزل والابتهار وتمزيق الأعراض والقدح في الأنساب والوعد الكاذب والافتخار الباطل ومدح من لا يستحقه والإطراء فيه، وإليه أشار بقوله: ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ كُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ﴾ (تفسير البيضاوي ١٥٢/٤)

ودلت المسئلة على أن الملاهي كلها حرام. (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع ٣٤٨/٦ كراچی، ٥٠٢/٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

كتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۹/۵/۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ترقی اُردو کے لئے مشاعروں کا انعقاد؟

سوال (۹۷۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ترقی اُردو کے نام پر اس کا جواز ہوسکتا ہے جب کہ ممنوعاتِ شرعیہ اظہر ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ترقی اُردو کے پردہ میں فحاشی کی اجازت نہیں ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَیَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ [النحل: ٩٠] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

كتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۹/۵/۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طرحی مشاعروں میں شرکت کرنا؟

سوال (۹۷۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: طرحی مشاعرہ کی جس میں خواتین کی شرکت نہیں ہوتی، کیا ایسے مشاعروں میں علماء کی شرکت کسی اعتبار سے بھی روا ہے، جب کہ یہی چیز عوام الناس کے لئے گمراہ کن بنتی ہے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طرحی مشاعرے اگر ممنوعاتِ شرعیہ سے پاک ہوں، تو

اُن میں شرکت کی گنجائش ہے؛ لیکن فسادِ زمانہ کی وجہ سے احتیاط شرکت نہ کرنے میں ہے۔

قال أبو الحسن المبرد: لما نزلت: ﴿وَالشُّعَرَآءُ﴾ جاء حسّان وكعب بن مالك وابن رواحة رضي اللّٰه عنهم يبكون إلى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، فقالوا: يا نبي اللّٰه! أنزل اللّٰه تعالىٰ هٰذه الآية، وهو تعالىٰ يعلم أنا شعراء، فقال: اقرء وا ما بعدها: ﴿اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ أنتم ﴿وَانْتَصَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا﴾ أنتم أي بالرد على المشركين، قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: انتصروا ولا تقولوا إلا حقًا ولا تذكروا الآباء والأمهات. (تفسير القرطبي ١٣/١٥٣)

﴿وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغٰوٗنَ﴾ واتباع محمد صلى اللّٰه عليه وسلم ليسوا كذٰلك. (تفسير البيضاوي ٤/١٥٢ المكتبة الشاملة)

وقيل: إن تغنى ليستفيد نظم القوافي ويصير فصيح اللسان لا بأس بهٖ.

(شامي ٦/٣٤٨ کراچی، ٩/٥٠٢ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۱۲/۵/۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جس مشاعرہ میں شاعرہ بے پردہ ہوکر گاتی ہو اس میں شرکت؟

سوال (۹۸۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایسے مشاعروں میں شرکت کرنا کیسا ہے جس میں شاعر وشاعرہ دونوں تشریف فرما ہوں؟ اور شاعرہ بے حجاب اسٹیج پر آئے اور شاعر وشاعرہ میں مقابلہ ہو؟ اور سامعین حضرات شاعرہ کی سریلی آواز سے اور اُس کے حسن وجمال سے لطف اندوز ہوں؟ اور واہ واہ کی آوازوں کا اظہار کریں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسے مشاعرہ میں شرکت کرنا سخت بے حیائی اور حرام ہے۔

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰى اَهْلِهَا﴾

[النساء، جزء آیت: ۵۸]

قال العلامة فخر الدين الرازي في تفسيره: قال ابن مسعود رضي اللّٰه عنه: الأمانة في كل شيءٍ لازمة ...... واعلم أن هٰذا باب واسعٌ، فأمانة اللسان أن لا يستعمله في الكذب والغيبة والنميمة والكفر والبدعة والفحش وغيرها، وأمانة العين أن لا يستعملها في النظر إلى الحرام، وأمانة السمع أن لا يستعمله في سماع الملاهي والمناهي، وسماع الفحش والأكاذيب، وكذا القول في جميع الأعضاء. (التفسير الكبير للإمام الرازي ١٠٩/١٠)

فأما نظر الرجل إلى المرأة فهو ينقسم إلى أربعة أقسام: ...... فأما النظر إلى الأجنبيات فنقول: يباح النظر إلى موضع الزينة الظاهرة منهن دون الباطنة لقوله تعالىٰ: ﴿وَلاَ يُبۡدِيۡنَ زِيۡنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنۡهَا﴾ [النور، جزء آيت: ٣١]

وقال علي وابن عباس رضي اللّٰه عنهما: ما ظهر منها، الكحل والخاتم، وقالت عائشة رضي اللّٰه عنها إحدىٰ عينيها، وقال ابن مسعود رضي اللّٰه عنه: خفها وملاءتها، واستدل في ذٰلک بقوله – صلى اللّٰه عليه وسلم – النساء حبائل الشيطان بهن يصيد الرجال. وقال – صلى اللّٰه عليه وسلم– : ما تركت بعدي فتنة أضر على الرجل من النساء ...... وقالت: فاطمة رضي اللّٰه عنها: ”خير ما للرجال من النساء أن لا يراهن وخير ما للنساء من الرجال أن لا يرينهن“. فدل أنه لا يباح النظر إلى شيء من بدنها، ولأن حرمة النظر لخوف الفتنة وعامة محاسنها في وجهها فخوف الفتنة في النظر إلى وجهها أكثر منه إلى سائر الأعضاء. (المبسوط للسرخسي ١٥٢/١٠)

قال العلامة الجصاص تحت قوله تعالىٰ ﴿وَلاَ يَضۡرِبۡنَ بِاَرۡجُلِهِنَّ لِيُعۡلَمَ مَا يُخۡفِيۡنَ مِنۡ زِيۡنَتِهِنَّ﴾: وفيه دلالة على أن المرأة منهية عن رفع صوتها بالكلام بحيث يسمع ذٰلک الأجانب، إذا كان صوتها أقرب إلى الفتنة من صوت خلخالها، ولذٰلک

كـره أصـحـابنا أذان النساء؛ لأنه يحتاج فيه إلى رفع الصوت، والمرأة منهية عن ذٰلك. (أحكام القرآن للجصاص / باب ما يجب من غض البصر عن المحرمات ٤٦٥/٣)

نغمة المرأة عورة …… ذكر الإمام أبو العباس القرطبي في كتابه في السماع: ولا يظن من لا فطنة عنده أنا إذا قلنا صوت المرأة عورة، أنا نريد بذٰلك كلامها؛ لأن ذٰلك ليس بصحيح، فإنا نجيز الكلام مع النساء للأجانب ومحاورتهن عند الحاجة إلى ذٰلك، ولا نجيز لهن رفع أصواتهن ولا تمطيطها ولا تليينها وتقطيعها، لـمـا في ذٰلك من استمالة الرجال إليهن وتحريك الشهوات منهم، ومن هٰذا لم يجز أن تؤذن المرأة، قلت: ويشير إلى تعبير النوازل بالنغمة. (رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة / باب شروط الصلاة، مطلب في ستر العورة ٤٠٦/١ دار الفكر بيروت، ٧٩/٢ زكريا)

لـقوله عليه السلام: استماع الملاهي معصية والجلوس عليها فسق والتلذذ بها كفر. (الدر المختار ٣٤٩/٦ كراچی، ٥٠٤/٩ زكريا، بزازية على هامش الهندية ٣٥٦/٦، فتح القدير، كتاب الكراهية / قبيل فصل في اللبس ١٦/١٠ بيروت، الفتاوىٰ الهندية ٣٥٢/٥) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۳/۴/۲۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا شاعروں کی بخشش نہیں ہوگی؟

سوال (۹۸۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: یہ بات مشہور ہے کہ شاعروں کی بخشش نہیں ہوگی، جاہل لوگ اِس بات پر بحث کرتے ہیں، تو جواب تحریر فرمائیں کہ کس قسم کے شاعروں کی بخشش نہیں ہوگی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قیامت کے دن مشرکین شعراء کی مغفرت وبخشش نہ ہوگی، اور اگر کوئی مسلمان ایسے اشعار کہے جو وعظ ونصیحت پر مبنی ہوں، اور اُن میں خدا تعالیٰ کی حمد

ووحدانیت کا ذکر ہو، تو شریعت کے نزدیک ممدوح ہے، اور اگر ایسے اَشعار ہیں جو فسق وفجور اور کذب بیانی پر مبنی ہوں، تو اُس کا گناہ شاعر پر ہوگا، مگر اِس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اُس کی بخشش نہ ہوگی؛ بلکہ اللہ تعالیٰ شرک کے علاوہ تمام گناہوں کو معاف فرمادیں گے۔ (مستفاد: معارف القرآن ۶/۵۴۶)

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغٰوٗنَ﴾ [الشعراء: ٢٢٤]

روي عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما أيضًا: أن الاٰية نزلت في شعراء المشركين. (روح المعاني ١٩/ ٢٢٠)

عن ابن مسعود رضي الله عنه مرفوعًا: الشعراء الذين يموتون في الإسلام يأمرهم اللّٰه أن يقولوا شعرًا يتغني به الحور العين لأزواجهن في الجنة، والذين ماتوا في الشرک يدعون بالويل والثبور في النار. (روح المعاني ١٩/ ١٤٨)

المباح ما سلم من فحش أو كذب. والمحظور نوعانِ: كذب وفحش، وهما جرح في قائله. (روح المعاني ١٩/ ٢٢١)

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَکَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ [النساء، جزء آیت: ٤٨]

وقال العلامة الآلوسي: وقد أنشد كل من الخلفاء الراشدين رضي اللّٰه عنهم أجمعين الشعر، وكذا كثير من الصحابة رضي اللّٰه عنهم. (تفسير روح المعاني للعلامة الآلوسي ١٩/ ٢٢١-٢٢٢ بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۴/۵/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سیرت پر انعامی مقابلہ؟

سوال (۹۸۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے اسلامی معلومات پر منحصر کچھ سوالات کئے اور کہا کہ اِن سوالات کے درست جوابات پر

ایک ہزار روپیہ نقد انعام دیا جائے گا، اگر کئی لوگوں نے درست جواب دیئے، جیسے دس لوگوں نے درست جوابات دیئے تو ایک ہزار روپئے ایک سو روپئے کے حساب سے دس لوگوں میں تقسیم کردیا جائے گا؟ سوالات کرنے کا انداز مندرجہ ذیل عبارت کی طرح ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کس شہر میں پیدا ہوئے؟ (مکہ میں، مدینہ میں، جدہ میں، طائف میں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کا نام کیا تھا؟ (عبدالرحمٰن، عبدالمطلب، ابوطالب، عبداللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کا نام کیا تھا؟ (حلیمہ سعدیہ، ثوبیہ، اُم ہانی، آمنہ) اِس طرح سوالات کرکے انعام تقسیم کرنا شرعاً کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ طریقہ پر انعامی مقابلہ کرانے اور شرط کے مطابق انعامات تقسیم کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ (مستفاد: جواہر الفقہ ۲/ ۲۴۸، فتاویٰ محمودیہ ۹/ ۳۹۱)

وأما المسابقة بعوضٍ وهي المراهنة فلها صور مختلفة. الأولى: أن يكون العوض كالجائزة المقدمة من غير المتسابقين كالإمام أو غيره، وهٰذا جائز بالإجماع. (تكملة فتح الملهم ۳/ ۳۸۹، شامي ۹/ ۵۷۷ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲/ ۸/ ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

”تنظیم پیام حق“ کے انعامی مقابلہ میں حصہ لینا؟

سوال (۹۸۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے یہاں نجیب آباد میں مسلم نوجوانوں کی ایک تنظیم ”تنظیم پیامِ حق“ کے نام سے قائم ہے، جو ردبدعت اور دینی اور تعلیمی جذبہ کو فروغ دینے کے لئے پروگرام از قسم اجلاس تقابلی تقریریں، مضمون نویسی، مقابلے اور تقابلی شمارے بھی کراتے رہتے ہیں، اِمسال اِس تنظیم نے ایک فارم ۱۰۰؍ سوالوں کا چھپوایا ہے، اور اُس کی قیمت (داخلہ فیس) ۲؍ روپئے رکھی ہے، اور کامیابی حاصل کرنے والوں کے لئے تین انعام فرسٹ، سیکنڈ اور تھرڈ تجویز کئے گئے ہیں، اس میں تاریخی،

سیاسی، مذہبی، سماجی، سائنسی اور جغرافیائی سوالات درج ہیں۔ ۸-تا-۱۸/سال کی عمر کے بچوں کو خاص کیا گیا ہے، مقصد طلبہ میں کھوج کے جذبہ کو بڑھانا اور اُن کی معلومات میں اِضافہ کرنا ہے، پہلا انعام اٹیچی، دوسرا اِنعام ٹیبل لیمپ اور تیسرا قلم دان ہے۔ سوال یہ ہے کہ آیا اس کو چلانے میں شرعاً قباحت ہے؟ اور یہ صورت لاٹری اور قمار میں تو داخل نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں اگر تنظیم میں شرکت کرنے والوں سے روپئے فروختگی فارم اور داخلہ کی فیس لیتے ہیں، اس کے بعد تنظیم کی جانب سے انعامات وغیرہ مقرر کئے جاتے ہیں، تو یہ صورت درست ہے، لاٹری اور قمار میں داخل نہیں؛ کیوں کہ فارم وغیرہ کی بیع جائز ہے۔

حتی لو باع كاغذةً بألف (درهم) يجوز ولا يكره. (فتح القدير ۲۱۲/۷، إيضاح النوادر ۱۶۷/۱)

اور اگر روپئے کا لینا فروختگی فارم اور داخلہ کے لئے نہیں؛ بلکہ مقصد یہ ہے کہ ہر ایک اپنا اپنا روپیہ تنظیم کے پاس جمع کردے، پھر جس کی پوزیشن آجائے گی وہ اِن تمام روپیوں یا انعامات کو تقسیم کرلے گا، تو یہ صورت قمار میں داخل ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے؛ کیوں کہ یہاں پر طرفین سے شرط پائی گئی ہے۔

حل الجعل أن شرط لمالٍ من جانب واحد، وحرم لو شرط من الجانبين؛ لأنه يصير قمارًا إلا إذا دخلا ثالثًا، وكذا الحكم في المتفقهة، فإذا شرط لمن معه الصواب صح، وإن شرطاه لكل على صاحبه لا. (الدر المختار) (وفي الشامية: وكذا الحكم في المتفقهة) أي على هٰذا التفصيل، وكذا المصارعة على هٰذا التفصيل، وإنما جاز لأن فيه حثًّا على الجهاد وتعلم العلم؛ فإن قيام الدين بالجهاد والعلم، فجاز فيما يرجع إليهما لا غير (وقوله: فإذا شرط لمن معه الصواب) أي لواحد معين معه الصواب لا ما يفيده عموم من، وإلا كان عين ما

بعده أي بأن يقول: إن ظهر الثواب معک فلک كذا أو ظهر معي فلا شيء لي أو بالعكس. (شامي ٤٠٢/٦-٤٠٤ كراچی، ٥٧٧/٩-٥٧٨ زكريا) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۴/۷/۱۴۱۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

فرضی قصہ خوانی کرنا؟

سوال (۹۸۴): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اِسلام میں قصہ خوانی کا کیا حکم ہے؟ محض اَدبی مشق کی وجہ سے، جب کہ وہ قصہ واقع میں نہ ہوا ہو؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو قصے فواحش اور ہیجان آمیز ہوں یا اُن سے ذہن ودماغ میں دہشت پیدا ہوتی ہو، جیسے کہ ناول، اَفسانے، فلم اسٹوری وغیرہ، اُن کا پڑھنا سننا یا سنانا کسی حال میں درست نہیں ہے؛ البتہ صرفی ونحوی ترکیبات یا فن بلاغت کی تعبیرات کو واضح کرنے کے لئے اَدبی تمرینی کتابوں میں جو مکالمات ومضامین لکھے جاتے ہیں، جن کا غیر واقعی ہونا پہلے سے معلوم ہوتا ہے، اُن کو صالح غرض سے پڑھنے میں یا سننے اور سنانے میں حرج نہیں۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولٰٓئِکَ لَهُمْ عَذَابٌ مُهِيْنٌ﴾ [لقمان: ٦]

دلت الآية على حرمة مطالعة الكتب المشتملة على فحترعات والأباطيل المسماة في عرفنا بالناول. (أحكام القرآن للتهانوي ١١٦/٥)

اللهو: هو الاشتغال بما لايعنى وما ليس له غرض و مقصد صحيح، وهذه المستناة المباحة إنما أبيحت الأغراض وفوائد لا تحصل إلا بأمثالها. (أحكام القرآن للتهانوي ١٢٠/٥) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۰/۲/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قوالی کے لئے دائمی فرش وچبوترہ بنانا گناہِ جاریہ ہے؟

سوال (۹۸۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا اَولیاء اللہ کی خوشنودی کے مدنظر دنیا وآخرت کی کامیابی کے لئے یہ دائمی تعمیری فرش وچبوترہ اُن حضرات کے واسطے باعثِ اَجروثواب اور صدقہ جاریہ کا موجب ہوگا یا گناہِ جاریہ کا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ گناہِ جاریہ ہے، حدیث شریف میں ہے:

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من دعا إلى هدًى كان له من الأجر مثل أجور من تبعه، لا ينقص ذٰلك من أجورهم شيئًا، ومن دعا إلى ضلالةٍ، كان عليه من الإثم مثل اٰثام من تبعه لا ينقص ذٰلك من اٰثامهم شيئاً. (صحيح مسلم، كتاب العلم / باب من سن سنةً حسنةً أو سيئةً ومن دعا إلى هدًى أو ضلالةٍ ٣٤١/٢ رقم: ٢٦٧٤ بيت الأفكار الدولية، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٨٣/١٥ رقم: ٩١٦٠ ط: الرسالة)

لیکن اَولیاء کرام اِس سے مستثنیٰ ہیں، گناہ اِس طریقہ پر عمل کرنے والے اور بنانے والوں پر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۰/۱/۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بینڈ باجے کے ساتھ قاضی کو عیدگاہ میں لے جانا؟

سوال (۹۸۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے یہاں بعض قصبات میں برسوں سے یہ رسم جاری ہے کہ عید کے موقع پر عیدگاہ باقاعدہ جلوس کی شکل میں جایا جاتا ہے، جس میں آگے آگے بینڈ باجا اور اُس کے پیچھے گھوڑے پر قاضی شہر اور پھر بھاری مجمع، واپسی میں یہ جلوس اور بھاری شکل اختیار کرلیتا ہے، اور جوش وخروش

میں پھر نعرۂ تکبیر اور اسلام زندہ باد جیسے نعرہ لگائے جاتے ہیں، ہمارے یہاں چند سال قبل اِس بات کے لئے قاضی شہر نے منع بھی فرمایا، مگر لوگوں نے اس کی مخالفت کی، اور یہ کہا کہ اس سے غیر مسلموں پر رعب پڑتا ہے، اور وہ بھی تو دسہرہ کا جلوس ہمارے محلوں سے گذارتے ہیں، اگر ہم نے عیدین کا جلوس بند کردیا تو گویا ہماری ہوا خراب ہوجائے گی، اِس طرح برسوں سے یہ رسم جاری ہے۔ ازراہ کرم اس کا حکم شرعی عنایت فرمائیں، اور اِس رسم کو کس طرح روکا جاسکتا ہے؟ نیز جس مقام پر غیروں سے کشمکش رہتی ہو، وہاں کیا واقعی اس طرح کے جلوسوں سے رعب قائم ہوسکتا ہے، جب کہ یہ موقع سال میں دو مرتبہ آتا ہے؟ بینوا توجروا۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بینڈ باجہ، ڈھول، تاشہ، جلوس بازی اور خواہ مخواہ شور شرابہ جیسی واہیات حرکتوں کا اسلام اور دین سے کوئی تعلق نہیں ہے، اسلام ومسلمانوں کی عزت شریعت کے حکم کی تعمیل میں ہے، عوام الناس اور جاہلوں نے دیگر قوموں کی دیکھا دیکھی جن باتوں میں اپنی عزت سمجھ رکھی ہے ان میں اسلام کی عزت ہرگز نہیں ہے، ایسی باتوں سے غیر مسلموں پر کوئی رعب نہیں پڑسکتا ہے، رعب تو صرف اس وقت پڑیگا جب کہ سب مسلمان اسلام کی سادگی والی تعلیمات پر عمل کریں، اور ہر طرح کی معصیت اور گناہ سے بچتے رہیں۔ مسئولہ صورت میں قاضی شہر کو چاہئے کہ وہ مؤثر انداز میں عوام کو سمجھائے اور اُنہیں اِس طرح کی ناجائز حرکتوں سے باز آنے پر مجبور کرے، محض عوام کی مخالفت کے ڈر سے کسی غلط رسم کی تائید کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔ (مستفاد: کفایۃ المفتی ۹/۱۷۹)

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ [لقمان، جزء آیت: ٦]

قال العلامة الآلوسي رحمه الله تعالیٰ: ﴿لَهْوَ الْحَدِيْثِ﴾ على ما روي عن الحسن ”كل ما شغلك عن عبادة الله تعالیٰ وذكره من السمر والأضاحيك

والخرافات والغناء ونحوها …… الخ. (روح المعاني ۱۰۲/۱۲ زكريا، ۶۷/۲۱ دار إحياء التراث العربي بيروت، وكذا في التفسير لابن كثير ۵۸۳/۳ مكتبة دار الفيحاء دمشق)

عن أبي سعيد الخدري رضي اللّٰه عنه قال: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: من راٰى منكم منكرًا فليغيره بيده، فإن لم يستطع فبلسانه، فإن لم يستطع فبقلبه، وذٰلک أضعف الإيمان. (صحيح مسلم، كتاب الإيمان / باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان، وأن الإيمان يزيد وينقص الخ ۶۹/۱ رقم: ۴۹ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح / باب الأمر بالمعروف، الفصل الأول ۴۳۶/۲)

وكره كل لهو أي كل لعب وعبث، فالثلاثة بمعنى واحدٍ …… واستماعه كالرقص والسخرة والتصفيق وضرب الأوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق؛ فإنها كلها مكروهة؛ لأنها زي الكفار، واستماع ضرب الدف والمزمار وغير ذلک حرام، وإن سمع بغتة يكون معذورًا، ويجب أن يجتهد أن لا يسمع، قهستاني. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع ۳۹۵/۶ دار الفكر بيروت، ۵۶۶/۹ زكريا، بزازية على هامش الهندية ۳۵۹/۶، الفتاوى الهندية ۳۵۲/۵، الهداية ۴۵۵/۴، البحر الرائق ۲۰۷/۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۶/۱/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

❍❖❍

رشوت کے مسائل

رشوت کی تعریف

سوال (۹۸۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: رشوت کی تعریف کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو مال کسی سے ظلماً یعنی بلا کسی حق کے حاصل کیا جائے، شرعاً وہ رشوت کہلاتا ہے۔

وشرعًا ما یأخذہ الاٰخذ ظلماً بجھة یدفعه الدافع إلیه من ھٰذہ الجھة.

(قواعد الفقه ۳۰۷)

پھر رشوت لینے والے کے لئے اُس مال کا لینا کسی بھی حالت میں جائز نہیں، اور دینے والے کے لئے ایسی صورت میں دینے کی گنجائش ہے، جب کہ نہ دینے کی صورت میں اُس کا کوئی جائز حق مارا جارہا ہو۔

ودفع الرشوۃ لدفع الظلم أمر جائزٌ. (الھدایة ۳/۳۴۵ الأمین کتابستان دیوبند، وکذا في الشامي ۶/۴۲۳ کراچی، ۹/۶۰۴ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱/۶/۱۴۱۱ھ

ملازمت کے لئے رشوت دینے کا حکم

سوال (۹۸۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: آج کل سرکاری ملازمت بغیر رشوت کے حاصل نہیں ہوتی، تو کیا ایسی جگہ سود کا پیسہ یا حلال مال سے رشوت دے کر ملازمت کرنا جائز ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ضرورت کے وقت جائز مقاصد مثلاً حق دار شخص کے لئے ملازمت کے حصول کے واسطے رشوت دینے کی گنجائش ہے؛ لیکن سود کے روپۓ کو رشوت میں صرف نہیں کیا جاسکتا۔

مایدفع لدفع الخوف من المدفوع إلیه علی نفسه أو ماله حلال للدافع، حرام علی الأخذ. (شامي ٨/٣٥ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۶/۳/۲۲ھ

جس محکمہ میں رشوت لینے پر مجبور کیا جائے وہاں ملازمت کرنا؟

سوال (۹۸۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر زید دوسو روپۓ نہ لے تو اس پر اعلیٰ حکام جو اپنی جیب بھر رہے ہیں، بہت دباؤ ڈالتے ہیں، اور وہ طرح طرح سے پریشان کرتے ہیں، حتیٰ کہ اُس کو بار بار مختلف جگہوں پر ٹرانسفر کردیا جاتا ہے، اِس صورت میں زید کیا کرے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زید کو چاہئے کہ کسی دوسری اچھی جگہ جائز وحلال ملازمت تلاش کرکے اس محکمہ سے ملازمت چھوڑ دے، یا پھر کسی بھی صورت میں رشوت لینے میں شریک نہ ہو۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۷/۳۱۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۱/۶/۱۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ڈونیشن لے کر اُستاذ کا تقرر کرنا اور جائز کاموں پر رشوت لینا؟

سوال (۹۹۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کے ماحول میں غیر مسلموں کی جانب سے چلائے جارہے انگلش، مراٹھی اور دیگر علاقائی زبانوں کے اِداروں میں عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ اُن کے مذہبی عقائد کی تعلیم جانے اور اَنجانے طریقے سے دی جارہی ہے، غیر مذہبی زندگی گزارنے کا طریقہ سکھایا جارہا ہے، مورتی پوجا کا درس دیا جارہا ہے، یسوع مسیح سے تعلق جوڑا جارہا ہے، اِداروں کی تقریبات میں دیوی دیوتا کی پوجا میں خاص طور سے مسلم بچوں کو شریک کیا جارہا ہے، ثقافتی پروگرام کے نام پر بچوں کو ملوث کیا جارہا ہے؛ تاکہ بچے فحاشی اور بے ہودگی کے کاموں میں ملوث ہوں۔ اِن حالات میں مسلم انتظامیہ کے اُردو تعلیمی اِداروں کی اشد ضرورت ہے؛ تاکہ ہمارے بچے ہمارے ہی اِداروں میں تعلیم حاصل کریں، اور ہماری قوم کے نوجوانوں کو روزگار بھی ملے؛ لیکن اِدارہ چلانے کے لئے لاکھوں بلکہ کروڑوں کی رقم درکار ہے، حکومت اِس میں کسی بھی طرح کا مالی تعاون نہیں کرتی؛ بلکہ ہر جائز کام کے لئے بھی بے حساب رشوت دینا پڑتی ہے، اِن حالات میں اسکول کے اخراجات کس طرح پورے ہوں گے؟ یا تو پھر کوئی اِدارہ قائم ہی نہیں ہوسکتا یا پھر انہیں مجبوراً رشوت کے لین دین میں ملوث ہونا پڑتا ہے، اِن حالات میں کیا کوئی اِدارہ چلانے والے:

(۱) تقرر طلب اَساتذہ وغیرہ سے ڈونیشن لے کر تقرر کرسکتے ہیں یا نہیں؟

(۲) ڈونیشن دے کر کسی بھی اِدارے میں ملازمت کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

(۳) اپنے جائز کام کرانے کے لئے بھی رشوت دینی پڑتی ہے، ایسے جائز کاموں کے لئے رشوت دے سکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اُستاذ انتظامیہ کا اَجیر ہوتا ہے، اور اَجیر کو اُس کے عمل پر اُجرت دی جاتی ہے، اِس کے برخلاف کسی کو اِجارہ پر مقرر کرتے وقت خود اُس سے مزید رقم کی شرط

لگانا اگرچہ ڈونیشن کے نام سے ہو، پھر بھی رشوت اور حرام ہے؛ لہٰذا انتظامیہ کے لئے اَساتذہ سے یہ رقم لینا جائز نہیں۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ﴾ [المائدۃ، جزء آیت: ٤٢]

اتفقوا جميع المتأولين لهٰذه الآية على أن قبول الرشاء محرم، واتفقوا على أنه من السحت التي حرمه اللّٰه تعالىٰ، والرشوة تنقسم إلىٰ وجوه: منها: الرشوة في الحكم، وذلک محرم على الراشي والمرتشي جميعًا، وهو الذي قال فيه النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: لعن اللّٰه الراشي والمرتشي، وهو الذي يمشي بينهما، فذلک لايخلو من أن يرشوه ليقض له بحقه أو بما ليس بحق له.

(الجامع لأحكام القرآن الكريم للجصاص ٤٣٣/٢ لاهور سهيل اكيڈمى)

عن عبد اللّٰه ابن عمرو رضي اللّٰه عنهما قال: لعن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم الراشي والمرتشي. (سنن أبي داؤد، كتاب الأقضية / باب في كراهية الرشوة ٥٠٤/٢ رقم: ٣٥٨٠ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي، أبواب الأحكام / باب ما جاء في الراشي والمرتشي في الحكم ٢٤٨/١ رقم: ١٣٣٧، وهكذا في سنن ابن ماجة، كتاب الأحكام / باب التغليظ في الحيف والرشوة رقم: ٢٣١٣ دار الفكر بيروت، صحيح ابن حبان رقم: ٥٠٥٤)

اگر کوئی اُستاذ انٹرویو میں کامیاب ہو جائے اور وہ مذکورہ ملازمت کا مستحق بھی ہو، تو اِس کے باوجود انتظامیہ اُس سے ڈونیشن کے نام سے کچھ رقم جمع کرنے کا مطالبہ کرے تو بدرجۂ مجبوری اُس اُستاذ کے لئے یہ رقم دینے کی گنجائش نکل سکتی ہے؛ لیکن انتظامیہ اور اسکول کے لئے وہ رقم حرام ہے، اور یہی حکم کسی جائز کام کرانے کے لئے رشوت کے لین دین کا ہے۔

فأما إذا أعطى ليتوصل به إلىٰ حق أو يدفع عن نفسه ظلمًا؛ فأنه غير داخلٍ في هٰذا الوعيد. (بذل المجهود ٢٠٦/١١ مركز الشيخ أبي الحسن علي الندوي أعظم جراه)

وأما إذا دفع الرشوة ليسوي أمره عند السلطان حل للدافع ولا يحل

للآخذ. (إعلاء السنن ١٥/ ٦٢ كراچى)

قال الرحمتي: والرشوة إذا كانت لدفع الضرر عن نفسه وعن رب المال كانت جائزة للدافع مأذونًا فيها عادة من المالک، وإن حرمت على الآخذ انتهى. (قرة عين الأخيار لتكلمة رد المحتار ٨/ ٤٦٠ دار الفكر بيروت)

وفيه أيضًا دفع المال للسلطان الجائر لدفع الظلم عن نفسه وماله، ولاستخراج حق له ليس برشوة يعني في حق الدافع. (شامي ٦/ ٤٢٤ دارالفكر بيروت، ٩/ ٦٠٧ زكريا)

الرشوة: بالكسر، ما يعطيه الشخص الحاكم وغيره، ليحكم له أو يحمله على ما يريد، جمعُها رشا، ثم الرشوة أربعة أقسام: منها: ما هو حرام على الآخذ والمعطي، وهو الرشوة على تقليد القضاء والإمارة. (رد المحتار، كتاب القضاء / مطلب في الكلام على الرشوة ٥/ ٣٦٢ دار الفكر بيروت، ٨/ ٣٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۲/ ۱۴۳۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سرکاری نوکری حاصل کرنے کے لئے ملازمین کو رشوت دینا؟

سوال (۹۹۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کوئی شخص سرکاری آدمی کو سرکاری چاکری لینے کے لئے ہدیہ دیتا ہے؛ تاکہ دینی محنت کے اندر ہر طرح کا فائدہ پہنچے، تو اِس ہدیہ کو دے کر چاکری لینا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سرکاری نوکری حاصل کرنے کے لئے بطور رشوت بلا شرعی ضرورت وحاجت کے ملازمین کو روپئے دینا درست نہ ہوگا؛ اِس لئے کہ یہ رشوت ہے، ہاں اگر ظلم کو دفع کرنے اور اپنا حق حاصل کرنے کی غرض سے رشوت دی جائے تو دینے کی گنجائش ہے، مگر لینے والے کے لئے وہ رقم حلال نہیں ہے۔

دفع المال للسلطان الجائر لدفع الظلم عن نفسهٖ ومالهٖ ولاستخراج حق له ليس برشوة. (شامي ٦/٤٢٣ كراچی، ٩/٦٠٧ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۹/۴/۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

رشوت دے کر سرکاری نوکری کے لئے اسکول میں پڑھانا؟

سوال (۹۹۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ساجد ہائی اسکول سے بارہ درجہ کلاس پاس ہے، اور سرکار رشوت لے کر سرکاری نوکری اسکول میں پڑھانے کے لئے دیتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں اگر ساجد نے ملازمت کے لئے انٹرویو دیا، اور انٹرویو میں اس کا نام بھی آ گیا؛ لیکن سرکاری اہل کار رشوت لئے بغیر اُس کے نام کو منظوری نہیں دے رہے تھے، اِس بنا پر اُس کو رشوت دینی پڑی، تو اِس کی شرعاً گنجائش ہے؛ لیکن اگر ساجد انٹرویو میں ناکام ہو چکا تھا، پھر بھی اُس نے رشوت دے کر ناحق طریقہ پر اپنا تقرر کرالیا تو رشوت دینا قطعاً جائز نہیں ہوا۔

ثم الرشوة أربعة أقسام: الثالث: أخذ المال ليسوي أمره عند السلطان دفعًا للضرر، أو جلبًا للنفع وهو حرام على الآخذ فقط الخ. (شامي ٨/٣٥ زكريا، جديد فقهی مسائل ١/٤١٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۴/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عدالت میں جلد کام کرانے کیلئے وکیل اور پیش کار کو پیسہ دینا؟

سوال (۹۹۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی کام کو جلد انجام دلانے کے لئے مؤکلان حضرات وکیلوں اور عدالت کے پیش کاروں کو

کچھ روپئے دیتے ہیں، کیا یہ روپئے کا لین دین رشوت میں شامل ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کام کرنے سے پہلے شرط لگا کر یہ روپئے لینا رشوت اور حرام ہے، اور کام کر دینے کے بعد بلا شرط اور بلا طلب لین دین جائز ہے؛ لیکن چوں کہ عرف یہی بن گیا ہے کہ اس طرح جلدی معاملہ نمٹانے پر روپئے دئے جاتے ہیں، اِس لئے المعروف کالمشروط کے قاعدہ سے بہر حال یہ معاملہ رشوت کے شائبہ سے خالی نہ رہے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱/۶/۱۴۱۱ھ

عدالت میں چپراسی کو بغیر مانگے پیسہ دینا؟

سوال (۹۹۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عدالت میں جب لوگوں کی تاریخیں ہوتی ہیں اُس کے بعد مدعی ومدعی علیہ دونوں عدالت کے چپراسی وپیش کار صاحبان کو جاتے وقت دو چار روپئے یا پانچ دس روپئے دے کر جاتے ہیں، اور کبھی اُن سے طلب بھی کئے جاتے ہیں، کیا یہ لین دین رشوت ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں جو رقم مدعی اور مدعی علیہ وغیرہ چپراسیوں کو بلا شرط وبلا طلب دیتے ہیں وہ ہدیہ ہے، لینے والوں کے لئے اُسے اپنے استعمال میں لانا جائز ہے؛ لیکن اگر نہ دیں تو طلب نہیں کرنا چاہئے؛ کیوں کہ طلب کرنا اور دباؤ ڈال کر روپئے لینا یقیناً رشوت ہوگا۔

والذي يعطيه بلا شرط فهو هديةٌ. (قواعد الفقه ۳۰۷)

سعى له عند السلطان وأتم أمره لا بأس بقبول هديته بعد، وقبله بطلبه سحت. (شامي ۶/۴۲۳ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱/۶/۱۴۱۱ھ

دفتر کے کام کے بدلہ لوگوں سے روپئے لے کر ملازمین کا آپس میں تقسیم کرنا؟

سوال (۹۹۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: دفتر میں کام کے بدلہ لوگوں سے جو روپئے لئے جاتے ہیں، اور ملازمین آپس میں تقسیم کرتے ہیں، اُس کا لینا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دفتر میں کام کے بدلہ لوگوں سے پیسے لینا اور اُس کو آپس میں تقسیم کر لینا یہ پیسہ بھی رشوت کا ہے، اُس کا لینا جائز نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۵/۴۰۴)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/۳/۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دفتر کے لئے خریداری پر دوکان دار کا کمیشن دینا؟

سوال (۹۹۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: دفتر کے لئے کوئی چیز خریدنے پر دوکان دار جو کمیشن دیتا ہے اُس کا لینا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دفتر کے لئے کوئی چیز خریدنے پر دوکان دار جو کمیشن دیتا ہے وہ دفتر کا حق ہے، اُس کو لینا جائز نہیں ہے۔

وكله بشراء عشرة أرطال لحم بدرهم لزم المؤكل منه عشرة بنصف درهم، قوله: ضعفه احترز عن الزيادة القليلة كعشرة أرطال ونصف؛ فإنها لازمة للآمر؛ لأنها تدخل بين الوزنين فلا يتحقق حصول الزيادة. (شامي ۸/۲۵۱ زكريا،

الهداية ۱۸۳/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/ ۳/ ۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دفتر سے کام کروانے پر اہل دفتر کو پیسہ دینا؟

سوال (۹۹۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: دوسرے دفتروں سے اپنا یا اپنے ساتھیوں کا کام کروانے کے لئے جو پیسے دئے جاتے ہیں، اُن کا دینا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دوسرے دفتروں میں کام کے بدلہ پیسہ دینا بھی رشوت ہے؛ لہٰذا دینا جائز نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۴۰۴/۵)

ہاں اگر اپنا جائز حق اِس طرح پیسہ دئے بغیر وصول نہیں ہو رہا ہے تو مجبوری کی حالت میں دیا جاسکتا ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ شیخ الاسلام ۱۲۲/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/ ۳/ ۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اپنے پیسے وصول کرنے کیلئے چیئرمین کو دستخط کرنے کیلئے رشوت دینا؟

سوال (۹۹۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: گورنمنٹ تعمیرات کے کام لوگوں کو سونپتی ہے اور لوگ اپنے مال سے کام کراتے ہیں، پھر بل بناتے ہیں، اور بل پاس ہونے کے لئے چیئرمین، سرپنچ وغیرہ کے دستخط ہونا ضروری ہے، اور وہ دستخط کرنے کے پیسے لیتے ہیں، اُن کو رقم دینا اور اُن کا لینا جائز ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اپنا حق وصول کرنے کے واسطے اگر مجبوراً رشوت دینی

پڑے تو اس کی گنجائش ہے؛ لیکن لینے والے کے لئے رشوت لینا کسی حالت میں حلال نہیں۔

دفع المال للسلطان الجائر لدفع الظلم عن نفسه وماله و لاستخراج حق له ليس برشوةٍ يعني في حق الدافع. (شامي ٦/٤٢٣ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۱/۴/۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

رشوت خور محکمہ کے مسلم ملازم کا رشوت لینا؟

سوال (۹۹۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید سرکاری ملازم ہے، ایک ایسی پوسٹ پر تقرر ہوا ہے کہ وہاں پر پہلے سے یہ طے شدہ بات ہے کہ ہر وہ شخص جو اس محکمہ میں اپنا کام کرانے آتا ہے، تو اُس کو دوسو روپئے دینے پڑتے ہیں، اِس کے بغیر اُس کو کام کرانے میں بڑی دشواریاں پیش آتی ہیں، اَب گویا وہاں کا اُصول بن گیا ہے، اور ہر شخص دوسو روپئے بخوشی جمع کرتا ہے اور اُس کا کام جلد ہی ہوجاتا ہے، یہ دوسو روپئے اوپر سے نیچے تک کے افسران میں تقسیم ہوتے ہیں، اور زید کے حصہ میں بھی دس روپئے پڑتے ہیں، زید اِن دس روپیوں کو لے کر کسی غریب کو دے دیتا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اول زید کا یہ دوسو روپئے لینا اور اُس کا تقسیم ہوکر زید کے حصہ میں آنا درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جس محکمہ میں رشوت کا لین دین ہو، اُس کے مسلم ملازم کو کسی بھی حال میں رشوت لینے کی اجازت نہیں، محض معمول بننے سے رشوت حلال نہیں ہوسکتی۔ نبی کریم علیہ السلام نے مطلقاً رشوت کے لین دین سے منع فرمایا ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۸/۹۷، ۷/۳۱۱)

عن عبد اللّٰه ابن عمرو رضي الله عنهما قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الراشي والمرتشي. (سنن أبي داؤد، كتاب الأقضية / باب في كراهية الرشوة ٢/٥٠٤ رقم: ٣٥٨٠ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي، أبواب الأحكام / باب ما جاء في الراشي

والمرتشي في الحكم ۲۴۸/۱ رقم: ۱۳۳۷، وهكذا في سنن ابن ماجة، كتاب الأحكام / باب التغليظ في الحيف والرشوة رقم: ۲۳۱۳ دار الفكر بيروت، صحيح ابن حبان رقم: ۵۰۵۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۶/۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

رشوت دے کر مدرسہ کو ملحق کرانا گناہ ہے

سوال (۱۰۰۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر رشوت دے کر مدرسہ کو حکومت سے ملحق کرالیا جائے، تو کیا انتظامیہ جو الحاق کرائے گی عند اللہ مجرم اور ماخوذ ہوگی؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مکمل ومدلل جواب مطلوب ہے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں منتظمین کو رشوت دینے کا یقیناً گناہ ہوگا؛ لیکن الحاق کے بعد جو تنخواہیں ملیں گی اُس کو حرام نہیں کہا جاسکتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۴/۱۳۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳/۲/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اِدارہ کو گورنمنٹ سے ملحق کرکے اِمداد لینے کیلئے رشوت لینا؟

سوال (۱۰۰۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مدرسہ جسے عوامی چندہ سے چلانے کی کوشش کی جارہی ہے؛ لیکن وہ مقروض رہتا ہے، مدرسہ کے تمام اَساتذہ اور انتظامیہ کمیٹی کے کچھ افراد اُسے گورنمنٹ سے ملحق کرکے مالی بحران سے اِدارہ کو بچانا چاہتے ہیں، جب کہ سرکاری الحاق کے لئے رشوت دینی پڑے گی، اور مدرسہ سرکاری تحویل میں چلا جائے گا، جو لوگ مدرسہ کو سرکار سے ملحق کرانا چاہتے ہیں، اُن کا کہنا ہے کہ ’’**الراشي والمرتشي كلاهما في النار**‘‘ کے باوجود یہ رشوت جائز ہے؛ کیوں کہ یہ ہمارا حق

ہے، اور حق کو حاصل کرنے کے لئے رشوت دینے کی شرعاً اجازت ہے، تو کیا اِدارہ کو گورنمنٹ سے ملحق کر کے اُس کی امداد لینے کے لئے رشوت دینا جائز ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مدرسہ کو گورنمنٹ کے ساتھ ملحق کرانے میں جب اِس بات کا خوف ہو کہ گورنمنٹ اور اُس کے ارکان امداد دینے کی بنا پر معاملات مدرسہ میں مداخلت کریں گے، جیسا کہ عامۃً ہوتا ہے، تو ایسی صورت میں گورنمنٹ سے امداد لینا مناسب نہیں، اور رشوت دے کر تو کسی حال میں درست نہ ہوگا۔ (مستفاد: امداد المفتیین ۱۰۱۸، فتاوی محمودیہ ۱۵۵/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

وقف بورڈ سے ملحق مدارس میں تقرر کے لئے روپیہ لینا؟

سوال (۱۰۰۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے یہاں جو مدارس پٹنہ بورڈ سے ملحق ہیں، اُس میں بحالی کے لئے ایک ڈیڑھ لاکھ روپئے وغیرہ لیتے ہیں، تب کسی کو بحال کرتے ہیں، یہ روپئے لینا اور دینا کیسا ہے؟ نیز جب اس مدرسہ میں رہیں گے تو اُن کی تنخواہ کے بارے میں کیا حکم لگے گا، جائز یا اس کا برعکس؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بورڈ سے ملحق مدارس میں تقرر کے لئے روپئے کا لین دین رشوت اور حرام ہے؛ لیکن اِس طریقہ پر اگر تقرر ہوجائے تو بعد میں جو تنخواہ ملے گی اُس کو حرام نہیں کہا جائے گا۔ (احسن الفتاویٰ ۱۹۸/۸)

عن عبد اللّٰہ ابن عمرو رضي اللّٰہ عنہما قال: لعن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الراشي والمرتشي. (سنن أبي داؤد، کتاب الأقضیۃ / باب في کراہیۃ الرشوۃ ۵۰۴/۲ رقم: ۳۵۸۰ دار الفکر بیروت، سنن الترمذي، أبواب الأحکام / باب ما جاء في الراشي والمرتشي في الحکم ۲۴۸/۱ رقم: ۱۳۳۷، وہکذا في سنن ابن ماجۃ، کتاب الأحکام / باب التغلیظ في

الحيف والرشوة رقم: ٢٣١٣ دار الفكر بيروت، صحيح ابن حبان رقم: ٥٠٥٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۲/۷/۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غلط کام کرنے پر ملازمین کا پیسہ دینا؟

سوال (۱۰۰۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرا لڑکا پولیس کے دفتر میں ہے، دوسرے ملازمین کی چھٹیاں وبھتے وغیرہ کی منظوری دلوانے میں اُس کا ہاتھ ہے، اِس کے علاوہ اور دیگر غلط کام اُن لوگوں سے کراتا ہے، اِس پر خوش ہوکر وہ ملازمین اُس کو پیسے دیتے ہیں، کیا اُس کے لئے یہ پیسے جائز ہیں یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غلط کام کرانے پر ملازمین جو روپیہ دیتے ہیں وہ بھی رشوت ہے، اگرچہ اُس کا نام کچھ بھی رکھا جائے، اِس لئے اُس کا لینا اور اپنے استعمال میں لانا درست نہیں ہے، اور کسی بھی حال میں غلط کام کرانا بھی سخت گناہ اور وبال کا باعث ہے۔

عن عبد اللّٰه ابن عمرو رضي اللّٰه عنهما قال: لعن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم الراشي والمرتشي. (سنن أبي داؤد، كتاب الأقضية / باب في كراهية الرشوة ٥٠٤/٢ رقم: ٣٥٨٠ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي، أبواب الأحكام / باب ما جاء في الراشي والمرتشي في الحكم ٢٤٨/١ رقم: ١٣٣٧، وهكذا في سنن ابن ماجة، كتاب الأحكام / باب التغليظ في الحيف والرشوة رقم: ٢٣١٣ دار الفكر بيروت، صحيح ابن حبان رقم: ٥٠٥٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۵/۹/۱۴۱۳ھ

سود کی رقم رشوت میں دینا؟

سوال (۱۰۰۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص سود کی رقم اگر رشوت میں دیتا ہے، تو کیا اُس کا یہ عمل صحیح ہے؟ اگر ہے تو کس حد تک؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سود کی رقم یا تو اصل مالک کو لوٹادی جائے یا پھر غریبوں میں تقسیم کردی جائے، اُسے رشوت میں دینا جائز نہیں ہے۔

لو مات الرجل وكسبه من بيع الباذق أو الظلم أو أخذ الرشوة، يتورع الورثة، ولا يأخذون منه شيئًا وهو أولىٰ بهم، ويردونها على أربابها إن عرفوهم، وإلا تصدقوا بها؛ لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء، فصل في البيع ٣٨٥/٦ كراچی، ٥٥٣/٩ زكريا، وكذا في المبسوط للسرخسي ١٧٢/١٢) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۷/۲/۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سود کی رقم رشوت میں دینا جائز نہیں

سوال (۱۰۰۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص سود کی رقم اگر رشوت میں دیتا ہے، تو کیا اُس کا یہ عمل صحیح ہے؟ اگر ہے تو کس حد تک؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سود کی رقم یا تو اصل مالک کو لوٹادی جائے یا پھر غریبوں میں تقسیم کردی جائے، اُسے رشوت میں دینا جائز نہیں ہے۔

لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء، فصل في البيع ٣٨٥/٦ كراچی، ٥٥٣/٩ زكريا، وكذا في المبسوط للسرخسي ١٧٢/١٢) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۷/۲/۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

رشوت کی رقم ظلمی ٹیکس میں دینا؟

سوال (۱۰۰۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا زید دس روپئے غریب کو نہ دے کر ایسی جگہ خرچ کرسکتا ہے جہاں اس کو مجبوراً رشوت دینا پڑتی ہے، یا ظلم ٹیکس وغیرہ میں دے سکتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: رشوت کی رقم کسی غریب کی یا ظلمی ٹیکس وغیرہ میں بھی دینا جائز نہیں ہے؛ بلکہ اُس کے اصل مالک کو لوٹانا ضروری ہے۔

إن أخذه من غير عقد لم يملكه، ويجب عليه أن يرده على مالكه إن وجد المالك. (بذل المجهود ١٤٧/١ مطبعة ندوة العلماء لكناؤ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۶/۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

◆

اَذکار اور دعائیں

نماز کے بعد بلند آواز سے درود شریف پڑھنا؟

سوال (۱۰۰۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: پانچوں نمازوں میں ﴿اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ﴾ الخ امام پڑھتا ہے، اور تمام لوگ بآواز بلند درود شریف پڑھتے ہیں، اور اگر اِمام اِس کو نہیں پڑھتا ہے، تو اس پر اعتراض تراشی کرتے ہیں، تو کیا اِس کا پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نفس درود شریف پڑھنا بلا شبہ باعثِ ثواب ہے؛ لیکن اُس میں یہ التزام کہ نماز کے بعد ہی ہو اور جو ایسا نہ کرے وہ قابلِ ملامت ٹھہرے، ناجائز ہے۔

(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱/۱۸۵)

اِس لئے صورتِ مسئولہ میں امام مسجد پر مذکورہ آیت اور درود شریف ہر نماز کے بعد پڑھنا لازم نہیں ہے؛ بلکہ یہ التزام قابل ترک ہے، لوگوں کو حکمت عملی سے سمجھانا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۵/ ۱۴۱۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

زوال کے وقت درود شریف وغیرہ پڑھنا؟

سوال (۱۰۰۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زوال کا وقت جو عموماً دوپہر بارہ اور ساڑھے بارہ بجے کے درمیان مانا جاتا ہے، اُس وقت درود شریف یا کوئی تسبیح پڑھنا یا دعا مانگنا درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زوال کے وقت درود شریف یا دیگر تسبیحات وغیرہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (طحطاوی علی الدر ۱/ ۱۸۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/ ۳/ ۱۴۲۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

”اللّٰهم اكفني شره بما شئت“ کیا یہ دعا ثابت ہے؟

سوال (۱۰۰۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک کتاب میں میں نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا اس طرح دیکھی: ”اللّٰهم اكفني شره بما شئت“ کیا یہ صحیح ہے؟ اگر یہ حدیث نہیں ہے تو اِس طرح اپنی ضرورت کے لئے دعا میں مانگ سکتا ہوں یا نہیں، اور کیا اِس دعا کے الفاظ صحیح ہیں یا یہ اِس طرح ہے: ”اللّٰهم اكفني عن شره بما شئت“؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ نے دعا کے جو الفاظ لکھے ہیں وہ تلاش کے باوجود نہیں ملے؛ البتہ یہ الفاظ ملتے ہیں:

اللّٰهم اكفني كل مهم من حيث شئت. (معارف الحديث ۵/ ۲۲۹) اِن الفاظ کو پڑھنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/ ۱/ ۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

چند مسنون دعائیں اور اُن کے مآخذ

سوال (۱۰۱۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اِس وقت ناکارہ حضرت والا کی خدمت میں چند دعائیں پیش کر رہا ہے، جن کی اصل مآخذ

ومراجع کی ناکارہ کو ضرورت ہے، اُمید کہ تحریر فرمادیں گے:

(۱) کھانا کھانے کے بعد کی دعا: **الحمد للّٰہ الذي أطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین۔**

(۲) دودھ پینے کی دعا: **اللّٰھم بارک لنا فیه وزدنا منه۔**

(۳) دودھ کے علاوہ کچھ اور پینے کی دعا: **الحمد للّٰہ الذي سقاني عذبا برحمته ولم یجعله ملحًا أجاجًا بذنوبنا۔**

(۴) عیادت کے وقت کی دعا: **أسأل اللّٰہ العظیم رب العرش العظیم أن یشفیک۔**

(۵) تعزیت کے وقت کی دعا: **أعظم اللّٰہ أجرک وأحسن غراءک وغفر لمیتک**

(۶) کسی مصیبت زدہ کو دیکھے تو کہے: **الحمد للّٰہ الذي عافاني مما ابتلاک به، وفضلني علی کثیر من خلق تفضلاً۔**

(۷) نومولود کی مبارک بادی پر کہے: **بارک اللّٰہ لک في الموھوب لک وشکرت الواھب وبلغ أشدہ ورزقت برہ۔**

(۸) مخاطب جواب میں کہے: **بارک اللّٰہ وبارک علیک وجزاک اللّٰہ خیرًا ورزقک اللّٰہ مثله وأجزل ثوابک۔**

اُمید کہ حدیث کی کتابوں سے اصل بتلاکر باب وغیرہ کی بھی نشان دہی فرمائیں گے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حسبِ طلب اَدعیہ مسئولہ عنہا کے حوالہ جات اور الفاظ درج ذیل ہیں:

(۱) **الحمد للّٰہ الذي أطعمنا وسقانا وجعلنا مسلمین.** (سنن الترمذي، أبواب الدعوات / باب ما یقول إذا فرغ من الطعام ۲/ ۱۸۴، سنن أبي داؤد / باب ما یقول إذا أکل طعاماً ۲/ ۵۳۸)

اِس میں ”من المسلمین“ ثابت نہیں ہے؛ بلکہ صرف ”مسلمین“ ثابت ہے،

صاحبِ مشکوٰۃ سے نقل میں مسامحت ہوگئی ہے۔

(۲) اللّٰهم بارک لنا فيه وزدنا منه. (سنن الترمذي، أبواب الدعوات / باب ما يقول إذا أكل طعامًا ١٨٣/٢، سنن أبي داؤد / باب ما يقول إذا أكل طعامًا ٥٣٨/٢)

(۳) الحمد للّٰه الذي سقاني عذبًا برحمته ولم يجعله ملحًا أجاجًا بذنوبنا. (شعب الإيمان للبيهقي ١١٥/٤ رقم: ٤٤٧٩)

(٤) أسأل اللّٰه العظيم رب العرش العظيم أن يشفيک. (سنن الترمذي، أبواب الطب / باب ما جاء في العسل ٢٨/٢، سنن أبي داؤد / باب الدعاء للمريض عند العيادة ٤٤٢/٢)

(٥) أعظم اللّٰه أجرک وأحسن غراءک وغفر لميتک. (الأذكار للنووي / باب التعزية ٨٩ قديم)

(٦) الحمد للّٰه الذي عافاني مما ابتلاک به، وفضّلني على كثيرٍ ممن خلق تفضلاً. (سنن الترمذي، أبواب الدعوات / باب ما يقول إذا رأى مبتلىً ١٨١/٢)

(٧) بارک اللّٰه لک في الموهوب لک وشكرت الواهب وبلغ أشده ورزقت بره. (الأذكار للنووي / باب استحباب التهنئة وجواب المهنأ ١٦٩ قديم)

(٨) بارک اللّٰه وبارک عليک وجزاک اللّٰه خيرًا، ورزقک اللّٰه مثله وأجزل ثوابک. (الأذكار للنووي / باب استحباب التهنئة وجواب المهنأ ١٦٩ قديم) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۱/۱۰/۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

درج ذیل دعا کے صحیح الفاظ کیا ہیں؟

سوال (۱۰۱۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ماہنامہ ندائے شاہی جنوری ۲۰۰۷ء کے صفحہ: ۲۶ پر یہ دعا چھپی ہے:

اللّٰهم اغفر لعائشة بنت أبي بكر مغفرةً ظاهرةً لا يغادر ذنبًا، ولا تكب

بعدها خطيئةً ولا إثمًا.

ازراہِ کرم اِس دعا کے صحیح الفاظ جوابی کارڈ میں نقل فرماکر ممنون فرمائیں، بندہ چوں کہ غیر عالم ہے؛ لہٰذا دعا پر اعراب بھی لگوادیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ دعا کے صحیح الفاظ درج ذیل ہیں:

اللّٰهم اغفر لعائشة بنت أبي بكر مغفرةً ظاهرةً وباطنةً ولا تكتسب بعدها خطيئةً ولا إثمًا.

یہ روایت مذکورہ مضمون کے علاوہ مسند الفردوس للدیلمی میں بھی موجود ہے، جس میں معمولی طور پر الفاظ کا فرق ہے، وہ ذیل میں نقل ہے:

اللّٰهم اغفر لعائشة بنت أبي بكر مغفرةً ظاهرةً لا يغادر دنسًا، ولا تكتسب بها إثمًا. (مسند الفردوس ۱/۴۹۸ رقم: ۲۰۳۲)

نیز اِس کے اولین الفاظ مجمع الزوائد اور طبرانی وغیرہ میں بھی منقول ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۳/۷/۱۴۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اپنی زندگی اپنے شیخ کو ہبہ کرنے کی دعا

سوال (۱۰۱۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص نے یوں دعا کی: اے اللہ! میں اپنی زندگی جو باقی رہ گئی ہے آپ کے مقبول ونیک بندہ اپنے شیخ کے لئے ہبہ کرتا ہوں، آپ اُن کی زندگی میں برکت دے دیجئے اور مجھے بلا لیجئے، اور اُس کو اِس دعا کا خیال شیخ سے تعلق اور اُس حدیث پاک کی وجہ سے ہوا جو ترمذی شریف میں ہے کہ ”حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی زندگی کا کچھ حصہ غالباً چالیس سال حضرت داؤد علیہ السلام کو ہبہ کیا تھا، اور اللہ تعالیٰ نے اُس دعا کو قبول فرمالیا تھا“۔ نیز اَحادیثِ شریفہ میں فداک روحی یا فداک

ابی وامی وغیرہ کلمات میں معنی دعا مراد ہیں یا نہیں؟ اگر ایسی دعا کرنی جائز نہیں ہے تو حدیث ترمذی کی روشنی میں دعا کا مضمون بتلا دیا جائے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہر شخص کی عمر اُس کی پیدائش سے پہلے ہی عند اللہ طے شدہ ہے، اُس میں کمی بیشی نہیں ہوسکتی؛ لہٰذا یہ دعا کہ میری عمر فلاں کو دے دی جائے، حقیقت کے اعتبار سے محض بے معنی ہے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کی طرف سے حضرت داؤد علیہ السلام کو اپنی عمر کا بعض حصہ ہبہ کرنے کی توجیہ یہ ہوسکتی ہے کہ یہ تقدیر معلق کے طور پر اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سے طے کر رکھا ہوگا کہ حضرت آدم علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے عمر کے اِضافہ کی جو دعا فرمائیں گے اُسے قبول کرلیا جائے گا، بہرحال وہ واقعہ ہمارے لئے حجت نہیں بن سکتا ہے، اور رہ گئیں وہ اَحادیث جس میں فداک ابی وامی جیسے الفاظ ہیں، اُن میں اِس کے ظاہری معنی مراد نہیں؛ بلکہ لازمی معنی مراد ہیں، یعنی اپنی رضامندی اور کامل عقیدت ومحبت کا اظہار رہے، اِس سے زندگی کے ہبہ کرنے کی دعا پر استدلال نہیں کیا جاسکتا، اِس طرح کی دعا کے بے فائدہ ہونے کا ثبوت اِس سے بھی ہوتا ہے کہ امیر المؤمنین سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پیغمبر علیہ السلام کی وفات پر انتہائی اثر انگیز اور المناک تاثرات ظاہر فرمائے، اُن میں ایک جملہ یہ بھی تھا: ’’**ولو أن موتک کان اختیارًا لجدنا لموتک بالنفوس**‘‘ (الروض الأنف / موقف أبي بکر بعد وفاة الرسول ﷺ ٤٤٥/٤) یعنی آپ کی موت اگر اختیاری ہوتی تو ہم آپ کی وفات کے بدلہ کتنی جانیں لٹا دیتے۔

تو معلوم ہوا کہ ہر شخص کی موت اٹل ہے اور اس غیر اختیاری معاملہ میں کسی کو دخل دینے کا حق نہیں ہے، اگر دعا ہی دینی ہے تو نفس برکت کی دعا پر اکتفاء کرے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ﴾ [یونس، جزء آیت: ٤٩] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۳/۶/۱۴۲۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حصولِ معاش کے لئے وظیفہ

سوال (۱۰۱۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حصولِ معاش اور خیر وبرکت کے لئے کوئی ایسی دعا بتلایئے جو سریع التاثیر ہو؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ’’حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ‘‘ روزانہ پانچ سومرتبہ پڑھتے رہیں، ہر نماز کے بعد بیالیس مرتبہ ’’یاوہاب‘‘ پڑھ کر دعا کریں، نیز روزانہ سونے سے قبل یا مغرب کے بعد سورۂ واقعہ ضرور پڑھا کریں۔ (دینی مسائل اور اُن کا حل ۱۳۱)

عن ابن مسعود رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من قرأ سورة الواقعة في كل ليلة لم تصبه فاقة أبدًا، وكان ابن مسعود يأمر بناته يقرأن بها في كل ليلةٍ. (مشكاة المصابيح ۱۸۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۲/۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عشاء کے بعد تیرہ ہزار والی تسبیح زور زور سے ذکر کرنا؟

سوال (۱۰۱۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے یہاں مسجدوں میں عشاء کی نماز کے بعد دروازہ، لائٹ بند کرکے زور زور سے تیرہ ہزار والی تسبیح پڑھتے ہیں، اُس کے بعد دعا ہوتی ہے، کیا اِس طرح زور زور سے مسجد میں تسبیح پڑھنے کی شریعت میں اِجازت ہے یا نہیں؟ اگر اجازت ہے تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی نکیر کا کیا مقصد تھا؟ واضح فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر تزکیۂ قلب اور دلوں سے غفلت دور کرنے کے لئے ذکر بالجہر کیا جائے، تو شرعاً اِس کی اجازت ہے؛ لیکن اِس کا خیال رکھنا چاہئے کہ اُس سے دیگر

عبادت کرنے والوں کی عبادت میں خلل نہ پڑے اور نہ اس کا اِس قدر التزام کیا جائے کہ لوگ دیگر اَعمالِ مسنونہ چھوڑ کر اُسی طریقہ کو دین سمجھنے لگیں، اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی نکیر کرنے کا مقصد بھی یہی تھا کہ لوگ دین میں حد سے تجاوز نہ کریں۔

وقد شبه الإمام الغزالي ذكر الإنسان وحده وذكر الجماعة بأذان المنفرد وأذان الجماعة، قال: فكما أن أصوات المؤذنين جماعة تقطع جرم الهواء أكثر من صوت المؤذن الواحد، كذلك ذكر الجماعة على قلب واحد أكثر تأثيرًا في رفع الحجب الكثيفة من ذكر شخصٍ واحدٍ. (شامي ٩/٥٧١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۶/۳۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بعد نماز ظہر ختم یٰسین کا اہتمام کرنا؟

سوال (۱۰۱۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مثال کے طور پر ظہر کی نماز سے فارغ ہوکر سورۂ یٰسین شریف کی تلاوت کر کے مجموعی طور پر دعاء کرنا روزانہ متعین کر کے کیسا ہے؟ مدلل اور مفصل جواب دیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں سورۂ یٰسین شریف پڑھنا اور دعا کرنا جائز ہے؛ لیکن اُسے فرض یا واجب کے درجہ میں سمجھنا، ضرورت سے زیادہ اہتمام کرنا اور شریک نہ ہونے والوں پر نکیر کرنا التزام مالا یلزم کی وجہ سے ممنوع ہے۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۴/۵۶۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۳/۴/۱۴۱۲ھ

روزانہ ۴۱ مرتبہ یٰسین شریف کا ختم کرنا؟

سوال (۱۰۱۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ہماری مسجد میں بعد نماز عشاء روزانہ سورۂ یٰسین شریف کا ۴۱؍مرتبہ ختم ہورہا تھا، پڑھنے والوں کی تعداد میں کمی کے باعث ۲۱؍مرتبہ پڑھا جانے لگا، اَب ماہِ رمضان میں بعد نماز فجر ۱۱؍مرتبہ پڑھا جاتا ہے، حالاں کہ جو کچھ پڑھا جاتا ہے وہ ذاتی مفاد کے لئے نہیں؛ بلکہ صرف اہل محلّہ کے لئے مصائب اور برے حالات سے بچانے کے لئے پڑھا جارہا ہے، اِس پر کچھ لوگوں کو اعتراض ہے، اُن کا کہنا یہ ہے کہ اگر اِس کو چھوڑ دیا گیا اور ۴۱؍مرتبہ روزانہ نہیں پڑھا گیا، تو پڑھنے والے سب پاگل ہوجائیں گے۔ مسئلہ یہ ہے کہ سورۂ یٰسین شریف کا اِس طرح پڑھنا کیسا ہے؟ تعداد میں اگر کسی وجہ سے کمی کردی جائے تو کیا کوئی فرق ہوگا یا اُس کے اثرات کچھ تبدیل ہوجائیں گے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سورۂ یٰسین شریف پڑھنے کے بکثرت فضائل روایات میں وارد ہوئے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے رات میں سورۂ یٰسین شریف پڑھے اُس کے گناہ معاف کردئے جاتے ہیں۔

نیز آپ نے ارشاد فرمایا کہ ’’یٰسین شریف قرآنِ کریم کا دل ہے جو اُسے ایک دفعہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اُسے دس مرتبہ قرآن کریم پڑھنے کا ثواب مرحمت فرمائیں گے‘‘۔ (الترغیب والترہیب مکمل ۳۶۴ رقم: ۲۴۷۴)

لہٰذا شرعاً اِس میں کسی عدد کی تخصیص نہیں ہے، جتنی مرتبہ بسہولت پڑھ سکے پڑھ لی جائے، اور کسی شخص کا یہ کہنا کہ اُسے اگر ۴۱؍مرتبہ نہ پڑھا گیا، تو پڑھنے والے پاگل ہوجائیں گے، قطعاً بے اصل اور بے دلیل ہے، شریعت میں ایسے واہیات خیالات کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۶/۹/۱۴۱۳ھ

فجر بعد اجتماعی طور پر سورۂ یٰسین اور بعد عشاء سورۂ واقعہ پڑھنا؟

سوال (۱۰۱۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: فجر کی نماز کے بعد اجتماعی طور پر سورۂ یٰسین پڑھنا اور عشاء کی نماز کے بعد سورۂ واقعہ پڑھنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ دونوں اَعمال کا اِس قدر التزام کہ اُس کے تارک پر نکیر کی جائے اور سب کو اِس کام پر مجبور کیا جائے صحیح نہیں ہے، ویسے بلا جبر معمول ہو اور نہ پڑھنے والے پر کوئی نکیر نہ ہو، تو اِس کی گنجائش ہے، کبھی کبھی اس معمول کو چھوڑ دینا چاہئے؛ تاکہ عوام کو پتہ چل جائے کہ یہ ضروری نہیں ہے۔

فلو ترک أمثال هٰذه الصلوات تارک لیعلم الناس أنه لیس من الشعار فحسن. (شامي ٤٩/٢ كراچی، ٥٠١/٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۳/۹/۱۶ھ

حق لا الٰہ الا اللہ پڑھنا کیسا ہے؟

سوال (۱۰۱۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حق لا الٰہ الا اللہ پڑھنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ”حق لا الٰہ الا اللہ“ پڑھنا درست ہے؛ لیکن اِس کے ساتھ ”محمد رسول اللہ“ کو ملانا چاہئے؛ اِس لئے کہ یہ دونوں جملے اسلام کا ایک رکن ہیں۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۴۰۲/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۷/۴/۱۷ ۱۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نافرمان اَولاد کو فرماں بردار بنانے کا وظیفہ

سوال (۱۰۱۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: میرا ایک لڑکا ہے وہ بہت پریشان کرتا ہے نہ تو پڑھنے جاتا ہے، اور نہ کام وغیرہ میں دل لگاتا ہے، میں اُس سے بہت پریشان ہوں، آپ سے درخواست ہے کوئی وظیفہ وغیرہ بتادیں، جس سے اللہ تعالیٰ اُس کو شفاء عطا فرمادے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سورۂ والضحیٰ سات مرتبہ چینی پر پڑھ کر اُسے پلائیں۔
فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۰؍۴؍۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عمل کے دوران اللہ کا ذکر کرنا؟

سوال (۱۰۲۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی عمل کے دوران اگر ذکر اللہ کیا جاتا ہے تو عمل مقدم ہوجاتا ہے، کیا یہ طریقہ جائز ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تنقیح: ذکر اللہ ہر حالت میں اَفضل ہے؛ لیکن آپ اپنے سوال میں کس طرح کا ذکر کو پوچھنا چاہتے ہیں؟ اُس کی وضاحت فرمائیں؛ تاکہ جواب دینے میں سہولت ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۷؍۱۱؍۱۴۳۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بند کمرے میں غسل کے دوران ذکر کرنا؟

سوال (۱۰۲۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل زیادہ تر مکان بنوانے میں استنجاء خانہ وغسل خانہ ایک ہی کمرہ میں بنوادیتے ہیں، ایسی صورت میں درج ذیل سوالات کے جوابات مطلوب ہیں:

(۱) ایک ہی کمرہ میں غسل خانہ اور استنجاء خانہ بنا ہوا ہے، بند کمرہ میں غسل کرنے کے دوران وضو بھی کرتا ہے برہنہ بھی ہیں، ایسی صورت میں زبان بند رکھیں یا کچھ الفاظ ادا کر سکتے ہیں؟

(۲) غسل خانہ میں طہارت خانہ بھی ہے، مگر کمرہ کا دروازہ کھلا ہے، تہبند بھی پہنے ہیں، ستر ڈھکا ہے، ایسی صورت میں وضو کی حالت میں یا فارغ ہو کر دعا کے الفاظ ادا کر سکتا ہوں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بند کمرہ میں غسل کے دوران زبان سے ذکر کرنا منع ہے۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ ۸/۷۷ امیرٹھ)

ویستحب أن لا یتکلم بکلام معه، ولو دعا؛ لأنه في مصب الأقذار.

(طحطاوي على المراقي ١٠٦ المكتبة الأشرفية ديوبند)

طہارت خانہ سے ہٹ کر وضو کی جگہ میں وضو کرتے ہوئے یا فارغ ہو کر دعائیہ الفاظ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (مستفاد: کتاب الفتاویٰ ۲/۴۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۸/۶/۲۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جماع کے وقت کی دعا میں اضافہ کرنا؟

سوال (۱۰۲۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا بوقت جماع جو شیطان سے بچنے کی دعا کی جاتی ہے تو اس کو مزید مؤمنین ومؤمنات کی فلاح ومغفرت تک کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس وقت اور کوئی دعا احادیث سے ثابت نہیں ہے، اس لئے کہ جو مسنون دعا ہے بس اسی پر اکتفاء کرنا چاہئے۔ (کتاب الدعاء ۲-۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۷/۹/۲۹ھ

سوتے وقت کے عملیات

سوال (۱۰۲۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ندائے شاہی کے ایک شمارہ میں ایک مضمون نظر سے گذرا، جس میں واضح کیا گیا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کے اعتبار سے رات کو سوتے وقت کے کچھ عملیات کی فضیلت جو اکثر مساجد میں اشتہار کی شکل میں آویزاں نظر آئی ہیں وہ معتبر نہیں ہیں۔ اِس بارے میں عرض یہ ہے کہ احقر کا عمل اُن عملیات کے ورد کا کچھ برسوں سے رہا ہے، کیا آپ کے رسالہ میں شائع شدہ مضمون کے مطابق (جو یقیناً حقائق پر مبنی ہے) میں وہ عمل ترک کردوں؟ جب کہ اُن میں سے کچھ عملیات کے بارے میں پڑھا ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول رہا ہے، جواب سے مطلع فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: رات کے سوتے وقت کے عملیات کے متعلق روایت بے اصل ہے، اِس کا مطلب یہ ہے کہ اِس خاص وقت میں مذکورہ اَعمال کا جو ثواب بیان کیا گیا ہے اُس کا شرعاً کوئی ثبوت نہیں ہے؛ لہٰذا اِس عقیدے کے ساتھ سوتے وقت مذکورہ اَعمال کو بجالانا جائز نہیں؛ البتہ اُس میں تین مرتبہ قل ہو اللہ پڑھنے پر جو پورے قرآن کا ثواب بتایا گیا ہے، اُس کی کچھ تائید ایک دوسری صحیح حدیث سے ہوتی ہے، جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ''قل ہو اللہ احد'' پڑھنے کو تہائی قرآن بتایا ہے۔ بہر حال اِن اَذکار کا پڑھنا ممنوع نہیں؛ بلکہ اُن پر بیان کردہ ثواب کا عقیدہ رکھنا ممنوع ہے، آپ اگر اُن اذکار کو جاری رکھنا چاہتے ہیں تو مذکورہ عقیدے کے بغیر جاری رکھ سکتے ہیں، پھر بھی بہتر یہ ہے کہ وقت اور تعداد اَذکار میں آپ تبدیلی کردیں؛ تاکہ کوئی اشکال نہ رہے۔

عن أبي الدرداء رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: أيعجز أحدكم أن يقرأ في ليلةٍ ثلث القرآن؟ قالوا: وكيف يقرأ ثلث القرآن؟ قال: ﴿قُلْ

هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ تعدل ثلث القرآن. (صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین وقصرها / باب فضل قراءة قل هو الله احد ٢٧١/١ رقم: ٨١١ بیت الأفکار الدولیة، صحیح البخاري ٧٥٠/٢) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۵/۱۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سونے کے وقت کے معمولات

سوال (۱۰۲۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اَحادیثِ شریفہ میں سوتے وقت پڑھنے کی کیا کیا دعائیں وارد ہوئی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوتے وقت کے معمولات کیا تھے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: احادیثِ شریفہ میں سوتے وقت درج ذیل دعائیں پڑھنا ثابت ہے:

١:- **باسمک ربي وضعتُ جنبي وبک أرفعه، فإن أمسكتَ نفسي فارحمها، وإن أرسلتَها فاحفظها بما تحفظ به عباد الصالحین.** (صحیح البخاري ٩٣٥/٢ رقم: ١٢٦١ دار الفکر بیروت)

٢:- **اللّٰهم أنت خلقت نفسي وأنت توفّاها، لک مماتها ومحیاها، إن احییتها فاحفظها (بما تحفظ به عبادک الصالحین) وإن أمتّها فاغفرلها (وارحمها) اللّٰهم إني أسألک العافیة.** (صحیح مسلم ٣٤٩/٢ رقم: ٢٠٨٣ بیت الأفکار الدولیة)

٣:- **باسمک اللّٰهم أموت وأحیاء.** (صحیح البخاري ٩٣٤/٢ رقم: ١١٣١)

٤:- **اللّٰهم رب السمٰوات ورب الأرض، ورب العرش العظیم، ربنا ورب کل شيء، فالق الحب والنوٰی، ومنزل التوراة والإنجیل والفرقان، أعوذ بک من شر کل شيءٍ أنت اٰخذ بناصیته، اللّٰهم أنت الأول فلیس قبلک شيء،**

وأن الآخر فليس بعدک شيء، وأنت الظاهر فليس فوقک شيء، وأنت الباطن فليس دونک شيء، اقض عنا الدين وأغننا من الفقر. (صحيح مسلم، کتاب الذکر والدعاء / الدعاء عند النوم ٣٤٨/٢ رقم: ٢٧١٣ بيت الأفکار الدولية)

٥:- **الحمد لله الذي أطعمنا وسقانا وکفانا وآوانا، فکم ممن لا کافي له ولا مؤويَ.** (صحيح مسلم ٣٤٩/٢ رقم: ٢٠٨٤ بيت الأفکار الدولية)

٦:- **اللّٰهم فاطر السمٰوات والأرض، عالم الغيب والشهادة، رب کل شيء ومليکه، أشهد أن لا إلٰه إلا أنت (وحدک لا شريک لک) أعوذ بک من شر نفسي، ومن شر الشيطان وشَرَکِهٖ، وأن أقترف على نفسي سوءًا أو أجُرَّه إلى مسلم.** (سنن أبي داؤد ٦٩٣/٢ رقم: ٣١٧٤ دار الفکر بيروت)

٧:- **اللّٰهم أسلمت نفسي إليک، وفوضت أمري إليک، ووجهت وجهي إليک، وألجأت ظهري إليک، رغبةً ورهبةً إليک، لا ملجأ ولا منجأ منک إلا إليک، آمنت بکتابک الذي أنزلت، وبنبيِّک الذي أرسلت.** (صحيح البخاري رقم: ١١٣١ دار الفکر بيروت)

٨:- **اللّٰهم قني عذابک يوم تبعثُ عبادک.** (سنن أبي داؤد، کتاب الأدب / باب ما يقول عند النوم ٦٨٨/٢ رقم: ٥٠٤٥ دار الفکر بيروت)

٩:- **تسبیحات فاطمہ (۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ، ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر)**

(مشکاة المصابيح / باب ما يقول عند الصباح ٢٠٩/١)

١٠:- **استغفر اللّٰه الذي لا إلٰه إلا هو الحي القيوم وأتوب إليه.** (تین مرتبہ)

(سنن الترمذي، أبواب الدعوات / باب ما جاء في الدعاء إذا أوىٰ إلى فراشه ١٧٧/٢ رقم: ٣٣٩٧)

١١:- **لا إلٰه إلا اللّٰه وحده لا شريک له، له الملک وله الحمد، وهو على کل شيءٍ قدير، ولا حول ولا قوة إلا باللّٰه، سبحان اللّٰه وبحمده، لا إلٰه إلا اللّٰه واللّٰه أکبر.** (عمل اليوم الليلة للنسائي ٤٧١/١ رقم: ٨١١)

۱۲:- **اللّٰهم اغفرلي واخسأ شيطاني، وفكّ رهاني، وثقّل ميزاني، واجعلني في الندى الأعلىٰ.** (المستدرك على الصحيحين للحاكم / كتاب الدعاء ۷۲٤/۱ رقم: ۱۹۸۲)

اِن کے علاوہ آیۃ الکرسی، سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں اور سورہ کافرون پڑھنا بھی ثابت ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ علیہ السلام سوتے وقت سورۂ اخلاص اور معوذتین پڑھ کر دونوں ہتھیلیوں پر دم کر کے پورے جسم پر پھیرتے تھے۔ اور بعض روایات میں سورۂ الم سجدہ، سورۂ ملک، سورۂ بنی اسرائیل، سورۂ زمر اور مسبحات (سورۂ حدید، سورۂ حشر، سورۂ تغابن، سورۂ جمعہ اور سورۂ اعلیٰ) پڑھ کر سونا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

عن جابر رضي اللّٰه عنه قال: كان النبي صلى اللّٰه عليه وسلم لا ينام حتى يقرأ: تنزيل السجدة، وتبارك.

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: كان النبي صلى اللّٰه عليه وسلم لا ينام حتى يقرأ: الزمر وبني إسرائيل. (سنن الترمذي، أبواب الدعوات / باب ما جاء في من يقرأ من القران عند المنام ۱۷۷/۲-۱۷۸ رقم: ۳٤۰٤-۳٤۰۵)

عن العرباض بن سارية رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كان يقرأ المسبحات قبل أن يرقد. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب ما يقول عند النوم ۶۸۹/۲ ۶۸۹/۲ رقم: ۵۰۵۷ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سوتے سوتے ڈر جائے تو کیا دعا پڑھے؟

سوال (۱۰۲۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کوئی شخص سوتے سوتے ڈر جائے، تو گھبراہٹ اور خوف دور کرنے کے لئے کیا دعا پڑھے؟ نیز اگر بچہ ڈر جائے تو کیا کیا جائے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی سوتے ہوئے گھبرا جائے یا ڈر جائے، تو ”أعوذ بکلمات اللّٰہ التامات من غضبہ وعقابہ وشرِّ عبادہ ومن ہمزات الشیاطین وأن یحضرون“ پڑھ لیا کرے، جو کچھ اُس نے دیکھا ہے وہ اُسے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا، اور اگر بچہ ڈر جائے تو یہی کلمات لکھ کر اُس کے گلے میں ڈال دیں، انشاء اللہ بچہ کا خوف جاتا رہے گا۔

عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده رضي اللّٰه عنهما أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: إذا فزع أحدکم في النوم فلیقل: أعوذ بکلمات اللّٰه التامات من غضبه وعقابه وشر عباده، ومن همزات الشیاطین وأن یحضرون، فإنها لن تضره، قال: فکان عبد اللّٰه بن عمرو: یُعلِّمُها من بلغ من ولدهٖ، ومن لم یبلغ منهم کتبها في صکٍّ، ثم علَّقها في عنقه. (سنن الترمذي / باب دعاء الفزع في النوم ١٩٢/٢ رقم: ٣٥٢٨، سنن أبي داؤد، کتاب الطب / باب کیف الرقیٰ ٥٤٣/٢ رقم: ٣٨٩٣، السنن الکبریٰ للإمام النسائي / باب ما یقول من یفزع في منامه رقم: ١٠٦٠١، المسند للإمام أحمد بن حنبل ١٨١/٢) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اگر نیند نہ آئے تو کیا دعا پڑھے؟

سوال (۱۰۲۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بسا اوقات دیر رات تک لیٹے لیٹے تھک جاتے ہیں؛ لیکن نیند نہیں آتی، تو ایسے موقع پر کیا دعا اور عمل کرنا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نیند نہ آنے پر درج ذیل دعا پڑھنا حدیث سے ثابت

ہے، حضرت خالد بن ولید مخزومی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ یا رسول اللہ! مجھے رات کو نیند نہیں آتی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''جب تم بستر پر لیٹا کرو تو یہ دعا پڑھ لیا کرو: ''اللّٰهم رب السمٰوات السبع وما أظلت، ورب الأرضين وما أقلت، ورب الشياطين وما أضلت، كن لي جارًا من شر خلقك كلهم جميعًا أن يفرط علي أحد منهم أو أن يبغيَ، عز جارُك، وجل ثناءُكَ، ولا إلٰه غيرك، ولا إلٰه إلا أنت''. (سنن الترمذي، أبواب الدعوات / باب ۱۹۲/۲ رقم: ۳۵۲۳) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۵/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اگر رات میں نیند ٹوٹ جائے تو کیا پڑھے؟

سوال (۱۰۲۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر سوتے سوتے درمیان میں آنکھ کھل جائے تو کیا پڑھے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: جب رات میں سوتے سوتے نید ٹوٹ جائے تو درج ذیل دعائیں پڑھنا حدیث سے ثابت ہے:

لا إلٰه إلا اللّٰه وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد وهو على كلِّ شيءٍ قدير. وسبحان اللّٰه ولا إلٰه إلا اللّٰه واللّٰه أكبر ولا حول ولا قوة إلا باللّٰه.

(كتاب الدعاء ۱۱۵٤/۲، سنن أبي داؤد / باب ما يقول الرجل إذا تعارّ من الليل ۶۸۹/۲)

اللّٰهم غارت النجوم وهدأت العيون، وأنت حي قيوم لا تأخذك سنة ولا نومٌ، يا حي يا قيوم! أهدِئْ ليلي وأنِم عيني. (الأذكار للإمام النووي ۱۱۲/۱ نزار مصطفىٰ مكة المكرمة، عمل اليوم والليلة لإبن السني ٤۱۳ رقم: ۷٤۹ مكتبة دار الزمان المدينة المنورة) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۵/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کروٹ لیتے وقت کیا پڑھے؟

سوال (۱۰۲۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سوتے وقت جب دائیں بائیں کروٹ لے، تو کیا دعا پڑھنی چاہیے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک حدیث میں ہے کہ بندہ سوتے ہوئے کروٹ لے اور یہ دعا پڑھے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ میرے بندے کو دیکھو، اِس وقت بھی مجھے نہیں بھولا، تم گواہ رہو، میں نے اُس کی مغفرت کردی۔

عن أنس رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: إذا نام العبد علی فراشه أو علیٰ مضجعه من الأرض التي هو فیها، فانقلب في لیلته علی جنبه الأیمن أو جنبه الأیسر، ثم قال: أشهد أن لا إلٰه إلا اللّٰه وحده لا شریک له، لهُ الملک وله الحمد یحیي ویمیت وهو حيٌّ لا یموت بیده الخیر وهو علی کل شيءٍ قدیرٌ. یقول اللّٰه عزوجل لملائکته: أنظروا إلی عبدي هٰذا لم ینسني في هٰذا الوقت، أشهدکم أني قد رحمته وغفرت له ذنوبه. (عمل الیوم اللیلة لابن السني ص: ٤١٦ رقم: ٧٥٥ مکتبة دار الزمان المدینة المنورة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۰؍۷؍۱۴۳۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سوکر اُٹھنے کی دعائیں؟

سوال (۱۰۲۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جب سوکر اٹھیں تو کونسی دعا پڑھنی چاہیے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوکر اُٹھنے کے بعد اَحادیثِ شریفہ میں بہت سی

دعائیں پڑھنا منقول ہیں، چند دعائیں ذیل میں لکھی جاتی ہیں، اُن میں سے جو دعا بھی آسان ہو، اس کو معمول بنالیا جائے۔

عن حذیفة بن الیمان رضي اللّٰه عنه قال: کان النبي صلی اللّٰه علیه وسلم إذا قام قال: الحمد للّٰه الذي أحیانا بعد ما أماتنا وإلیه النشور. (صحیح البخاري، کتاب الدعوات / باب ما یقول إذا نام ٩٣٤/٢ رقم: ٦٣١٢ دار الفکر بیروت)

لا إلٰه إلا اللّٰه وحده لا شریک له، له الملک وله الحمد، وهو علی کل شيء قدیر، سبحان اللّٰه والحمد للّٰه ولا إله إلا اللّٰه واللّٰه أکبر، ولا حول ولا قوة إلا باللّٰه العلي العظیم ثم دعا رب اغفر لي غفرلهٗ. (حصین المسلم، بحوالة: سنن ابن ماجة ٣٣٥/٢)

الحمد للّٰه الذي عافاني في جسدي، ورد علي روحي، وأذن بذکره.

(حصن المسلم، بحواله: سنن الترمذي ٤٧٧/٥)

لا إلٰه إلا اللّٰه وحده، لا شریک له، له الملک وله الحمد وهو علیٰ کل شيءٍ قدیر. سبحان اللّٰه والحمد للّٰه ولا إله إلا اللّٰه واللّٰه أکبر، ولا حول ولا قوة إلا باللّٰه. (سنن أبي داؤد، کتاب الأدب / باب ما یقول الرجل إذا تعار من اللیل ٦٨٩/٢ رقم: ٥٠٦٠)

لا إلٰه إلا أنت سبحانک، اللّٰهم استغفرک لذنبي، وأسألک رحمتک، اللّٰهم زدني علمًا، ولا تُزغ قلبي بعد إذ هدیتني، وهب لي من لدنک رحمةً، إنک أنت الوهاب. (سنن أبي داؤد، کتاب الأدب / باب ما یقول الرجل إذا تعار من اللیل ٦٩٠/٢ رقم: ٥٠٦١)

ایک روایت میں ہے کہ ”جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوتے تو نیند دور کرنے کے لئے اپنے ہاتھوں کو چہرے پر ملتے اور سورۂ آل عمران کی آخری دس آیات پڑھتے“۔

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهم قال: استیقظ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، فجعل یسمح النوم عن وجهه، ثم قرأ العشر الآیات الخواتیم من سورة ال عمران. (شمائل ترمذي / باب ما جاء في عبادة رسول اللّٰه ﷺ ١٨ رقم: ٢٦٥)

سورۂ آل عمران کی آخری دس آیات یہ ہیں:

﴿اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُوْلِی الْاَلْبَابِ. اَلَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ. رَبَّنَا اِنَّکَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَهٗ، وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ. رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَاٰمَنَّا، رَبَّنَا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَکَفِّرْ عَنَّا سَیِّئٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ. رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ، اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ. فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَا اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی، بَعْضُکُمْ مِّنْ بَعْضٍ، فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُکَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ، ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ. لَا یَغُرَّنَّکَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ. مَتَاعٌ قَلِیْلٌ ثُمَّ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ، وَبِئْسَ الْمِهَادُ. لٰکِنِ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا، نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ، وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّلْاَبْرَارِ. وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ لَمَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِمْ خٰشِعِیْنَ لِلّٰهِ لَا یَشْتَرُوْنَ بِآیٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِیْلًا، اُولٰٓئِکَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ، اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ. یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ [آل عمران: ١٩٠-٢٠٠] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۰/۷/۱۴۳۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیت الخلاء میں داخل ہونے کی دعا

سوال (۱۰۳۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: بیت الخلاء میں داخل ہونے کی دعا تحریر فرمائیں، نوازش ہوگی۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت درج ذیل دعا پڑھنی چاہئے:

عن أنس بن مالک رضي اللّٰہ عنہ یقول: کان النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم إذا دخل الخلاء، قال: اللّٰھم إني أعوذ بک من الخبث والخبائث. (صحیح البخاري، کتاب الوضوء / باب ما یقول عند الخلاء ۲۶/۱ رقم: ۱۴۲ دار الفکر بیروت، صحیح مسلم، کتاب الحیض / باب ما یقول إذا أراد دخول الخلاء ۱۶۳/۱ رقم: ۳۷۵ بیت الأفکار الدولیة) **فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۶/۷/۲۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

بیت الخلاء سے نکلنے کی دعا

سوال (۱۰۳۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بیت الخلاء سے نکلنے کی دعا بھی تحریر فرمائیں، کرم ہوگا۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب قضاء حاجت سے مکمل طور پر اطمینان ہوجائے، تو دائیں پیر سے بیت الخلاء سے باہر نکلے اور یہ دعا پڑھے:

عن عائشة رضي اللّٰہ عنہا قالت: کان النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم إذا خرج من الخلاء، قال: غفرانک. (سنن الترمذي، أبواب الطھارة / باب ما یقول إذا خرج من الخلاء ۷/۱، سنن أبي داؤد، کتاب الطھارة / باب ما یقول الرجل إذا خرج من الخلاء ۵/۱ رقم: ۳۰، سنن ابن ماجة / کتاب الطھارة وسننھا / باب ما یقول إذا خرج من الخلاء رقم: ۳۰۰ دار الفکر بیروت)

الحمد للّٰہ الذي أذھب عني الأذیٰ وعافاني. (سنن ابن ماجة، کتاب الطھارة / باب ما یقول إذا خرج من الخلاء رقم: ۳۰۰، سنن أبي داؤد، کتاب الطھارة / باب ما یقول الرجل إذا خرج من الخلاء ۵/۱ رقم: ۳۰ دار الفکر بیروت)

ویستحب لہ …… عند الخروج یقدم الیمنیٰ. (الفتاویٰ الهندیة ۱/ ۵۰ دار إحیاء التراث العربي بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۷/ ۱۴۳۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سفر کے لئے گھر سے نکلنے کی دعا

سوال (۱۰۳۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: گھر سے نکلتے وقت کونسی دعا پڑھنی چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: گھر سے نکلتے وقت درج ذیل دعا پڑھنا حدیث سے ثابت ہے، اگر موقع ہو تو پہلے دو رکعت نماز پڑھے، پھر سفر کی دعا پڑھ کر گھر والوں کو سلام کرتے ہوئے رخصت ہو۔

قال النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم: إذا خرجت من منزلک فصلِّ رکعتین، تمنعانک مخرج السوء. (مسند البزار ۱/ ۳۵۷ رقم: ۷۴۶)

عن أم سلمة رضي اللّٰہ عنها قالت: أن النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان إذا خرج من بیته، قال: [بسم اللّٰہ توکلت علی اللّٰہ، اللّٰهم إنا نعوذ بک من أن نزل أو نضل أو نَظلِم أو نُظلَم أو نجهَل أو یُجهَل علینا]. (سنن الترمذي، أبواب الدعوات / باب ما جاء ما یقول إذا خرج من بیته ۲/ ۱۸۰-۱۸۱ رقم: ۳۴۲۷)

قال النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم: إذا دخلتم بیتًا فسلموا علی أهله، فإذا خرجتم فأودعوا أهله بسلام. (شعب الإیمان للبیهقي / باب مقاربة أهل الدین وموادتهم وإفشاء السلام، فصل في سلام من خرج من بیته ۶/ ۴۴۸ رقم: ۸۸۴۵ دار الفکر بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۷/ ۱۴۳۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

منزل مقصود نظر آتے وقت کی دعا

سوال (۱۰۳۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جس بستی میں جانے کا ارادہ ہو، تو جب وہ بستی نظر آنے لگے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب منزل مقصود نظر آنے لگے تو یہ دعا پڑھے:

اللّٰهم رب السماوات السبع وما أظلت، ورب الأرضين السبع وما أقلت، ورب الرياح وما أذرت ورب الشياطين وما أضلت، ورب الجبال أسألک خير هٰذا المنزل وخير ما فيه، وأعوذ بک من شر ما فيه، اللّٰهم ارزقنا جناه، واصرف عنا وباه وأرزقنا رضاه، وحببنا إلى أهله وحبب أهله إلينا. (كتاب الدعاء للطبراني / باب ما يقول المسافر إذا أشرف على بلدة يريد دخولها ۲٦۳ رقم: ۸۳٥ دار الكتب العلمية بيروت، المعجم الكبير للطبراني ۱۱٥/٤ رقم: ۳۸۳۹ دار إحياء التراث العربي بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۷/۱۴۳٦ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سفر سے واپسی پر گھر میں داخل ہونے کی دعا

سوال (۱۰۳۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سفر سے واپسی پر گھر میں داخل ہوتے وقت کیا دعا پڑھنی چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب سفر سے واپسی ہو تو بہتر یہ ہے کہ سلام کرتے ہوئے گھر میں داخل ہو، اور یہ دعا پڑھیں:

عن أبي مالک الأشعري رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا ولج الرجل بيته فليقل: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ الْمَوْلِجِ وَخَیْرَ

الْـمَـخْـرَجِ، بِسْـمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا، وَبِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا، وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب ما يقول الرجل إذا دخل بيته ٢/٦٩٥ رقم: ٥٠٩٦ دار الفكر بيروت)

عن البراء بن عازب رضي اللّٰه عنه يحدث عن أبيه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كان إذا قدم من سفر قال: ائبون تائبون عابدون لربنا حامدون. (سنن الترمذي، أبواب الدعوات / باب ما جاء ما يقول إذا رجع من سفره ٢/١٨٢ رقم: ٣٤٤٠، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٤/٢٩٨ دار الفكر بيروت، كتاب الدعاء للطبراني / باب ما يقول المسافر إذا رجع رقم: ٨٤٢ دار الكتب العلمية بيروت)

اور اگر موقع ہو تو دو رکعت نماز بھی پڑھ لیں۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إذا دخلت منزلک فصلِّ رکعتين تمنعانک مدخلَ السُّوءِ، وإذا خرجتَ من منزلک فصل رکعتين تمنعانک مخرجَ السُّوء. (المسند للإمام البزار، مجمع الزوائد ٢/٥٧٢، الأحاديث المنتخبة في الصفات الست، الصلاة / السنن والنوافل ١١٨ رقم: ٢٩٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۶/۷/۲۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

آئینہ دیکھنے کی دعا

سوال (۱۰۳۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آئینہ دیکھنے کی دعا کیا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب آئینہ دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے تھے:

الحمد للّٰه اللّٰهم كما حسَّنت خَلقِي فحسِّنْ خُلُقِيْ. (عمل اليوم الليلة / باب ما

يقول إذا اظر في المرأة ١/١٢٨ رقم: ١٦٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۷/۱۴۳۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نیا کپڑا پہننے کی دعا؟

سوال (۱۰۳۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر نیا کپڑا زیب تن کیا جائے تو کیا اس کی کوئی دعا ہے؟ تحریر فرمادیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حدیث شریف میں نیا کپڑا پہنتے وقت درج ذیل دعا پڑھنا ثابت ہے:

الحمد للّٰه الذي كساني ما أُواري بهٖ عورتي واتجمَّل بهٖ في حياتي. (كتاب الدعاء ١٤٢، الأذكار للنووي ١/٢٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/۴/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کھانے کے بعد کی دعائیں

سوال (۱۰۳۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اَحادیثِ شریفہ میں کھانے کے بعد کونسی کونسی دعائیں پڑھنا منقول ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کھانا کھانے کے بعد درج ذیل دعا پڑھنا احادیثِ شریفہ سے ثابت ہے:

عن أبي أمامة رضي اللّٰه تعالىٰ عنه أن النبي صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم كان إذا رفع مائدته قال: ''الحمد للّٰه كثيرًا طيبًا مباركًا فيه، غير مكفي ولا مودع

ولا مستغنىً عنه ربنا“.

عن أبي أمامة رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كان إذا فرغ من طعامه، وقال مرةً: إذا رفع مائدته، قال: ”الحمد للّٰه الذي كفانا وأروانا، غير مكفي ولا مكفورٍ“. وقال مرة: ”الحمد للّٰه ربنا غير مكفي ولا مودعٍ ولا مستغنًى ربنا“. (صحيح البخاري، كتاب الأطعمة / باب ما يقول إذا فرغ من طعامه ٨٢٠/٢ رقم: ٥٤٥٨-٥٤٥٩ دار الفكر بيروت)

عن أبي سعيد الخدري رضي اللّٰه عنه قال: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إذا فرغ من طعامه قال: الحمد للّٰه الذي أطعمنا وسقانا وجعلنا مسلمين. (شمائل ترمذي / باب ما جاء في قول رسول اللّٰه ﷺ قبل الطعام وبعد ما يفرغ منه ١٢/٢ رقم: ١٩٥)

عن أبي أيوب الأنصاري رضي اللّٰه تعالىٰ عنه قال: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم إذا أكل أو شرب قال: الحمد للّٰه الذي أطعم وسقىٰ وسوَّغه وجعل له مخرجًا. (سنن أبي داؤد، كتاب الأطعمة / باب ما يقول الرجل إذا طعم ٥٣٨/٢ رقم: ٣٨٥١ دار الفكر بيروت)

قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: وإذا شبعتم فقولوا: الحمد للّٰه الذي هو اشبعنا وأروانا وأنعم علينا وأفضل. (شعب الإيمان للبيهقي / باب تعديد نعم اللّٰه عزوجل ١٤٥/٤-١٤٦ رقم: ٤٢٨٤)

مذکورہ بالا دعاؤں میں سے کسی بھی دعا کو پڑھنے سے سنت کا ثواب مل جاتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پانی پینے کی دعا

سوال (۱۰۳۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: پانی پینے کی کیا دعا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت ابوجعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانی پینے کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے:

الحمد للّٰه سقانا عذبًا فراتًا برحمته ولم يجعل ملحًا أجاجًا بذنوبنا. (كتاب الدعاء للبطراني ٨٩٩، شمائل كبرىٰ ١/١٩٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ١٥/٣/١٤٣٧ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دودھ پینے کی دعا؟

سوال (١٠٣٨): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: دودھ پینے کی دعا بھی تحریر فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درج ذیل دعا پڑھنا ثابت ہے۔

اللّٰهم بارک لنا فيه وزدنا منه. (سنن الترمذي / باب ما يقول إذا أكل طعامًا ٢/١٨٣، شمائل كبرىٰ ١/١٩٥، شعب الإيمان للبيهقي / باب في المطاعم والمشارب ٥/١٠٤ رقم: ٥٩٥٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ١٥/٣/١٤٣٧ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

رنج وغم اور قرض سے نجات دلانے والی دعا؟

سوال (١٠٣٨): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حضرت میرے اوپر بہت بڑا قرض ہوگیا ہے، اور بعض کاروباری پریشانیوں اور گھریلو حالات کی وجہ سے میں بہت رنج وغم کا شکار رہوں، اس لئے حضور والا سے درخواست ہے کہ مجھ کو

پڑھنے کے لئے کوئی ایسا دعا فرما دیں، جو میرے غموں کو دور کر دے اور قرض سے ادائیگی کا سبب بن جائے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: آپ درج ذیل دعا کا کثرت سے اہتمام کیا کریں:

اللّٰهم إني أعوذ بک من الهم والحزن وأعوذ بک من العجز والكسل وأعوذ بک من البخل والجبن وأعوذ بک من غلبة الدين وقهر الرجال. (سنن الترمذي ٢/١٨٦، سنن أبي داؤد ١/٢١٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/۴/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

⁂